جلد دوم

روحانی امراض کی اصلاح کے لئے
تیر بہدف ہزاروں الہامی اصلاحی نسخے

روحانی معالج

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

تلخیص ''تربیت السالک'' مع اضافہ جدیدہ
برصغیر کے عظیم روحانی مطب ''خانقاہ امدادیہ اشرفیہ''
تھانہ بھون کا فیضان عام... جہاں زندگی کے ہر شعبہ کے
ہزاروں افراد نے اپنی اصلاح کرائی اور بھٹکی ہوئی
انسانیت واصل بحق ہوئی روحانی امراض سے
متعلق سوالات کے الہامی جوابات

تبویب
اُستاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
(بانی جامعہ خیر المدارس ملتان)

اضافہ جدیدہ

حضرت مولانا عبد الرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ
عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف رحمہ اللہ
عارف باللہ حضرۃ ڈاکٹر عبد الحئی عارفی رحمہ اللہ
جیسے اکابر خلفاء کرام کی خط وکتابت کا اضافہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

روحانی معالج

ملخص تربیت السالک

(جلد دوم)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ
کی خدمت میں لکھے گئے روحانی بیماریوں کے متعلق
ہزاروں سوالات کے الہامی جوابات

تبویب
اُستاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
(بانی جامعہ خیر المدارس ملتان)

تلخیص
صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ
خلیفہ مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
وحضرت اقدس الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

رُوحانی مُعالج

تاریخ اشاعت............. رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

ناشر.......................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہوسکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ.... ملتان | مکتبہ رشیدیہ........ راجہ بازار........ راولپنڈی

ادارہ اسلامیات.......... انارکلی.......... لاہور | یونیورسٹی بک ایجنسی.... خیبر بازار........ پشاور

مکتبہ سید احمد شہید........ اردو بازار........ لاہور | ادارۃ الانور........ نیو ٹاؤن........ کراچی نمبر 5

مکتبہ رحمانیہ........ اُردو بازار .... لاہور | مکتبہ المنظور الاسلامیہ.... جامعہ حسینیہ.... علی پور

119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE

عرض مرتب

تربیت السالک حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی وہ مجددانہ' مقبول عوام وخواص تصنیف ہے جس کے مطالعہ کی ترغیب حضرت حکیم الامتؒ خود کتاب کی طباعت سے پہلے دیتے تھے چنانچہ ایک مسترشد خاص کو تحریر فرماتے ہیں۔

تربیت السالک کے بعض حصص الامداد میں چھپے ہیں اور بعض قلمی ہیں سب دیکھ لیجئے۔ (تربیت السالک) اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا راہ ولایت معلوم کرنے کیلئے تربیت السالک ہے۔(خاتمۃ السوانح)

تبویب تربیت السالک دو ضخیم جلدوں میں 2360 صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے اخی فی اللہ برادر محترم حضرت الحاج مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب ملتانی مدظلہ کے دل میں یہ بات القاء کی کہ دور حاضر میں ان ضخیم جلدوں کا مطالعہ عدیم الفرصت طالبین وسالکین سے مشکل ہے ان علوم ومعارف وحکم کو ایک جلد میں سمانے کی کوشش کی جائے۔ سوالات مختصر کئے جائیں۔ اسی طرح جوابات میں ذاتی معاملات (ادعیہ وغیرہ) کو حذف کیا جائے۔ مکررات درج نہ کئے جائیں وغیرہ اس طرح ان میں اختصار ہو جائے گا یہ کہہ کر انہوں نے دونوں جلدیں میرے پاس بھجوا دیں۔ کئی روز دعائیں کرتا رہا اور مطالعہ کرتا رہا۔ اس کے بعد شرح صدر ہوا تو ازحد نافع محسوس ہوا جو کچھ ہو سکا پیش خدمت ہے حق سبحانہ وتعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائیں اور ناشر و ناکارہ کیلئے ذریعہ نجات بنائیں۔

دعاؤں کا ازحد محتاج

بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ

يَا فَتَّاحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ا ب ت ث ج ح خ د ذ

ر ز س ش ص ض ط ظ

ع غ ف ق ك ل م ن

و ہ لا ء ی ے

کتبہ اشرف علی لمحمد صفی

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ مجاز صحبت حافظ عبدالولی رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے محمد صفی کی بسم اللہ کرانے کی درخواست کی تو حضرت نے یہ تختی لکھ کر بھیج دی کہ اس پر بسم اللہ کرا لیجئے یہ مجھ سے بسم اللہ کرانے کے قائم مقام ہوگا۔ ہم اس تختی کا فوٹو افادہ عام کے لئے شائع کر رہے ہیں تاکہ ہر بچہ کو یہ سعادت مل سکے۔ (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ)

نوٹ: اگر اب بھی کوئی اپنے بچے کی بسم اللہ اس پر کرالے تو باعث برکت ہے۔

عکس تحریر: حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

[illegible]

عکس تحریر: حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

[illegible]

جدید اضافہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں آپ کے اکابر خلفاء کرام رحمہم اللہ کے اصلاحی خطوط اور حکیم الامت رحمہ اللہ کے جوابات

فہرست عنوانات

جدید اضافہ اکابر خلفاء کے خطوط اور اُن کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُوحانی مُعالج

ملخص

تربیت السالک

(جز سوم)

باب ا

بیعت وصحبت شیخ

رنگ کے اختلاف کی وجہ سے بعض مشائخ کی طرف کشش کا ہونا

حال: کچھ روز سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کو دل چاہ رہا ہے مگر اس میں بھی ایک عجیب بات ہے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ قریب ہیں وہاں دل نہیں چاہتا یہاں تک کہ کبھی کبھی نظام الدین مولوی محمد الیاس صاحب کے یہاں جانا ہوتا ہے گویا اس بستی تک جاتا ہوں مگر درگاہ میں جانے کو کچھ دل نہیں چاہتا' خدا معلوم اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: یہ تفاوت مناسبت کے تفاوت سے ہے۔ حضرت قطب صاحبؒ پر ترک تعلقات کا خاص رنگ غالب تھا جو حضرت نظام الاولیاء کے رنگ سے جدا تھا۔ جن احباب کو مجھ سے زیادہ مناسبت ہے وہ اس رنگ سے زیادہ قریب ہیں جو قطب صاحبؒ پر غالب تھا اس لیے کشش میں تفاوت ہے۔ (النور جمادی الاول ۱۳۵۱ھ)

جو مضمون سمجھ میں نہ آئے اس میں رائے نہ چاہیے

حال: کتاب ''سراج المجالس'' جس میں ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ ہیں دیکھ رہا ہوں؟ تحقیق: اللہ تعالیٰ نافع فرمادے لیکن کوئی مضمون اگر سمجھ میں نہ آئے اس میں رائے قائم نہ فرماویں۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

مرید کو پیر کے بتلائے ہوئے ورد میں کمی بیشی کرنا صورت مخصوص میں جائز ہے

حال: کسی مرید کو اس کے پیر یا مرشد نے ایک تعداد معین میں پڑھنے کے لیے ایک ورد بتایا ہے' کیا مرید اس ورد کی تعداد میں کمی بیشی یا اور کسی طرح کا ردوبدل اپنی عقل سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس عدد میں اگر کوئی خاصہ ہے تجربہ سے یا اور کسی دلیل صحیح سے تو اس میں کمی بیشی وتغیر تبدل سے وہ خاصہ فوت ہو جائے گا مگر معصیت نہیں اور اگر کوئی خاصہ بھی نہیں محض انتظام وانضباط کی بناء پر تعیین کی گئی ہے تو فوت خاصہ کا بھی ضرر نہیں بشرطیکہ تغیر وتبدل میں معنی وغیرہ کا فساد لازم نہ آوے، باقی شیخ کی تجویز کو مثل حکم شارع کا سمجھنا یہ حدود سے خروج ہے۔ کما قال تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (الآیۃ) (النور رمضان ۱۳۵۴ھ)

رسالہ الاعتدال فی متابعۃ الرجال

(از: مولوی عبدالماجد دریابادی)

شیخ کے اتباع کامل میں شرک فی النبوت کا تفصیلی جواب

حال: شیخ کے اتباع کامل کے متعلق جناب نے اس والا نامہ میں بھی ارشاد فرمایا (اس سے پہلے کا ایک خط مراد ہے) اور اس کے علاوہ بارہا زبان مبارک سے بھی سنا اور دوسرے بزرگوں کے ہاں بھی اس کی تاکید دیکھی لیکن اپنے نفس کی شرارت سمجھی جائے یا جو کچھ بھی پوری تشفی جیسی اور بیسیوں مسائل میں زبان مبارک سے سننے کے بعد ہو چکی ہے اس مسئلہ میں نہیں ہوئی۔ شبہ اتباع میں نہیں، اتباع کامل میں پیدا ہو جاتا ہے دل یہی کہنے لگتا ہے کہ یہ صورت تو شرک فی النبوت کی سی ہوگی؟

تحقیق: غالباً میرے کل معروضات اس کے متعلق آپ کے ذہن میں اس لیے جمع نہ رہے کہ شاید ایک جلسہ میں کبھی مجتمعاً بیان نہیں کیے گئے اب اس کا ملخص مجموعاً عرض کرتا ہوں۔ یہ اتباع نہ عقائد میں ہے نہ کشفیات میں نہ جمیع مسائل میں نہ امور معاشیہ میں، صرف طرق تربیت وتشخیص امراض وتجویز تدابیر اور ان مسائل میں ہے جن کا تعلق اصلاح وتربیت باطنی سے ہے وہ بھی اس وقت تک جب تک کہ ان کا جواز مرید وشیخ کے درمیان متفق علیہ ہو اور اگر اختلاف ہو تو شیخ سے مناظرہ کرنا تو خلاف طریق ہے اور امتثال امر خلاف شریعت ہے۔ ایسی صورت میں ادب جامع بین الادبین یہ ہے کہ علماء سے استفسار کر کے یا اپنی تحقیق

سے حکم متعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں فلاں عمل کو جائز نہیں سمجھتا اور ہمارے سلسلہ میں اس کی تعلیم ہے مجھ کو کیا کرنا چاہیے' اس پر اگر شیخ پھر بھی وہی حکم دے تو اس شیخ کو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر وہ ترک کی اجازت دے تو یہ بھی اس کی متابعت ہے یہ معنی ہیں اتباع کامل کے یعنی جو مرض نفسانی اس نے تجویز کیا ہو یا جو تدبیر اس نے تجویز کی ہو یا جو عمل مشروع جس کا مشروع ہونا شیخ و مرید میں متفق علیہ ہو' تجویز کیا ہو ان چیزوں میں اتباع کامل کرے ذرا بھی اپنی رائے کو دخل نہ دے اور باقی امور میں اتباع مراد نہیں۔ امید ہے کہ سب شبہات کا جواب ہو یا ہوگا اگر کوئی جزئی باقی ہو تو تعیین و تصریح کے ساتھ تحریر فرمائیے۔

خلاصہ مبحث کا اس باب میں یہ ہے کہ اتباع کا محل اور قیود اور حیثیت معلوم نہ ہونے سے یہ سب شبہات پیدا ہوئے ہیں میں اس کا محل و قیود و حیثیت متعین کیے دیتا ہوں۔ سو محل تو اس کا صرف شیخ کی خاص تعلیمات قولیہ ہیں جن کا تعلق تربیت و اصلاح باطن سے ہے اور قید اس کی یہ ہے کہ وہ فعل جس کی تعلیم کی جا رہی ہے شرعاً جائز ہو جس کا جواز طالب کے اعتقاد میں بھی ہو اور حیثیت اس کی شیخ و مصلح ہونا ہے یعنی مصلح ہونے کی حیثیت سے صرف تعلیمات سلوک میں اس کے اقوال پر عمل کرنا شرط نفع ہے۔ اب ان قیود کے فوائد احترازیہ بتلاتا ہوں تعلیمات قولیہ کی قید سے خود شیخ کے افعال بھی نکل گئے' خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز ہوں جیسے شیخ پانچ سورکعتیں روزانہ پڑھتا ہو یا صوم داؤدی ہمیشہ رکھتا ہو اس میں اتباع ضروری نہیں اور خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز نہ ہوں خواہ مختلف فیہ ہونے کے سبب جیسے شیخ فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہو اور طالب اس کو مکروہ جانتا ہو اور خواہ شیخ غلطی سے اس فعل ناجائز میں مبتلا ہو جیسے غیبت کرتا ہے اس میں اتباع جائز بھی نہیں اور اسی قید سے شیخ کے کشفیات نکل گئے۔ خصوص جبکہ طالب کا کشف اس کے خلاف ہو اسی طرح جمیع مسائل اصولیہ و فرعیہ جن کا تعلق تربیت سے نہیں خارج ہو گئے البتہ ان میں جو امور شرعاً بھی ضروری ہیں وہ لازم العمل ہیں۔ گو شیخ بھی نہ کہے اور اگر شیخ حکم دے تو یہ حکم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی حیثیت سے ہوگا' مصلح ہونے کی حیثیت نہ ہوگا اور ان میں خلاف کرنا شریعت کی مخالفت ہوگی نہ شیخ کی مخالفت۔ البتہ مخالفت شریعت کی بناء پر شیخ

ایسے طالب سے قطع تعلق کرسکتا ہے اور یہ قطع تعلق شیخ کے ساتھ خاص نہیں ہر مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے۔ سو اس کا تعلق مسئلہ متابعت شیخ سے کچھ نہیں اسی طرح اس قید سے امور معاشیہ نکل گئے۔ مثلاً شیخ کسی طالب سے کہے کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے سے یا اور کسی سے کردو یہ بھی متابعت کا محل نہیں اور قید جواز کا فائدہ یہ ہے کہ شیخ جس چیز کی تعلیم کرتا ہے وہ اگر شرعاً ناجائز ہو اس میں اتباع جائز بھی نہیں خواہ اجماعاً ناجائز ہو جیسے کوئی معصیت خواہ اختلافاً ناجائز ہو جیسے مسائل مختلف فیہا کی کوئی خاص شق جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں اور اسی تقریر میں ضمناً حیثیت کا فائدہ بھی مذکور ہو گیا۔ اب اس کے متعلق سب سوال حل ہو گئے' سو یہ تو طے ہو گیا کہ بعض امور محل متابعت نہیں جن میں بعض میں تو متابعت واجب نہیں جیسے امور معاشیہ اور بعض میں جائز بھی نہیں خواہ ان کا عدم جواز متفق علیہ ہو جیسے معاصی خواہ مختلف فیہ ہو جیسے مسائل اختلافیہ جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں۔

اب یہ بات باقی رہی کہ جو امور محل متابعت نہیں اس میں اگر شیخ حکم دے اگر وہ شرعاً جائز اور طالب کی قدرت میں ہیں تو مروت کا مقتضا یہ ہے کہ ان میں متابعت کرے جیسے کوئی اپنا ذاتی کام یا کوئی خاص خدمت کرنے کی فرمائش کرے اور اگر وہ شرعاً ناجائز ہے خواہ واقع میں بھی خواہ اس کے اعتقاد میں تو ادب سے عذر کرے۔ اگر وہ اصرار کرے تو اس سے تعلق قطع کردے مگر گستاخی و ایذاء کا معاملہ کبھی نہ کرے یہ تو اس وقت ہے جب وہ خلاف شرع کا حکم دے اور اگر طالب کو ایسا حکم نہ دے مگر خود کسی لغزش میں مبتلا ہو اگر اس میں تاویل کی گنجائش ہے تو تاویل کرلے اور اس سے قطع تعلق نہ کرے اور اگر تاویل کی گنجائش نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر احیاناً اس کا صدور ہو جاتا ہو تو بشریت اور احتمال توبہ پر محمول کر کے تعلق قطع نہ کرے اور اگر اصرار بمعنی اعتیاد ہے نہ بمعنی جمود و عدم مبالاۃ تو اگر وہ صغیرہ ہے تو قطع تعلق نہ کرے اور جو کبیرہ اور فسق و فجور یا ظلم و خیانت کے درجہ میں ہے تو تعلق قطع کردے مگر ان سب حالات میں اس کے لیے دعائے صلاحیت کرتا رہے کہ حقوق احسان میں سے ہے' ارادہ تھا خلاصہ کو مختصر لکھنے کا مگر وہ اصل سے بھی زیادہ مبسوط ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ اس وقت بے ساختہ ذہن میں آیا کہ اس تحریر کا ایک لقب تجویز کردیا جائے۔

الاعتدال فی متابعۃ الرجال. (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

نوٹ: اس کے متعلق بقیہ مضمون باب ششم میں درج ہے۔

مرید کو شیخ سے مناظرہ نہ چاہیے مشورہ خیر خواہانہ

چونکہ آپ سے دوسرا تعلق بھی ہے جس کا درجہ اور حکم او پر مریض اور طبیب کی مثال میں منقح ہوا ہے اور اساس اس تعلق کا نصح محض و خلوص محبت ہے اس لیے ضرورت کے سبب مطلع کرتا ہوں کہ یوں تو آپ کی طبیعت میں پہلے ہی سے عنوان خطاب میں آزادی و بیباکی و خشکی ہے جو میرے مذاق کے خلاف ہے مگر اس اختلاف کو اختلاف فطری پر محمول کر کے کبھی اثر نہیں لیا اور جواب میں اپنے مذاق کے موافق حدود ادب کی رعایت رکھی جو آپ کے ذمہ تھی اور میرے ذمہ نہ تھی مگر تعلقات پر نظر کر کے حقوق ادا کیے لیکن چند روز سے میں اندازہ کرتا ہوں کہ یہ صفت جس کو آپ صفائی کہہ سکتے ہیں بڑھ گئی اور بڑھتی جاتی ہے جس کا سبب میرے نزدیک تاریخ کا مطالعہ ہے اور اس پر وثوق جس سے علاوہ آزادی کے ایک رنگ دعویٰ کا بھی پیدا ہو گیا اور یہ سمجھنا میرا ذوق ہے اور اگر یہ میرا ذوق صحیح نہیں تو اس خیال کا منشاء میرا افساد مذاق یا اختلاف مذاق ہو سکتا ہے بہر حال دونوں کے مذاق میں اختلاف بعید ہو گیا اور یہ مانع ہے ان فوائد سے جو مقصود ہیں اس تعلق سے۔ اس لیے خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر ان تحقیقات کی خدمت مجھ سے لی جاوے تو تعلق اصلاح کسی اور جگہ پیدا کیا جاوے۔ پھر آپ کے سوالات کو ایسی نظر سے دیکھوں گا جیسے عام اہل علم سے مکاتبت ہوتی ہے اور انقباض بالکل نہ ہو گا اور بجائے رعایت ادب کے ضابطہ بھی برتوں گا اور اگر اس تعلق کے ابقاء کو مصلحت سمجھا جاوے تو ان تحقیقات کو جس میں مناظرہ کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے بالکل حذف کیا جاوے' یہ دونوں متضاد ہیں جو جمع نہیں ہو سکتے۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

شیخ کی محبت کا حق تعالیٰ کی محبت پر غالب ہونیکا ازالہ

حال: حضور کے ساتھ غلبہ محبت کا آج کل یہ حال ہے کہ معلوم ہوتا ہے دل میں سوائے آپ کی محبت کے اور کوئی محبت نہیں رہی ہے اور نہ کسی دیگر شخص کا خیال ہے آپ کو بحیثیت اپنے شیخ کے صاف لکھنا زیادہ بہتر ہو گا یعنی ان دنوں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی کم محسوس کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ شبہ صحیح نہیں۔حق تعالیٰ کی محبت میں شان عقلیت غالب ہوتی ہے اور اپنے مجانس کی محبت میں شان طبیعت غالب ہوتی ہے اور سرسری نظر میں محبت عقلی محبت طبعی کے سامنے ضعیف و مضمحل معلوم ہوتی ہے اس سے وہ شبہ ہو جاتا ہے حالانکہ امر بالعکس ہے۔ چنانچہ اگر اسی محبوب طبعی سے (نعوذ باللہ) حق تعالیٰ کی شان کے خلاف کوئی معاملہ قولی یا فعلی صادر ہو تو وہی محبوب فوراً مبغوض ہو جاوے جس سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کی ہی محبوبیت غالب ہے۔(النور صفر ۱۳۵۴ھ)

بعد بیعت محبت کے ساتھ رعب کا نہ ہونا مبارک حالت ہے

حال: چونکہ حضور نے ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا تھا کہ مبتدی کو سب جزئیات کی اطلاع دینا لازم ہے اس لیے عرض ہے کہ بعد بیعت کے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ قبل بیعت کے حضور سے محبت تھی مگر رعب معلوم ہوتا تھا مگر اب بعد بیعت کے محبت تو الحمدللہ بہت ہے مگر رعب مطلق نہیں معلوم ہوتا ہے' طبیعت میں شوخی معلوم ہوتی ہے اور ہر وقت خواہش ہوتی ہے کہ خوب باتیں حضور سے کیا کروں؟

تحقیق: مبارک حالت ہے وہ پہلی حالت بھی مبارک تھی اس طریق میں جو حالت غیر اختیاریہ پیش آوے خیر محض ہے اور اس میں بے حد مصالح و منافع ہوتے ہیں جو اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتے مگر آگے چل کر ایک وقت میں سب خود بخود سمجھ میں آنے لگتے ہیں۔(النور صفر ۱۳۵۴ھ)

دلی تعلق شیخ سے انفع ہے

حال: اب تو برابر جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ کو سینہ سے لگائے رکھوں اور قدموں کو بوسہ دیتا رہوں' رات عشاء کے بعد آپ کی جانماز پر مسجد میں جہاں پر آپ کے پیر رہتے ہیں خوب اپنے سر سے لگا کر لطف رہتے رہے؟

تحقیق: دل میں تعلق کا رہنا بعض منافع میں ظاہری قرب سے انفع ہو جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔(النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

تجدید بیعت جائز ہے مگر تعلیم بیعت پر موقوف نہیں

حال: بعد انتقال مرشد کسی دوسرے متبع شریعت شیخ سے تجدید بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں، خلاف طریق تو نہیں؟

تحقیق: تجدید بیعت ایسی حالت میں گو جائز ہے اور خلاف طریق بھی نہیں لیکن حاجت بھی نہیں البتہ اگر تعلیم کی ضرورت ہو تو بدوں بیعت ہی کسی سے سلسلہ تعلیم کا جاری کر دیا جاوے، کوئی نفع اور برکت بیعت پر موقوف نہیں۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

مجاز کو بیعت کرنے سے شرم آنا مانع بیعت نہ ہونا چاہیے

حال: یکے از مجازین۔ اگر کوئی میرے پاس بیعت ہونے آتا ہے اپنے حال پر نظر کر کے از حد شرم آتی ہے کہ یہ میرے سے ہر طرح اچھا ہے میں کیا اس کو بیعت کروں؟ تحقیق: اچھی ہے۔

حال: اور کیا کروں؟

تحقیق: مرید کر لیا کریں تا کہ یہ تواضع اور زیادہ بڑھے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

مرید از خود کوئی ذکر تجویز نہ کرے

حال: بارہ تسبیح کا ذکر کرنے کو دل بہت چاہتا ہے اگر حضرت والا اجازت فرمادیں تو پڑھ لیا کروں؟

تحقیق: اگر طبیب سے کہو کہ خمیرہ گاؤزبان کو جی چاہتا ہے اجازت دے دو تو وہ کیا یہ جواب نہ دے گا کہ جب تم خود اپنے لیے تجویز کر سکتے ہو تو پھر دوسرے سے کیوں رجوع کرتے ہو طبیب سے تجویز کرایا کرتے ہیں یا خود تجویز کر کے اس سے اجازت لیا کرتے ہیں۔ (النور، جمادی الاول ۱۳۵۴ھ)

اصلاح کا طریقہ

حال: جواباً عرض ہے کہ مجھے اصلاح کا طریق نہیں معلوم میں اس سے بالکل جاہل ہوں، آپ للہ میرے لیے طریق اصلاح تجویز فرماویں؟

تحقیق: طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس کا ایک ایک عیب ظاہر کرو اور مجھ سے اس کا علاج پوچھو اور میں جو بتلاؤں اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اطلاع دو۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

مجاز کا اپنے آپ کو ذلیل وخوار سمجھ کر تعلیم وتلقین سے رُکنا جائز نہیں

حال: ایک اور بات قابل عرض ہے حضرت نے مجھے تعلیم کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھ لے مگر حضرت میں تو اپنے آپ کو دنیا سے زیادہ ذلیل اور خوار اور نا اہل سمجھتا ہوں؟ تحقیق: کیا اچھوں کو خدمت تعلیم سے محروم رکھا جاوے۔

حال: یہ کیفیت ایسی غالب ہے کہ ہر وقت ندامت میں ڈوبا رہتا ہوں بلکہ بعض وقت تو یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے اجازت نہیں دی بلکہ درحقیقت تیری نالائقی کا علاج فرمایا ہے کہ اسی سے شرمندہ ہو کر کچھ آدمیت آجاوے؟

تحقیق: سبحان اللہ یہ خیال تو کامل مقدمہ ہے اصلاح کا۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۳ھ)

عیوب پر مطلع ہو کر اپنے مصلح سے مشورہ لیا جائے

حال: حضرت والا بھی کوئی تدبیر تجویز فرمائیں گے کہ عیوب ومفاسد اور خبائث نفس پر اطلاع ہو؟

تحقیق: اس کی تدبیر بھی ہے۔ آئمہ طریق کے ایسے رسالے بھی ہیں جن میں عیوب کی فہرست اور معالجات بھی ہیں جیسے امام غزالیؒ کی مطول ومختصر تالیفات جن میں سے اربعین کے مطالعہ کا اکثر مشورہ دیا کرتا ہوں، اس سے یہ غرض حاصل ہو جائے گی لیکن صرف مطالعہ کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ عیوب پر مطلع ہو کر اپنے مصلح سے مشورہ لیا جاوے یہ تو عیوب ونقائص پر مطلع ہونے کی تدبیر ہے باقی اس کے ساتھ اس کی بھی ضرورت ہے کہ اپنے جن محاسن پر نظر پڑتی ہے ان کے متعلق غور کیا جاوے کہ جس ہیئت سے یہ محمود یا مامور بہ ہیں آیا اسی سے مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ اگر ہیئت موجودہ ہیئت مطلوبہ کی تحقیق کی جاوے گی اس وقت منکشف ہوگا کہ مزعومہ محاسن حقیقی محاسن کی نقل بھی نہیں تو وہ نظر بھی کالعدم ہو جائے گی۔ (النور، محرم ۱۳۵۷ھ)

بیعت کا موقع اس وقت ہے جب مصلح سے اتنی محبت ہو جائے کہ اس سے کسی حالت پر انقباض نہ ہو

حال: اب حضرت والا کے سابقہ گرامی نامہ کے ایک ارشاد کے متعلق عرض گزار ہوں۔

حضرت نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ کیا یہ مشورہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ قصد بیعت ہمیشہ ہی کے لیے ترک کر دیا جائے کہ نفع کا موقوف علیہ نہیں اور فائدہ (عدم بیعت میں) یہ ہے کہ اگر تعلیم مصلح خلاف مذاق ہو تو بدلنا سہل ہو اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت تو تھی نہیں کیونکہ میں اپنا قطعی فیصلہ عرض کر چکا ہوں کہ حضرت کے خلاف منشاء پر اصرار کے وہم کی بھی قلب میں قطعاً جگہ نہ ہوگی؟

تحقیق: ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ماشاء اللہ تعالیٰ مقصود کو خوب ادا کیا نہ ادا میں کمی رہی نہ ادب میں۔ اللّٰھم زدفزد. میرا مقصود اس مشورہ سے آپ کو آزاد رکھنا اور راحت پہنچانا تھا کہ کبھی تنگی نہ ہو ورنہ مجھ کو تو جس قدر ارتباط بڑھایا جاوے گا راحت ہی راحت ہے۔ اب اس مشورہ کو مسئلہ فن کے ساتھ تبدیل کرتا ہوں وہ یہ کہ اس خاص رسم کا جس کا نام عرف میں بیعت ہے موقع اس وقت ہے جب اپنے خادم دینی سے اس درجہ محبت اور طبعی تعلق ہو جاوے کہ اگر وہ سراپا نقص ہی نقص بن جاوے تب بھی خواہ اس سے اعتقاد نہ کرے یا ضعیف ہو جاوے لیکن اس سے انقباض نہ ہو اور جب تک اس کی تعلیم دل کو لگتی رہے تعلیم کا سلسلہ اس کے ساتھ جاری رکھے اور اگر تعلیم دل کو نہ لگے تو تعلیم بھی ترک کر کے اطلاع کر دی جاوے تا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو اور دوستی کا علاقہ پھر بھی اس کے ساتھ باقی رکھے۔ گو معصیت میں اس کی اطاعت نہ کرے بشرط بقائے ایمان۔

ولوضعیفًا کما ورد فی اطاعة الامام وعدم الخروج علیه مانصهٔ السمع والطاعة علی المرألمسلم فیما احبّ وکره مالم یؤمر بمعصیة و اذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة متفق علیه و فی حدیث آخر وعلٰی ان لا تنازع الامر اهله الا ان تروّ کفرا بواحاً عندکم من اللّٰه فیه برهان. متفق علیه وفی روایته الامن وَلِیَ علیه والٍ فراٰهُ یأتی شیئًا من معصیة اللّٰه فلیکرهُ مایأتی من معصیة اللّٰه ولا ینزعنَّ یدًا من طاعةٍ. (رواه مسلم)

اور خود اس مسئلہ میں بھی تحقیق طویل ہے اس مقام پر بعض فروع نقل کر دیئے ہیں جو بعض احکام میں اشتراک علت سے مشابہ ہیں۔ احکامات متعلقہ امارت کے بقیہ اپنے محل میں مذکور ہیں۔ ولیس هذا محلها. (النور محرم ۱۳۵۷ھ)

مرشد کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے

حال: ایک عرض یہ ہے کہ جب کوئی معمولی ناغہ ہوتا ہے تو لونڈی کو زیادہ پریشانی حضرت والا کو اطلاع کے خیال سے ہوتی ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ لونڈی اس بات پر گنہگار تو نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے عتاب کے خیال کی بہ نسبت حضرت والا کی خدمت میں معمولات ناغہ ہونے کی اطلاع سے قلب پر خوف طاری ہوتا ہے؟

تحقیق: یہ خوف بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہے کیونکہ مجھ سے جو خوف ہے اس کا موجب میری ذات تو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ رہا یہ کہ پھر بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف کیوں نہیں۔ اس کی وجہ طبعی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی بھی زیادہ امید ہے جو مخلوق سے نہیں اس لیے اس میں کوئی بات نہ گناہ کی ہے نہ نقصان کی۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ)

عقلی اور اعتقادی قرار مطلوب ہے نہ کہ طبعی

حال: گزشتہ عریضہ کے جواب میں حضرت نے ایک شعر بالکل میرے حسب حال تحریر فرمایا تھا۔

گر گریزی بر امید راحتے　　　　ہم ازاں جا پیشت آید آفتے

اور اس آفت کا حقیقی علاج بھی وہی ہے جو حضرت نے تحریر فرمایا کہ تجویز کو فنا کر کے تفویض کے دامن میں پناہ لوں۔ عقلاً خوب سمجھتا ہوں کہ راحت بھی تفویض ہی میں ہے ساتھ ہی یہ بھی تجربہ اب سالہا سال سے برابر ہو رہا ہے کہ پہلے جس طرح میری مشکل سے مشکل تجویز پوری ہو کر رہتی تھی اب آسان سے آسان بھی پوری نہیں ہوتی مگر تجویز ساز بلکہ تجویز باز طبیعت کچھ ایسی بے حیا واقع ہوئی ہے کہ اس پر بھی باز نہیں آتی جب کوئی تجویز سامنے آتی ہے جب سے حضرت نے یہ تحریر فرمایا خصوصیت سے اس سے بھاگتا اور اس کو بھگانا چاہتا ہوں مگر ہر پھر کے مسلط ہی رہتی ہے۔ نماز میں ذکر میں شغل میں بیکاری میں باکاری میں جب ذرا بھی موقع پاتی ہے اور حدیث نفس شروع کرا دیتی ہے جب طبیعت کا یہ حال ہے تو حضرت خالی عقل سے تفویض کو حق جان کر راحت تو بہر حال نصیب نہیں ہو سکتی بس تھوڑی دیر کے لیے کچھ تسلی اس سے حاصل کر لیتا ہوں، پھر وہی حال، ایک ہی بات کو اتنا

طول دے دیا مگر کیا کروں کہ حضرت کی خدمت میں خوب کھل کر عرض کیے بغیر تسلی نہیں ہوتی؟

تحقیق: خط کیا ہے پڑھنے والے کے دل کو گھائل کرنے کو نشتر ہے۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ طبعی تسلی وقرار کی کوئی صورت نہیں مگر الحمدللہ عقلی اور اعتقادی قرار حاصل ہے۔ اب سب کا جواب یہ ہے کہ یہ ہی عقلی واعتقادی قرار مطلوب ہے۔ یہی مامور بہ ہے اور یہی تفویض ہے جس کو عبادت سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے نہ کہ ذریعہ راحت سمجھ کر بلکہ عارفین کاملین نے جب تفویض میں لذت طبعہ محسوس کی تو نہایت ابتہال کے ساتھ اس لذت سے پناہ مانگی اور راز اس کے دو ہیں۔ ایک یہ کہ شوب لذت سے شبہ ہوتا ہے اخلاص کی کمی کا کہ حظ نفس کے واسطے تفویض کو اختیار کیا حق تعالیٰ کا حق سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ دوسرے جہاد میں دنیوی کامیابی و ناکامی کے متعلق حدیثوں میں تصریح ہے کہ اول میں اجر ناتمام اور ثانی میں اجر تام عطا ہوتا ہے۔ اسی طرح تفویض میں راحت طبعیہ ہونے سے اجر غیر کامل اور راحت نہ ہونے سے اجر کامل ملتا ہے اور اجر آخرت ہی مقصود ہے۔ پس ان دو راز کی وجہ سے عارفین نے لذت سے پناہ مانگی لیکن ہم ضعفاء کے لیے اس میں اتنی ترمیم ہے کہ ہم کو پناہ مانگنا بھی مناسب نہیں بلکہ تفویض کے ساتھ اس میں لذت وراحت کی بھی دعا مانگے اور جب تک وہ عطا نہ ہو اس عطا نہ ہونے کی حقیقت پر صبر اور اس عطا نہ ہونے کے ثمرہ پر کہ کمال اجر اور تشبہ بالمقبولین ہے شکر کیا جائے اور اسی کو وظیفہ دائمہ بنالے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ)

اپنے شیخ سے محبت اختیاری زیادہ ہونی چاہیے

حال: کہا جاتا ہے کہ اپنے شیخ کی محبت وعظمت تمام بزرگوں سے زیادہ ہونی چاہیے اور جب میں دیکھتا ہوں اور توجہ کرتا ہوں تو کھلی نگاہوں حضرت کی محبت وعظمت اپنے شیخ سے زیادہ اور مقدم پاتا ہوں؟

تحقیق: اختیاراً یا اضطراراً۔ اگر اول ہے تو اس کی ضد بھی اختیار میں ہے اگر ثانی ہے تو مضر نہیں۔

حال: کیا ایسی صورت میں اپنے شیخ سے نفع حاصل کر سکتا ہوں؟

تحقیق: کیا حرج ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

تھانہ بھون آنے سے قبل آپ سے زیادہ محبت اور کبھی مولانا سے اور کبھی برابر ہونا یہ کوئی مذموم حالت نہیں

حال: حضرت اقدس سے ایک مشورہ طلب ہے وہ عرض یہ ہے کہ تھانہ بھون آنے سے پہلے حضرت مولانا مولوی صاحب کے ساتھ زیادہ محبت تھی مگر جب تھانہ بھون آیا تو کبھی آپ کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے اور کبھی ان کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی تھی اور کبھی برابر ہوتی تھی، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

تحقیق: سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیا یہ کوئی مذموم حالت ہے جس کی فکر ہوئی اگر کسی تندرست آدمی کو کبھی پلاؤ کی طرف زیادہ رغبت ہو کبھی زردہ کی طرف تو اس میں کون سی بات فکر کی ہے۔

حال: بنابریں مجھ کو اپنی اصلاح مقصود ہے اس کشمکش میں ہوں کہ کیا کروں؟

تحقیق: کچھ بھی نہ کرو جو ہوتا ہے ہونے دو۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

بیعت کی ترغیب دینا کسی کو مناسب نہیں ہے

تحقیق: اخلاص سے جو کچھ کیا گیا انشاء اللہ مقبول ہے مگر دل تو یہی چاہتا ہے جو اپنے بزرگوں کا طریقہ ہے کہ:

نباشد اہل باطن درپئے آرائش ظاہر — بہ نقاش احتیاجے نیست دیوار گلستاں را

اسی طرح بیعت کی ترغیب خود دینا اپنے بزرگوں کی وضع کے خلاف ہے۔ رد و قبول منجانب اللہ ہے جس میں اسباب واکتساب کا دخل نہیں۔ (النور، محرم ۱۳۵۸ھ)

مصلح کے خیال سے رُکنا یہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے رُکنا ہے

حال: مولانا میں اپنے دوسرے باطنی امراض کی اس خیال (مذکورہ ذیل) سے بھی اصلاح کرتا ہوں اور مجھے اس میں کافی کامیابی حاصل ہوتی ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب کے ساتھ تعلق رکھ کر ایسی بری حالت میں قصداً رہنا بہت ہی بے مروتی ہے، مولانا یہ خیال رکھنا کیسا ہے؟ تحقیق: کیا حرج ہے۔

حال: مولانا! اللہ تعالیٰ کی وعید اور ایسے گناہوں کے بارے میں جو عذاب آیا ہے اس کی یاد کرنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا مذکورہ بالا خیال سے ہوتا ہے؟

تحقیق: مصلح کے خیال سے رُک جانا یہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے رُکنا ہے کیونکہ مصلح کا اثر بھی تو قلب میں اسی وجہ سے ہے کہ اس کو حق تعالیٰ سے تعلق ہے۔ سو اس کا ادب عین حق تعالیٰ کا ادب ہے اتنا فرق ہے کہ ایک صورت میں حق تعالیٰ کا ادب بلا واسطہ ہے ایک صورت میں بواسطہ سو اس کی وجہ ادب بالواسطہ کی قوت تاثیر نہیں بلکہ اپنا تسفل اور حق تعالیٰ کا غایت علو ہے کہ بلا واسطہ قوئ مدرکہ کو وہاں تک رسائی نہیں تو یہ صورت تو زیادہ عجز و تواضع کی ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

بیعت کی خدا تعالیٰ کے قرب کیلئے ضرورت نہیں، البتہ تعلیم کی ضرورت ہے

حال: بندہ نے ایک خط لکھا تھا جس میں بیعت کی درخواست کی گئی تھی اس کا جواب حضرت کی طرف سے یہ ملا تھا کہ بغیر بیعت کیے ہوئے بھی قرب خداوندی ہو سکتا ہے؟

تحقیق: میں نے بقول آپ کے یہی تو لکھا تھا کہ بدوں بیعت کے قرب خداوندی حاصل ہو سکتا ہے یہ تو نہیں لکھا تھا کہ اس کے لیے تعلیم کی بھی ضرورت نہیں، تعلیم تو اس کے لیے شرط عادی ہے پھر بھی خط کا موقوف کر دینا غلطی عظیم اور دلیل نافہمی کی ہے۔

حال: بندہ مناجات مقبول کا ورد رکھتا ہے۔ قرآن شریف بھی پڑھتا ہے اور نماز بھی ادا کرتا ہے؟

تحقیق: یہ تو سب اعمال صالحہ ہیں مگر غذا یا دوا کے ساتھ کچھ پرہیز بھی ہوتا ہے اور خود غذا یا دوا کی قوت تاثیر کے لیے کچھ شرائط بھی ہوتی ہیں ان سے تو خالی رہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

حال: صرف بندہ کی عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا فرماویں؟

تحقیق: دعا محض معین ہے اصل طریق تعلیم پر عمل ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

اپنے امراض کا فیصلہ مربی سے کرا لینا چاہیے

حال: حضرت والا کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ کیا امراض کا نظر نہ آنا اور اپنے آپ کو شفایاب سمجھنا ہی مرض تو نہیں ہے اگر ہے تو علاج سے بہرہ ور فرمایا جاوے؟

تحقیق: اپنے سے زیادہ جاننے والے کو خصوصی جو اپنا مربی اور مصلح ہے حقیقت واقعہ سے مطلع کر کے اس سے فیصلہ کرایا جاوے، یہی علاج ہے۔ (النور رمضان ۵۶ھ)

فیض صحبت کا اثر

حال: حضرت کے فیضان صحبت میں جو حقائق مجھ پر ظاہر ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:
(۱) پہلی چیز ذکر اللہ قلباً ولساناً علیٰ کل حال (۲) دیانت اور تقویٰ کا لحاظ ہر کام میں (۳) اہتمام ادائے فرائض باحسن وجوہ (۴) احتراز عن المعاصی کبارھا وصغارھا۔
یہی چار باتیں خلاصہ معلوم ہوئیں اور انہیں کے اہتمام میں عمر گزارنا ہے؟
تحقیق: عین عرفان ہے لیکن متن کے درجہ میں جو محتاج شرح ہے جیسا مشہور ہے کافیہ کافی است باقی دردسر۔ یعنی بانضمام شرح جامی، اس شرح کی مثالیں معروض ہیں۔
(۱) یہ حدیث النفس وکلام نفسی کے درجہ تک ہے اس کے ساتھ ضرورت فکر کی ہے خواہ اپنی اصطلاح میں اس کو ذکر کی فرد بنالی جاوے، قرآن مجید میں یذکرون اللہ کے بعد یتفکرون بھی ہے۔
(۲) ظاهراً بھی باطناً بھی کما ورد التقویٰ هٰهنا و اشار صلی اللّٰه علیه وسلم الیٰ صدرهٖ
(۳) مع التوابع من السنن و التطوعات لان الطاعات کلها سوامیة فی لزوم اداء حقوقها
(۴) سواء کانت ظاهرة اوباطنة لقوله تعالیٰ وذَرُوْا ظاهر الاثم وباطنه و دخل فیها الکبر والریاء وحب المال والجاہ و غیرها من الرذائل ویتبع الاحتراز الاستغفار اذا صدر شئی منه لا سیما حقوق العباد من الاموال والاعراض.
اس تفصیل کے ساتھ ان کا خلاصہ طریق ہونا صحیح ہے ورنہ سب آٹھ نو ہیں۔ ولامشاحة فی الاصطلاح ولکل اصطلاح وجهة
حال: باقی جوش و کیفیات مطلوب نہیں وارد ہوں تو بہتر ورنہ بالقصد ان کے حصول کے درپے نہ ہو؟
تحقیق: بالکل صحیح ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اگر کیفیات محمودہ پیش آویں حق تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر واجب ہے باقی ان کا محمود ونافع ہونا شیخ کی تحقیق پر موقوف ہے لیکن ان سے حرمان یا

بعد عطاء کے فقدان یہ بھی خاص مصالح کے اعتبار سے نعمت ہے اور یہ بھی شیخ کی رائے پر ہے۔

حال: حضرت میرے اس بیان کی تصویب یا تصحیح فرماویں؟

تحقیق: گو مجھ میں اتنی لیاقت نہیں لیکن مشورہ کے درجہ میں امتثال امر کر دیا، دعائے توفیق وہدایت کا طالب ہوں۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

شمائم امدادیہ کا مطالعہ یہ بھی ایک گونہ صحبت ہے

حال: کل شمائم امدادیہ کا مطالعہ کیا تھا، رات بھر نیند میں وہی مضامین اور حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کا تصور بلا زیارت ورویت قائم رہا؟

تحقیق: یہ بھی ایک گونہ صحبت ہے رزق اللہ تعالیٰ برکاتہا۔

حال: ذکر میں بقول حضرت کے ایک ملفوظ کے کہ جب کیفیت ہو تو اس کو غذا سمجھو اور جب نہ ہو تو اس کو دوا سمجھ کر کرو، سو دوا ہی پینے کی نوبت ان دنوں زیادہ آتی ہے؟

تحقیق: ھدی اللہ تعالیٰ لا کمل وانفع من ھذا. (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

شیخ سے اہم کاموں میں مشورہ کرنا مناسب ہے

حال: جواب اقدس نے الحمد للہ بڑی شفا بخشی۔ "عسٰی ان تحبوا شیئًا ھو شرّلکم کا اکثر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے نہ بھی ہوا تو واللّٰہ یعلم وانتم لاتعلمون" اللہ کا علم اور اپنا جہل بہر حال قطعی ہے تاہم یہ وسوسہ ہوتا رہا کہ آخر حضرت کی خدمت میں حاضری میں شر کیا ہو سکتا تھا کہ عسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیرلکم کا ایک عجیب راہ سے تجربہ ہو رہا ہے ہفتہ عشرہ ہوا علم ہوا کہ ایک باغ بک رہا ہے دیکھا تو مکان کے بہت قریب اور بہت موقع کا، ہمارے ڈاکٹر عبدالعلی صاحب نے بھی دیکھتے ہی "عسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیرٌلکم" کی آیت پڑھ دی، پرسوں آٹھ ہزار پر بیعانہ بھی ہو گیا پھر سوال ہوا کہ حضرت کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں یہ دنیوی نفع خیر کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب کچھ یہ سمجھ میں آیا کہ نقد روپیہ قلب کے لیے خصوصاً اس زمانہ میں بہت موجب تشویش ہو رہا تھا اور تشویش قلب کی مضرت ظاہر ہے، کیا عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیر کے ظہور کے لیے یہ عذر لنگ پیدا فرما دیا ہو؟

تحقیق: یہ مصلحت بھی محتمل ہے اور ماأوتیتم من العلم الا قلیلا کی بناء پر مصالح غیر معلومہ کماً و کیفاً مصالح معلومہ سے بہت زیادہ ہیں جن کا ثمرہ یقینی طور پر آخرت ہی میں منکشف ہوگا' یہ تو جواب ہے اس کا کہ دنیوی مقصود میں دینی مقصود سے زیادہ کیا خیر ہوسکتی ہے اب اس کا جواب اور تلاش کیا جاسکتا ہے کہ یہاں آنے میں کس شر کا احتمال تھا تو اس کا جواب مدت ہوئی حضرت زینب عملاً دے چکی ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا پیام بھیجا اس پر وہ جواب دیتی ہیں کہ استشیر یعنی استخیر ربی یہاں کیا تردد تھا کہ استخارہ کا اہتمام کیا۔

حال: عذر لنگ اس لیے کہ بفضلہ تکلیف درد وغیرہ کی زیادہ نہیں رہی البتہ چونکہ پاؤں کا معاملہ ہے انگلی کا ورم بس ایک حال پر قریب قریب ٹھہر گیا ہے جس سے نہ جوتا ابھی تک پہن سکتا ہوں نہ زیادہ چل پھر سکتا ہوں؟

تحقیق: یہی تو مجاہدہ ہے جس میں ہر وقت اپنے نقص علم وضعف عمل کا مشاہدہ ہے۔

حال: حضرت نے اپنی غایت شفقت سے بلا پر مواعید کی جو احادیث نقل فرمائیں ان میں "اذا احب قوماً ابتلاھم فمن رضی فله الرضی ومن سخط فله السخط" سے بڑا ڈر معلوم ہوا کہ مجھ کو کبھی کبھی اپنی کیفیت سخط ہی کی محسوس ہوتی ہے یعنی غصہ سا معلوم ہوتا ہے اس کا حضرت کچھ علاج بھی تجویز فرمائیں؟

تحقیق: اس طریق میں مرض کو مرض سمجھنا ایک یہ بھی علاج ہے اور اس سے زیادہ سوء ظن بنفسہ یہ ہے کہ غیر مرض کو مرض سمجھ کر اپنے نقص کا استحضار اور اس پر قالاً یا حالاً استغفار کیا جاوے اور میری رائے میں یہاں یہی ہے کیونکہ یہ سخط ہی نہیں سخط کی صورت اور اس کے مشابہ ہے۔ کماقلتم۔ غصہ سا جس کی حقیقت یہ ہے کہ سخط اعتقادی نہیں ورنہ اس کا غم نہ ہوتا اور سخط طبعی معصیت نہیں۔

حال: اور دعا بھی کہ مرادات نفس سے نجات پاؤں' گو یہ بھی نفس ہی کی مراد معلوم ہوتی ہے مگر اب کسی طرح ہو قلب کی راحت کی بے حد طلب ہے اور خلاف طبع باتوں کا تحمل نہیں ہوتا؟

تحقیق: ایسی کشمکش میں دعا کا صیغہ زیادہ ادب کا نقلاً یہ ہے۔ اللّٰھم خرلی واخترلی مع العافیة میں بھی دعا کرتا ہوں۔

تحلیہ بالفضائل اور تخلیہ عن الرزائل میں سے جس مرض کا احساس ہو طبیب کے مشورہ سے شروع کیا جاوے

حال: اب دل میں خلش یہ ہے کہ اس تحلیہ بالفضائل اور تخلیہ عن الرزائل کا کام کس نہج اور کس ترتیب سے شروع کیا جائے کہ **الاھم فالاھم** کے اصول کے مطابق ہو اب اس کے لیے حضرت ہی کی خدمت بابرکت میں درخواست ہے کہ میرے لیے میری صلاحیت واستعداد ناقص کے پیش نظر کوئی طریق متعین فرمایا جائے؟

تحقیق: گو بعض اکابر نے (کالغزالیؒ فی منہاج العابدین) اس میں کسی قدر ترتیب کی بھی رعایت فرمائی ہے مگر ممکن ہے کہ وہ ان کے اجتہاد میں اکثری ہو اور اس وقت تجربہ سے اکثری بھی نہیں رہا اور میرے ذوق میں تو کبھی بھی اکثری نہیں ہوا بلکہ شریعت کے دوسرے توسعات وسہولات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاج میں طبیب یا مریض کو ایسے قیود کا مقید نہیں کیا گیا بلکہ میرے تجربہ میں یہی طریقہ مسلوک رہا کہ جس وقت جس مرض کا احساس ہوا۔ "**ھذا یختلف باختلاف الاحوال والرجال کما فی الطب الجسمانی**" اسی وقت طبیب سے مشورہ کرلیا گیا اور اس مشورہ پر عمل کر کے علاج کرلیا گیا اور اس علاج کے نافع اور مؤثر ہونے کے لیے کسی دوسرے مرض کا رہنا مانع نہیں ہوتا۔ (**وبھذا یتمیز ھذا الطب من الطب الجسمانی**) اور یہ نعمت ہے حق تعالیٰ کی۔ (**اللّٰھم الاّ قلیلا واذا وقع یراعیہ الطبیب**) امید کہ جواب ہو گیا ہوگا۔ والسلام

پیر سے دُعا طلبی مستحسن ہے

حال: خادمہ اپنی اصلاح ظاہر و باطن وفلاح دارین حسن خاتمہ اور شوہر صاحب کی اصلاح وفلاح وصحت چشم وعشق ومحبت رب العالمین، فہم سلیم، توفیق عمل صالح، حج مبرور، دار وسیع مبارک وسعت رزق حلال، مقبولین میں داخلی اور آپ کی قدم بوسی مع الفیوض و برکات نصیب ہونے کے لیے عاجزی سے درخواست دعا کرتی ہوں۔ والسلام مع الاکرام۔

تحقیق: باستثنائے دعائے اخیر سب مقاصد کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اخیر محتمل خیر اور شر دونوں کو ہے اس لیے یہ دعا خلاف ادب ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

بابؔ۲

اخلاق حمیدہ

امراض روحانی کا علاج

حال: امراض روحانی ان کی حالت امراض جسمانی سے بھی بدتر ہے امراض جسمانی کا اہتمام تو ہے امراض روحانی کے متعلق یہ بھی نہیں، اگر اسی حالت میں خاتمہ ہوگیا تو خسر الدنیا والآخرۃ مجھے آپ کی دعا اور توجہ کی سخت ضرورت ہے؟

تحقیق: امراض روحانی کا ایک علاج جیسا اختیاری ہے اور اس میں اہتمام کی ضرورت ہے دوسرا علاج غیر اختیاری بھی ہے یعنی سقم یا ہم یا غم اگرچہ طاعات غیر واجبہ میں کماً یا طاعات واجبہ میں کیفاً کچھ نقص یا خلل ہی واقع ہو جاوے تب بھی باطنی نفع اس پر مرتب ہوتا ہے۔ اگرچہ کلفت کے غلبہ سے یا ادراک کی کمی سے اس وقت محسوس نہ ہو مگر ترتب تو اسی وقت اور احساس بعد میں ہوتا ہے۔ اب اس کا غم نہ کیجئے اور اگر ازالہ غم پر قدرت نہ ہو تو پھر یہ غم بھی علاج ہے۔ باقی دعا میں اس جز و کو بھی شامل کر دیا ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

حدیث اُعْبُدُاللہ کَاَنَّکَ تَراہُ کا صحیح مطلب

سوال: (الف) وساوس نماز میں جو بندہ کے دل میں آتا ہے اکثر وقت میں تو بلا اختیار لگا رہتا ہے پھر جب معلوم کر لیتا ہوں اس سے پھر جاتا ہوں، پھر کچھ دیر کے بعد ایسا ہو جاتا ہے پھر پتہ لگا اس سے پھر جاتا ہوں، اس طرز سے اکثر وقت گزرتا ہے اور بعض وقت اختیار سے بھی ہو جاتا ہے یعنی جب کوئی بات دل میں آیا دل کو اس سے سنبھال نہ سکا، بار بار دل اس طرف رجوع ہو جاتا ہے۔

(ب) دیگر یہ کہ حدیث اعبدللہ کانک تراہ الحدیث کا مطلب بندہ گندہ کے سمجھ میں یہ آیا کہ خدا کی عبادت کرو تم اس طریقہ سے کہ خدا کو تم دیکھتے ہو جناب من میں خدا کو کس طرح سے دیکھوں تو ہمارے دیکھنے سے پاک ہے اور جہ وصورت سے بھی پاک ہے جس کو میں تصور کر سکتا ہوں۔

تحقیق: (الف) عبد اپنے حد اختیار ہی تک کا مکلف ہے اور اختیار اسی قدر ہے کہ حدیث النفس کو قصد و ارادہ سے نہ لاوے اور جب بلا قصد و ارادہ آ جاوے اس کو دفع کر دے اور دفع کی سہل صورت یہ ہے کہ کسی دوسری ایسی چیز کی طرف متوجہ ہو جاوے جس کا عبادت سے تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ ذات حق کی طرف متوجہ ہو جاوے خواہ تصور کے درجہ میں خواہ کسی تصدیق کے درجہ میں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں دوسرے یہ کہ حساب و کتاب کے آنے والے وقت کو مثل حاضر کے فرض کر لیا جاوے کہ گویا میں حق تعالیٰ کے روبرو حساب کے لیے کھڑا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ عبادت مطلوبہ کا نمونہ پیش کرو۔ وہ اگر حسب پسند ہوئی تو حساب میں رعایت کا سبب ہو جائے گی۔ تیسرے یہ کہ یہ فرض کرلے کہ یہ گویا بالکل آخری نماز ہے شاید اس کے بعد عمر ختم ہو جاوے اور پھر نماز نصیب نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ گویا خانہ کعبہ میرے سامنے ہے اور اس پر تجلیات نازل ہو رہی ہیں اور اس سے وہ تجلیات میری طرف آ رہی ہیں اور جتنی اچھی نماز پڑھوں گا وہ تجلیات زیادہ فائز ہوں گی۔ پانچویں یہ کہ جو الفاظ منہ سے نکلتے ہیں ان کی طرف توجہ رکھے خواہ بلا تصور معانی کے خواہ مع تصور معانی کے اور اس توجہ کی سہل صورت یہ ہے کہ کوئی لفظ یاد سے نہ پڑھے بلکہ مستقل ارادہ سے پڑھے یا شیخ کامل اور کسی ایسی ہی چیز کا تصور تجویز کر دے اس کا استعمال کرے' ان تدابیر سے وہ وساوس جو بلا اختیار آئے تھے دفع ہو جائیں گے اور اول اول جب تک اس طریق کی مشق نہ ہوگی کبھی کبھی یہ تصورات زائل اور وساوس پھر حاضر ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب تنبہ ہو فوراً اس توجہ کی تجدید کر لی جاوے' شدہ شدہ توجہ الی العبادات کو رسوخ ہو جائے گا اور اگر اس رسوخ میں دیر ہو گھبراوے نہیں اس عمل کو جاری رکھے کیونکہ یہ رسوخ کا مکلف نہیں عمل کا مکلف ہے۔ حتیٰ کہ اگر عمر بھر بھی رسوخ نہ ہو تو مقصود میں کوئی خلل نہیں کمال عبادت اور اجر اور قرب میں ذرا کمی نہ ہوگی۔

(ب) یہ مطلب نہیں کہ تم یہ تصور کرو کہ میں خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں تاکہ یہ اشکالات لازم آئیں۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو عبارت حدیث کی یوں ہوتی ''ان تعبد اللّٰہ و تقدر انک تراہُ'' مگر عبارت یہ ہے ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ اور کان تشبیہ کے لیے ہوتا ہے تو معنی یہ ہوئے۔ ''ان تعبد اللّٰہ حال کونک مشابھاً بانک تراہ'' یعنی گو تم خدا تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے۔ اگر فرض کیا جاوے کہ تم خدا تعالیٰ کو واقع میں دیکھتے تو اس وقت عبادت کیسی کرتے' ظاہر ہے کہ نہایت مکمل عبادت کرتے اور عبادت کے پورے حقوق ادا کرتے جیسا کہ حاکم کو دیکھنے کا طبعی مقتضا ہے۔ بس اب نہ دیکھنے کی حالت میں بھی اسی حالت مذکورہ

کے مشابہ عبادت کرو۔ اب ایک اشکال تھا کہ جب خدا کو ہم دیکھتے نہیں تو دیکھنے کے مشابہ عبادت کیسے ہو سکتی ہے وہ تو مخصوص اسی حالت کے ساتھ ہے۔ آگے اس حکم کی ایک علت بیان فرما کر جواب دیدیا کہ ایسی مکمل عبادت صرف حاکم دیکھنے ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس حالت کو اور ایک دوسری حالت کو دونوں کو عام ہے اور دوسری حالت یہ ہے کہ حاکم تم کو دیکھتا ہو تب بھی ایسی ہی عبادت ہوگی۔ چنانچہ مشاہدہ شاہد ہے کہ اگر حاکم کسی کام کا حکم دے اور خود ایسی جگہ کھڑا ہو کہ کام کرنے والا تو اس کو نہ دیکھے اور وہ اس کو دیکھے اور اس دیکھنے کی اس کو خبر بھی ہو تب بھی ایسا ہی کام کرے گا اس جواب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے فائے علت کے ساتھ فرمایا: "فان لم تکن تراہُ فانّہٗ یراکَ" یعنی ایسی عبادت کا حکم جو کہ مشابہ اس حالت کے ہو کہ حاکم کو دیکھتے ہو اس لیے کیا گیا ہے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تکمیل عمل واداۓ حقوق میں اس کا بھی وہی اثر ہے جو اس پہلی حالت کا ہے۔ اب سوال کے اشکالات میں سے ایک اشکال بھی متوجہ نہیں ہوتا اور سوال میں جس خیال کو رغبت ورہبت کی شرط ٹھہرایا ہے یہ اس کے منافی بھی نہیں ہوا بلکہ یہ وہی خیال ہے جس کو جواب میں پہلی صورت قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح سوال میں جو خلوص کی تفسیر کی ہے وہ بھی یہی صورت اولیٰ ہے کسی قدر عنوان کے اختلاف سے اور اصل معنون احسان ہے جو مرادف ہے اخلاص کا یعنی نیکو کردن عبادت کیونکہ اخلاص یہی نیکو کردن اور کامل گزاردن ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

ضعف جسمانی کے سبب مداومت نہ ہونا

حال: میرا حال تباہ یہ ہے کہ مختصر سے مختصر ذکر کا معمول رکھا تھا اس پر بھی مداومت نہیں ہوتی، جماعت نماز میں بھی اکثر مسبوق ہونے کی نوبت آتی ہے جب ایسا ہوتا ہے تو آئندہ کے لیے احتیاط کا عزم کر لیتا ہوں مگر پھر جس دینی یا دنیوی مشغلہ میں ہوتا ہوں اس کو فوراً چھوڑ دینے اور جماعت اور تکبیر اولیٰ کی طرف سبقت کرنے میں غفلت ہوتی ہے؟

تحقیق: اس کا سبب ضعف جسمانی ہے جس کا اثر عزم پر طبعاً ہوتا ہے جس میں ایک گونہ غیر اختیاریت کا بھی درجہ ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس کا احساس ہے اور اس کا قلق ہے اس میں لگا رہنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے درجہ مطلوبہ بھی میسر ہو جائے گا۔ حقیقتاً یعنی وقوعاً یا حکماً یعنی اجراً و اثراً یہ حالت ضعفاء کو اکثر پیش آتی ہے لیکن

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

چلنے سے نہ رُکیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

اہل قبر سے فیض کی قسمیں

حال: ایک بات قابل تحقیق ہے وہ یہ کہ اہل قبور سے فیض اہل کشف ہی حاصل کر سکتے ہیں یا مجھ جیسا کورا بھی حاصل کر سکتا ہے اور اگر مجھ جیسا کورا حاصل کر سکتا ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

تحقیق: فیض دو ہیں ایک تعلیم کا ایک تقویت نسبت کا پھر ایک فیض ہے۔ ایک فیض کا ادراک پھر ادراک ایک فوری ہے ایک متدرج۔ یہ کئی صورتیں ہو گئیں پس فیض تعلیم تو اہل کشف کے ساتھ خاص ہے مگر وہ تعلیم تربیت ضروریہ کے لیے کافی نہیں اور فیض تقویت نسبت اہل کشف کے ساتھ خاص نہیں غیر اہل کشف کو بھی ہو جاتا ہے۔ اتنا فرق ہے کہ اہل کشف کو اس کا ادراک فوری ہوتا ہے اور غیر اہل کشف کو بتدریج لیکن بقاء اس فیض کو بھی نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اعمال سے اس کی بقاء کا اہتمام نہ کیا جاوے پھر اس تدریج میں بھی تفاوت ہے بعض کو فطرتاً یا مزاولت اشغال سے اجتماع خواطر و قطع افکار حاصل ہو جاتا ہے جو معین تعجیل ادراک ہوتا ہے اور بعض پر تشتت و تفرق غالب ہوتا ہے جو مانع تعجیل ادراک ہوتا ہے اور طریقہ اس کا سب کے لیے یہ ہے کہ قبر کے قریب بیٹھ کر اپنی اور میت کی روح کا تصور کرے اور دونوں میں اتصال کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ اس اتصال سے فلاں کیفیت مثلاً محبت یا خشیت وغیرہ میت کی روح سے میری روح پر فائض ہو رہی ہے اگر اول اول جی نہ لگے تنگ نہ ہو تھوڑی دیر میں جمعیت میسر ہو گی اور نفع ہو گا اور اس مراقبہ سے پہلے ایصال ثواب شرط نہیں لیکن اگر ایسا بھی کر لے تو اس میت کا نفع بھی ہے جس سے نفع لینا چاہتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان. مگر یہ تب ہی ہو گا جب وہ نسبت پہلے سے حاصل ہو اس میں قوت ہو جائے گی باقی نفس نسبت یہ اعمال یا صحبت احیاء سے حاصل ہوتی ہے۔ (النور۔ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

مبتدی کے لیے تشبث بالاسباب انسب ہے

حال: حضور جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو احقر کی دو قسم کی حالت

ہوتی ہے، کبھی، تو بدون اسباب کے اختیار کیے ہوئے توکلاً علی اللہ اس کام کو کرڈالا اور اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ بعض دفعہ قلب میں ایسی قوت ہوتی ہے بلکہ اکثر اوقات کو بدوں اسباب کے اللہ تعالیٰ ہی پر نظر رہتی ہے ان پر توکل اور الحمدللہ کام بھی حسب منشاء ضرور ہو جاتا ہے؟

تحقیق: ہم جیسے مبتدیوں کے لیے اسباب ہی کے ساتھ تشبث انسب ہے اور تفصیل پر عمل کرنا کہ قوت قلب کے وقت اسباب کو اختیار نہ کیا جاوے اور ضعف کے وقت اسباب کو اختیار کیا جاوے یہ خود مشوش قلب ہے کہ ہر موقع پر سوچا کریں کہ اس وقت قلب میں قوت ہے یا ضعف اور مبتدی کو تشویش خود مضر ہے اور بعض اوقات اس کا فیصلہ محتاج تامل ہوگا اس وقت زیادہ تشویش ہوگی اور بعض دفعہ اس میں غلطی ہوگی جو بعد میں ظاہر ہوئی تو اس وقت تاسف کا غلبہ ہوگا جو تشویش سے بھی زیادہ مضر ہے اور بعض اوقات ترک اسباب اور پھر کامیابی سے عجب پیدا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ مضر ہے تو محض ایک امر غیر ضروری یعنی ترک اسباب کے لیے اپنے کو اتنے خطرات میں ڈالنا خلاف طریق ہے اور مباشرت اسباب میں ان سب سے امن ہے اور ساتھ ہی مشاہدہ ہے اپنے عجز وضعف وافتقار کا جو طریق میں مطلوب بھی ہے اور معین بھی ہے۔ البتہ اہل تمکین واہل رسوخ کے لیے دوسرے احکام ہیں۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

رضا الٰہی معلوم کرنے کی صورت

حال: پس ایسے حالات میں واقعی رضاء اللہ تعالیٰ کی معلوم کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

تحقیق: ان کا وعدہ اور شرائط وعدہ کا تحقق اور اس پر بھی جو خشیت مؤمن کے لیے لازم ہے اس کی دو وجہ ہیں ایک تو مال میں یہ احتمال کہ شاید کوئی اختیاری کوتاہی ہو جاوے دوسرے کہ شاید کوئی اختیاری کوتاہی فی الحال ہوگئی ہو جس کا علم بھی التفات سے ہو سکتا تھا اور التفات میں بھی کوتاہی ہوئی ہو کہ یہ بھی اختیاری ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

تخلیہ کاملہ سے تجلیہ بھی ہوتا ہے

حال: چونکہ ان حضرات کے طرز تربیت سے اہتمام صرف تخلیہ کا معلوم ہوتا ہے اس لیے کبھی کبھی دل میں یہ وسوسہ بھی گزرتا رہتا ہے کہ یہ سلوک کیسے طے کراتے ہوں گے اس کا علاج ارشاد فرماویں؟

تحقیق: شیوخ مجتہد ہوتے ہیں ان کی یہی رائے ہے کہ تخلیہ کاملہ سے تجلیہ بھی ہو جاتا ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

نقشہ امور مبحوث عنہا فی التصوف

ملفوظ[۱] ضبط کردہ مولوی اسحاق علی صاحب کانپوری در ۱۳۱۲ھ تقریباً نافع اور جامع سمجھ کر نقل کیا گیا۔ روزے حضرت اقدس مولائی واستاذی مولوی اشرف علی صاحب بعض احباب خاص را بردولتکدہ خود مدعو کردند و خلاصہ راہ سلوک یعنی تصوف بیان فرمدند خاکسار ہم حاضر بود در اثنائے بیان تقریر جناب ممدوح را برائے اختصار بصورت ذیل نگاشت۔

(نوٹ) اس صورت میں صاحب ملفوظ نے اور تصرف کر کے زیادہ سہل کر دیا۔

[۱] ملقب بہ شجرۃ المراد۔۱۲
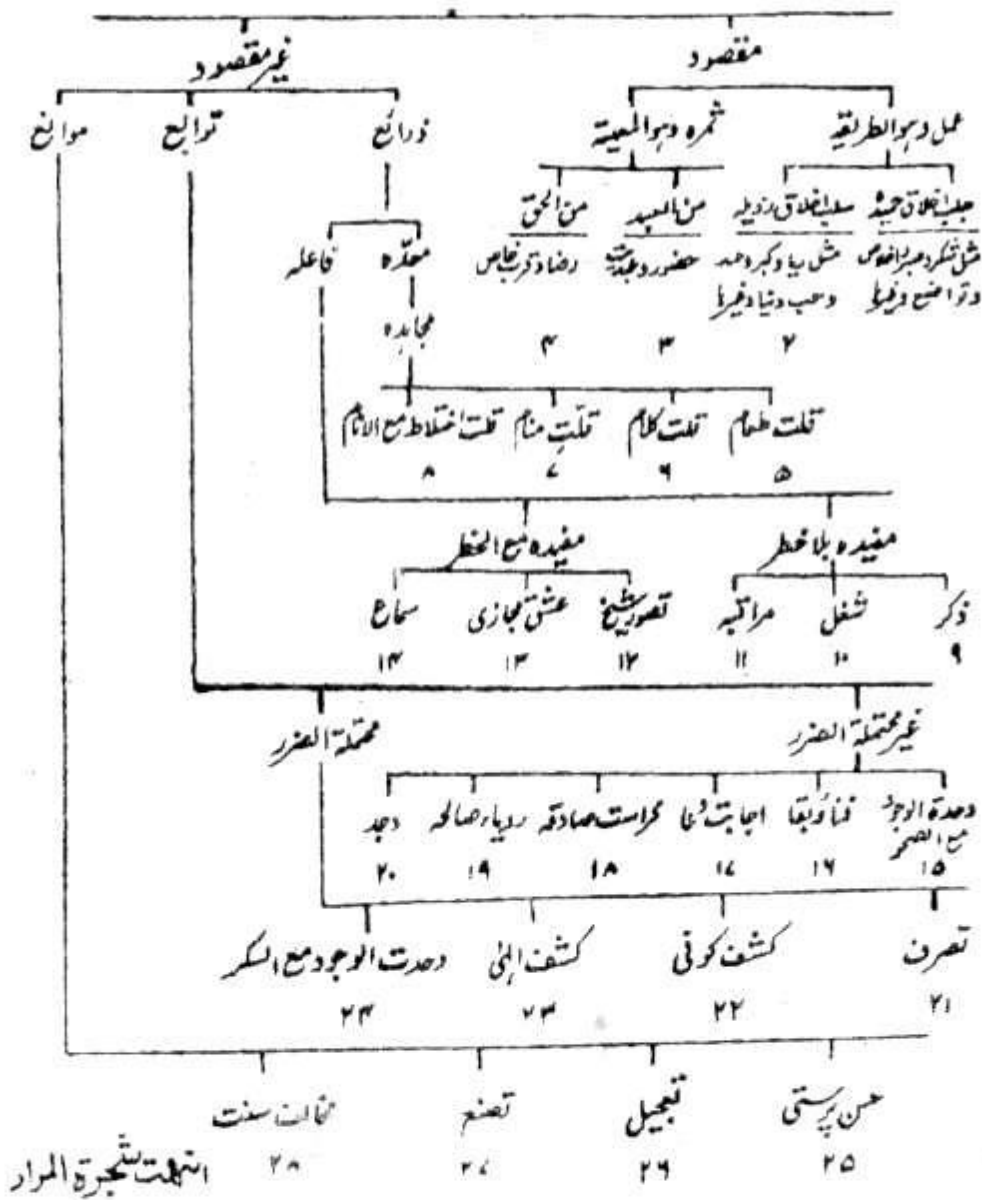
اسباب دینیہ کو ترک کرنا توکل نہیں ہے

حال: حضرت والا بحمد اللہ بوقت ملاقات تو محسود کو (جس شخص پر حسد ہو) سلام کرنے میں پہلے ہی سے دریغ نہیں کرتا ہوں آئندہ حسب ارشاد حضرت اقدس ایسے موقع پر جبکہ محسود کی ترقی کا تذکرہ ہوتا ہو بیٹھا کروں گا اور اس کے لیے دعائے ترقی کرتا رہوں گا؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ نافع فرماوے انشاء اللہ تعالیٰ اور نافع ہوگا۔

حال: دیگر ایک دن بندہ موٹر میں سوار جارہا تھا کہ ایک جگہ موٹر ایک طرف کو زیادہ ٹیڑھی ہوکر قریب اُلٹنے کے ہوگئی اور موٹر ڈرائیور نے واپس پیچھے لاکر دوسرے راستہ پر چلانا چاہا مگر بار بار چلاتا اور موٹر واپس کرتا گویا رُک گئی آگے جگہ اونچی تھی بہت سواریاں تھیں میں بہت گھبرایا اور اُترنا شروع کیا بلکہ بہت کوشش کی مگر وہ دروازہ نہ کھل سکا اس خیال سے کہ شاید پھر اُلٹ جائے؟

تحقیق: نہ یہ معصیت ہے نہ توکل کے خلاف ہے کیونکہ توکل کی حقیقت ہے غیر متصرف حقیقی سے قطع نظر کرنا اور یہ قطع نظر اعتقاداً کرنا تو فرض ہے اور عملاً اسباب ظنیہ کے ترک سے بشرط تحمل مستحب ہے اور جو اسباب عادۃً یقینی یا مثل یقینی کے ہیں ان کا ترک کرنا معصیت ہے بجز اہل حال کے کہ ان کو اس کی بھی اجازت ہے اور یہ سب تفصیل اسباب دنیویہ میں ہے اور اسباب دینیہ کو ترک کرنا توکل نہیں ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

گزشتہ گناہوں پر توبہ کرنے سے دل پر بوجھ رہنا مطلوب ہے

حال: اس امر کا طبیعت پر بوجھ رہتا ہے کہ مجھ سے اس قسم کی غلط کاریوں کا صدور رہا ہے اور باطنی امراض مجھ میں ہنوز بدستور موجود ہیں۔ بایں ہمہ تو حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا؟ تحقیق: ایسا بوجھ تو مطلوب ہے۔

حال: اور پھر سب سے زیادہ اس امر کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ ہو جائے اور ان سب باتوں سے زیادہ اس امر کا فکر رہتا ہے کہ کہیں حضرت والا مجھے خانقاہ شریف سے نہ نکال دیں؟ تحقیق: ان احتمالوں پر دوسرے احتمالات رحمت کو بھی حاضر رکھنا چاہیے۔

حال: کیا طالب کو کبھی یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اب تیری اصلاح ہو چکی ہے اور کبھی

اطمینان کی حالت بھی نصیب ہو جاتی ہے؟

تحقیق: اصلاح کا کوئی منتہا نہیں اس لیے جب ایسا خیال ہوگا غلط ہوگا؟

حال: امراضِ نفس پر مطلع ہونے کے باوجود بعض امور میں اپنی خامی کی وجہ سے نفس کا اتباع کرنا یا شیخ کے علاج فرمانے کے بعد بھی نفس کی کسی امر میں اطاعت کر گزرنا یہ حالت تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی کفار کی حالت تھی؟

تحقیق: کیا اس میں صرف کفار ہی سے تشابہ ہے ایمان کی حیثیت سے مومنین کے ساتھ مشابہت کی کوئی وجہ نہیں۔

حال: جب یہ امر اپنے اندر دیکھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے تو پھر اس زندگی سے تو موت اچھی ہے بلکہ خودکشی کر کے جھگڑا ہی ختم کر دیا جاوے تو پھر اس بددینی میں اضافہ تو نہ ہونے پائے؟ تحقیق: اور کیا خودکشی کے اضافہ ہونے میں کوئی شک ہے۔

حال: امراض باطنی سے ملوث ہونے سے رنج بھی بے حد ہوتا ہے اور ارتکاب بھی ہو جاتا ہے۔ ارتکاب کے بعد تکلیف بھی بہت ہوتی ہے بہت اہتمام کرتا ہوں مگر پھر بھی اپنی خامی کی وجہ سے کبھی نہ کبھی کچھ صدور ہو ہی جاتا ہے اس کی نسبت جو تدبیر مناسب ہو اس پر دل و جان سے عمل کرنے کو تیار ہوں؟ تحقیق: قبل صدور ہمت اور بعد صدور توبہ۔ (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

اپنے کو ذلیل نہ سمجھنا اچھی حالت ہے

حال: میں اپنے کو کسی سے بڑا نہیں سمجھتا مگر باوجود اس کے نفس اس بات کو بالکل برداشت نہیں کرتا کہ ذلت ہو۔ بس دل یوں چاہتا ہے کہ کوئی عزت بے شک نہ کرے بڑا قطعاً نہ سمجھے مگر کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے ذلت ہو۔ میلے کپڑے پہننے سے بھی عار آتی ہے کہ دیکھنے والے ذلیل سمجھیں گے؟

تحقیق: یہ شریعت میں بھی حکم ہے: **لاینبغی للمؤمن ان یّذل نفسهٗ** .جب تک حالت غالب نہ ہو یہی طریق ہے مگر جب حال غالب ہو جاتا ہے تو ذلت کو عزت سے عزیز سمجھتا ہے مگر وہ غیر اختیاری ہے اگر نہ ہو تمنا نہ کرے اگر ہو جاوے ازالہ نہ کرے۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

قلب کا منقبض ہونا برا نہیں

حال: مجھ میں کوئی حال نہیں جس کو عرض کروں اور کوئی حال نہیں پاتا ہوں سینہ اور قلب بالکل تنگ بلکہ بند ہیں۔ قلب میں قوت انفعالیہ کا نام ونشان نہیں' معلوم ہوتا کئی ایام سے قلب میں انشراح وانبساط نہیں بلکہ انقباض ہی انقباض ہے' صحبت مجلس سے بھی چنداں حالت نہیں بدلی' مجھ کو سخت خطرہ تھا کہ کہیں قائلین قلوبنا غلف یا ارشاد لایجاوز حنا جرھم الحدیث کا مصداق بن گیا ہوں؟

تحقیق: جو لوگ اس کے مصداق ہوتے ہیں ان کو اس کے مصداق ہونے کا احتمال تک بلکہ التفات تک بھی نہیں ہوتا یہی دلیل ہے اس کا مصداق نہ ہونے کی۔

حال: مجھ کو اس ورطہ ظلمات سے نکال کر نور کی طرف پہنچایا جاوے؟

تحقیق: ظلمات ہیں ہی نہیں ان ظلمات کی خاصیت ہے: اذا اخرج یدہٗ لم یکد یریھا اور یہاں رویت کی دولت نصیب ہے۔ بس ظلمات منتفی ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

خلاف اخلاص امر دنیوی ہے نہ دینی

حال: تہجد کے وقت اُٹھتے ہوئے جب نفس میں کاہلی وسستی پیدا ہو جاتی ہے تو کبھی خیال ہوتا ہے کہ اگر تو نے اس کی یعنی تہجد وغیرہ کی پابندی نہیں کی تو حضرت کو یعنی جناب کو اپنی حالت سے کیا اطلاع دے گا' اس خیال سے اُٹھتا ہوں اور پڑھتا ہوں؟

تحقیق: نہیں کیونکہ خلاف اخلاص جب ہوتا کہ محرک امر دنیاوی ہوتا یہاں تو محرک امر دینی ہے کیونکہ مجھ سے تعلق دین ہی کے لیے ہے تو تعلق فی اللہ والے کی رضا کا قصد اللہ ہی کی رضا کا قصد ہے اور وہ عین اخلاص ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

تفویض ترک اعتراض علی الحق ہے

حال: اب کچھ دنوں سے قلب میں ایک نئی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس نقصان سے جو ہوا ہے دل میں تنگی نہیں معلوم ہوتی (جو احقر کو پیشتر معلوم ہوتی تھی) بلکہ دل میں یہ بات سما گئی ہے کہ ہم کو تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اپنی تجویز کو اللہ تعالیٰ کی

تجویز میں فنا کر دینا چاہیے' ہمارے لیے وہی بہتر کریں گے جو ہمارے لائق ہوگا' ہمیں جو نقصان ہوا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہی ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے جو ہمارے لیے بہتر ہی ہے۔ جب سے یہ بات دل میں سمائی ہے دل اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں کیا بلکہ ہر حالت میں راضی ہے تنگی وغیرہ سب دور ہوگئی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فاضل آمدنی کم کر کے استغنا عطا فرما دیا؟ تحقیق: یہ تفویض ہے۔

حال: ایک عرض یہ ہے کہ بعض وقت مالی نقصان سے طبیعت پر رنج بھی ہو جاتا ہے یہ تفویض کے منافی تو نہیں؟ تحقیق: اگر رنج طبعی ہو مگر حق تعالیٰ پر اعتراض نہ ہو وہ تفویض کے منافی نہیں۔

حال: ایک عرض یہ ہے کہ احقر تفویض کو یہ سمجھا ہے کہ بندہ اپنی تجویز کو اللہ تعالیٰ کی تجویز میں فنا کر دے اور اپنے لیے کچھ تجویز نہ کرے؟ تحقیق: یہ معنی نہیں بلکہ ترک اعتراض علی الحق۔

حال: اور توکل کو یہ سمجھا ہے کہ تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا؟

تحقیق: تدبیر کے محل میں یہ ٹھیک ہے اس میں ایک اور شرط ہے کہ وہ تدبیر مباح ہو اور اس میں انہماک نہ ہو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

تفویض وتوکل میں فرق

حال: اگر میرے فہم کے لائق ہو تو تفویض وتوکل کے فرق کو سمجھا دیا جاوے ورنہ خیر؟

تحقیق: توکل بعض کے لیے مطلق تدبیر ظنی کو ترک کرنا ہے اور بعض کے لیے یہ ہے کہ تدبیر غیر مباح اور انہماک فی التدبیر المباح کو ترک کر دے اور تفویض یہ کہ اس کے بعد اگر تدبیر میں ناکامی ہو یا وہ واقعہ تدبیر سے تعلق ہی نہ رکھتا ہو جیسے غیر اختیاری مصائب تو حق تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے۔

حال یکے از مجازین

مقصود مشاہدہ ہے اور اس کا طریق مجاہدہ ہے

حال: حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی حالت کی صحیح تعبیر پر قادر نہیں جس کام کا قصد کرتا ہوں وہی خراب ہوتا ہے جس چیز کا عزم کرتا ہوں فوراً ٹوٹ جاتا ہے' رات کو عزم کی تجدید ہوتی ہے تو صبح ہی سے اس کے خلاف کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اور اسباب کچھ ایسے پیش آتے ہیں کہ

مجھے یہ بھی پورا امتیاز نہیں ہوتا کہ اختیاری ہیں یا غیر اختیاری' اُدھر کام بھی نہیں ہوتا ہے اور ادھر یہ دیکھتا ہوں کہ بے فکر ہو کر آرام کیا ہو یہ بھی نہیں۔ ماہ رمضان المبارک میں حضرت والا کی خدمت وصحبت نصیب ہوئی مگر یہ نا کارہ اپنی شامت اعمال کا اُسی طرح گرفتار رہا:

ماندار یم مشامے کہ توانست شنید ورنہ ہر دم وزد از گلشن وصلت نفحات

جواب: السلام علیکم۔ مقصود تو مقصود کا مشاہدہ ہے اور اس کا طریق مجاہدہ مگر جب تک اس میں کمی رہے تو اس مشاہدہ کا مقصود کا مقدمہ عدم مجاہدہ کا مشاہدہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ مجاہدہ کی توفیق ہو جاتی ہے پھر اس سے مقصود کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے جو کہ مقصود ہے اسی ترتیب کا سلسلہ شروع ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ تدریجاً بخیر وخوبی ختم اور مکمل بھی ہو جاوے گا' لگا رہنا چاہیے' اگر کام میں کوتاہی ہو جاوے اس میں لگا رہنا چاہیے' انشاء اللہ تعالیٰ حرمان نہ ہوگا' میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

حال یکے از مجازین

صاحب تکوین ایک خاص منصب ہے

حال: ایک عرصہ سے یہ خیال بھی دل میں آرہا ہے کہ خدمت تکوین میرے سپرد ہوئی ہے پہلے تو اس کو معمولی خیال سمجھ کر ٹال دیا مگر جب آثار نظر آئے تو فکر ہوئی اور یہ خیال کیا کہ اگر عرصہ دراز تک یہی خیال دل میں رہا اور آثار بھی ممتد رہے تو حضرت سے عرض کروں گا ورنہ وسوسہ سمجھ کر ٹال دوں گا' اب عرصہ دراز ہو گیا ہے تقریباً چھ ماہ اور شروع اس وقت سے ہوا جبکہ خواب میں دو تین بزرگوں کو رسالہ کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ "حضرت شیخ قدس سرہ تجھ سے بہت خوش ہیں اور تجھ کو ان کی جماعت میں داخل کر لیا گیا اور قیامت میں تو ان کے ساتھ ہوگا"

تحقیق: اس خیال کے قائم کرنے میں ذہن نے جلدی کی' حقیقت یہ ہے کہ یہ آثار علامات خاصہ نہیں ہیں تصرف فی التکوین کے اور نہ صاحب تکوین ہونا دلائل وعلامات سے معلوم ہوتا ہے یہ تعلق بالتکوین ایک خاص منصب ہے جس کو عطا ہوتا ہے اس کو اس کا علم ضروری غیر استدلالی دیا جاتا ہے نہ اس میں تدریج ہے نہ تدبر وتفکر ہے اور یہ آثار مذکورہ فی

السوال کبھی برکت کے نتائج بھی ہوتے ہیں اور کبھی دعا کے کبھی کسی دوسرے شخص کی توجہ کے جس کی اس خیال والے کو اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ صاحب تکوین کی شان تو حضرت خضر علیہ السلام یا ملائکہ کی سی ہوتی ہے کہ وہ بلا تلعثم یہ کہہ سکتا ہے ''وما فعلته عن امری'' غرض یہ آثار برکت پر بھی مرتب ہو جاتے ہیں اور صاحب تکوین صاحب حرکت ہوتا ہے اس لیے یہ خیال بے اصل ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

صاحب تکوین صاحب تفویض ہوتا ہے

حال: جب میرے دل میں یہ خیال پہلے پہلے آیا کہ میں صاحب تکوین بنایا گیا ہوں تو میں نے دل سے سوال کیا کہ تو متقی نہیں کچھ نہیں تو اس جماعت میں کیونکر داخل ہوا تو جواب دل میں یہ آیا کہ ان اللہ قد یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر۔

تحقیق: تائید اور تفویض متغایر ہیں، تائید فجور کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے مگر تفویض اس کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور صاحب تکوین صاحب تفویض ہوتا ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

مجاہدہ مطلقاً مخالفت نفس کا نام نہیں

حال: مجاہدہ کے متعلق ایک مضمون دل میں آتا رہتا ہے اس کو عرض کر کے تشفی چاہتا ہوں وہ یہ کہ مجاہدہ نام ہے مخالفت نفس کا؟

تحقیق: مطلقاً نہیں بلکہ جہاں مرغوب نفس مامور بہ نہ ہو ورنہ نفس مطمئنہ کو خواہ وہ کامل درجہ کا مطمئنہ نہ ہو بعض اوقات مامور بہ کی بھی رغبت ہوتی ہے حالانکہ اس کی مخالفت مجاہدہ نہیں۔ جعلت قرۃ عینی فی الصّلوٰۃ یقیناً دال ہے مرغوبیت صلوٰۃ پر اور ظاہر ہے کہ اس کا ترک مطلوب نہیں اور مامور بہ ہونا یہ وحی سے معلوم ہوگا تو مجاہدہ کا محل وحی سے متعین ہوگا نہ کہ محض رغبت یا عدم رغبت سے۔

حال: اور نفس کے تقاضے مختلف اوقات میں مختلف ہوتے ہیں تو انواع مجاہدہ بھی مختلف ہ۔ ے حتیٰ کہ بعض اوقات تبسم اور ضحک بھی مجاہدہ ہے جیسا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ''کان دائم الفکرۃ متواصل الاحزان ولصدرہٖ ازیز کازیز المرجل''

کے باوجود آپ کا تبسم اور مزاح فرمانا اعلیٰ ترین مجاہدہ نظر آتا ہے؟

تحقیق: یہ حکم موقوف اس پر ہے کہ آپ کے تبسم کو طبعی نہ کہا جاوے، یہی حکم غلط ہے بلکہ خشیت میں بھی طبعی تبسم پیدا ہوسکتا ہے جیسا غلبہ خشیت میں طبعی جوع و عطش و نوم بھی پیدا ہوجاتا ہے۔

حال: شبہ دل میں یہ آتا ہے کہ بعض اوقات بسط کی حالت میں علماء کو تقریر و تحریر یا مطالعہ و کتب بینی میں خوب دلجمعی ہوتی ہے اسی طرح ذاکرین کو ذکر و نوافل میں بہت حظ حاصل ہوتا ہے تو اس وقت مجاہدہ کا مقتضا یہ ہونا چاہیے کہ اس عمل مرغوب کو ترک کر کے کسی عمل حسن غیر مرغوب میں اشتغال اختیار کیا جاوے تب ہی اصل مجاہدہ ہوگا ورنہ بوجہ خلط حظ نفس مجاہدہ ناقص ہوگا؟

تحقیق: یہ طاعات مامور بہ ہیں اس لیے ان کا ترک مجاہدہ نہ ہوگا۔ کما ذکر اوّلا

(النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

بیماری کی وجہ سے کمی معمولات میں مضر نہیں

حال: لکھنؤ بغرض علاج آئی ہوں حکیم صاحب زیادہ سونے کی رائے دیتے ہیں جس سے معمول میں کمی ہوگی اب حضرت جیسا ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: جتنا سونے کو وہ بتلاتے ہیں اس سے زیادہ سوؤ، صحت کاملہ تک معمول میں تخفیف کردو ثواب پورا ملے گا۔ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

خداوند تعالیٰ کے انعامات بے شمار ہیں اور میرا دل سخت گنہگار ہے ان دونوں کا قلب میں جمع ہونا دولت عظمیٰ ہے

حال: (یکے از مجازین) خالات اور اعمال ناگفتہ بہ تو میرے یہ ہیں مگر اس کے ساتھ آج کل میرے قلبی انشراح اور دلی انبساط کی یہ حالت ہے کہ اللہ کے انعامات اور رحمت اپنی ذلیل حالت کو دیکھتے ہوئے اس قدر زیادہ نظر آرہے ہیں کہ اس کا احاطہ حد فہم و خیال سے باہر ہے؟

تحقیق: قلب میں دونوں احتمالوں کا جمع ہونا یہی بڑی دولت ہے جس کا حاصل اَلْاِیْمَان بین الخوف والرجاء ہے۔ مبارک ہو۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

شوہر مرحوم پر صبر اختیاری ہونا چاہیے

حال: شوہر مرحوم کے غم کی وجہ سے باوجود ڈیڑھ سال گزر جانے کے اس قدر تڑپ ہے

کہ ہر چند قلب کو راجع الی اللہ کرتی ہوں لیکن یکسوئی نہیں پیدا ہوتی، میری قلبی خواہش یہ ہے کہ حقیقی صبر و رضا کے ساتھ محبوب حقیقی رب العزت کی یاد میں دلجمعی سے عبادت میں گزاروں؟
تحقیق: برخورداری سکون مطلوب ہی نہیں عمل مطلوب ہے۔ ظاہری بھی باطنی بھی، ظاہری تو جانتی ہو، باطنی ہر وقت کے واسطے وہ عمل جو اختیار میں ہو، مثلاً صبر اختیار میں ہے وہی مطلوب ہوگا، سکون و دلجمعی اختیار میں نہیں وہ مطلوب نہ ہوگا۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

عجز و ضعف بھی موصل الی المقصود ہے

حال: اپنی حالت یہ ہے کہ اس وقت ضعف دماغ کی وجہ سے معمولات میں کمی ہوگئی ہے؟
تحقیق: دعا کرتا ہوں باقی ایک طریق موصل الی المقصود طریق عجز و ضعف بھی ہے غم نہ کیا جاوے البتہ اپنی حد اختیار تک کوتاہی نہ ہو۔ (النور، رجب ۱۳۵۴ھ)

اپنے عیوب پر نظر ہونا خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

حال: گزارش یہ ہے کہ بندہ اپنی نالائق حالت کو دیکھ کر حیران ہی رہ گیا کہ کس کس حالت کی اصلاح کراؤں کہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ تمام اخلاق رذیلہ میرے اندر موجود ہیں کہ ایسی خراب حالت تو دنیا میں کسی شخص کی بھی نہ ہوگی کیونکہ (حالت) ایسی خراب ہے کہ بیان نہیں کر سکتا؟ تحقیق: یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ اپنے عیوب پر نظر ہو جاوے۔ (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

دلی محبت کی پہچان

حال: بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت نہیں ہے لیکن غور کرنے سے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے البتہ جوش و خروش مطلق نہیں ہے؟ تحقیق: اس میں کیا رکھا ہے۔
حال: ایک بے لون سی حالت ہے؟ تحقیق: روحانی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

مصائب اور مجاہدات سے ثواب ملنا

حال: آج کل اہلیہ کی بیماری اور اس کی تیمارداری اور گھر کے نظم و نسق خراب ہونے کے سبب اکثر مشاغل ترک ہو جاتے ہیں، صرف نماز ہی پر اکتفا ہوتا ہے؟

تحقیق: پریشانی کی کوئی بات نہیں اصل مقصود تو ثواب ہے وہ کبھی اعمال سے عطا فرماتے ہیں اور کبھی مصائب و مجاہدات سے مقصود دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

سلوک کیلئے تفرغ قلب شرط ہے

حال: آج تربیت السالک دیکھنے سے ایک صاحب کے حال میں حضور نے فرمایا ہے کہ اگر سلوک باقاعدہ کرنا چاہتے ہو تو شادی کرنا بہتر نہیں کہ اس میں تفرغ شرط عادی ہے؟

تحقیق: مدار تفرغ قلب پر ہے چونکہ اکثر نکاح کے بعد یہ فراغ نہیں رہتا بناء علی العادة الغالبة ایسا لکھ دیا گیا اور جس کو نکاح کے ساتھ یہ فراغ میسر ہو سکے اس کے لیے نہیں اور باقاعدہ کا یہی مطلب ہے کہ اس میں زیادہ وقت صرف کرے اور دوسرے تشویشات سے دور رہے۔ سو اگر آدمی فضول تعلقات میں مشغول نہ ہو تو یہ شرط اس کو حاصل ہے اور وہ تجرد عن النکاح بھی جس کے لیے ہے چند روزہ ہے پھر تو جمعیت قلب کی شرط خود نکاح ہوتا ہے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ)

معمولات ادا کرنے پر قلب کی حالت بدستور رہنا مبارک ہے

حال: تابعدار معمولات ادا کیے جاتا ہے مگر قلب کی حالت بدستور ہے؟

تحقیق: کیا یہ نعمت نہیں کہ دو وقت روٹی ملے اور صحت قوت بحال رہے گو اس میں ترقی نہ ہو۔

حال: اب میرا وقت اخیر آ پہنچا اب تک اپنے کو محض کورا سمجھتا ہوں؟ تحقیق: مگر کور تو نہیں۔

حال: بغیر حاضری حضور کے اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں آتی؟

تحقیق: اطلاع بھی صورت کامیابی کی ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

پابندی دین کی تاکہ دنیوی کام اچھا ہو اس میں خلوص کا پہچاننا

حال: احقر کا تجربہ ہے کہ جب کبھی صبح کو بعد نماز قرآن شریف معمول سے کم پڑھتا ہے یا بالکل نہیں پڑھتا یا کبھی جماعت کی نماز فوت ہو جاتی ہے تو کوئی دنیاوی کام خوش اسلوبی سے نہیں ہوتا اس لیے حتی الوسع تلاوت قرآن اور جماعت کی پابندی کی جاتی ہے تاکہ دنیاوی کام خوش اسلوبی سے ہوں اس لیے بعض اوقات یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا

کے لیے تھیں نہ کہ دنیاوی امور کی خوش اسلوبی کے لیے اس لیے ان عبادات میں خلوص نہ رہا؟

تحقیق: یہ سوچا جاوے کہ اگر پابندی دین پر بھی فلاح دنیاوی نہ ہو تو کیا پابندی دین کی ترک کردی جاوے یا نہیں؟ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

خشوع کی تدبیر

حال: میں چاہتا ہوں کہ کوئی تدبیر ایسی ارشاد ہو کہ غفلت کی نوبت ہی نہ آوے بلکہ ابتدا ہی سے نفس میں تذکر اور تیقظ کی شان پیدا ہو جاوے کہ ابتداء ہی سے نماز میں خشوع کا خیال اور اس کا اہتمام کیا جاوے؟

تحقیق: اس کی تدبیر صرف اعتیاد ومزاولت ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی کامیابی ہو جاوے گی اہتمام وتصدی جاری رہے۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

حالت ہیبت حالت رفیعہ ہے

حال: حضرت چند روز سے یہ کیفیت ہے کہ جب محاسبہ نفس کرتا ہوں اور خداوند کریم کے سامنے جانا تصور کرتا ہوں تو اس قدر پریشانی ہوتی ہے کہ گلہ گھونٹ کر مر جاؤں؟

تحقیق: یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے رفیع حالت ہے محاسبہ نہ چھوڑیں تدریجاً تحمل ہو جائے گا اور اس کے منافع حاصل ہوں گے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

کسی بات پر بھی دل پر رنج وفکر نہ ہونا نعمت ہے

حال: حضرت والا احقر کو اس بات کا بہت فکر ہے کہ مجھے کسی بات سے بھی دل پر رنج فکر کا اثر نہیں ہوتا؟ تحقیق: اللہ اللہ نعمت پر یہ احتمال کیوں ہے؟

حال: مجھ پر حوادث گزرے بھی ہیں اور گزر بھی رہے ہیں مگر میرے صبر واستقلال میں ہی مجھے راحت معلوم ہوتی ہے؟ تحقیق: اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوگی۔

حال: واقعی یہ ہے کہ مجھے اس کا کامل یقین ہے کہ جو کچھ بھی دنیا میں میرے لیے ہوگا وہ میرے مولیٰ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہے پھر کس خوف ہی ہے؟

تحقیق: یہی جامعیت تو مطلوب ہے کہ طاعت کے ساتھ بھی خوف ہو۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

جو کثرت کلام ناشی ہے انبساط اور انقباض عن الخلق سے خود نعمت مستقلہ ہے

حال: اب ایک مدت سے یہ حال ہو گیا ہے کہ جس طرح پہلے بہ تکلف چپ رہتا تھا اب بہ تکلف بولتا ہوں، ذہن کُند اور زبان گنگ معلوم ہوتی ہے، اولاً تو کسی سے ملنا جلنا ہی بہت کم رہ گیا ہے خصوصاً تنہا ملنے سے بہت گھبراتا ہوں کہ سننے کے ساتھ بولنا بھی پڑے گا ورنہ بداخلاق، بددماغ وغیرہ خدا جانے کیا سمجھا جاؤں؟

تحقیق: کثرت کلام ناشی ہوتی ہے انبساط سے اور انبساط ناشی ہوتا ہے اُنس سے اور اسی طرح مسبب کے اضداد سبب کے اضداد سے اور انقباض عن الخلق خود نعمت مستقلہ ہے پھر اگر انس مع الحق ہو تو نورٌ علیٰ نور اور اگر انس مع الحق بھی کامل نہ ہو تو نور (مفضی) الی نور۔ یعنی وہ انقباض مفضی الی الانس مع الحق ہو جاتا ہے اور احیاناً اسباب طبعیہ بھی اس انس وتوحش کے موجب ہو جاتے ہیں مثلاً ضعف طبیعت وکسل یا کوئی فکر وتشویش اور نشاط وفرح و مساعدت احوال نفسانیہ، سو یہ نوع فی نفسہ نہ کمال ہے نہ نقص مگر آثار کے اعتبار سے قلت کلام اکثر نافع ہوتا ہے اور کثرت محتاج مقاومت، کہ حدود سے تجاوز نہ ہو جاوے، بہر حال قابل اہتمام ومطلوب ہر حال میں حدود ہیں خواہ کسی کیفیت کے ساتھ ہوں نہ کہ کیفیات اسی مطلوب کی مطلوبیت اور غیر مطلوب کی عدم مطلوبیت کے بارے میں ارشاد ہے:

روزہا گر رفت گو رو باک نیست　　　　تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

اور اس تقریر سے اس حدیث کا بھی حل ہو گیا:

"قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحیاء والسعی شعبتان من الایمان. والبذاءۃ والبیان شعبتان من النفاق رواہ الترمذی عن ابی امامۃ لان اصل اقتضاء الایمان الانقباض عن الخلق واصل اقتضاء النفاق الانس مع الخلق."

اور اخیر کا مضمون اس نعمت کا کاشف ہے کہ اپنے کو نعمتوں کا مستحق نہیں سمجھا گیا کہ فناء مطلوب کا ایک خاص درجہ اور نعمت ہے مگر اس کے ساتھ ہی نعمت کو نعمت سمجھنا اور عقلاً اس پر فرح مامور بہ ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ ہماری طرف منسوب ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ منعم کی طرف منسوب ہے۔ والاول محمل قولہ تعالیٰ لاتفرح ان اللّٰہ لایحب الفرحین والثانی محمل قولہ تعالیٰ قُل بفضل اللّٰہ وَبرحمتہٖ فبذالِک فلیفرحُوا. (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

رسالہ الدلالۃ لاہل الضلالۃ

حقیقت تصوف علم باعمل ہے

تمہید: ایک طالب نے جو سلسلہ قادریہ ونقشبندیہ کے بعض بزرگوں سے تعلق رکھنے والے تھے ہجوم وساوس وخیالات اور بعض اثرات خارجیہ وداخلیہ سے تنگ آ کر حضرت والا مدظلہم العالی کی طرف رجوع کیا اور پہلے بذریعہ مکاتبت اور پھر حاضر خدمت اقدس ہو کر زبانی عرض کیا' اس پر حضرت والا مدظلہم العالی نے مضمون ذیل تحریر فرما کر ان کو دیا اور زبانی فرمایا کہ ایک بار اس کا ضرور مطالعہ کیا کریں۔

یادداشت ضروری

آپ کی حالت کے متعلق اجمالاً اپنے اس خط میں لکھ چکا ہوں جو آپ کے پاس ہے کل شام کو سب حالات آپ کی زبان سے سن کر اس اجمال کی مختصر اور ضروری تفصیل احتیاطاً اور لکھتا ہوں تا کہ معاملہ میں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر آپ کا دل جس شق کو قبول کرے میں نہایت آزادی اور خوشی سے اس کی اجازت دیتا ہوں مجھ کو ذرا برابر اس میں کدورت نہ ہوگی۔ وہ تفصیل یہ ہے:

(۱) ہمارے نزدیک حقیقت تصوف کی صرف علم باعمل ہے اور عمل وہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے اور جو سالک کے اختیار میں ہے اس کے علاوہ سب چیزیں زائد ہیں۔ اگر وہ عطا ہو جائیں اور شیخ ان کو محمود بتلا وے تو نعمت ہے اور قابل شکر اور اگر عطا نہ ہوں یا عطاء ہو کر زائل ہو جائیں تو ان کی تحصیل کی فکر یا ان کے زوال پر قلق طریق میں ناجائز اور باطن کے لیے سخت مضر ہے خواہ وہ کچھ ہی ہو۔

(۲) شیخ کو اطلاع تو سب حالات کی ضروری ہے اپنی رائے سے یا کسی خواب یا وارد کی بناء پر کوئی کام کرنا طریق میں جائز نہیں پھر اس اطلاع کے بعد شیخ تدبیر اس کی کرے گا جس کا تعلق امر ونہی سے ہو بقیہ کی تدبیر اس کے ذمہ نہیں اس لیے طالب کو اس کا مطالبہ یا انتظار بھی طریق میں ناجائز ہے اسی طرح اگر کوئی مرض یا کوئی اثر واقعی یا خیالی تکلیف دہ یا کوئی آفت داخلی یا خارجی عارض یا لازم ہو جاوے وہ بھی شیخ کے فرض منصبی کے حدود سے خارج ہے۔

(۳) اصلاح نفس میں اصلاح بدن کو کافی دخل ہے اس سے بقدر وسعت وضرورت

غذا و دوا کا اہتمام بھی عبادت اور سنت ہے۔ انَّ لنفسکَ عَلَیکَ حقًا' اِنَّ لِجَسَدِکَ عَلیک حقًا حدیث ہے۔

(۴) اسی طرح اہل حقوق کے حقوق شرعیہ مقدورہ میں غفلت یا کوتاہی کرنا معصیت ہے جو مقصود کے لیے رہزن ہے۔ ان لزوجک عَلیکَ حَقًّا وان لزورک علیک حَقًا حدیث ہے۔

(۵) آپ کی کل تقریر سے جو شیوخ کی تعلیمات معلوم ہوئیں اگر آپ کی یاد اور نقل صحیح ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کو اب تک صحیح اور صاف راستہ معلوم نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ اس وقت آپ کی موجودہ حالت کا وہی مقتضا ہو یا ان کی خطائے اجتہادی ہو اس لیے ان سے بھی بدگمان نہ ہونا چاہیے لیکن وہ آپ کو سخت مضر ہوئی اور اس وقت کی حالت کے تو وہ کسی طرح مناسب ہی نہیں اس لیے ان سب سے اس وقت ذہن کو خالی کر دینا چاہیے۔ اسی طرح کتابوں کا مطالعہ کر کے جو آپ نے اپنے لیے کوئی نظام تجویز کر لیا ہے وہ بھی اسی درجہ میں ہے اب میں اس یادداشت کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ (النور رجب وشعبان ۱۳۵۸ھ)

حضرت کے علوم پر بے حد تعجب ہوتا ہے یہ علوم ان صندوقوں سے ہیں جو اوپر ہیں اور وہ دریا سے ہیں

حال: حضرت کے علوم پر بے حد تعجب ہوتا ہے اور بے حد رشک آتا ہے' کاش اس میں کچھ کسب کو دخل ہوتا' کتابوں میں تو حضرت مجھ کو یہ چیزیں یعنی (ملتی) نہیں یا کتابیں سمجھ میں نہیں آتیں مگر پھر حضرت کی باتیں کیوں سمجھ میں آ جاتی ہیں؟

تحقیق: یہ سب آپ کی محبت اور حسن ظن ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اب اس تعجب کی وجہ عرض کرتا ہوں وہ وجہ یہ ہے کہ ان علوم کے اس نادان کی طرف ظاہراً منسوب ہونے پر نظر گئی تو تعجب لازم ہے اور اگر نظر کو بڑھایا جاوے تو کچھ صندوق نظر آویں گے جن سے یہ علوم نکلتے ہیں اور ان صندوقوں سے اوپر ایک دریا نظر آئے گا تو تعجب رفع ہو جاوے گا۔ البتہ ایک انعام الٰہی اس وقت بھی محل شکر ہوگا وہ انعام اتصال ہے ان صندوقوں کے ساتھ جس کی مختصر حکایت یہ ہے:

سینہ را صندوق سرہا کردہ | داندران مخزوں گہرہا کردہ
ربط دادی سینہ رابا سینہ | ربط ایں آئینہ با آئینہ
نقش ایں آئینہ در دیگر پدید | کردی از صنع خود اے رب مجید
آب از جوئے بجوئے مے رود | بازیک سو گشتہ در دریا رود

اورانس مع الحق کی بُو بھی اپنے اندر نہیں پاتا۔

تحقیق: اس اُنس نہ ہونے کا قلق یہ بھی ایک درجہ ہے انس مع الحق کا یا اقل درجہ انس مع الحق کے ایک مانع کا ارتفاع تو ہے جس سے انس مع الحق کا قرب تو ہوگیا یہ کیا تھوڑی نعمت ہے آگے تھوڑی توجہ حصول مقصود کے لیے کافی ہوسکتی ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۸ھ)

قرآن میں اسم ذات اللہ کی تعلیم معلوم ہوتی ہے

حال: آج کل یکا یک ایک عجیب سوال دل میں پیدا ہوگیا ہے کہ حدیثوں سے تو لا الہ الا اللہ کے ذکر کی افضلیت معلوم ہوتی ہے لیکن کلام مجید سے اللہ یا اسم اللہ کے ذکر ہی تعلیم معلوم ہوتی ہے اور لا الہ الا اللہ محض دعوت وتبلیغ کا کلمہ معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: یہی خیال میرے بعضے فضلاء احباب نے پہلے بھی پیش کیا تھا مگر ذرا تامل فرمایا جاوے تو جواب واضح ہے وہ یہ کہ اسم ذات بطریق متعارف پر دلالت کرنے میں آیات نص نہیں ہیں۔ جیسا ظاہر ہے غایت فی الباب بوجہ اطلاق کے اس کو بھی محتمل ہیں لیکن اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال سے اس شق کی عدم ترجیح' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجتہدین صحابہؓ سے اس پر عمل کا منقول نہ ہونا اس کے عدم کی ترجیح ثابت ہوگئی۔ پس یہ اطلاق عموم نہ ہوگا بلکہ اجمال ہوگا مثل اقیموا الصلوٰۃ کے جس کی تفسیر حضور کے قول وفعل سے ہوگئی۔ (النور شعبان ۱۳۵۸ھ)

علم ذات کا داعیہ بڑھ گیا وہ علم ایمان ہے اور اس کی تمنا عین مطلوب

حال: عرصہ سے کچھ علم ذات کا داعیہ بڑھ گیا ہے؟

تحقیق: وہ علم ایمان ہی ہے اس علم میں ترقی اور قوت ایمان ہی کی قوت اور ترقی

ہے۔ اسی کے مراتب کے تفاوت سے عوام اور خواص اور اخص الخواص کے ایمان میں تفاوت ہوتا ہے' اسی قوت کو نصوص میں ازدیاد ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے ان ہی مراتب کا نام علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین ہے۔

حال: اور اس قسم کے داعیہ کا غلبہ کچھ مضر تو نہیں؟

تحقیق: بعد وضوح حقیقت کے اس کا سوال اس کی تمنا عین مطلوب ہے۔

حال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لذة النظر الٰی وجھک اور شوقا الٰی لقاء ک کا جو سوال فرمایا تو اس کا مطلب تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہاں صرف شوق لقاء حاصل ہوسکتا ہے اور نظر الی لوجہ تو حاصل ہی ہے مطلوب صرف لذة النظر ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ خوب صحیح دلالت سمجھ میں آئی اس کے قبل میرا ذہن بھی اس تفسیر کے ساتھ اس طرف نہ گیا تھا۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ علیٰ ھذا التنبیہ

حال: لیکن حضرت اپنے اندر شوق لقاء تو کسی درجہ میں پاتا ہوں جس کو داعیہ علم ذات سے اوپر تعبیر کیا ہے لیکن اینما تولوا فثم وجہ اللہ کی صریح نص کے باوجود جب چاہتا ہوں کہ نظر الی لوجہ میں کچھ ذوق ولذت پیدا ہو تو بالکل نہیں پیدا ہوتی بلکہ ایسی چیزیں جو طبعاً مکروہ ہوتی ہیں ان پر وجہ اللہ کے اعتبار سے نظر کرنے میں طبیعت رُکتی ہے؟

تحقیق: غالباً آپ کے نزدیک وجہ کی تفسیر کا حاصل مظاہر ومناظر ہیں تو اس کے لیے دلیل کی حاجت ہے۔ ولا دلیل۔ سلف سے دو تفسیریں منقول ہیں' ایک جہت یعنی قبلہ اور اضافت الی اللہ باعتبار رضا کے ہے یعنی تم جس مکان میں ہو کر بھی تولی الی الکعبہ کرو وہ جہت مرضی حق ہے۔ دوسری تفسیر وجہ سے مراد ذات "کمافی قولہٖ تعالیٰ کل شیء ھالک الاّ وجھہ ای ذاتہ" پھر ذات سے مراد علم کمایدل علیہ مابعدہ' ان اللہ واسع علیم اور مناظر ومظاہر کے ساتھ تفسیر یہ ذوقی وتصوفی اشارہ کے درجہ میں ہوسکتی ہے جس کا حاصل تفسیر الوجہ بالذات باعتبار تجلیہ فی المظاھر ہے۔ روح المعانی میں اس کو باب اشارہ میں اس عبارت سے ذکر بھی کیا ہے۔

فای جھة یتوجہ المرء من الظاھر والباطن فثم وجہ اللہ المتحلی بجمیع الصفات

المتجلی بماشاء منزها عن الجهات وقد قال قائل القوم. (بالحاء ۱۲، بالجیم ۱۲)

وما الوجه الا واحد غیر انہ — اذا انت عددت المرایا تعددوا

اب سوال مذکور فی المکتوب اس پر مبنی ہوگا جس کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ تفسیر غیر ثابت ہے۔ پس حدیث میں اس کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ دوسرا یہ کہ بر تقدیر تسلیم مناظر ومظاہر کی طرف نظر کرنا بھی موجب لذت ہے۔ گو ذات مظہر کے اعتبار سے موجب لذت نہیں لیکن باعتبار اس کی مظہریت کے موجب لذت ہے مگر یہ اس وقت موجب لذت ہے جب اس نسبت کے استحضار اور ذات کی محبت کا غلبہ طبعی ہو جاوے پھر مناظر ومظاہر سب اس لذت کے اسباب ہو جاویں گے بلا تفاوت بین الحسن وغیر الحسن جیسے محبوب کا میلا کپڑا پہلے مکروہ معلوم ہوتا ہے مگر جب اس تلبس کا علم ہو گیا اس میں لذت پیدا ہو گئی، خصوص حالت بس فقہاء نے اس کے احساس کے بعد یہ فتویٰ دیا "النظر الی مراۃ الاجنبیۃ حرام" اور اگر اس تفسیر کو تکلف سمجھا جاوے اور حدیث میں تفسیر منقول عن العلماء لی جاوے یعنی نظر سے مراد علم فی الدنیا کا درجہ تو اس وقت آپ کا سوال بالاستقلال اس طرح متوجہ ہوگا کہ علم میں بھی تو لذت نہیں پائی جاتی۔ اس کا جواب اس طرح ہوگا کہ نفس لذت کی نفی کا حکم عدم تامل کے سبب سے ہے ورنہ حق تعالیٰ کی یاد میں کہ علم کی ایک فرد ہے کس مومن کو لطف نہیں آتا، خصوص جب اس کے صفات وکمالات کا تذکرہ بھی ہو کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اور اگر اس نفی کے حکم کو صحیح بھی مان لیا جاوے تب بھی کوئی محذور نہیں نہ نقص ایمان کا شبہ ہو سکتا ہے، ایک کمال کی کمی ہے جس کے لیے سوال کی تعلیم فرمادی گئی ہے جب اور جتنی نصیب ہو جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

رسوخ کے انتظار کی ضرورت نہیں، اگر قصد مقاومت میں کامیابی ہو

حال: الحمد للہ علاج کبر سے بہت فائدہ ہے؟ **تحقیق:** الحمد للہ

حال: تو اب اس کے رسوخ کا انتظار کروں یا اب دوسرے مرض اور علاج کو پیش کروں؟

تحقیق: اگر وقت پر ایسا استحضار ہو جاوے کہ مقاومت کا قصد کر لیا جاوے اور اس قصد میں اکثر کامیابی ہوتی ہو تو رسوخ کا انتظار ضروری نہیں ورنہ اسی حالت مذکورہ کا انتظار مناسب ہے۔

حال: آج کل معمولات کے شوق اور حضور قلب میں بہت کمی ہے اس لیے دعا کا طالب ہوں؟
تحقیق: دُعا کرتا ہوں باقی شوق کی کمی پر قلق نہ چاہیے کہ امر غیر اختیاری ہے اگر طبعی قلق بھی ہو اس عقلی مقدمہ کے استحضار سے اس کے اثر کو ضعیف کر دینا چاہیے اور حضور قلب کا جو درجہ مکلّف بہ ہے یعنی احضار بالاختیار خواہ حضور کسی درجہ کا بھی اس پر مرتب ہو جاوے اس کی تجدید وقت پر کر لی جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

ایمان اور محبت اس کی زیادتی مطلوب ہے ولیکن وہ مقصود زیادتی ایسی لطیف ہے جیسے بچے کی نشو و نما!

حال: جواب والا نے کشف حقیقت و شرح صدر فرمائی' واقعی اصل شئی بس ایمان و محبت اور اسی کی زیادتی کی طلب ہے؟
تحقیق: ازدیاد مطلوب کی رفتار ایسی لطیف ہے جیسے بچہ کا نشو و نما کہ کسی دن بھی معلوم نہیں ہوتا کہ پہلے سے بڑھا ہے۔ البتہ فصل بعید کے بعد قبل اور بعد کی حالت میں موازنہ کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح قبل التزام اعمال کی حالت کا بعد التزام کی حالت سے موازنہ کر کے دیکھا جاوے تو ازدیاد مشاہد ہو گا مگر کمّاً نہیں بلکہ کیفاً لایزید و لا ینقص کا محمل کم ہے اور یزید و ینقص کا محمل کیف اور احیاناً اس کا بھی ادراک نہیں ہوتا لیکن عدم ادراک عدم وقوع کی دلیل نہیں۔ خصوص جب خشیت کا غلبہ ہو اس وقت وہ کیفیت ہوتی ہے۔ ادرکت سبعین بدریا کلھم یخاف النفاق علٰی نفسہ رواہ البخاری. اور ہمت فی نفسہ مقصود نہیں آلہ عمل ہے اگر عمل کا صدور ہو جاوے مقصود حاصل ہے گو اس میں قوت نہ ہو۔
حال: جی چاہتا ہے کہ کسی طرح کچھ طبعی محبت اور اس کی لذت بھی نصیب ہو جاتی؟
تحقیق: اس کی سبیل صرف دُعا ہے اور عدم ظہور حصول پر رضا واللہ در من قال

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اور علاوہ اس کے رضا حق رب علی العبد ہے بعض اوقات عدم حصول ہی زیادہ نافع ہوتا ہے کہ مجاہدہ کا اجر بڑھتا ہے۔

تشبیہ کا مسلک بیحد خطرناک ہے بخلاف تنزیہہ کے ولیکن تنزیہہ محض بھی تشفی بخش نہیں اس کے متعلق تحقیق عجیب!

سوال: حضرت نے یہ بالکل ہی بجا ارشاد فرمایا کہ تشبیہ کا مسلک بے حد خطرناک ہے اور خود میرا بھی مدت تک اصلی مذاق ورجحان تنزیہہ کا ہی رہا لیکن اب عرصہ سے تنزیہہ محض سے بالکل تشفی نہیں ہورہی ہے اور کسی طرح نہ دل اس کو قبول کرنا چاہتا ہے نہ دماغ کہ حق و خلق میں وجوداً دوئی بُعد یا انفصال ہوسکتا ہے لیکن بایں ہمہ الحمدللہ دوسری طرف یہ بھی قطعاً غلط ناقابل فہم بلکہ سفاہت پاتا ہوں کہ کسی طرح بھی عبد معاذ اللہ رب یا رب عبد ہوسکے اور وحدت وجود کے ساتھ کثرت موجودات میں کوئی قباحت ہی نہیں بلکہ یہی عقل ونقل سب کے موافق معلوم ہوتا ہے۔ اقربیت ومعیت وغیرہ کے تمام اعتبارات کے باوصف غیریت اتنی اٹل معلوم ہوتی ہے کہ عینیت کے مفسدہ کا الحمدللہ کبھی خطرہ واحتمال تک قلب پر نہیں آتا بلکہ ایک لحاظ سے غلبہ تنزیہہ وتسبیح کا رہتا ہے حتیٰ کہ عینیت کا رجحان رکھنے والوں کی حماقت پر سخت غصہ معلوم ہوتا ہے بلکہ مجھ کو تو وہ انکار حق کے لیے نفس کی ایک دسیسہ کاری نظر آتی ہے۔ یہ بھی عرض خدمت ہے کہ اس مسئلہ سے فی الجملہ دلچسپی کے باوجود پڑھتا پڑھاتا زیادہ ایسی چیزوں کو نہیں ہوں البتہ کلام مجید ہی کی تلاوت یا اس پر اگر کچھ تدبر وتفکر کی سعادت نصیب ہوجاتی ہے تو اس طرح کے بھی ذہن میں کچھ اعتبارات آجاتے ہیں؟

تحقیق: مکرمی دام لطفکم السلام علیکم. عربی مثل ہے: اذا جاء ت الالفة رفعت الکلفة. عارف شیرازی کا ارشاد ہے:

ماحالِ دل را بایار گفتیم نتواں نہفتن درد از حبیباں

اس کے تحت میں یہ سب محمود ہے۔ اب جواب عرض کرتا ہوں حادث بعد الحدوث کو مشاہدہ قدیم کا واسطہ بنانا دو تعلق سے ہوتا ہے۔ ایک تعلق صانع ومصنوع کا اس تعلق سے واسطہ بنانا منصوص اور مامور بہ ہے۔ آیات

اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض الٰی قولہٖ لاٰیٰت لقومٍ یعقلون (بقرة)

وانَّ فِی خلق السّمٰوٰت والارض الیٰ قولہٖ ربنا ماخلقت ھٰذا باطلاً (آل عمران) وَاَفَلاَ ینظرون الیٰ الابل الیٰ قولہٖ کیف سطحت. (غاشیہ)

وغیرہا سب اسی توسیط پر دال ہیں اور دوسرا تعلق ظاہریت ومظہریت مصطلحہ کا زائد علی التعلق الاول جس میں اس وقت کلام ہے سو یہ تعلق اور اس کی خصوصیات خود ذوقی وکشفی ہیں۔ فکذا توسیط تعلق اول کی مثال کاتب ومکتوب کا تعلق ہے اور تعلق ثانی کی مثال شمس و ارض کا تنویری تعلق ہے پھر اس تعلق ثانی کے توسیط کے دو درجے ہیں ایک تصور وتخیل کا دوسرا تصدیق واعتقاد کا۔ دوسرا درجہ تو ظاہر ہے کہ اختیاری ہی ہوگا اور پہلا درجہ دو طرح کا ہے ایک استحضار فی الذہن قصد واختیار سے دوسرا حضور فی الذہن بدوں قصد واختیار کے۔ یہ کل تین درجے ہوئے' سو چونکہ خود یہ تعلق اور اس کی خصوصیات کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور ذوق وکشف حجت نہیں اس لیے تین درجات مذکورہ میں اول کے دو درجے یعنی اعتقاد اور استحضار بالاختیار تحت نہی ونکیر ولا تقف مالیس لک بہ علم' وان یتبعون الا الظن وان الظن لایغنی من الحق شیئًا الآیۃ داخل ہوں گے اور تیسرا درجہ یعنی تصور وحضور فی الذہن بالاضطرار معفو عنہ ہوگا۔ لقولہٖ تعالیٰ لایکلف اللّٰہ نفساً اِلاَّ وسعھا اور اول کے دو درجے دلائل شرعیہ مذکورہ سے منکر ہونے کے علاوہ خود قواعد طریق سے بھی منکر ہیں اس نکارت کا راز یہ ہے کہ تمام اہل ملل حقہ جن میں حضرات صوفیہ بھی داخل ہیں اس پر متفق ہیں کہ یہ دوسرا تعلق یعنی ظاہریت ومظہریت مصطلحہ کا خود حادث بعد العدم السابق ہے اور قبل حدوث یہ تعلق معدوم محض تھا سو اس تعلق کی قید سے جو استحضار ہوگا خواہ قصداً یا تصدیقاً وہ مقید کا ہوگا اور مقید بوجہ حدوث قید کے حادث ہوگا تو یہ استحضار قصداً حادث کا استحضار ہوا جو غیرت محبت کے بالکل منافی ہے اس لیے خود وہ اہل ذوق بھی اس حکم کو ضبط نہ کر سکے کہ کل ماخطر ببالک فھو ھالک واللّٰہ اجل واعلیٰ من ذٰلک. اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی نور آفتاب کا مشاہدہ اس تعلق کے واسطہ سے کرے جو اس کو ارض سے حاصل ہے اور اس تعلق کے سبب خود دھوپ میں اجرام کے اختلاف

ہیئات سے مختلف اشکال پیدا ہوگئے مثل تدویر و تثلیث و تربیع تو ان حصص مختلفة الهيئة کے ذریعے سے مشاہدہ نور کا قصد کرنا ظاہر ہے کہ مستلزم ہوگا۔ ان حصص کے قصد مشاہدہ کو باقی اضطرار پر کوئی ملامت نہیں مگر یہ درجہ کمال سے متنزل ہے گو ضعیف کے لیے بالعرض اس طرح نافع ہو جاوے کہ درجہ کمال تک اس کے لیے موصل ہو جاوے جیسے دوا غیر مقصود ہے مگر علیل کے لیے غذائے مقصود کی استعداد پیدا کرنے کی وجہ سے گوارا بلکہ تجویز کر لی جاوے۔

مولانا متعدد تمثیلات کے بعد اسی کو ارشاد فرماتے ہیں:

اے بروں از وہم و قال و قیل من   خاک بر فرق من و تمثیل من

وفيه اظهار للامر الاصلی

بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت   ہر دمت گوید کہ جانم مفرشت

وفيه اظهار للامر العارضی اور تعلق اول کی توسیط میں ان وسائط کی ایسی مثال ہوگی جیسے عینک لگا کر کسی چیز کا مشاہدہ کرنا کہ عینک محض معین ہوگی۔ مشاہدہ شے مذکور کی اور مشاہدہ کے وقت بعض اوقات عینک کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا' میرے خیال میں مسئلہ کے سب پہلوؤں پر کافی اور ضروری کلام ہو گیا ہے اگر کچھ جزو متروک ہو گیا ہو ظاہر فرما دیں باقی کسی مامور بہ سے تشفی ہونا نہ ہونا یا دل و دماغ سے اس کا ملصق نہ ہونا یہ قابل التفات نہیں۔ امتثال مقصود ہے نہ کہ کیفیات و احوال' باقی اس جزو کو تیسیر اللمخاطب مکرر یاد دلاتا ہوں کہ اضطرار پر نکیر نہیں۔ (النور شوال ۱۳۵۸ھ)

احادیث سے دل گھبرانے کا علاج

حال: حضرت بندہ کو مشکوٰۃ شریف آخری حصہ کے مطالعہ کی توفیق ہوئی مگر کتاب الاداب اور کتاب الرقاق کی احادیث سے دل گھبرا گیا اور معلوم ہوتا کہ بندہ کے اندر سارے عیوب موجود ہیں اور بندہ مجمع الامراض ہے؟

تحقیق: دُعا کرتا ہوں اور اس گھبراہٹ سے اجر ملتا ہے بس تسلی کے لیے یہی اعتقاد کافی ہے اور ساتھ ساتھ اصلاح کا اہتمام اور اس کے لیے دعاء بھی۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ)

محبت کے آثار مختلف ہوتے ہیں

حال: تھانہ بھون سے لکھنؤ تک اہل محبت کے اس موقع پر پریشانی و بیقراری کا جو ظہور

ہوا وہ محبت کا عین اقتضاء تھا جس پر مجھ کو بے حد رشک آیا اور اپنے دل کی اس بے حسی پر نفریں کی، محبت کی راہ سے تو کوئی پریشانی واضطراب محسوس نہیں ہوا صرف عقیدت کی راہ سے یہ دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت وعافیت کے ساتھ طویل سے طویل حیات عطا فرماویں اور اس کے افادات و برکات اپنے بندوں اور اُمت مرحومہ پر تادیر قائم رکھیں۔ الحمدللہ کہ حضرت سے عقیدت تو بہت غیر معمولی پاتا ہوں لیکن اپنے منعم ومحسن سے کچھ نہ کچھ طبعی محبت ہو جانا بھی تو معمول انسانیت ہے۔ حضرت کے میرے دنیا اور دین دونوں پر کتنے احسانات ہیں اور پھر کتنی شفقت ہے اس کا خیال کرتا ہوں تو اپنی قساوت قلب کی شرم سے گڑا جاتا ہوں؟

تحقیق: مکرمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ الحمدللہ مع ہاتھ اور انگلیوں کے صحت وخیریت سے ہوں، امید کہ شان خط کی شہادت بھی اس کی مؤید ہوگی۔ باقی اپنی کیفیت اور اس پر شبہات جو تحریر فرمائے ہیں اس میں دو چیزیں ہیں مقدمات ومقصود، اصل مطلوب چونکہ مقصود ہے اور مقدمات محض تابع اس لیے مقصود کی تحقیق مع الدلیل پر اکتفا کرتا ہوں جس کے بعد مقدمات کا غلط ہونا اجمالاً تو فی الفور معلوم ہو جاوے گا اور تفصیلاً بعد تامل واضح ہو جاوے گا وہ تحقیق مع الدلیل یہ ہے کہ ایک محبت تھی حضرت صدیق اکبرؓ کی اور ایک حضرت فاروق اعظمؓ کی اور آثار دونوں کے مختلف جو وفات شریف کے وقت ظاہر ہوئے اور روایات صحیحہ سے ثابت کیا، کیا حضرت صدیق اکبرؓ کی محبت محبت نہ تھی یا غیر کامل تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر فضل فرما کر محبت صدیقیہؓ کے مشابہ محبت عطا فرماوے تو محل شکر ہے یا محل شکایت، اس کے بعد مقدمات میں غور کیا جاوے یا نہ کیا جاوے، مطلوب حاصل ہو گیا اور راز اس میں یہ ہے کہ یہ الوان کا اختلاف ہے جس کا منشاء کبھی اختلاف استعداد ہوتا ہے کبھی دوسرے اسباب اس تفتیش کی کوئی حاجت نہیں۔ وفی مثلہ قیل۔

عباراتنا شتّٰی وحسنک واحد   وکل الٰی ذاک الجمال یشیر

واللّٰہ اعلم بسرائر عبادہٖ وضمائرِھم. والسّلام (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

عیال کیلئے کسب معاش کرنا بھی طاعت ہے

حال: اُدھر تو تھانہ بھون کی حاضری کو بے حد دل چاہتا رہتا ہے، دوسری طرف اپنی تن

پروری، نفس پرستی، فکر معاش نے بھی گل کھلانے میں کچھ کمی نہیں کر رکھی؟
تحقیق: اور ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں کی کیونکہ عیال کیلئے کسب معاش طاعت ہے۔
(النور رجب ۱۳۵۹ھ)

دنیاوی مصائب سے روحانی تکلیف نہ ہونا مبارک حالت ہے

حال: اب حالت یہ ہے کہ دنیاوی مصائب سے روحانی تکلیف نہیں ہوتی؟
تحقیق: مبارک ہو۔
حال: اب ہر چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم سمجھ کر اس کا شکر ادا کرتا ہوں؟
تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اور ترقی ہوگی۔
حال: بہت سے کام بلا کسی بھاگ دوڑ کے ہو جاتے ہیں؟ تحقیق: فضل ہے۔
حال: مگر حب الدنیا کم نہیں ہوتی اس کے لیے جو مناسب تدبیر تجویز کی جاوے اس پر انشاء اللہ عمل کروں گا؟
تحقیق: کیا بھوک میں کھانے کی رغبت اور پیاس میں پانی کی رغبت بھی حب دنیا میں داخل ہے اس کے جواب کے بعد آگے عرض کروں گا۔ (النور صفر ۱۳۶۰ھ)

لباس اچھا پہننے پر لباس باطنی یعنی تقویٰ پر بھی نظر ہونی چاہیے

خط اول

حال: بندہ کی طبعی حالت ہے کہ ہمیشہ صاف و ستھرا رہوں میل کچیل کے ساتھ رہنے کو طبیعت نہیں چاہتی اگر میل کچیل کے ساتھ رہوں تو طبیعت میں بوجھ معلوم ہوتا ہے؟
تحقیق: اس وقت اپنے لباس باطنی یعنی تقویٰ کے میلے کچیلے ہونے پر بھی نظر ہوتی ہے یا نہیں؟

خط دوم

حال: حضرت جس وقت اپنے لباس ظاہری پر نظر ہوتی ہے اور دل خوش ہوتا ہے اس وقت اپنے لباس باطنی کے میلے کچیلے ہونے پر بھی نظر ہوتی ہے؟
تحقیق: اس نظر کا کیا اثر ہوتا ہے افعال میں۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

برزخ میں اپنے لیے عافیت ہی سمجھنا قوت رجاء کی دلیل ہے

حال: علاوہ ازیں اکثر اوقات اندرون قلب میں یہ عقیدہ پاتا ہوں کہ برزخ میں میرے اور میرے متعلقین کے لیے سراپا راحت وعافیت ہی ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ نہ اس وجہ سے کہ میرے پاس کچھ اعمال صالحہ ہیں بلکہ محض اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین اور میں ضعیف ترین ہوں؟

تحقیق: یہ قوت ہے رجاء کی اور مبارک حالت ہے۔ البتہ اگر اس خیال کے آثار مذموم ہوتے جیسے جرأت علی المعاصی وامثالھا تو پھر یہ خیال امنیہ وغرور ہوتا جب یہ نہیں تو عین مطلوب ہے البتہ ہر کیفیت یا ہر درجہ کسی محمود چیز کا بھی ہر شخص کے لیے محمود نہیں جیسے بعض ادویہ نافعہ ہر مزاج کے لیے نافع نہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ)

جنت میں جمال وجلال الٰہی متضاد نہیں

حال: اس پر یہ شبہ میرے دل میں ہوتا ہے کہ بہشت میں تو جمال الٰہی کا فقط مظہر ہوگا پھر جلال الٰہی کا منظر وہاں کیسے نظر آئے گا جو خشیت ہو؟

تحقیق: وہاں جمال اور یہ جلال متضاد نہیں جمال ہی عین جلال ہوگا۔

وھو معنی قولہ علیہ السلام وما بین القوم و بین ان ینظروا الی ربھم الا رداء الکبریاء علٰی وجھہ. (رواہ المسلم) فی باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربھم اثبت الجلال المعبرعنہ بالکبریاء فی عین مشاھدۃ الجمال المعبرعنہ بالرؤیۃ وھذا الجلال ھوالمانع عن ادراک کنہ الذات مع وقوع الرؤیۃ فالجمال محل الرؤیۃ والجلال حجاب الادراک۔

اور حق تعالیٰ کی تو بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو وہ عظمت دی ہے کہ عین جمال میں ان کے جلال کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عمرو بن العاصؓ کا قول ہے:

وما کان احد احب الی منہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا اجل فی عینہ منہ وماکنت اطیق ان املأ عینی منہ اجلا لا لہٗ ولوقیل لی صفہ لما استطعت وان اصفہٗ لا فی لم اکن املأ عینی منہ الحدیث. (رواہ المسلم

فی باب کون الاسلام یھدم ماقبلۂ اور پھر مخلوقات میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص شان ہے معمولی اور خسیس محبوب کے جمال میں ظہور ہیبت کا ہوتا ہے۔ کما قال

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے — تھامتا ہوں دل کو پر ہاتھوں سے نکلا جائے ہے

وفی امثالھا کثرۃ فی کلام العشاق

تمہید

خط بالا کے (جس میں بعض احادیث اجتماع جمال وجلال کی منقول ہیں) جواب میں خط ذیل آیا جو مع جواب ذیل میں درج ہے:

حال: عطوفت تامہ نے بہرہ مند کیا' محبت وخشیت اور جمال وجلال کی یکجائی اور جامعیت کے سمجھنے میں خاکسار کو جو اشکال پیش تھا بحمد اللہ کہ تحریر پر تنویر سے وہ مندفع ہو گیا یہ بھی تائید الٰہی ہے کہ اس سے پہلے کہ حضرت کا جواب آئے شوال ۱۳۶۰ھ کا مبلغ نظر سے گزرا جس کے دوسرے صفحہ میں حضرت نے اسی اشکال کو دور فرما دیا تھا اور اس کا عنوان محبت اور خشیت کی یکجائی کے بجائے محبت اور ہیبت کی یکجائی ہے۔ اسی سے تمثیلی جواب سمجھ میں آ گیا تھا مگر اس والا نامہ میں احادیث سے استشہاد نے ہر خطرہ کو دور کر دیا۔ فبحمد اللہ۔

تحقیق: اس سے بے حد مسرت ہوئی کہ بحمد اللہ تعالیٰ احادیث کا اثر آپ کے قلب پر نکات تصوف سے زیادہ ہوا' اصلی مذاق ہر مسلمان کا یہی ہونا چاہیے کہ اس کو اصل یعنی مشکوٰۃ نبوت سے زیادہ نور حاصل ہو بہ نسبت اس کے عکوس وظلال کے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

رقت قلب کا پیدا ہونا آثار محبوبیت سے ہے

حال: میں جب سے آیا ہوں اس وقت سے قلب میں رقت زیادہ پیدا ہو گئی ہے جب بزرگوں کے واقعات پڑھتا ہوں تو اپنی زندگی اور اعمال کو دیکھ کر بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں' قرآن ونماز پڑھتے ہوئے بھی بعض آیات کے مطالب پر غور کرنے سے دل بھر آتا ہے اور آواز گلوگیر ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ سب آثار محبیت حق ومحبوبیت کے ہیں۔ بلا واسطہ یا بواسطہ اہل حق کس کو نصیب۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے تا کہ اس سے مزید عطا ہو۔ من حیث تدری او من

حیث لاتدری. (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

کسی نعمت کو اپنا کمال سمجھ کر خوش ہونا برا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نوال سمجھ کر خوش ہونا اچھا ہے

حال: میرا حال یہ ہے کہ پرسوں مسجد جاتے ہوئے راستہ میں اتفاق سے بلاقصد ایک عورت پر نظر پڑی' پھر فوراً اپنی نظر کو ہٹالیا' نفس نے تقاضا کیا کہ دوبارہ دیکھوں مگر بفضلہٖ تعالیٰ ہمت کر کے نفس کو اس فعل سے روکا' بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی پر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا' مسجد پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی' پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے ایک ملاقاتی جو کہ مولوی ہیں ان سے اپنے متعلق ظاہر کروں کہ کچھ نہ کچھ علمی استعداد مجھ میں ہے اور نفس نے اس بات کے اظہار کی یہ صورت تجویز کی کہ ان سے کہوں کہ میں مدرسہ حسینیہ میں فلاں کتاب کا درس دیتا ہوں اور اس کا پختہ ارادہ بھی ہو گیا مگر خدا نے ہمت دی اور اللہ کے فضل سے اس سے بھی محفوظ رہا؟

تحقیق: حق تعالیٰ نے ایک آیت میں "لاتفرح ان اللہ لایحب الفرحین" ارشاد فرمایا ہے۔ ایک آیت میں "قل بفضل اللہ وبرحمتہٖ فبذٰلک فلیفرحوا" ارشاد فرمایا ہے پس کسی نیکی سے کمال سمجھ کر خوش ہونا پہلی آیت کا مورد ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی نوال سمجھ کر خوش ہونا دوسری آیت کا مورد ہے اور یہ فرق ادنیٰ توجہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

تخلیہ کیساتھ تحلیہ بھی ہونا چاہیے

حال: اس وقت ایک ضروری امر دریافت طلب ہے وہ یہ کہ کچھ عرصہ سے قلب میں یہ داعیہ پیدا ہو رہا ہے کہ تخلیہ عن الرزائل کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ کے ذریعے تحلیہ بھی کرنا چاہیے؟

تحقیق: تحلیہ کے اصطلاحی معنی تو اتصاف بالفضائل ہے جس کو تہذیب اخلاق بھی کہتے ہیں۔ ذکر اللہ ایک مستقل عمل ہے جس سے علاوہ اجر و ثواب کے تخلیہ اور تحلیہ میں اعانت بھی ہوتی ہے اس لیے حق عبارت سوال کا یہ ہے کہ تخلیہ کے ساتھ ذکر اللہ بھی کرنا چاہیے اس کو تحلیہ کہنا ایک نئی اصطلاح ہے۔

حال: لہٰذا حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر اس احقر کے حالات کے پیش نظر

ذکر اللہ فی الحال مناسب ومفید ہو تو تجویز فرماویں' انشاء اللہ عمل کروں گا؟
تحقیق: مناسب کا معنی بہت ضروری اور طریق کے واجبات میں سے ہے

اس طرح کہنا کہ عافیت عطا فرما یہ کہنا خلاف تفویض ورضا کے نہیں

حال: حضرت والا میرا اس طرح دُعا کرنا کہ ابھی عافیت عطا فرمایئے مجھ میں سہار نہیں یہ تفویض اور رضا کے خلاف تو نہیں؟
تحقیق: اس حالت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ابھی عافیت عطا فرمایئے تفویض ورضا کے خلاف نہیں ورد فی حدیث الاستقاء اللّٰھم اسقنا غیثًا مغیثًا مریئًا مریعًا نافعاً غیر ضار عاجلاً غیر اجل. (رواہ ابوداؤد) و فی روایۃ عاجلاً غیر رائث (جمع الفوائد عن الکبیر والبزار) (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

بیماری میں اضطراب کا ہونا خلاف صبر وتوکل نہیں

حال: اپنے اس بشری اضطراب کو دیکھ کر (جو لڑکیوں کی بیماری سے اوپر مذکور تھا) بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میرا یہ حال صبر وتوکل کے خلاف ہے مگر اس کا علاج نظر نہیں آتا؟
تحقیق: علاج تو مرض کا ہوتا ہے یہ اضطراب طبعی غیر اختیاری خود مرض ہی نہیں جو ضرورت علاج ہو اسی غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے یہ صبر وتوکل کے بھی خلاف نہیں کیونکہ یہ دونوں اختیاری ہیں۔ پس دونوں جمع ہو سکتے ہیں پھر تخالف کہاں رہا۔ جیسے آپریشن کوئی رضا سے کرائے اور نشتر لگنے کے وقت زور سے آہ نکلے اور اس کے بعد جراح کو انعام بھی دے جو صریح علامت ہے رضا کی۔ یہاں اضطراب اور صبر ورضا جمع ہو گئے۔ البتہ اس مثال میں اگر کلوروفارم سنگھا دیا جاوے تو الم محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر حکمت مقتضی ہوتی ہے تو کسی ایسے حال کو منجانب اللہ غالب کر دیا جاتا ہے جس سے اضطراب طبعی بھی نہیں ہوتا مگر یہ ناقص کے لیے تجویز کیا جاتا ہے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی وفات پر آنسو نکلے جو دلیل ہے کمال کی۔

توکل کے پوچھنے والے کو جواب

حال: توکل کس کو کہتے ہیں اور توکل کس طرح کیا جاتا ہے' مخلوق سے عند المصیبت

مدد طلب کرنا اور مصیبت کا اظہار کرنا منافی توکل ہے یا نہیں؟

تحقیق: اگر سوال سے مقصود مسئلہ کی تحقیق ہے تو اپنے اساتذہ سے پوچھو اور اگر عمل مقصود ہے تو اول کسی کو اپنا شیخ طریق تجویز کرو پھر اس سے پوچھو پھر وہ اپنی رائے سے ایسے سوال کا موقع بتلائے گا اور سائل کے ذمہ اس کا اتباع ہوگا۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

قلب کو یکسوئی ہونا اثر ہے اعتماد کا

حال: گزشتہ عریضہ میں جو کچھ معمولات عرض کیے تھے ان میں حضرت والا نے جو کچھ تصویب و تصحیح فرمائی الحمدللہ اس کے مطابق عمل شروع کر دیا ہے' اپنے فتوائے قلب یا میلان کے بعد بھی تردد دفع نہیں ہوتا کبھی کسی جانب رجحان ہوتا ہے کبھی کسی جانب لیکن حضرت کے ارشاد کے بعد قلب کو یکسوئی ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ اثر ہے اعتماد کا جو کبھی محبت سے کبھی عقیدت سے علیٰ سبیل مانعة الخلو ناشی ہوتا ہے۔ یہ یاد نہیں رہا کہ جس چیز کے سلسلہ میں یہ تحریر فرمایا ہے اس میں میرا کوئی جواب رافع تردد عرض کیا گیا یا نہیں' میں نے اپنے خط سابق کی نقل بھی تلاش کی مگر کثرت مکتوبات مختلفہ کے سبب نہیں ملی' ایسے خطوط اگر تازہ خط کے ساتھ آ جایا کریں تو کافی جواب کے لیے سہولت ہو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

باب۳

اخلاق رذیلہ کے بیان میں

کبراور عمل کبر کا علاج

حال: احقر میں علاوہ اور رذائل کے ایک یہ بھی ہے کہ نو تعلیم یافتہ یا وہ علماء جو ذکر و شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی متبع سنت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ طریق معالجہ سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا۔ غرض یہ سب فرق ناقص معلوم ہوتے ہیں۔ قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنے فضل اور کمال کا شان اور ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے مگر بعد غور اس خیال کو بلا دلیل اپنے قلب میں پاتا ہوں کہ ہم کو عنداللہ کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے اپنے عیب بھی پیش نظر کرتا ہوں اور ان کے اعمال حسنہ کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر عیب ہیں اور ان پر مواخذہ ہو اس استحضار کے بعد اپنے کمال یا قبول کا متیقن تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح درس یا وعظ میں اپنا درس و وعظ پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوص بعض کا تو بالکل ناقص معلوم ہوتا ہے غرض یہ کبر ہے اس کے ازالہ کی تدبیر فرما کر دستگیری فرمائی جائے؟

تحقیق: یہ کبر نہیں جو احتمال متحضر ہوتا ہے وہ ازالہ کبر کے لیے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور ضرورت ہے عمل کبر کے علاج کی بھی، عمل کبر یہ ہے کہ برتاؤ تحقیر کا ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں ان کی مدح زبان سے اور اکرام برتاؤ سے کیا جاوے اور جو اہل باطل ہیں ان کی بلاضرورت محض مشغلہ کے طور پر غیبت وغیرہ بالکل نہ کی جاوے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے:

حال: (المعروض) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے سوا باقی رذائل میں مثلاً حسد ایک درجہ عمل اور دوسرا اس کا منشاء اور وہ منشاء عقیدہ تو نہیں ہوتا' ایسا ہی حب مال

حب جاہ ایک تو ان کے مقتضی پر عمل ہے اور اس عمل کا منشاء وہ بھی عقیدہ نہیں۔ مثلاً انا افضل من فلان اس قضیہ کے ساتھ علم ہے یہ علم جرم ہے اور انا احسد اس قضیہ کے ساتھ عقیدہ نہیں۔ گو قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور بعد تفکر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ لاکن یہ علم جرم نہیں بلکہ اس کا منشا جرم ہے۔ اس سمع خراشی سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جرم ہے اور حسد اور حب مال' حب جاہ' غیبت وغیرہ کیفیات خاصہ جو منشا ہوتی ہیں علوم کی وہ جرم ہیں ان کے بعد علوم جرم نہیں احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

تحقیق: یہ علوم جو کہ معصیت نہیں ناشی ہیں ان رذائل سے نہ کہ مناشی اور جو علوم مناشی ہیں ان رذائل کے وہ معاصی بھی ہیں۔ مثلاً حسد میں انا احق بالنعمة من فلان اور حب مال و جاہ میں المال والجاہ احق ان یطلبا ویرغب فیهما۔ پس علوم مناشی سب جگہ معصیت ہیں اور علم ناشی کبر میں بھی معصیت نہیں۔ مثلاً انا متکبر بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔ (النور ذی الحج ۱۳۵۰ھ)

ریا میں قصد کو بدل لینا کافی نہیں بلکہ اس کا استحضار ضروری ہے

حال: اگر کسی کام میں ریا کا قصد ہو تو اس میں اس قصد کو بدل کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا قصد کر لوں گا۔ اگر ریا سے خارج ہونے اور خلوص حاصل کرنے کے لیے یہ کافی ہو تو اور علاج کی ضرورت نہیں' یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: یہ طریقہ صحیح اور کافی ہے مگر محض اس کا جاننا اور اس پر قدرت ہو جانا کافی نہیں۔ اکثر اہل طریق کو یہ دھوکا ہو جاتا ہے بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ مدت دراز تک اس کا استحضار اور اس کا استعمال رہے تاکہ اس میں رسوخ اور تمکین ہو جاوے اور ریا درجہ حدیث النفس میں بھی نہ رہے۔ واصلہ قولہ تعالیٰ فی الانفاق. "ومثل الذین ینفقون اموالهم ابتغاء مرضات اللّٰه وتثبیتاً مِّنْ انفسهم فعلم ان التثبیت مطلوب مع تحقق الاخلاص فی النیة،، (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

زبان سے شکایت نکلنے کا علاج

حال: حضور والا مجھ میں اور امراض کے علاوہ ایک مرض یہ ہے کہ مرضی کے خلاف

واقعہ کا تحمل نہیں ہے اور خلاف مرضی بات پر زبان سے شکایت نکلتی ہے، تفویض پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ضبط اور تحمل کی ہمت نہ ہونے کی وجہ سے ظالم کی شکایت کیا کرتا ہوں؟

تحقیق: جب کبھی کسی کی شکایت زبان سے نکلے مجمع میں اس شخص کی خوبیاں بیان کرنا چاہیے کیونکہ کوئی نہ کوئی خوبی تو ہوگی ہی۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

خوشی میں فضول باتیں کرنے کا علاج

حال: جب کبھی مجھ کو کوئی خوشی ہوتی ہے یا کوئی فکر نہیں ہوتا تو ایک جوش سا پیدا ہوتا ہے اور اس میں بہت باتیں کرتا ہوں تو اس سے سکون ہوجاتا ہے اور چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا اور اگر جبر کرکے چپ ہو بھی جاؤں تو پھر کچھ دیر کے بعد طبیعت پریشان ہوجاتی ہے؟

تحقیق: علاج کی حقیقت ہے ازالہ سبب مرض جب مرض کا سبب جوش ہے خوشی کا اس کا علاج اس جوش کا فرو کرنا ہے اور اس خوشی کو اس کی ضد یعنی فکر وغم سے مغلوب کرنا ہے اور سب سے زیادہ فکر وغم کی چیز موت واہوال بعد الموت ہیں یعنی واقعات برزخ ومحشر وصراط عقوبات معاصی۔ پس ایسے وقت میں ان واقعات کو مستحضر کرلیا جاوے۔ اگر ویسے استحضار ضعیف ہو تو کوئی کتاب اس مضمون کی لے کر مطالعہ شروع کردیا جاوے اور بہتر ہے کہ فوراً خلوت میں جاکر مراقبہ یا مطالعہ کیا جاوے اس کا علاج تو فوراً ہوجائے گا پھر اگر ضعف طبیعت سے ہیبت کے غلبہ سے تکلیف ہونے لگے تو رحمت ورجاء کی حدیثوں کو مستحضر کرلیا جاوے۔ بس اعتدال ہوجائے گا اور اصل خوشی رہ جاوے گی جو مامور بہ ہے۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا اور یہ فضول حصہ خوشی کا زائل ہوجائے گا جو منہی عنہ ہے۔ لاتفرح انّ اللہ لایحب الفرحین. (النور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

تکبر کا علاج

حال: گزارش خدمت والا مرتبت میں یہ ہے کہ اپنے علم کو جو فن دینوی سے متعلق ہو دوسرے لوگوں کے علم مذکور سے جن کا علم واقعی ناقص تر ہو قصداً بڑا سمجھنا یا بلا ایسے سمجھنے کے صرف زبان سے قصداً ایسا واقعہ بیان کرنا جس سے اپنا علم بڑا اور قوی اور ان دیگر اشخاص کا

علم ضعیف اور ناقص ظاہر ہو کیا کبر اور تکبر میں داخل ہے؟

تحقیق: اگر اپنے علم کو زیادہ سمجھنے کے وقت اس کا بھی استحضار ہو کہ یہ عطائے حق ہے جب چاہیں سلب کر لیں۔ نیز اگر میرے اندر ایک کمال ہو تو دوسرے میں ممکن ہے کہ اس سے زیادہ دوسرا کمال ہو جس کے سبب یہ عند اللہ مجھ سے افضل ہو تو یہ تکبر نہیں۔ (النور جمادی الاول ۱۳۵۱ھ)

خجلت اور کبر میں فرق

حال: حضور بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن سے تکلف وشان ظاہر ہوتی ہے مثلاً عمدہ لباس چکن و بیلدار وغیرہ کے کپڑے پہننا' پھولدار جوتا پہننا' گھوڑے' ہاتھی پر سوار ہونا وغیرہ' بعض وہ جو اس کے ضد ہیں مثلاً پھٹے کپڑے پہننا' ننگے پیر چلنا' سر پر وزن رکھنا' احقر کی طبیعت ان دونوں کام کرنے سے رکتی ہے اور منشاء رکنے کا حیاء معلوم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ عمامہ باندھنے' سرمہ لگانے' پان کھانے سے بھی حیاء معلوم ہوتی ہے' قرضدار سے قرض مانگتے ہوئے حجاب ہوتا ہے اگر کوئی صاحب قرض مانگیں اور اپنے پاس نہ ہو تو عذر کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی؟

تحقیق: قرائن سے خجلت ہی مانع ہے جس کو آپ نے حیا سے تعبیر کیا ہے۔

حال: اگر حیا ہے تو طبیعت کے خلاف افعال کا ارتکاب کرنا چاہیے یا نہ مثلاً سر پر بوجھ رکھنا' ننگے پیر چلنا' پھٹے کپڑے پہننا وغیرہ؟

تحقیق: آپ نے اس میں اوپر یہ محذور متحمل سمجھا ہے کہ بتکلف ایسے کام کرنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں یعنی حیا و غیرت نکل جائیں اور اسی احتمال کی بناء پر یہ استفسار کیا ہے کہ ان افعال کا ارتکاب کرنا چاہیے یا نہیں اور سو یہ احتمال تو معتد بہ نہیں کیونکہ اگر حیاء وغیرت نکل بھی جاوے گی تو خاص ایسے ہی افعال میں جو عرفاً دنی ہیں اور وہ غیر مضر ہے تو ان افعال کے ترک کی یہ بناء تو صحیح نہیں لیکن دوسری بناء صحیح ہے اور وہ یہ کہ ان افعال سے شہرت ہوتی ہے اور شہرت سے تحرز مطلوب ہے الا ان یأمر الشیخ بشیئ من ذلک۔

حال: جو کام شان کے ہیں ان کے کرنے سے حیا مانع ہو کر ان کو کرنا چاہیے یا نہ خصوصاً جبکہ اپنا بڑا امر کرے مثلاً عید پر چوغہ پہننے کے لیے والد صاحب' پھوپھی جی وغیرہ مجبور کرتے

ہیں، ناراض ہوتے ہیں اور احقر پر شرم کے مارے بار ہوتا ہے نگاہ اوپر نہیں اُٹھتی؟

تحقیق: جب قلب میں تنگی ہوتی ہے ترک کر دے اور اگر اکابر امر کریں ادب سے عذر کر دے، اگر نہ مانیں امتثال کرے کہ مجاہدہ ہے۔

حال: عمامہ باندھنا خصوصاً جمعہ وعیدین میں بوجہ حیاء ترک کیا جاوے یا نہ، ترک سنت کی وجہ سے اب حیاء کو ترجیح دینے کی ہمت نہیں ہوتی؟

تحقیق: یہ سنن مقصودہ نہیں پھر دوسری طرف تواضع بھی مسنون ہے جس کے بعض افراد واجب بھی ہیں تو مقصودیت کی شان تواضع میں زیادہ ہے بہ نسبت عمامہ کے۔

حال: احقر روزانہ اعمال کا محاسبہ کرتا رہتا ہے موافق تبلیغ دین کے اور مطالعہ بھی کرتا رہتا ہے اگر منشاء کبر ہے تو کیا موافق تبلیغ دین علاج کرے اور اس قسم کے افعال مذکورہ کرتا رہے یا اور کچھ علاج کرے؟

تحقیق: اوپر احتمال خجلت کی ترجیح ظنی سے یہ احتمال کبر ظناً منفی ہو گیا اس لیے اس پر کلام کی ضرورت نہیں۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

عجب کا شبہ

حال: احقر کی حالت یہ ہے کہ صبح سے عصر تک طلبہ سے گزرتا ہے اولاً تو کلام سے کچھ نفرت تھی یعنی کثرت کلام قطعاً پسند نہیں تھی، خلوت پسند تھی اب اس کا کچھ احساس نہیں؟

تحقیق: ایک کیفیت کے غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں غلبہ زیادہ ہوتا ہے پھر اعتیاد کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے یہ انقلاب اس سے مسبب ہے کچھ مضر نہیں معصیت نہ ہونا چاہیے اور بہ تکلف اپنے کو فضول سے بچانا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ اس تکلف سے رسوخ پیدا ہو جائے گا۔

حال: للہ اس کا علاج ارشاد فرمایا جاوے کہ کیا صورت اختیار کروں کیونکہ طلبہ سے بلا ضرورت کلام میں بھی وقت صرف ہوتا ہے اور بعد میں کچھ ندامت نہیں ہوتی؟

تحقیق: ندامت نہ ہونے پر تاسف یہ بھی ندامت ہے۔

حال: یہ یاد آتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ مجلس آرائی سے نفرت تھی عوام سے تو اب بھی دل میں بہت وحشت ہوتی ہے مگر طلبہ کے اختلاط سے نفرت نہیں؟

تحقیق: نفرت میں تو عجب کی آمیزش ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے اس سے بچالیا اور نفرت کی جو غایت تھی وہ اب بھی اختیار میں ہے گو اس میں تکلف کرنا پڑے۔ کما ذکرتہ انفاً (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

کثرت اکل مرض نہیں

حال: ایک سخت عیب میں اپنے کو مبتلا پاتا ہوں جس میں تبلیغ دین میں سب گناہوں کی جڑ بتلایا ہے یعنی کثرت اکل اور حرص طعام، افسوس کہ یہ بیماری بندہ کو بہت عرصہ سے ہے اور اب سے پہلے کبھی اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہوئی؟

تحقیق: جن کے قویٰ اچھے تھے ان کے حق میں یہ لغیرہ مرض ہو جاتا تھا اب خود قویٰ ضعیف ہیں اس لیے قلت اکل کی غرض خود حاصل ہے اب یہ مرض نہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

سوال: حضرت اقدس نے سب سے اخیر کے صفحہ کی داہنی جانب کے بالکل شروع میں تحریر فرمایا ہے (اس عبارت پر ایک لکیر کھینچ دی ہے) وہ عبارت یہ ہے کہ وہ (یعنی معالجہ ممتدہ) یہ کہ بتکلف اوضاع واطوار و عادات قلیل الجاہ لوگوں کے اختیار کرے حتیٰ کہ تواضع راسخ ہو جاوے؟

جواب: السلام علیکم۔ ان کے جزئیات کا استیعاب کیسے ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ امور اختیار کیے جائیں جن سے ایک گونہ نفس کو انقباض ہو مگر دوسروں کی نظر میں وہ قابل التفات نہ ہوں جس سے شہرت تواضع کا احتمال ہو۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۲ھ)

بدگمانی کا علاج

حال: احقر کی یہ حالت ہے کہ بدگمانی کا مرض ایک مدت دراز سے قلب میں پیوستہ ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں میں دوسرے بھائی بہنوں سے بدگمان ہوتا ہے، اپنے فہم ناقص کے موافق تدابیر بھی کیں مگر یہ مرض دور نہیں ہوا۔ اللہ علاج تجویز فرمایا جاوے کہ یہ بدگمانی کا مرض خبیث دُور ہو؟

تحقیق: جب ایسی بدگمانی قلب میں آجاوے اول علیحدہ بیٹھ کر یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے تو یہ گناہ ہوا اور گناہ پر عذاب کا اندیشہ ہے تو اے نفس تو حق تعالیٰ

کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا۔ یہ سوچ کر توبہ کرے اور دعا بھی کرے کہ اے اللہ میرے دل کو صاف کر دے اور جس پر بدگمانی ہوئی ہے اس کے لیے بھی دعا کرے' اے اللہ اس کو دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرما' دن رات میں تین بار ایسا کرے اگر پھر بھی اثر رہے دوسرے تیسرے دن ایسا ہی کرے' اگر پھر بھی اثر رہے اب اس شخص سے مل کر کہے کہ بلا وجہ مجھ کو تم پر بدگمانی ہوگئی تو معاف کر دو اور میرے لیے دعا کر دو کہ یہ دور ہو جاوے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

انقباض کبر نہیں

حال: گزارش یہ ہے کہ حضرت والا نے ایک شخص کو کبر کا علاج بتلایا تھا کہ مسجد میں ہر نماز کے بعد اعلان کرے کہ میرے اندر کبر کا مرض ہے سب لوگ دعا کریں کہ مجھ سے یہ مرض جاتا رہے اس پر مجھے خیال ہوا کہ اگر تجھ سے یہ کہا جاوے تو کیا کرے گا تو میں اپنے اندر دیکھتا ہوں کہ اس کی ہمت نہیں معلوم ہوتی اور نہ جی اس کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میرے اندر تو کبر نہ ہو' پھر دل کبھی کہتا ہے کہ یہ حیا کی وجہ سے ہے اب حضرت والا سے درخواست ہے کہ اگر یہ کبر ہونے کی وجہ سے ہے تو علاج ارشاد فرماویں' عین عنایت ہوگی؟

تحقیق: احتمال دلیل خشیت ہے مبارک ہو کبر کے لیے صرف یہی علامت کافی نہیں کیونکہ اس انقباض کا سبب کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مرض نہ ہونے کے سبب علاج کی ضرورت نہیں اور کبھی کبر بھی سبب ہوتا ہے تو اب معیار اس کا دو امر ہیں۔ ایک یہ کہ دوسری علامات بھی پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ دوسرا امر یہ کہ اگر احتمال ہی پر مصلح اس کو تجویز کرے تو اس پر عمل کیا جاوے یا نہیں۔ گو عمل کراہت طبعیہ ہی سے ہو جیسے تلخ دوا طبعاً مکروہ ہے مگر مریض اگر طالب صحت اور طبیب کا منقاد ہے تو عمل میں موافقت کرے گا۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

فخر سے امامت نہ کرنا

حال: حالت یہ ہے کہ کچھ دنوں سے امامت کو طبیعت چاہتی ہے اور یہ طبعیت چاہتی ہے کہ کوئی جھوٹوں بھی کہے کہ نماز پڑھاؤ تو احقر سچ مچ آگے بڑھ جاتا ہے۔ درغرض اس امامت کی یہی معلوم ہوئی ہے کہ قابلیت ظاہر ہو کہ یہ خوب پڑھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ مرض

بہت ہی مہلک ہے یایوں کہنا چاہیے کہ تکبر کا بھائی ہے اللہ دستگیری کیجئے؟

تحقیق: باوجود استدعا کے بھی امامت نہ کیا کریں۔ پھر یہ دوسرا خط آیا

حال: بہت بہتر ہے اب کسی کے کہنے پر بھی امامت سے عذر کر دیا کروں گا مگر ایک امر قابل دریافت ہے وہ یہ کہ احقر حافظ ہے۔ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید سناتا ہے تو یہ بھی ایک طرح کی امامت ہے تو کیا یہ امامت بھی نہ کیا کروں؟

تحقیق: کیا کرو اس کو کوئی شخص فخر نہیں سمجھتا۔ قرآن سنانے کی ضرورت سے سمجھتے ہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۳ھ)

حجاب اور کبر میں فرق

حال: فدوی ایک مرتبہ قرابت مندی میں گیا ہوا تھا (اور وہاں اس کو خرید و فروخت کی ضرورت نہیں پڑا کرتی) تو گوشت کی دکان پر جانے کی ضرورت ہوتی تھی مگر نہیں گیا تھا اور گونہ حجاب محسوس کیا تھا؟

تحقیق: حجاب اور چیز ہے اور کبر اور چیز۔ ہے حجاب کی حقیقت خجلت ہے جس کا سبب مخالفت عادت ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس شخص کو تعظیم کا سامان عادت کے خلاف کیا جاوے اس سے بھی شرماوے۔

خط دوم

حال: جواب سامی کے متعلق یہ عرض ہے کہ کمترین کی طبیعت اس قسم کی معلوم ہوتی ہے کہ اگر اس کی تعریف کرتا ہے تو شرم معلوم ہوتی ہے اور اگر تعظیم کرتا ہے مثلاً جانے آنے کے وقت کھڑا ہو گیا' کھانے وغیرہ میں تکلف کیا تو اس سے شرم نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ گونہ مسرت محسوس ہوتی ہے؟

تحقیق: کیونکہ یہ معاملات خلاف عادت نہیں لیکن اگر کوئی ہاتھی پر بٹھلا کر دس بیس سوار جلو میں کر کے جلوس نکالے اس وقت شرم آئے گی یا نہیں؟ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

کبر کا علاج

حال: حضرت والا نے کبر کی تفصیل پوچھ کر یہ استفسار فرمایا تھا کہ اگر خلاف عادت کوئی ہاتھی

پر بٹھلا کر دس بیس سوار جلو میں کر کے جلوس نکالے اس وقت شرم آئے گی یا نہیں؟ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ضرور شرم معلوم ہوگی لیکن فدوی کو اپنے نفس پر ذرا برابر اعتماد نہیں ہے اس لیے احتمال ہے کہ شرم نہ معلوم ہو اگرچہ احقر اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکتا؟

تحقیق: جب تک اس کے خلاف دلیل نہ ہو یہ ظاہر اور غالب ہی معتبر ہے اور اگر علاج میں مبالغہ کو دل چاہے تو ایسے کام کرو جو شرع کے خلاف نہ ہوں مگر وضع کے خلاف ہوں اور عرفاً موجب ذلت ہوں۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

بخل کا علاج

حال: طبیعت یہ چاہتی ہے کہ نہ کوئی میرے پاس مہمان آوے اور نہ میں کسی کے پاس جا کر مہمان ہوں نہ کوئی مجھے کھانے پینے کی چیز دے اور نہ میں کسی کو دوں اگر مگر کوئی دیتا ہے تو لے لیتا ہوں لیکن دل پسند نہیں کرتا ہے اب عرض یہ ہے کہ حضرت یہ علامت بخل تو نہیں، اگر ہے تو اس کا کیا علاج کیا جاوے؟

تحقیق: زیادہ حصہ آزادی کا ہے اور کچھ بخل کا۔ اول مبارک ہے ثانی نہ مبارک نہ نامبارک اگر اس کے مقتضا پر عمل نہ ہو ورنہ نامبارک مگر اختیاری جس کا علاج ممکن ہے اور کرنا چاہیے۔ (النور شعبان رمضان شوال ۱۳۵۲ھ)

کبر کا علاج

حال: میرے فلاں فلاں معمولات ہیں میرا دماغ کچھ کام نہیں کرتا کہ میں کس کو معمول رکھوں جس سے میرے امراض ظاہرہ و باطنہ کا ازالہ ہو؟

تحقیق: کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ اوراد سے امراض کا ازالہ ہو جاتا ہے یہ کہاں سے سمجھے۔

حال: میرے نفس میں عرصہ دراز سے قصداً اس بات کی حرص و طمع رہتی ہے کہ کاش لوگ میری تعریف کرتے اور سلام و مصافحہ میں ابتداء اور معاملات میں میری رعایت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ سے "دسلام و مصافحہ میں سبقت نہیں کی جاتی" معالجہ تجویز فرماویں؟ **تحقیق:** اس قصد کے خلاف عمل کرو یہی علاج ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

کبر و حسد کا علاج

حال: البتہ حسد کے متعلق یہ کیفیت باقی ہے کہ اگر کوئی شخص وہ کتابیں جو حضور کی میرے پاس موجود ہیں مانگتا ہے تو دینے سے دل رُکتا ہے اور اندر سے دُکھتا بھی ہے کہ کیوں دیکھتا ہے نہ دیکھے اور میں ہی مسائل سے واقف رہوں اگر یہ بھی دیکھ لے گا تو میرے مساوی ہو جائے گا' حضرت مجھے تو یہ خیال حب جاہ و امتیاز کا شبہ معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: بے مانگے دیکھنے کو دیا کرو۔ (النور صفر ۴ ۱۳۵ھ)

عجب کا علاج

حال: میں تو پہلے سمجھتا تھا کہ جب تک انسان اپنے کو ان ہر دو پیشہ (وکالت و زمینداری) سے علیحدہ نہ کرے اس وقت تک اصلاح ناممکن ہے وجوہ بالا کی بناء پر مجھ کو خود پسندی معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی دوسروں کی یعنی جو اپنے ہم جنس ہیں ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے اور افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضور کے دربار میں حاضر ہونا نصیب نہ ہوا؟

تحقیق: اگر استحضار نعم کے ساتھ اس کا استحضار بھی کر لیا جاوے کہ یہ نعمتیں میرے استحقاق کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ موہبت الٰہیہ میں وہ اگر چاہیں ابھی سلب کر لیں اور یہ ان کی رحمت ہے کہ بلا استحقاق عطا فرما رکھی ہیں اور دوسروں کے متعلق اس کا استحضار کر لیا جاوے کہ اگرچہ یہ لوگ ان خاص فضیلتوں سے خالی ہیں لیکن ممکن ہے کہ ان کو ایسی فضیلتیں دی گئی ہوں کہ ہم کو ان کی خبر نہ ہو اور ان کی وجہ سے ان کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ ہو تو ان دونوں استحضار کے بعد جو سرور رہ جائے گا وہ عجب نہ ہوگا یا تو فرحت طبعی ہوگی جو مذموم نہیں اور یا شکر ہوگا جب منعم کے احسان کا بھی استحضار ہو جس پر اجر ملے گا۔ (النور' صفر ۴ ۱۳۵ھ)

کبر کا علاج

حال: معمولات بفضلہ تعالیٰ پورے ہو رہے ہیں۔ فی الحال کبر نہیں معلوم ہوتا' دو چار باتیں حضرت بتلا دیں تا کہ امتحان کروں کہ باقی ہے یا کہ جاتا رہا۔ حضرت کی محبت کا غلبہ بہت ہے نماز میں بھی اکثر خیال ہوتا ہے اور کبھی کبھی خشوع کے لیے کر لیتا ہوں' نماز میں

دل خوب لگ جاتا ہے اور خشیت الٰہی کا غلبہ بڑھ جاتا ہے۔ حضرت سوائے محبت کے کوئی اور عمل نہیں' اللہ تعالیٰ اس کو باقی رکھیں اور رہبر طریق بناویں' جانے کو جی بالکل نہیں چاہتا مگر مدرسہ کی وجہ سے کل میرا ارادہ جانے کا ہے' حضرت کی دعا کا ہر وقت بہت محتاج ہوں خوف حضرت کا اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بولنے کی ہمت نہیں ہوتی؟

تحقیق: (۱) دو چار جزئیات امتحان کے لیے کافی نہیں' بعض طبائع کی خاصیت یہ ہے کہ بعض معاملات میں کبر پیدا نہیں ہوتا۔ بعض میں ہوتا ہے اس لیے اس امتحان میں نہ پڑیئے۔ اگر کسی خاص واقعہ میں شبہ پیش آوے گا اس کی اطلاع کر کے مشورہ مناسب ہوگا۔ (۲) نماز میں قصداً نہ کیا جاوے۔ (۳) انشاء اللہ یوں ہی ہوگا۔ (۴) بعض بُعد قرب سے زیادہ نافع ہوتا ہے۔ (۵) دل سے دعا ہے۔ (۶) اس کا منشا محبت مشوب بہ عظمت ہے جو طریق میں نہایت نافع ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

کبر کا علاج

حال: بندہ اپنے اندر ایک مہلک مرض پاتا ہے وہ یہ کہ بندہ جب کہیں جاتا ہے تو بیٹھنے کے واسطے اگر کسی سے کم درجہ ملے تو دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ علماء کی اہانت کرتے ہیں؟ تحقیق: مبتدی کے لیے تو کبر ہی ہے علاج عملی یہ ہے کہ قصداً نیچے کے درجہ میں بیٹھے۔ (النور جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

کبر کا شبہ

حال: کم درجہ کے لوگوں کو تم کہہ کر خطاب کرتا ہوں اور امیروں کو آپ کہہ کر کیا یہ کبر کی وجہ سے ہے؟ تحقیق: یہ کبر نہیں نزلوا الناس منازلھم تو تعلیم ہے۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ)

کبر و حسد کا علاج

حال: احقر قبل مغرب مصلیٰ کے قریب بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جو کہ یہاں سب رجسٹرار ہیں مسجد میں تشریف لائے۔ ان سے احقر کو کچھ تعارف نہیں ہے' انہوں نے ایک اور مولوی صاحب سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے' اس پر احقر کو یہ خیال ہوا کہ مجھ سے نہیں ملے اور ان صاحب سے ملے' فوراً ہی اس کے معنی ذہن میں آئے کہ یہ حسد ہے' اس پر احقر نے نفس کو ملامت بھی کی

مگر عریضہ ہذا کا مضمون لکھتے وقت یہ بھی خیال ہوا کہ شاید یہ کبر ہو چونکہ خود کو بڑا سمجھ کر یہ خیال ہوا کہ مجھ سے کیوں نہیں ملے جو واقعہ نفس پر گزرا تھا عرض کر دیا اس پر جو حضرت والا ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: احتیاطاً دونوں مرضوں کا علاج ضروری ہے۔ حسد کا اس طرح کہ محسود کے لیے ہر نماز کے بعد دعا کی جائے اور معاملات میں اس کی تعظیم کی جاوے اور مجامع میں اس کی مدح کی جاوے اور کبر کا علاج بھی اسی میں مندمج ہو گیا۔ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

خط اول

غیبت کا علاج

حال: حضرت والا غیبت کرنے اور سننے کا مرض ہے علاج ارشاد فرماویں؟

تحقیق: نمبر ۱: استحضار عقوبت وقت غیبت (۲) تامل قبل تکلم (۳) معافی چاہنا بعد صدور غیبت (۴) کچھ جرمانہ اپنے اوپر نقد کا یا نوافل کا۔

غصہ اور کبر کا علاج

حال: خاص طور پر دو مرض ایسے لاحق ہیں کہ دماغ سے شاید ہی کسی وقت ان کا انفکاک ہوتا ہو غصہ اور زود رنجی؟

تحقیق: انفعالات مضر نہیں اگر ان پر افعال مضرت مرتب نہ ہو۔

حال: اور کبر و خود پسندی؟

تحقیق: ان کا بھی غیر اختیاری درجہ مضر نہیں اگر ان کے مقتضاء اختیاراً پر عمل نہ ہو۔

حال: غصہ کے لیے بہتیرا ہی مراقبہ موت و انتقام ذوالجلال کرتا ہوں مگر اس میں کمی نہیں ہوتی، گو الحمدللہ عمل پر مقتضی سے اکثر ہی رُک جاتا ہوں؟

تحقیق: وہ کمی مطلوب یہی ہے (جس کے نہ ہونے کی شکایت کی گئی ہے) گو کیفیت (انفعالیہ) میں کمی نہ ہو۔

حال: مگر اس اذیت سے نجات نہیں ہوتی؟

تحقیق: معصیت سے نجات کافی ہے اس حالت میں اگر اذیت ہو مجاہدہ ہے۔

حال: کبر کی بھی یہی کیفیت ہے گو اس کے مقتضیٰ پر عمل نہیں؟ تحقیق: بس کافی ہے۔ وقد سبق

حال: اور حضرت کے ارشاد کے مطابق امتثال مامور بہ اس طرح ادا ہو گیا مطمئن ہو جانا چاہیے مگر اس میں ایک اشکال یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مقتضیٰ پر عمل کے بغیر بھی چارہ نہیں؟ تحقیق: عمل اگر حدود کے اندر ہے وہ مذمت سے مستثنیٰ ہے۔

حال: کیا عرض کروں اس مجموعہ خبائث کی تفصیل عرض کرتے حیا آتی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں، صورت یہ ہے کہ اس احقر کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جس کا منشاء کبر نہ ہو، ملنے والوں سے اخلاق و تواضع یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ مداح اُٹھیں گے، سلام میں تقدیم یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ متبع و منکسر سمجھیں گے، اعتراف کوتاہی کہ حق پسند کہیں گے، دوسرے کا احترام اس لیے کہ وہ بھی اس طرح پیش آئے؟

تحقیق: ان اغراض کی نیت یعنی قصداً بالاختیار سابق علی العمل بیشک محذور و محظور ہے اور محض خیالات واحتمالات سے تاثر تعمق منہی عنہ ہے۔

حال: کید وحیلہ نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنی شرارت و تاویل سے شر کو بھی خیر بنالے کوئی شخص بغیر سلام بات شروع کرے، متاثر ہو کر جواب نہ دینا چاہتا ہوں اس لیے کہ خلاف تہذیب وشان کیا اور سامنے رکھ لیتا ہوں مضمون حدیث کو؟

تحقیق: وہی تفصیل مذکور قریباً یہاں بھی ہے۔

حال: آہ حضرت کہاں تک عرض کروں اور امراض تو بجائے خود دو مرض تو قلب و دماغ اور جوارح پر ایسے مسلط ہو گئے کہ ایک مستقل دق کی شکل اختیار کرتے نظر آرہے ہیں؟ تحقیق: ایک شق اس کو نہ ہونے دے گی۔

حال: اور اس سے زیادہ کیا عرض کروں میری اس وقت کی اس ساری تحریر و گزارش کا منشاء بھی یہی خبث ہے کہ حضرت میری حیات صحیحہ کی داد دیں گے؟

تحقیق: اگر میں صحیح سمجھتا تو تفصیل کیوں کرتا تو داد کہاں ہوئی تو فریاد عبث پھر اس سے قطع نظر ایک نکتہ قابل نظر ہے جس شخص سے اصلاح دین کا تعلق ہو اس کی نظر میں محمود ممدوح ہونے کی کوشش کرنا بھی ملحق بالاصلاح ہے کہ وہ خوش ہو کر اصلاح کی طرف زیادہ

توجہ کرے گا۔ وقل من تنبہ لہ او نبہ علیہ

حال: جھوٹا ہوں میں اگر دعوائے استعلاج کروں؟ تحقیق: نفس پر ایسی بدگمانی اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

حال: اللّٰھم اغفر وارحم واعف عن کل الرذائل۔ نہ مقتضاء پر عمل مناسب نہ ترک ہی اس کا جائز کہ ہر دو میں مدارات نفس سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے؟

تحقیق: حدود اس اشکال کا حل ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۷ھ)

گھر میں اچھا لباس پہنانا منتہی کو مضر نہیں

حال: حضور کی تعلیم کی برکت سے اس ناچیز کی اہلیہ بہت نیک اور میری بے حد فرمانبردار ہے میں بھی اسے بہت خوش رکھتا ہوں۔ عام طور پر تو بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں رہتا کہ عام عورتیں میری اہلیہ سے عزت کا سلوک کریں مگر دل یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی اہلیہ کو دنیوی لحاظ سے بھی باقی عورتوں سے ممتاز دیکھوں' اگر کسی رئیس یا اہلیہ کے گاؤں کی کوئی امیر عورت ہمارے گھر میں آنے والی ہو تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اہلیہ دُھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے' اس وقت دو خیال دل میں ہوتے ہیں ایک یہ کہ وہ میری اہلیہ کو نظر حقارت سے نہ دیکھیں' دوسرے یہ کہ اہلیہ کو اچھی حالت میں دیکھ کر ان کے دل میں دین کی وقعت ہوگی۔ چنانچہ ایک دو موقعوں پر فرمائش کر کے اہلیہ کو میں نے صاف ستھرے کپڑے پہنائے ہیں مگر جب غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے ممتاز حالت میں دیکھنے کی خواہش غالب معلوم ہوتی ہے' دل میں کئی دفعہ کھٹک ہوئی کہ اس خواہش میں حب جاہ کی آمیزش ہے۔ حضرت عالی اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرما دیں' جس طرح حضور ارشاد فرمائیں گے' دل و جان سے اس پر عمل کروں گا؟

تحقیق: یہ فرق منتہی کو تو مضر نہیں وہ علماً و عملاً حفظ حدود پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکہ ہو جاتا ہے اس کے لیے اسلم یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے۔ اگر کوئی حقیر سمجھے اس کو گوارا کرے۔ (النور شوال ۱۳۵۸ھ)

حب جاہ و تکبر کا علاج

حال: البتہ ایک مرتبہ اپنے اعزہ میں گیا' بوجہ بارش وغیرہ راستہ خراب تھا' گرنے کا

اندیشہ تھا اس لیے سامان کو اپنی پشت پر خلاف عادت باندھ لیا مگر جب ان اعزہ کے گھر کے قریب پہنچا تو حجاب محسوس ہونے لگا کہ ایسی حالت میں جاؤں کہ پشت پر سامان ہے' ناچار بغل میں دبایا' اس حجاب سے احقر کو خیال ہوا کہ کبھی نفس کا مکر نہ ہو اور یہ بھی خیال ہوا کہ یہ عادت کے خلاف ہونے سے ہے' اب حضرت والا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں کہ یہ کوئی مرض تکبر وغیرہ ہے یا خلاف عادت ہونے کا عار ہے؟

تحقیق: دونوں احتمال ہیں لیکن علاج تو شبہ مرض میں بھی احتیاط کی بات ہے۔

حال: بہر حال حضرت والا اس کا بھی علاج تحریر فرمائیں؟

تحقیق: وہی بہ تکلف خلاف نفس کرنا۔ (النور رجب ۱۳۵۹ھ)

جب غصہ نہ آئے اس وقت جتنی سزا کا مستحق ہو اتنی ہی سزا دی جائے

حال: اس ناچیز نے طلباء کو سزا دینے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں' اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طلباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا یاد کر کے آنا' پھر بھی سنتے وقت طلباء کو بہت مواقع دیتا ہوں جس لڑکے کی نسبت ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش تو خوب کی مگر یاد نہیں ہوا اسے سزا نہیں دیتا' بعض طلباء اس قدر لا پرواہ اور ڈھیٹ ہیں کہ جب تک خوب مرمت نہ ہو کام کرتے ہی نہیں ان کو سزا دیتا ہوں' شرارتوں پر بھی سزا دیتا ہوں' اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے مطابق موقع ایک سے لے کر چھ تک مارتا ہوں' کبھی کبھی زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے (کسی نہایت سخت شرارت پر) مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں' اکثر غصہ نہیں ہوتا' کبھی کبھی ہوتا بھی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے کیونکہ شک سا رہتا ہے کہ قدر حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم اور ناانصافی نہ ہو گئی ہو' پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر بوجھ ہو جاتا ہے' حضرت اقدس کوئی ایسا اصول ارشاد فرمائیں جس پر کاربند ہو کر گناہ سے بھی بچ جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے رہیں؟

تحقیق: جب غصہ نہ رہے اس وقت غور کیا جاوے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے اس سے زیادہ سزا نہ دی جاوے' اگرچہ درمیان میں غصہ آ جاوے۔ (النور رجب ۱۳۵۱ھ)

کید نفس کا علاج

حال: معروض آنکہ چونکہ اس ضلع ڈیرہ غازی خان میں بدعات کا بہت سخت چرچا ہے لہٰذا عوام وخواص بدعات اور عقائد شرکیہ میں مبتلا ہیں اور واعظین بھی اسی بدعت کی ترویج کے وعظ کہتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ان کی طرف بہت رجوع ہوتا ہے اگر ان کا وعظ ہوتا ہے تو کثرت سے مخلوق اکٹھی ہوتی ہے۔ ان واعظین کی اپنے ہم خیال لوگوں میں کثرت سے شکایت کرتے رہتے ہیں چونکہ بظاہر دل کا دکھنا اور ان کی شکایت کرنا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ دین کو خراب کر رہے ہیں اور لوگوں کو صراط مستقیم سے دور پھینک رہے ہیں اور ان میں کل کے کل واعظ ایسے ہیں جن کی معاش وعظ پر ہے اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ شاید ہمارے دل کا دُکھنا اور شکایت کرنا غیرت کی وجہ سے ہو کہ لوگوں کو ان کی طرف بہت رجوع ہے اور ہمیں کوئی پوچھتا بھی نہیں تو اب عرض یہ ہے کہ نفس بہت مؤل اور اس کا کید بہت عظیم ہے کہ بہت بڑی برائی کو ثواب کے رنگ میں پیش کر کے دکھا دیتا ہے تو حضرت مہربانی فرما کر کوئی معیار عطا فرماویں جس سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شکایت حق کے لیے ہے اور یہ غیرت اور نفس کے لیے ہے تا کہ نفس کید سے رہائی پاؤں؟

تحقیق: غور کیا جاوے کہ جن مقامات میں آپ کا کوئی تعلق نہیں وہاں کے ایسے حالات معلوم کر کے آیا قلب پر یہی اثر ہوتا ہے یا اس سے کم اگر شق اول ہے تو حق کے لیے ہے اور اگر شق ثانی ہے تو بقدر تفاوت نفس کے لیے ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

غصہ مفرط کا علاج

نوٹ: ایک صاحب نے اپنے غضب مفرط کی جس سے بے قابو ہو جاتے ہیں' شکایت مع بعض واقعات اور اس کے بعد ندامت لکھی تھی اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا؟

تحقیق: ایسے بیجا اور بے حد غصہ پر دو وقت کا فاقہ کرو۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)

بدظنی کا علاج

حال: اب حضرت والا کی خدمت بابرکت میں دوسرا مرض بدظنی کو جو کہ قلب پر بیٹھے

مثل ڈاکو کے ڈاکہ ڈال ڈال کر احقر کو ہلاک کر رہا ہے پیش کیا جاتا ہے یعنی دوسروں کو بعض حرکات اور سکنات پر شبہات وارد کر کر کے بدخیال اور برے فعل پر حملہ کیا کرتا ہے جس کی سخت ممانعت آئی ہے اور مذمت کی گئی؟

تحقیق: کیا قلب سے اس کو یقینی سمجھتے ہو اور کیا اس کو زبان سے بھی کہتے ہو اور کیا اس شخص کے ساتھ برتاؤ بھی ایسا ہی کرتے ہو؟ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

غصہ کا علاج

حال: احقر اپنا ایک مرض کہ وہ غصہ ہے اور اس کے مقتضا پر گاہے عمل بھی ہو جاتا ہے عرض کرتا ہے یہ غصہ گاہے گھر والوں پر ہوتا ہے جبکہ وہ کسی امر میں احقر کے خلاف کرتے ہیں بالخصوص جب اپنی زوجہ پر آتا ہے تو اکثر اس کے مقتضی پر عمل ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اپنی محکوم اور تابع ہے اور گاہے ایسے مخاطب پر بھی آتا ہے جو ظاہر اور حق بات کو تسلیم نہ کرے اور کبھی طلبہ پر بھی آتا ہے جبکہ وہ سبق کے یاد کرنے اور مطالعہ میں کوتاہی کرتے ہیں؟

تحقیق: غصہ کے اقتضا پر عمل کرنے کا ہر درجہ مذموم نہیں مگر چونکہ اکثر درجہ مباحہ سے تجاوز ہو جاتا ہے اس لیے بطور علاج کے بعض درجات مباحہ سے بھی روکا جاتا ہے اس بناء پر ان سب صورتوں میں مشترک علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت کلام بالکل نہ کیا جائے جب ہیجان بالکل ضعیف ہو جائے اس وقت ضروری خطاب کا مضائقہ نہیں اور اگر اس خطاب میں پھر ہیجان عود کر آئے پھر ایسا ہی کیا جائے۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ)

غصہ نہ آنا بے غیرتی نہیں

حال: قبل ازیں اگر کوئی کچھ کہہ دیا کرتا تھا یا یوں سن لیا کرتا تھا کہ فلاں شخص تیری غیبت کر رہا ہے تو بے حد غصہ آیا کرتا تھا اور بعض اوقات کچھ منہ سے برا بھلا کہہ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیا کرتا تھا، اب یہ حالت ہے کہ وہ غصہ بھی نہیں آتا ہے اور زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا ہوں کہیں یہ بے غیرتی یا بے حسی تو نہیں ہے؟

تحقیق: اگر فرضاً ایسا ہی ہو تو اھون البلیتین ہے وہ بلا اس سے اعظم تھی۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

اختیاریات کا علاج

(۱) ہمت کر کے رُک جانا (۲) اگر صدور ہو جائے تو استغفار (۳) اور اس سے معافی (۴) بولنے سے پہلے تامل فی العواقب والخیریۃ (۵) کوشش کر کے لہجہ میں نرمی پیدا کرنا (۶) قبل صدور بُعد عن المغضوب علیہ (۷) تعوذ باللہ (۸) تذکرہ معاصی خود (۹) تذکر احتمال غضب اللہ وقدرتہ وحب العفو والعفو (۱۰) استحضار اس کا کہ میں حق تعالیٰ کا اس سے زیادہ خطا وار ہوں اگر یہی معاملہ میرے ساتھ ہو تو کیا (۱۱) اس کا استحضار کہ میں معاف کروں گا تو معاف کیا جاؤں گا (۱۲) شُرب الماء (۱۳) التوضی (۱۴) الاشتغال بالشغل الآخر اور یہ کہ اصلاح غیر کے لیے بھی غصہ کرنا مبتدی کے لیے مضر ہے اب اس کل نسخہ کو یا جن جن اجزاء کو ارشاد ہو استعمال کروں؟

تحقیق: جتنے اجزاء بسہولت جمع ہو سکیں علاج میں اسی قدر قوت بڑھ جائے گی۔ اگر سب جمع نہ ہو سکیں تو نمبر ۳ یعنی اس سے معافی و نمبر ۱۴ یعنی اشتغال بشغل آخر کو ضرور ہی جمع کر لیا جاوے۔

حال: مگر دعا کی بہت ضرورت ہے؟

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں اور امید قبول رکھتا ہوں۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

تارک الورد ملعون کا مطلب

حال: کتابوں میں ایک مقولہ دیکھا ہے "**تارک الورد ملعون**" اس کا کیا مطلب ہے؟

تحقیق: اول تو ایسے اقوال بلا سند حجت نہیں اور اگر حجیت تسلیم کر لی جاوے تو لعنت کے معنی اس رحمت خاصہ سے بُعد ہے جو اس ورد پر متوجہ ہوتی باقی اس عنوان کے اختیار کرنے کی حکمت تنفیر ہے ترک ورد معمول بلا عذر سے جس کا قابل نفرت ہونا حدیث صحیح میں بھی وارد ہے یا عبداللہ **لاتکن مثل فلان کان یصلی باللیل ثم ترکہ** (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

بخل کا علاج

حال: احقر میں عرصہ سے ایک بات یہ ہے کہ کوئی چیز کھاتا رہتا ہوں اس وقت اگر کوئی شخص آ گیا تو اس خیال سے کہ اس کو بھی کھلانا پڑے گا بہت گرانی ہوتی ہے چنانچہ بلاتا

بھی کم ہوں، بعد میں بسا اوقات ایسے فعل سے بڑی ندامت ہوتی ہے معلوم نہیں کہ اس کا منشا کیا ہے، امید کہ علاج سے مطلع فرمائیں گے؟

تحقیق: بخل کے دو درجہ ہیں ایک خلاف مقتضائے شریعت اور یہ معصیت ہے دوسرا خلاف مقتضائے مروت اور یہ معصیت نہیں۔ فضیلت تو یہ ہے کہ یہ بھی نہ ہو اور تدبیر اس کی یہ ہے کہ اس مقتضاء کی مخالفت کی جاوے لیکن اگر ہمت نہ ہو تو کوئی فکر کی بھی بات نہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

شک اور تردد کا علاج

حال: حضرت اقدس اس ناچیز کی طبیعت کچھ شکی واقع ہوئی ہے، مخالفین کے اعتراض سن کر طبیعت متردد ہو جاتی ہے اس لیے صرف حضرت اقدس ہی کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہوں؟

تحقیق: ایسی چیز مت دیکھو جس سے شک یا تردد پیدا ہو اور جو بلا قصد ایسی بات کان میں پڑ جائے اور یہی حالت پیدا ہو جاوے تو اس کو کسی خاص تدبیر سے زائل کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اہتمام سے پریشانی بڑھے گی اور ہمیشہ کے لیے ایک مستقل شغل ہو جاوے گا بلکہ بجائے تدبیر کے اس سے بے التفاتی اختیار کرو اور کتنا ہی وسوسہ ستاوے بالکل پروا مت کرو البتہ دعا و تضرع کرتے رہو اور اس کو کافی سمجھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد طبیعت صاف ہو جائے گی اور جب یہی عادت ہو جاوے گی تو قلب میں ایسی قوت پیدا ہو جاوے گی کہ وہ ایسی چیزوں سے متاثر نہ ہوگا۔ یہ ہے حکمی نسخہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی دو چار ہی دن ہوئے کہ عطا ہوا ہے جو بہت بڑا علم ہے۔ والحمد للہ۔ (النور، رجب ۱۳۵۱ھ)

عورت کو عمدہ کپڑے پہننے کے متعلق ہدایات

حال: حضرت اقدس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنا کروں، اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اور نیت یہ بھی ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہی چاہتے ہیں مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو کوئی عمدہ کپڑا پہنے دیکھتی ہوں دل بہت چاہتا ہے کہ اس قسم کا میں لے لوں، اکثر تو خاموش رہتی ہوں مگر کبھی فرمائش کر بھی دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے، حضرت اقدس ارشاد فرماویں کہ کیا یہ مرض ہے اگر مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں؟

تحقیق: زینت کے درجات ہیں افراط وتفریط مذموم ہے اور اعتدال محمود ہے اس میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ اگر توقف کرنے سے ذہن سے نکل جائے فبہا' اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت وہی پسند آیا ہوا کپڑا بنالو۔ اگر اتفاقاً وہ اس وقت نہ مل سکے تو جانے دو اور اگر دیکھو کہ اس مدت تک طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت' بناؤ اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو تاکہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جاوے کہ شوق بھی پورا ہو جاوے اور اقتصاد بھی فوت نہ ہو اور اگر تمہارے شوہر تم کو علاوہ ضروری نان ونفقہ کے جیب خرچ کے طور پر کچھ دیتے ہوں تو پھر اس انتظام میں اتنا اور اضافہ کیا جاوے کہ ایسا کپڑا اپنے خرچ کی رقم سے خریدو تاکہ نفس حدود میں محصور رہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

حب مال کے شبہ کا ازالہ

حال: اب ڈیڑھ ماہ سے یہ عہد کر لیا ہے کہ جب نماز تہجد قضا ہوگی آٹھ آنے جرمانہ کسی کار خیر میں ادا کروں گا' چنانچہ ابتداء تین یوم قضا ہوئی' اس کے بعد خدا کا شکر ہے کہ برابر آخری شب میں آنکھ کھل جاتی ہے اور تساہل نہیں ہوتا؟ تحقیق: مبارک ہو۔

حال: مگر اب چند روز سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پابندی جرمانہ کی وجہ سے ہوئی ہے کہ اگر نہیں پڑھوں گا تو آٹھ آنہ دینا پڑے گا اور واقعی نفس کو آٹھ آنے دینے میں ناگواری بھی ہے تو یہ پابندی خوف خدا سے نہیں ہے بلکہ پیسوں کی محبت کے سبب ہے۔ یہ خیال دل سے نہیں نکلتا؟

تحقیق: مگر یہ محبت باعتبار انجام کے طاعت میں معین تو ہے اس لیے مضر نہیں۔ یہ تو جواب ہے حُب مال کے شبہ کا' باقی یہ کہ خدا کا خوف اس کا سبب نہیں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حُب مال سے دین کا کام لینا یہ تو خوف خدا ہی سے مسبب ہے۔ پس خوف خدا ہی اس کا داعی ہے اگر خوف خدا نہ ہوتا صرف محبت مال ہی ہوتی تو پھر ناغہ ہونے پر بھی پابندی نہ کی جاتی بلکہ مال کو بچا لیا جاتا' خوف خدا ہی تو اس حب مال پر غالب ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ)

گانے بجانے کی طرف میلان ہونے کا علاج

حال: اگرچہ گانے بجانے کو عقیدۃً برا جانتا ہوں مگر گانے اور باجے کی طرف میری طبیعت کو بہت کشش ہوتی ہے' چلتا رہتا ہوں تو سن کر رک جاتا ہوں پھر کچھ خیال آتا ہے تو آگے بڑھ جاتا ہوں؟

تحقیق: کشش و میلان کا بالکلیہ زائل ہو جانا تو عادتاً ممتنع ہے۔ تدبیر سے اس میں ایسا ضعف و اضمحلال ہو جاتا ہے کہ مقاومت صعب نہیں رہتی اور وہ تدبیر صرف واحد میں منحصر ہے کہ عملاً اس کشش کے مقتضی کی مخالفت کی جاوے۔ گو کلفت ہو اس کو برداشت کیا جاوے۔ اسی سے کسی کو جلدی کسی کو دیر میں علیٰ اختلاف الطبائع اس کشش میں ضعف و اضمحلال ہو جاتا ہے اور کف کے لیے قصد و ہمت کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے مگر اس ضعف کے سبب اس قصد میں بسہولت کامیابی ہو جاتی ہے اور اس سے زیادہ توقع رکھنا امنیہ محضہ ہے۔ الا ان یکون من الخوارق۔ اس اصل میں تمام فطریات میں کام لینے سے پریشانی ھباءً منشوراً ہو جاتی ہے۔ فتبصر و تشکر (النور رجب ۱۳۵۲ھ)

شوق اور تمنا میں فرق

حال: کل بعد ظہر کی مجلس میں حضرت والا نے ایک گفتگو کے سلسلہ میں فرمایا کہ کہیں ہجرت کر کے جانا اس طرح کہ جسم کہیں اور قلب کہیں مضر یا نامناسب ہے، مجھے یہ سن کر اپنے حال پر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ مجھے تو گھر بار بیوی بچے سب بہت یاد آتے ہیں؟

تحقیق: یہ یاد آنا اور خیال لگا رہنا امور طبعیہ اور عیال کے حقوق شرعیہ سے ہے اور محمود ہے جو مرتبہ مذموم ہے وہ یہ ہے کہ ہجرت پر ایک گونہ تاسف ہو کہ میں سب کو چھوڑ کر کہاں چلا آیا' غرض تمنا اور چیز ہے جو مضر ہے اور شوق اور چیز ہے جو مضر نہیں۔ روزہ میں کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے کہ کب وقت آوے گا اور تمنا نہیں ہوتی کہ میں روزہ نہ رکھتا تو اچھا ہوتا۔ (النور شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

اضافہ از شوق

واقعہ: ایک کتاب میں سے ایک پرچہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا جس میں ذیل کا مضمون تھا یہ معلوم نہیں ہوا کہ کس سوال کے جواب میں ہے مگر مفید سمجھ کر نقل کر دیا گیا ہے۔

وھو ھذا. حاصل یہ کہ کبر و عظمت و استیلاء انسان کے لیے احکام تکوینیہ ہیں اور تواضع و انکسار و اضمحلال احکام تشریعیہ ہیں۔ پس ایک کی وجہ سے دوسرے کی نفی نہ کی جاوے گی اور کبر و عظمت کے اقتضاء پر عمل کرنے سے تو تواضع و انکسار و اضمحلال منعدم ہوتے ہیں اس لیے یہ جائز نہیں اور تواضع و انکسار و اضمحلال پر عمل کرنے سے کبر و عظمت کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ تحقق پھر بھی رہے گا۔ گو درجہ مادہ میں سہی اور مقصود تکوین کا محض تحقق ہے نہ کہ عمل جیسا کہ تشریع سے

مقصود عمل ہے۔ پس یہی صورت متعین ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ صفات عظمت صرف درجہ مادہ تک رہیں اور صفات عبدیت درجہ عمل میں رہیں اس طرح سے دونوں جمع ہو جاویں گے۔

کاہلی کا علاج

حال: اب تو ایک قسم کی سستی اور کاہلی دل و دماغ پر چھا گئی ہے' مغرب کے بعد روٹی کھا کر جہاں لیٹا اور بس سویا' اب صبح تک آنکھ نہیں کھلتی؟

تحقیق: کوئی شغل دلچسپی کا شروع کر دیا جایا کرے جیسے کتاب دیکھنا یا کچھ لکھنا خواہ پنسل ہی سے ہو اس سے فوراً نشاط پیدا ہو جائے گا جب نشاط پیدا ہو جاوے پھر اپنے مقصود کام میں لگ جانا چاہیے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

گھر میں غفلت کا علاج

حال: اب تو دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی وقت ذکر سے خالی نہ رہے جب سرکاری کام سے فرصت ہوتی ہے اور راستہ میں چلتے ہوئے کچھ نہ کچھ استغفار درود شریف بلا تعداد جاری رہتا ہے لیکن بچوں میں پہنچ کر ان کے مشغل میں غفلت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: اگر اس وقت اس خیال کا استحضار رہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتیں ہیں تو پھر وہ شغل بھی ذکر و فکر ہی میں داخل ہو جائے گا۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

شرم و حیا کا علاج

حال: ایک گاؤں میں دو چار آدمیوں کو حضرت والا کی برکت سے دین کا بہت فائدہ ہوا ہے وہ بار بار بلانے کا تقاضا کرتے ہیں چونکہ چھوٹا منہ بڑی بات نہایت شرمندگی نظر آتی ہے کچھ نہ کچھ عذر کر دیتا ہوں اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھے شرم آتی ہے معاف فرمائیں مگر وہ مانتے نہیں اس کے متعلق جو ارشاد عالی ہو اس پر عمل کروں؟

تحقیق: جب تک شرم رہے ہو آیا کرو جب شرم اُتر جاوے مت جاؤ' پھر شرم ہونے لگے جب چلے جاؤ و علیٰ ہذا یہی دستور العمل رکھو۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

کسی کے پاس اچھی چیز دیکھ کر دل چاہنے کا علاج

حال: احقر جب بھی کوئی اچھی چیز کسی کے پاس دیکھتا ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اگر

میرے پاس ہوتو اچھا ہو اور اس سے یہ کام لوں پھر کوشش کرتا ہوں کہ وہ چیز مجھے کسی طرح سے حاصل ہو جائے اس شخص سے زائل کرنے کو نہ چاہتا ہوں بلکہ صرف اپنے پاس رکھنا مقصود ہوتا ہے؟

تحقیق: مرض تو نہیں مگر مفضی الی المرض ہونے کا احتمال ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ بمجرد اس تمنا کے یہ عزم کیا جاوے کہ اگر یہ چیز مجھ کو مل بھی گئی تو فوراً کسی کو ہبہ کر دوں گا۔ خصوصاً اس شخص کو جس کے پاس ایسی چیز پہلے سے موجود ہے یا اگر اس سے ایسی بے تکلفی نہ ہوئی تو کسی دوسرے کو دیدوں گا اور اگر وہ چیز اتفاق سے اپنی ضرورت کی ہوئی تو اس کے دام مساکین کو دیدوں گا جب تک ایسی تمنا زائل نہ ہوگی اس وقت تک ایسا ہی کروں گا' دعا بھی کرتا ہوں۔

بدنظری کی شکایت پر دُعا کی درخواست

حال: (خلاصہ سوال) ایک طالب علم نے جو زیر تربیت ہیں کچھ حوادث سے پریشانیاں اور کچھ بدنظری کی شکایت لکھ کر دُعا اور اصلاح کی آسان صورت کی درخواست کی تھی اور یہ بھی لکھا کہ ہر شئی حسین کے دیکھنے کو طبیعت میں اس قدر تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ باوجود نیچی نظر کر لینے کے پھر نظر اُٹھ جاتی ہے حالانکہ حضرت والا کے فرمان کے بموجب عذاب دوزخ وغیرہ کو سوچتا ہوں مگر طبیعت کچھ ایسی مجبور ہوتی ہے جس کا رُکنا دشوار اور شاق نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دل کے اندر سے کوئی دل کو پکڑ کر دل کو اُبھار رہا ہے۔ حضرت والا کیا کروں' نہایت ہی اس فعل بد سے مجبور ہو گیا ہوں جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا؟

تحقیق: حرفاً حرفاً پڑھا غیر اختیاری مصائب پر تو اجر ملتا ہے ان کے ازالہ کی بھی دعا کرتا ہوں لیکن مصائب اختیار یہ یعنی معاصی پر نہ اجر ملتا ہے اور نہ اس کے ازالہ کی دعا ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا ازالہ تو خود عبد کا فعل ہے اس دعا کی تو یہ مثال ہے کہ اے اللہ فلانا شخص فلاں کھانا کھانے لگے' فلاں کھانا نہ کھاوے' اس دعا کے کیا معنی۔ البتہ توفیق کی دعا ہو سکتی ہے وہ بھی جبکہ فاعل اسباب کو جمع کرے اور اعظم اسباب قصد و ہمت ہے اور اس کے متعلق جو عذر خط کشیدہ عبارت میں لکھا ہے بالکل غلط ہے۔ سوچو کہ اگر ایسے موقع پر کہ نفس میں تقاضائے شدید ہو تمہارا کوئی بزرگ موجود ہو جو تمہاری اس نظر اٹھانے کو دیکھ رہا ہو تو کیا اس وقت تم ایسی بے حیائی کر سکتے ہو؟ اگر کر سکتے ہو تو تم لاعلاج ہو اور اگر نہیں کر سکتے تو معلوم ہوا کہ نظر از خود نہیں اُٹھتی

نہ مجبوری ہوتی ہے نہ رُکنا شاق ہوتا ہے نہ کوئی اُبھارتا ہے سب کچھ تم ہی کرتے ہو تو اس کے خلاف پر بھی تم قادر ہو سو تمہارا یہ عذر ویسا ہی بیہودہ ہے جیسے ایک شاعر نے بکواس کی ہے:

بیخودی میں لے لیا بوسہ خطا کیجئے معاف — اس دل بیتاب کی صاحب خطا تھی میں نہ تھا

(النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کا علاج

خط اول

حال: نظر بد کو کبھی زور دے کر روک لیتا ہوں اور کبھی نفس زور پکڑ جاتا ہے تو اس عذاب وہ گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہوں؟

تحقیق: کیا زور ایسا پکڑتا ہے کہ بچنے کی قدرت ہی نہیں رہتی۔ اگر نہیں رہتی تو عبد مکلّف ہی نہیں رہنا چاہیے پھر گناہ اور عذاب کیسا۔

خط دوم

حال: حضرت کے جواب سے معلوم ہوا کہ یہ میری غفلت اور جہالت ہے کہ قدرت ہوتے ہوئے نہیں بچتا کیونکہ یہ اختیاری فعل ہے اس لیے حضرت والا اب دل سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ ایسی غفلت نہ کروں گا اور اس مرض بد کو پوری کوشش سے دور کروں گا۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں؟

تحقیق: دعا کرتا ہوں (زبانی فرمایا کہ دیکھئے اس طریقہ تربیت میں یہ منافع ہیں جب ان کو خود مدعی بنا دیا گیا تب آنکھیں کھلیں اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اپنے فعل کو جو صریح گناہ تھا گناہ ہی نہ سمجھیں اور اگر میں مدعی بنتا تو کچھ نہ کچھ ہانکے چلے جاتے فیصلہ ہی نہ ہوتا۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

والدہ کے غصہ کا جواب نہ دے

حال: عرض یہ ہے کہ وہ ہر بات پر طعن وتشنیع کرتی ہیں کہتی ہیں خواہ مخواہ گھر میں بیٹھا ہے کسی طرح کی ملازمت یا تجارت نہیں، میں خرچ کہاں سے لاؤں گی، میں جواب میں کہتا

ہوں کہ زراعت کا کام انجام دیتا ہوں ملازمت ملتی نہیں، تجارت کے لیے رقم کی ضرورت، یہ جواب سن کر اور زیادہ غصہ اور جھگڑتی ہیں تو میں بھی اس سے زیادہ غصہ کرتا اور جھگڑتا ہوں، میرے غصہ کا علاج مرحمت فرماویں؟

تحقیق: علاج یہ ہے کہ جواب مت دیا کرو باہر چلے جایا کرو۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

دل نہ لگنا کوئی معصیت نہیں

حال: بعض ایام میں نماز و تلاوت وغیرہ میں شوق کم ہو جاتا ہے اور کچھ دل بھی لگتا ہے کوئی ایسا علاج بتلا دیجئے کہ ہمیشہ شوق بڑھتا رہے اور دل لگنے لگے؟

تحقیق: علاج معصیت کا ہوتا ہے کیا دل نہ لگنا معصیت ہے اور کس دلیل سے۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کا علاج

حال: حضور کی زبان مبارک سے یہ سن کر کہ یہ اختیاری ہے احقر نے اس کے دفعیہ کے لیے کوشش کی تو یہ مرض تقریباً نوے فیصد جاتا رہا لیکن چونکہ کبھی کبھی اس معصیت کا ارتکاب ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے سخت تکلیف اور ندامت ہے کچھ علاج اس سے نجات کا تجویز کر دیں؟

تحقیق: اگر کسی کو کوئی شیرینی بے حد مرغوب ہو مگر اس کو معلوم ہو جاوے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے کہ کھانے سے ہلاکت یا شدید تکلیف ہو جائے گی کیا اس حالت میں بھی کوئی شخص کسی طبیب سے پوچھے گا کہ حضور کوئی علاج تجویز کریں کہ اس پر عمل کر کے اس شیرینی کی رغبت نہ ہو۔ (النور، شوال ۱۳۵۴ھ)

حسن کا دیکھنا اختیاری ہے

حال: حضرت نے دریافت فرمایا ہے کہ حسن کا دیکھنا اختیاری ہے یا غیر اختیاری جواباً عرض ہے کہ بندہ کا دیکھنا اختیاری ہے مگر استعمال اختیار دشوار معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: کیا دشوار ہے کیا نفس کے روکنے سے کوئی بیماری ہو جاتی ہے یا سانس گھٹنے لگتا ہے یا اور کوئی تکلیف نا قابل برداشت ہو جاتی ہے؟ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

ریا غیر اختیاری کا کوئی حرج نہیں

حال: جواباً عرض ہے کہ ریا کا خیال جب نماز میں قرأت شروع کرتا ہوں اس وقت

آتا ہے اور مجھے خبر نہیں ہوتی کچھ دیر کے بعد خبر ہوتی ہے ابتداء بغیر ارادہ یہ خیال آتا ہے یہ غیر اختیاری ہے پھر خبر ہونے کے بعد اختیاری ہو جاتا ہے؟

تحقیق: کیا تم قصد کرتے ہو جس سے اختیاری ہو جاتا ہے اگر قصد کرتے ہو تو مت کرو اگر قصد نہیں کرتے تو پھر اختیاری کیسے ہو جاتا ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

بدنگاہی کا علاج

حال: اب نگاہ نہیں رُکتی بجز پشیمانی و درماندگی کے یہ روسیاہ اور کیا عرض کرے؟

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس   اللہ اللہ خلق را فریاد رس

تحقیق: میرے پاس کوئی ایسی پٹی نہیں کہ اس کو لیے ہوئے آپ کے ساتھ آپ کی نگرانی کرتا پھروں اور موقع پر وہ پٹی آنکھوں پر باندھ دیا کروں۔

خط دوم

حال: احقر اب اس بدنگاہی کے گناہ سے توبہ کرتا ہے اور مصمم ارادہ کرتا ہے کہ نگاہ کو روکنے میں نفس کی پوری مخالفت کرے گا' اب احقر نگاہ کو روک لیتا ہے؟

تحقیق: الحمدللہ پٹی باندھنے کی خدمت سے سبکدوشی ہوئی۔ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: جب کسی پردہ دار پر نظر پڑے تو فوراً پاؤں پر اور بے پردہ کی چھاتی پر پڑتی ہے اور اس کے بعد تصور کا ایک طومار بندھ جاتا ہے۔ حضرت والا اس کی اصلاح فرمائیں؟

تحقیق: بجز ہمت کے کوئی علاج نہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: یہاں آ کر مجھ کو نظر بند کا مرض پیدا ہو گیا ہے چونکہ پردہ نہ ہونے کے سبب سے جدھر دیکھوں عورت ہی عورت نظر آتی ہے جس کے سبب بسا اوقات دل میں بہت بڑے بڑے شیطانی خیالات پیدا ہوتے ہیں اس لیے سخت پریشان ہوں براہ مہربانی کوئی علاج بتلا کر خادم کو گمراہی سے بچاویں' عین عنایت ہوگی؟

تحقیق: قصداً دیکھنے کا علاج یا بلا قصد نظر پڑ جانے کا علاج پھر نظر کے بعد خیالات پیدا ہونے کا۔ ان خیالات سے متلذذ ہونے کا علاج کس چیز کا علاج پوچھتے ہو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: احقر ابھی تک بدنظری کی طرف سے اپنے اندر نفرت نہیں پاتا بلکہ تقاضائے نفس بدستور موجود ہے گو احقر اس کی مقاومت کرتا ہے اور مجاہدہ سے نفس کو اس سے رکتا ہے بغیر مجاہدہ کے نفس نہیں رُکتا' اپنے اوپر تو احقر بہت نفرین کرتا ہے لیکن اس مرض سے پوری نفرت پیدا نہیں ہوئی؟

تحقیق: نفرت مامور بہ ہے یا رغبت کے مقتضیٰ پر عمل نہ کرنا۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

جھوٹ کا علاج

حال: احقر نے سابقہ عریضہ میں عرض کیا تھا کہ مجھ میں جھوٹ بولنے کا مرض ہے اور عادی ہو چکا ہوں' حضرت اس کا علاج فرمادیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (جھوٹ اختیار سے بولتے ہو یا بالاضطرار) حضرت یہ جھوٹ بولنا ہے تو اختیاری لیکن کثرت انہماک کی وجہ سے اضطراری جیسا ہو چکا ہے' حضرت اس کا علاج فرمادیں؟

تحقیق: جب ہمت و اختیار سے چھوڑ دو گے اور بتکلف اس کی عادت کر لو گے تو اسی طرح عدم صدور اضطراری جیسا ہو جائے گا' یہی علاج ہے۔ (النور' جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: چلتے پھرتے کسی لڑکے یا کسی عورت کی طرف نظر پڑ جاتی ہے تو بندہ اس وقت نظر کو فوراً ہٹا لیتا ہے' اب حضرت والا سے یہ دریافت کرنا ہے کہ نظر اول معصیت کا سبب ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس نظر اول میں قصد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر حدوث میں قصد نہ ہو تو اس کے ابقاء میں قصد ہوتا ہے یا نہیں' اگر ابقاء میں بھی قصد نہ ہو تو اس نظر سے جو صورت ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کے ابقاء یا اس کے التذاذ میں قصد ہوتا ہے یا نہیں؟

حال: اگر معصیت کا سبب ہے تو حضرت والا علاج فرمائیں؟ البتہ نظر ہٹانے کے بعد اس کی صورت ذہن میں ایک قسم کی تصویر ہو جاتی ہے مگر بعض وقت وہ صورت ذہن میں

آتے ہی فوراً دفع کرنا یاد نہیں رہتا؟

تحقیق: یاد رکھنے کا اہتمام ضروری ہے اگر ویسے یاد نہ رہے تو ایک پرچہ پر اس کی وعید لکھ کر وہ پرچہ اپنی کلائی یا بازو پر باندھ لیا جاوے۔

حال: اس وجہ سے وہ صورت ذہن میں طویل ہو جاتی ہے؟

تحقیق: جب تنبہ ہوا اس وقت فوراً اس کا تدارک کیا جاتا ہے یا نہیں؟

حال: اب حضرت والا سے عرض ہے کہ اس میں کوئی مضر تو نہیں اگر مضر ہو تو برائے کرم کوئی علاج مرحمت فرمایا جاوے بڑی عنایت ہوگی؟

تحقیق: ضرر اور علاج دونوں چیزیں میرے سوالات سے واضح ہیں۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

بخل کا علاج

حال: عرض کیا تھا کہ اگر فی الحقیقت یہ بخل ہے تو حضور اس کی دستگیری فرما کر علاج فرمائیں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عنایت فرمائیں اس پر خدام والا حضرت اقدس نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ بخل حرام و معصیت ہے یہ غیر حرام و غیر معصیت' نہایت ادب سے اس کی بابت عرض ہے کہ فدوی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کو کس شق میں داخل کرے؟

تحقیق: کیا اس بخل سے کسی واجب کا ترک لازم آتا ہے کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے تو کتابیں دیکھو۔

خلاصہ خطِ دوم

حال: نہایت ادب سے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر یہ ارشاد فرمایا جائے کہ کون کون کتابیں دیکھی جائیں؟

تحقیق: کیا فقہ کی کتابیں واجب و معصیت بتلانے کے لیے کافی نہیں۔ اب میں ہندی کی چندی کہاں تک کروں دودھ پیتے بچے ہی بن گئے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)

پریشانی کا علاج

حال: حضرت والا شدت بخار کے وقت بہت پریشان ہو جاتا ہوں' اس وقت شبہ ہوتا ہے کہ یہ پریشانی صبر اور رضا بالقضاء کے خلاف ہے' اگر یہ پریشانی صبر اور رضا بالقضاء کے خلاف ہو تو اصلاح فرماویں؟

تحقیق: پریشانی اعتقادی ہے یا طبعی، کیا دونوں میں یہ احتمال ہے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)

قلب میں فحش بات آنے کا علاج

خط اول

حال: ایک عیب سے بہت تکلیف ہے۔ وہ یہ کہ گو میں کبھی زبان سے فحش نہیں بکا کرتا مگر قلب میں بلاوجہ خواہ مخواہ فحش اور بہت کریہہ الفاظ آتے ہیں؟ تحقیق: بالقصد یا بلاقصد

حال: جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور جی کڑھتا ہے تو اکثر استغفار اور کبھی کلمہ طیبہ پڑھنے لگتا ہوں مگر قلب کی گندگی اور خباثت دور نہیں ہوتی، بہت پریشان ہوں، حضور براہ شفقت اس کا علاج بتلائیں؟ تحقیق: تنقیح بالا کے بعد۔

خط دوم

حال: تنقیح کے متعلق عرض ہے کہ یہ فحش الفاظ بلاقصد قلب میں آتے ہیں؟

تحقیق: پھر کیا ضرر۔

حال: اور ان سے کلفت بہت ہوتی ہے دست بستہ عرض ہے کہ حضور علاج فرمائیں؟

تحقیق: مصلح دین کے ذمہ کلفت کا علاج ضروری نہیں جیسے کسی طالب دین کو بخار کی تکلیف ہو جائے تو مصلح دین کے ذمہ اس کا علاج نہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

عوارض نفسانی کا علاج

حال: ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ خادم کی دکان کے سامنے ایک شخص ہم پیشہ تجار نے دکان کھولی ہے اور ہم سے حسد رکھتے ہیں، نرخ میں کمی کر کے گاہکوں کو توڑنا چاہتے ہیں اور مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اس کی وجہ سے میرے قلب میں تشویش اور تفکر ہو گیا ہے، یہاں تک کہ کھانے اور آرام میں کمی ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں کہ یہ بات نہ رہے اور حضرت والا کی دعا کا محتاج ہوں اور اس کا علاج فرماویں؟

تحقیق: علاج معصیت کا ہوتا ہے یہ عوارض نفسانیہ غیر اختیاری ہونے کے سبب معصیت نہیں۔ لہٰذا بجائے علاج دُعا کرتا ہوں۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

موت سے ڈر ضعف قلب کی وجہ سے ہے

حال: مجھے موت سے بہت خوف معلوم ہوتا ہے؟
تحقیق: غلط ہے بعض مسلم بزرگوں کو میں نے موت سے ایسا ڈرتا ہوا دیکھا ہے منشاء اس کا ضعف قلب ہے جو بالکل مذموم نہیں۔
حال: جو حالات کتابوں میں دیکھے اس سے بھی یہی بات معلوم ہوئی تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو یہ بات کس طرح حاصل ہوئی اور کیا ذرائع ان لوگوں نے حاصل کیے جن کی وجہ سے ان کو نفرت بالکل جاتی رہی؟ تحقیق: ان کی قوت قلب ہے یا قوت وارد اور دونوں غیر مطلوب، محض موہوب ہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

ہنسی کوئی مرض نہیں

حال: احقر نے سابقہ عریضہ میں عرض کیا تھا کہ احقر کو ہنسی بہت آتی ہے۔ اگر یہ مرض ہے تو علاج فرماویں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (مرض ہونے کا شبہ کا ہے سے ہوا) حضرت ایک تو اس بات سے شبہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہنسے نہیں تبسم فرمایا کرتے تھے اور یہ خلاف طریقہ نبوی ہے؟
تحقیق: تو کیا بطور معمول کے پیٹ بھر کر کھانا بھی مرض ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معمول کے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔
حال: اور دوسری بات یہ ہے کہ ہنسی سے طبیعت کے اندر غفلت پیدا ہوجاتی ہے۔ اللہ کی یاد سے غافل ہونا اچھی بات نہیں؟
تحقیق: اور سونے میں بھی غفلت ہوتی ہے تو یہ بھی اچھی بات نہیں ہوگی۔
حال: حضرت ان باتوں سے شبہ ہوتا ہے مرض ہونے کا اگر مرض ہو تو علاج فرماویں؟ تحقیق: اوپر کے سوالات میں جواب ہوگیا۔ (النور شعبان ۱۳۵۷ھ)

ڈاڑھی میں سے نائی کا سفید بال نکالنا عذر نہیں

حال: نیز جب حجام ہفتہ وار میری حجامت کرتا ہے کہ وہ میری مونچھ میں سے سفید بال تلاش

کر کے کتر رہا ہے اور یہ میں جانتا ہوں کو سفید بال نکلوانا جائز نہیں ہے مگر میں حجام کو منع نہیں کرتا ہوں؟
تحقیق: یہ عذر نہیں، نائی کو منع کر دیا جاوے اور سفید بال کو حدیث میں وقار فرمایا ہے اور یہ دعا آئی ہے: "اللّٰھم زدنی وقاراً" اس دعا کی برکت سے یہ کیفیت معتدل ہو جائے گی۔ (النور شعبان ۱۳۵۴ھ)

سستی و غفلت کا علاج

خط اوّل

حال: سستی و غفلت بدستور ہے، دعائے ہمت کا خواستگار ہوں؟
تحقیق: دعا سے انکار نہیں مگر آپ بھی کچھ ہمت کریں، دعا میں اسی صورت سے برکت ہوتی ہے ورنہ دعا ایسی ہوگی کہ جیسے بدون نکاح کیے ہوئے اولاد کی دعا۔

خط دوم

حال: ہمت کے بارہ میں جو جواب باصواب حضور والا نے عنایت فرمایا ہے اس کا قلب پر بہت اثر ہوا مگر اس کو قیام نہیں رہا اس کا علاج تحریر فرماویں؟
تحقیق: بار بار اس کا استحضار اور اس پر عمل کرنے کی ممکن کوشش اور اس کے ساتھ دعا بھی یہ مجموعہ علاج ہے۔
حال: نیز میرا نفس از حد سرکش ہے کسی طرح حسنات کی طرف مائل نہیں ہوتا، ہمیشہ سیئات کی طرف اس کا میلان ہے لذات شہوات کا خوگر ہے لیکن عمل کے بارے میں توجہ بالکل صفر ہے اس کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماویں؟
تحقیق: میری یہی توجہ ہے کہ دعا کروں اور تدبیر بتلاؤں سو بحمد اللہ ایسا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ برکت فرماویں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

ریا کے شبہ کا علاج

پہلا خط

حال: احقر کو دینی فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں بعض اوقات جبکہ کوئی پاس بیٹھا ہوا ریاء کی مہلک علت نمایاں ہوتی ہے؟ تحقیق: ریا فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

دوسرا خط

حال: خاکسار کی کیفیت یہ ہے کہ جس وقت ادائیگی فرائض دینی کرتا ہوں اور کسی شخص

کو نزدیک بیٹھے دیکھتا ہوں تو خفیف سی لذت پیدا ہوتی ہے کہ یہ کہے گا بڑا اچھا آدمی ہے؟
تحقیق: وسوسہ کے درجہ میں جس کو مذموم سمجھتے ہو یا عزم کے درجہ میں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

کوئی عورت سامنے آئے تو قدرت سلب نہیں ہوتی

پہلا خط: حال: بندہ کے اندر ایک مرض یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سامنے پڑ جائے تو اس پر نظر پڑ جاتی ہے پھر اس سے نظر ہٹا نہیں سکتا؟ تحقیق: کیوں کیا قدرت سلب ہو جاتی ہے۔

دوسرا خط: حال: اس وقت قدرت سلب ہو جاتی ہے؟
تحقیق: تو کیا تمہارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ اس حالت میں تم کو گناہ نہیں ہوتا کیونکہ عدم قدرت کی حالت میں تو گناہ نہیں ہوتا۔

تیسرا خط: حال: پہلے میں نہیں سمجھ سکا تھا اس لیے جواب میں لکھا تھا کہ قدرت سلب ہو جاتی ہے لیکن اب سمجھ میں آیا کہ قدرت سلب نہیں ہوتی ہے کیونکہ بعض مرتبہ تو نظر پھیر سکتا ہوں اس لیے نظر نہ پھیرنا قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ شیطانی وساوس کا سبب ہے؟
تحقیق: قدرت سے کام لو۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

طبیعت کے کسل مند ہونے کا علاج سکون وقوت ہے

حال: بعض وقت اگر گھبراہٹ ہوتی ہے یا اوراد میں طبیعت کسلمند ہوتی ہے تو کبھی قصداً اور کبھی بلا قصد شبیہ حضرت اقدس تخیلاً ومواجہۃً مسکن ومقوی طبع ہوتی ہے آیا یہ قصد مذموم تو نہیں ہے؟ تحقیق: کیا سکون وقوت اسی تدبیر میں منحصر ہے؟ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

حب دنیا کا علاج

حال: اس خط میں ایک دوسرا مرض لکھنا چاہتا ہوں وہ حب دنیا ہے اپنے اندر دنیا کی محبت پاتا ہوں؟ تحقیق: مراد محبت عقلی ہے محبت طبعی نہیں۔

حال: مطالعہ (مواعظ) کے وقت اکثر مضامین فدوی سمجھتا ہے مگر یاد نہیں رہتے تو یاد کر لینا ضروری ہے؟ تحقیق: نہیں۔

حال: یا صرف اتنا کافی ہے کہ کتاب میں دیکھ کر دل کی تسلی کرتا رہے ان کے متعلق جو ارشاد ہو؟ تحقیق: اگر چہ یاد نہ رہے مگر اثر باقی رہ جائے گا۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

بدنظری کا علاج

پہلا خط: حال: احقر کو نگاہ بد کا مرض ہے اس کے متعلق اگر چہ اتنا ضرور کر لیتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ بد پڑی فوراً جبراً اُدھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کر لی مگر پھر بھی اتنا تقاضا رہتا ہے، تقاضا کے وقت قدرت تو رہتی ہے مگر نفس امارہ کہتا ہے کہ نظر کر لے پھر توبہ کرنے سے اللہ رحمٰن و رحیم معاف فرماویں گے؟

تحقیق: قدرت تو عطا فرمائی ہے مگر جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں، جہنم میں علاج ہوگا۔

دوسرا خط: حال: حضرت والا نے پہلے پرچہ میں جو جملہ شریفہ تحریر فرمایا ہے کہ کیا تقاضے کے وقت قدرت نہیں رہتی اور اس کے بعد کے پرچہ میں جو قول مبارک ارقام فرمایا ہے یعنی قدرت تو عطا فرمائی ہے جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں جہنم میں علاج ہوگا'' ان دونوں سے احقر کو اتنا فائدہ ہوا جو بیان کرنے سے احقر قاصر ہے'' اب عزم بالجزم کر لیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بفضلہٖ و بکرمہ و بدعا حضرت والا کبھی بھی یہ فعل بد صادر نہیں ہوگا۔ تحقیق۔ مبارک مبارک۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

ریاء کا شبہ اور اس کا ازالہ

حال: کبھی کبھی جس روز خانقاہ میں کوئی مہمان موجود ہوتا ہے اس روز نفس میں اس بات کا تقاضا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کو جلدی پڑھ کر ذکر کو بلند آواز سے شروع کیا جاوے تاکہ ذکر کو مہمان سن لے بعض روز نفس کے تقاضے کی بناء پر نماز تہجد کو جلدی نہیں پڑھتا ہوں بلکہ نماز تہجد کو آہستہ آہستہ پڑھ کر ذکر کو بھی آہستہ آہستہ کرتا ہوں؟

تحقیق: جب یہ فعل اختیاری ہے ایسا ہی کرنا چاہیے اور آہستہ سے مراد اگر حسب عادت ہے تو کافی ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اس سے بھی آہستہ تاکہ احتمال ریاء کی پوری مقاومت ہو تو

اس کی حاجت نہیں عادت کے موافق کافی ہے اور احتمال ریاء کی مقاومت تصحیح نیت سے کافی ہے لیکن اگر زیادہ خلجان ہونے لگے تو معالجہ کے لیے عادت سے بھی آہستہ اسلم ہے۔

حال: اور بعض روز نفس کے تقاضے کی بناء پر نماز تہجد کو جلدی پڑھ کر ذکر کو بلند آواز سے شروع کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ بھی فعل اختیاری ہے جس میں ریاء کے مقتضی پر عمل ہے مت کرو اور بلند آواز میں یہاں بھی اسی قیاس پر تشقیق ہے۔

فضول گوئی کا علاج

حال: دوسرا مرض زبان کا بدستور موجود ہے یہ مرض ناسور جیسا ہو گیا ہے کہ زبان کو فضول گوئی سے روکنے میں کامیابی نہیں ہوتی؟ تحقیق: وہی اختیار و عدم اختیار کا سوال یہاں بھی ہے۔

حال: رنج و غم کی حالت میں تو یہ زبان خود ساکت رہتی ہے لیکن جہاں تک فکر و تردد دور ہوا زبان اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے؟ تحقیق: آجاتی ہے یا لائی جاتی ہے۔

حال: کاملین کی صحبت سے اس مرض میں بے حد کمی ہو جاتی ہے اور میں طبیعت کا اندازہ کرتا ہوں کہ اگر چھ ماہ ایسی صحبت نصیب ہو جاوے تو انشاء اللہ اس مرض میں بہت کمی ہو جائے گی لیکن ایسی صحبت میسر نہیں؟ تحقیق: صحبت پر موقوف نہیں مدار ہمت پر ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

دل نہ لگنے کا علاج

حال: از بعض مستورات میری حالت جس کو میں محسوس کر سکتی ہوں یہ ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میرا قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اور نماز میں اکثر بہت دل لگتا ہے کبھی قرآن شریف کی تلاوت میں بہت دلچسپی ہوتی ہے کبھی ذکر میں اور کبھی نماز میں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز میں دل نہیں لگتا؟

تحقیق: اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے ایسے تغیر تبدل سب کو پیش آتے ہیں۔ اصلی چیز عمل ہے اس میں خلل نہ ہو، برکت اسی سے ہے۔

حال: جس زمانہ میں میری طبیعت نماز اور ذکر وغیرہ میں بہت لگتی ہے مجھے تمام دن

خوشی اور مسرت رہا کرتی ہے اور یہ دل چاہا کرتا ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی ذکر نہ ہو لیکن خدا جانے کیا واقعہ ہے کہ دعا میں میرا دل بالکل نہیں لگتا' دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہی مجھے وحشت سی ہونے لگتی ہے اور بہت دل اُکتانے لگتا ہے؟

تحقیق: طبائع کا رنگ فطری طور پر جدا جدا ہے مگر یہ مضر نہیں مقصود خدا تعالیٰ کی یاد ہے خواہ ذکر وغیرہ سے ہو یا دعا سے ہو' مقصود ہر حال میں حاصل ہے۔

ف: ویتاید هذا بحدیث ابی سعید بقول الرب تعالیٰ من شغله قرأة القرآن عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین. للترمذی (جمع الفوائد فضل القرآن) دل الحدیث علیٰ ان التقلیل فی الدعاء غیر مضر. (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

حب دنیا اور حب جاہ کا علاج

حال: نفس یہ بھی چاہتا ہے کہ کوئی شخص برا نہ کہے اور اعزہ و احباب کے متعلق اس کا خیال بھی ہوتا ہے کہ وہ جائز تقریبات میں مجھ کو فراموش نہ کریں' اس کے خلاف پیش آنے سے طبیعت میں پریشانی محسوس ہوتی ہے' ہمیشہ سے اکثر تقریبات میں میں خود شریک نہیں ہوتا ہوں مگر اس سے قلق ہوتی ہے کہ اہل تعلق میں سے کوئی یاد نہ کرے اس سے بھی حب دنیا اور حب جاہ کا شبہ ہوتا ہے؟

تحقیق: دعا بھی کرتا ہوں اور تدبیر یہ ہے کہ اقتضائے نفس کی مخالفت کی جاوے اور اقارب کی شکایت کی جو بناء ہے یعنی اپنا استحقاق۔ اس کی ضد کا استحضار اس طرح کیا جاوے کہ اپنے نقائص و نااہلی کا استحضار استمرار کے ساتھ کیا جاوے۔ (النور رجب ۱۳۵۶ھ)

نفس کی اصلی سزا تو ندامت ہے باقی تقویت کیلئے بدنی یا مالی سزا دی جاتی ہے

حال: یکے از مجازین۔ نفس کی یہ بدمعاشی کہ باوجود علم اور قدرت اور اختیار کے کام نہ کرے یا نہ چھوڑے اور بالکل بھی عقلاً و شرعاً معذور نہیں' اس پر کیا سزا ہونی چاہیے' بدنی سزا ہو یا مالی یا کیا انداز اختیار کیا جائے؟

تحقیق: بعض اوقات یا بعض طبائع میں سزائے مالی یا بدنی سے ندامت کم ہو جاتی

ہے اور اصل مقصود ندامت ہی ہے جس کی تقویت کے لیے وہ سزا تجویز کی جاتی ہے۔ سو جب کسی عارض سے اس میں ضعف ہو جاوے وہ مقصود نہ رہے گی اور اس وقت آپ کے لیے یہی مناسب ہے کہ ندامت پر اکتفا ہو۔

ویؤیده قوله تعالیٰ علی بعض التفاسیر فاثابکم غمابغم لکیلا تحزنوا آلایة اذا لم تکن لا زائدة فافادت ان الاصابة والعقوبة من خواصها زوال الحزن ولو فی بعض الاوقات لان القضیة شخصیّة. (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

ریاء قصد رضائے خلق بذریعہ دین کا نام ہے

حال: چونکہ اپنے نفس میں ریاء کا احساس ہے ہر وقت یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ تو جو کچھ کہتا ہے وہ تیرے افعال کے خلاف ہے؟

تحقیق: ریاء ہر خیال کا نام نہیں بلکہ جس خیال کی بناء قصد رضائے خلق بذریعہ دین ہو اور یہ اختیاری امر ہے جب اس کا قصد نہ ہو وہ ریاء ہی نہیں۔ اگرچہ وہم ریاء ہو وہم ریاء وسوسہ ریاء ہے جس پر مواخذہ نہیں' ایسے وہم سے عمل صالح کو ترک نہ کیا جاوے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

حب جاہ کا علاج

حال: دل میں انتظار رہتا ہے کہ میرے بیان سے مخاطب متاثر ہو' حضرت عالی اگر یہ واقعی حب جاہ یا کوئی اور مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں؟ **تحقیق:** شبہ سے بھی بچنا چاہیے اس عادت کو چھوڑ دیں۔ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

خط دوم: حال: ایک عامی کی محسوسات ہی کیا' غالباً بہت سے اخلاق ذمیمہ میں مبتلا ہوں گا لیکن مجھ کو ان کا احساس نہیں؟

حال: احساس ہونا چاہیے ورنہ اس کا علاج کیسے پوچھا جاوے گا خصوص جبکہ مصلح کے مشاہدہ سے بھی دور ہو۔ ایسی حالت میں مصلح کے احساس کی بھی کوئی صورت نہیں اور ایسا کم ہوتا ہے کہ مصلح کو کسی واقع سے اطلاع دی اور اس نے اس واقعہ سے کسی خصلت کا استنباط صحیح کر لیا۔ سو یہ کافی علاج کے لیے کافی نہیں۔ لہٰذا خود طالب کو احساس کرنا چاہیے

جس کی تدبیر یہ ہے کہ ایسے رسائل کا مطالعہ کیا جاوے جیسے تبلیغ دین یا میرے مواعظ۔

حال: دوسرا استفسار حضور والا کا یہ ہے کہ تزکیہ نفس کی تفسیر کیا ہے جواب میں عرض ہے کہ تزکیہ نفس کی تفسیر یہ ہے کہ قلب کو ان اخلاق ذمیمہ مثلاً حسد' کینہ' تکبر' غصہ' خود پسندی' ریاء' کذب' حب جاہ' حب مال وغیرہ سے پاک کرے جو حق تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان اخلاق حمیدہ مثلاً محبت خشیت' رجاء' صبر' شکر' اخلاص' صدق' توکل' رضا بر قضا وغیرہ سے قلب کو آراستہ کرے جو حق تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہیں؟ تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: تیسرا استفسار حضور والا کا یہ ہے کہ حصول اخلاص میں مصلح کو کیا دخل ہے؟ جواب میں عرض ہے کہ اخلاص امر اختیاری ہے اور امر اختیاری کے حصول کا طریقہ استعمال اختیار اور مجاہدہ ہے لیکن ممکن ہے کہ مرض ریاء جو اخلاص کی ضد ہے اس صورت سے ظہور کرے کہ طالب اصلاح خود احساس نہ کر سکے۔ ایسی حالت میں وہ مصلح کا محتاج ہوگا جو بعض اوقات ایسے امراض کی تشخیص اور طریق مجاہدہ تجویز کرتا ہے جو ان امراض کا علاج ہے۔ نیز مجھ کو بزرگوں کی دعا کے برکات اور توجہ کے فیض کا انکار نہیں ہے لیکن یہ دونوں امور غیر اختیاریہ ہیں۔ میں نے حضور والا سے اصلاح کی درخواست کرتے وقت اپنی اصلاح کے لیے ان ذرائع سے امید وابستہ نہیں کی ہے تاکہ بعد کو توحش اور مایوسی کا سامنا نہ ہو؟

تحقیق: سب اجزاء مضمون کے بالکل صحیح' تسلی بخش اور امید افزا ہیں۔

حال: آخر میں حضور والا نے منہیات سے بیزاری کے متعلق دریافت فرمایا ہے کہ بیزاری عملی یا اعتقادی یا حالی کونسی مراد ہے؟ جواب میں عرض ہے کہ صرف اعتقادی اور عملی درجہ مراد ہے حالی امر غیر اختیاری ہے اور امور غیر اختیاریہ حصول رضا کے طرق نہیں ہو سکتے۔

تحقیق: بالکل صحیح' اب وقت آ گیا ہے کہ **کیفما اتفق** مجھ سے ایک ایک چیز کے متعلق پوچھا جائے اور میں جو عرض کروں اس پر عمل کر کے پھر مجھ کو اطلاع کی جاوے۔ اسی طرح جب ایک چیز کے متعلق علمی تحقیق اور عملی رسوخ کا فیصلہ ہو جاوے پھر دوسری چیز کا اسی طرح سلسلہ شروع کیا جاوے اور ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا خط بالالتزام رکھا جاوے۔

تحقیق: مبتدی کو ایسی کاوش نافع تو اس لیے ہے کہ اس سے نظر بڑھتی ہے مگر تحقیق کی

فکر یا اس تحقیق پر اصلاح کو اس طرح مبنی کرنا کہ اگر نفس میں رذیلہ ثابت ہو جاوے تو اس کا تدارک کریں ورنہ مطمئن ہو جاویں۔ یہ مضر ہے اس لیے کہ ایسی تحقیقات اکثر وجدانی ہوتی ہیں کہ ان میں دونوں جانب دلائل وکلام کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ اگر رذیلہ کو ثابت کیا جاوے بعض اوقات غلو اور تعمق ہو جاتا ہے پھر ہر چیز میں ایسے سوالات پیدا ہونے لگتے ہیں جو ایک مستقل مشغلہ ہو جاتا ہے جو ضروری مقاصد سے مانع ہو جاتا ہے اور اگر مطمئن کر دیا جاوے تو نفس کو یہی عادت ہو جاتی ہے اور فکر کی چیزوں سے بھی بے فکر ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات خود مصلح کی رائے بھی مشتبہ ہو جاتی ہے اس وقت طالب کو زیادہ شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ لہٰذا یہ طریق بجائے نافع ہونے کے مضر ہو جاتا ہے اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں ذرہ بھی شبہ ہو جائے اس شبہ کو حقیقت سمجھ کر اس کا تدارک عمل یعنی نفس کی مخالفت کی جاوے اور اگر ہمت نہ ہو یا کوئی امر صریح وبین طور سے خلاف مصلحت شاہد ہو تو بجائے تدارک عمل کے استغفار اور جناب باری تعالیٰ سے دعا والتجا اصلاح کی بکثرت کریں۔ بس یہی معمول رکھا جائے اور جس امر کے قبیح ہونے میں کوئی اشتباہ نہ ہو اور تاویل کی گنجائش نہ ہو اس میں ہمت کر کے نفس کی مقاومت ومخالفت کی جاوے اور رسمی ووہمی مصالح کی پروانہ کی جاوے۔ والسلام۔ **تمت رسالہ نعم المنادی فی تصحیح المبادی**

زبان پر قابو نہ ہونے کا علاج

حال: مجھ میں زمانہ سے یہ مرض کہ حق بات بولنے میں یا صاف کہنے میں سختی ہو جاتی ہے اور اس سے لوگوں کے قلب کو تکلیف ہو جاتی ہے، کوئی تو بالکل رنج ہو جاتا ہے اور کوئی وقتی طور پر رنج ہو جاتا ہے؟

تحقیق: چند روز اس کا التزام کر لیا جاوے کہ کسی کو بالکل ہی نصیحت نہ کی جاوے اور یاد رکھ کر ہمت سے اس پر عمل کیا جاوے۔ چند روز ایسا کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی موقعہ نصیحت کا ایسا ہو کہ آپ کے علم میں فوراً ہی کہنا واجب ہو تو کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے کہہ دیا جاوے تاکہ واجب فوت نہ ہو۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حدیث نفس کے غلبہ کا علاج

حال: میں بطور خود تو جو کچھ نماز میں پڑھتا ہوں اسی کے معنی پر متوجہ رہنے کی کوشش

کرتا ہوں مگر اس میں کامیابی اتنی کم ہوتی ہے چاہتا ہوں کہ کم از کم جس وقت اھدنا الصراط المستقیم زبان سے ادا ہوتا ہے اسی کے معنی پر توجہ ہو مگر اکثر اتنا بھی نہیں ہوتا یا آگے نکل جانے کے بعد خیال آتا ہے مقتدی ہونے کی صورت میں پاس انفاس کا لحاظ رکھنا چاہتا ہوں اس میں بھی زیادہ کامیاب نہیں ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ حضرت بس حدیث نفس کا بہت غلبہ رہتا ہے، بہرحال اب حضرت جو صورت تجویز فرماویں، حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی جو صورت حضرت نے لکھی ہے اس کی کچھ تفصیل کا محتاج ہوں؟

تحقیق: اس سوال سے اس لیے دل خوش ہوا کہ ایسا سوال علامت ہے کام کرنے کی اور جو شخص کام کرے گا اس کو یہ سوال پیش آوے گا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے حل کا ذریعہ بنایا جس سے آپ بہت سے طالبین کے رفع پریشانی کے سبب ہو گئے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک اور خط سابق لکھنے کے وقت میرا دل چاہتا تھا کہ یہ سوال کیا جاوے اور کیے جانے کی امید بھی تھی۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ اصل میں جو توجہ خطرات کی قاطع ہے وہ دو قسم کی ہے ایک مع الخوض اگرچہ اشیاء مختلفہ کی طرف ہو۔ دوسری شے واحد کی طرف اگرچہ بلا خوض ہو۔ اب جس شخص کو آیات و اذکار کے معانی بلا خوض ذہن میں آجاتے ہوں وہاں نہ خوض ہے نہ ما فیہ الفکر شے واحد ہے اس لیے کوئی قسم توجہ کی نہ پائی گئی۔ پس وہ قاطع خطرات بھی نہ ہوگی بخلاف اس شخص کے جس کو سوچنے سے معنی یاد آتے ہوں اس شخص کی توجہ قاطع خطرات ہوگی اس لیے آپ کو اس تدبیر میں کامیابی نہیں ہوئی کہ آپ کو خوض کی حاجت نہیں ہوتی۔ پس ایسے شخص غیر محتاج الی الخوض کے لیے دوسری توجہ کی ضرورت ہوگی۔ یعنی توجہ الی الشئی الواحد خواہ وہ شے واحد کچھ ہو ذات حق ہو یا رویت حق للعبد یا نظر الی الکعبہ یا کچھ اور۔ اور جس توجہ الی الحق کی تفصیل آپ نے دریافت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ یا ان کی ذات کا اجمالاً تصور رکھے جس طریق سے بے تکلف ذہن میں آجاوے جس پر ہر شخص قادر ہے، زیادہ کاوش کی حاجت نہیں یا ان کے کسی فعل کا تصور رکھے، مثلاً وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ توجہ الی الشئی الواحد کا ایک طریق میں نے تجویز کیا ہے جو غایت درجہ سہل بھی ہے اور بے حد نافع بھی ثابت ہوا وہ یہ کہ اپنی تمام

طاعات، صلوٰۃ وتلاوت واذ کار بلکہ افعال مباحہ میں بھی اس کا تصور رکھے کہ یہ سب عنقریب حق تعالیٰ کے اجلاس میں پیش ہوں گے تو ان میں کوئی ایسا اختیاری خلل نہ ہو جس سے پیشی کے قابل نہ ہوں، بس اتنا ہی تصور کافی ہے۔ ابتداء میں استحضار ضعیف ہوگا مگر ممارست کے بعد اس استحضار میں دوام پیدا ہو جاوے گا۔ چونکہ یہ مجھ کو نافع ہوا اور کئی موقعوں پر آپ کی طبیعت کا تناسب اپنی طبیعت کے ساتھ مشاہدہ کر چکا ہوں، امید ہے کہ آپ کے لیے بھی انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا اور اس مبحث کے متعلق جو تنبیہات رقیمہ سابقہ میں عرض کر چکا ہوں وہ سب اس میں بھی ملحوظ رہیں۔ واللہ الموفق امید ہے کہ سب اجزاء سوال پر بقدرِ ضرورت کلام ہو چکا ہے اگر کچھ رہ گیا ہو پھر متنبہ فرمایا جاوے۔ والسلام فقط (النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

وہم کا سبب

حال: اب دو تین روز سے یہ حالت ہے کہ کبھی تو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت والا کی شفقت و عنایت بدستور مبذول ہے اور کبھی گمان ہوتا ہے کہ حضرت والا کی نظر شفقت اس بے ادب و بے شعور کی طرف سے پھر گئی ہے اور بلا وجہ ظاہری ہر انداز سے اس خیال کو تقویت ہونے لگتی ہے؟

تحقیق: محض وہم ہے جس کا سبب محبت کا افراط ہے اس کی یہی خاصیت ہے کہ خواہ مخواہ کی بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں مگر چونکہ یہ بدگمانی علامات محبت سے ہے اس لیے مبارک ہے، علاج کی ضرورت نہیں کہ مجاہدہ ہے طریق میں جو کہ مطلوب ہے وفی مثلہ قیل

بصد ہا یہ ترانے پسندم عشق است و ہزار بدگمانی

(النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

پریشانی کا علاج

حال: آج کئی دن سے میں بہت پریشان ہوں، مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ میدان حشر میں انبیاء، علماء، صوفیہ، شہداء وغیرہ کا گروہ کھڑا ہوگا اور ہر ایک کو کسی خاص اعزاز سے ممتاز فرمایا جائے گا، میں کس گنتی شمار میں ہوں گا؟ میرا تو کوئی عمل بھی ایسا نہیں کہ جس کا سہارا ہو، اتنے بڑے دربار میں سخت پشیمانی ہوگی، دربار رسالت میں بھی تو منہ دکھانے کے قابل نہیں، اگر حضور نے جھڑک دیا کہ تو کیا میرا اُمتی ہے کیا کام کر کے لایا ہے تو کیا ہوگا؟

تحقیق: اول تو یہ پریشانی نعمت عظمیٰ ہے ہزاروں سکون اس پر نثار ہیں۔ البتہ اس پریشانی سے طبعی کلفت ہوتی ہے جس پر ثواب بھی ملتا ہے لیکن پھر بھی سکون کا طریقہ دو امر ہیں۔ استحضار رحمت جو عمل پر موقوف نہیں بلا عمل بھی رحمت ہوتی ہے دوسرے کثرت دعا و کثرت استغفار و کثرت درود شریف انشاء اللہ تعالیٰ اس سے یوماً فیوماً یہ پریشانی کم ہو جائے گی۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

جاہ کا علاج

خط اول: حال: جاہ کے متعلق جو ضروری باتیں قابل تلقین و تنبیہ ہوں راہ شفقت علی الخدام ان سے مطلع فرماویں تاکہ ان پر کاربند ہوں؟

تحقیق: حب جاہ کی حقیقت اور اس کی مثالیں اور اس کا اختیاری یا غیر اختیاری ہونا لکھو۔

خط دوم: حال: جاہ کی حقیقت میں سمجھا ہوں بڑا بننا جس سے لوگ وبیں لحاظ کریں اگر بیٹھے ہوں اور میں گزروں تو ان پر اپنا دباؤ معلوم ہو ترک جاہ یعنی جاہ سے بچنا اختیاری ہے؟

تحقیق: تو اختیار سے کام لو اب کیا سوال باقی رہا۔ (النور شعبان ۱۳۵۶ھ)

(احترام کا) درجہ واجبہ یہ ہے کہ اس کی اہانت نہ کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ شاید وہ مجھ سے افضل ہو

حال: حضور والا سے دست بستہ عرض ہے کہ حضور ہی احترام کے درجہ واجبہ و درجہ غیر واجبہ کی تعریف تحریر فرماویں کہ اس کو اپنے اوپر منطبق کر کے دیکھوں کہ کونسا درجہ مفقود ہے؟

تحقیق: درجہ واجبہ یہ ہے کہ اس کی اہانت نہ کرے اس کو ایذا نہ دے اور دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ شاید عند اللہ یہ مجھ سے افضل ہو۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

باوجود اپنے کو حقیر جاننے کے جب کسی میں عیب نظر آتا ہے تو اپنے آپ کو اچھا خیال کرنا' اس کا علاج

حال: حضرت میں اپنے آپ کو سب سے حقیر سمجھنا چاہتا ہوں لیکن جب کسی کے عیب دیکھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے اندر یہ عیب نہیں ہے تو میں اس سے اچھا ہوں؟

تحقیق: ایسے وقت میں دو امر کو ذہن میں حاضر کیا جاوے۔ ایک یہ کہ شاید اس شخص کا یہ عیب ظاہری عیب واقعی نہ ہو کوئی تاویل یا کوئی عذر اس کے پاس ہو۔ دوسرا یہ کہ اگر واقعی بھی عیب ہو مگر ممکن ہے کہ اس میں عند اللہ کوئی خوبی حالاً یا مالاً ایسی ہو جس سے وہ میرے سب کمالات اور محاسن پر غالب ہو جاوے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

جلد بازی اور گھبراہٹ کا حرج نہیں، جب گناہ نہیں

حال: اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا و توجہ قبول فرمائی کہ جن پریشانیوں میں عرصہ سے چلا آ رہا تھا ان میں ہر طرح کمی ہے بلکہ غور کرتا ہوں تو یہ ظاہر پریشانیاں سراسر حکمت اور رحمت پر مبنی اور میرا علاج تھیں؟ تحقیق: ھنیئاً لکم العلم و الھُدیٰ

حال: غرض ظاہر و باطن کی حالت الحمدللہ کہ روز بروز بہتر اور لائق شکر ہی ہے۔ البتہ طبیعت میں ایک قسم کی جلد بازی اور گھبراہٹ ہر بات میں جو پیدا ہوگئی ہے اس میں کمی کی جگہ زیادتی ہی معلوم ہوتی ہے؟

تحقیق: تو حرج ہی کیا جب گناہ نہیں محض کلفت ہے تو یہ احکام میں مثل امراض طبعیہ کے ہوا جس میں اجر ملتا ہے تو نافع ہی ہوا۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

بچہ کے انتقال پر پریشانی نہ ہونا قساوت قلبی نہیں

حال: چھوٹے بچہ کے انتقال سے طبیعت میں عجیب طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں جن سے بے حد پریشانی ہوتی رہتی ہے؟ تحقیق: طبعی بات ہے جو مضر نہیں۔

حال: حضرت والا ان کے دفعیہ کے لیے دعا فرماویں؟ تحقیق: دُعا کرتا ہوں۔

حال: اور علاج بھی تجویز فرماویں؟

تحقیق: طبیعت کو کسی طرف مشغول رکھنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ خود سکون ہو جائے گا۔

حال: بچے کے انتقال سے جیسے اس کی والدہ کو پریشانی ہے کہ بات بات پر روتی ہے اور افسوس ظاہر کرتی ہے۔ احقر کو اس کی پریشانی کی نسبت سے کچھ بھی پریشانی نہیں۔ نیز لوگوں سے اولاد کے انتقال کے صدمات سن کر اپنے قلب میں صدمہ بہت کم محسوس کرتا ہوں

جس سے اپنی قساوت قلب اور اپنی اولاد سے بے تعلقی کا سخت خطرہ ہوتا ہے؟

تحقیق: تعلق رکھنا مقصود بالذات نہیں جس کا نقصان یا فقدان موجب تشویش ہو۔ تعلق ادائے حقوق کے لیے مقصود ہے اس میں کمی نہیں ہونا چاہیے اور قساوت کا حاصل جرأت علی المعاصی ہے تعلق اور تاثیر کی کمی قساوت نہیں بلکہ ایک درجہ میں مطلوب بھی ہے۔

حال: اس کے مرض کو اس کی حیات میں بندہ بہت معمولی سمجھتا رہا جس کو بندہ اب موت کے بعد یاد کر کے افسوس کرتا ہے اور قلب کو رنج ہوتا ہے کہ بچہ تو مرض الموت میں مبتلا تھا اور میں اس کو معمولی سمجھتا رہا؟

تحقیق: یہ ترحم کی علامت ہے جو محمود ہے مگر قصداً اس کا استحضار نہ کرنا چاہیے۔

حال: ایک اور بات سے دل بہت ہی دُکھتا ہے وہ یہ کہ وہ اپنے ایام مرض میں شدت مرض سے رات دن چلاتا اور روتا رہتا تھا میں چونکہ اس کے مرض کو معمولی سمجھتا تھا اس لیے ایک رات اس کے زیادہ چلانے اور رونے پر اس کو میں نے ڈانٹا اور سختی سے تنبیہ کی جس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میری اور گھر کے لوگوں کی نیند میں اس کا چلانا خلل انداز ہوا جس پر اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ ایسا دشمن باپ بھی کسی کا ہوگا' اب اس کے انتقال کے بعد اس بات کے یاد آنے سے قلب کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے کہ اپنا بچہ تھا اور معصوم نابالغ تھا اور طالب علم تھا اور مرتے وقت مجھ سے ناراض ہو کر اور مجھے دشمن سمجھ کر مرا ہے؟

تحقیق: یہ تو اس کی خطائے اجتہادی تھی' آپ پر کیا الزام۔

حال: اور اس کی حیات میں میں نے اس کا کچھ تدارک بھی نہیں کیا کہ اس سے معافی مانگ لیتا اور نہ اب کوئی تدارک کی صورت سمجھ میں آتی ہے؟ تحقیق: اس کے لیے دُعائے عطائے درجات۔

حال: عرض یہ ہے کہ اس قسم کے طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور پریشان ہوتا ہوں۔ اخیر کا خیال زیادہ پریشان کرنے والا ہے؟

تحقیق: ایسی پریشانی تکلیف کی چیز ہے مگر دین میں مضر نہیں اس لیے محل فکر نہیں اور از خود جاتی رہے گی۔

حال: اس لیے حضرت والا سے درخواست ہے کہ حضرت بھی دُعا فرماویں؟ تحقیق: دُعا کرتا ہوں۔

کوئی تعریف کرے تو خوشی کا اثر اور برا کہے تو ناگواری کا اثر ہوتا ہے یہ امور طبعیہ فنا نہیں ہوتے بلکہ مضمحل ہو جاتے ہیں

حال: مگر جس قدر کو جی چاہتا ہے وہ اب بھی نہیں ہوا کہ کوئی تعریف کرے تو خوشی کا اثر اور برا کہے تو ناگواری کا اثر نہ ہو؟

تحقیق: امور طبعیہ فنا نہیں ہوتے مضمحل ہو جاتے ہیں جن کی مقاومت بہ نسبت سابق کے سہل ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ مدت دراز کے بعد دوام مزاولت سے وہ اضمحلال اس درجہ تک پہنچ جاوے کہ مشابہ زوال کے ہو جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

کبر کا علاج

حال: علاج امراض میں کبر کا علاج مراقبہ عیوب و معاصی سے بحمد اللہ فائدہ مند ہے۔ اب اکثر اپنے کو اپنی حیثیت میں سمجھتا ہوں، کسی کی تحقیر و تذلیل بلکہ گالیوں سے بھی پہلا اثر بحمد اللہ نہیں ہوتا، غصہ بھی بہت کم آتا ہے تو بہت جلد تنبہ ہو جاتا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک. تحقیق: اللہ تعالیٰ اثبات اور رسوخ عطا فرماوے۔

حال: اگر ایسے میں اور مرض کی طرف متوجہ ہونا مفید ہو تو امراض بہت اور بہت ہی خبیث خبیث ہیں؟ تحقیق: ہاں علاج کے لیے متوجہ ہونا مفید ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ)

روکھی یا کرخت بات ہو جانا، اس کا علاج

حال: ایک یہ ہے کہ گفتگو نرم اور شیریں نہیں ہوتی، روکھی و سخت و کرخت ہو جاتی ہے جس سے دوسروں کو یقیناً اذیت پہنچتی ہو گی خواہ کسی معاملہ میں یا ویسے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ گفتگو ایسی ہو جائے؟

تحقیق: ایسے امور میں اکثر عادت اور فطرت کا خلط ہو جاتا ہے اور اس لیے ایک پر دوسرے کا اشتباہ ہو جاتا ہے۔ تدبیر سے عادت کی اصلاح ہو جاتی ہے مگر فطرت باقی رہتی ہے۔ احیاناً اس کو عادت سمجھ کر علاج کو ناکام سمجھا جاتا ہے یا احیاناً عادت کو فطرت سمجھ کر اس کا علاج بھی نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ معالجہ سبب کا جاری رکھا جاوے جو جزو مضمحل

ہو جاوے شکر کرے اور اس میں استقامت کی سعی رکھے اور جس میں اضمحلال نہ ہو اس میں فطری ہونے کا احتمال سمجھ کر مایوس نہ ہو اور اس میں بلا انتظار اضمحلال کے اس کے مقتضا پر عمل نہ کرنے پر اکتفا کرے، یہ سب تمہید تھی۔ اب تدبیر لکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس خصلت کے مضار کا وقت پر استحضار رکھے اور بتکلف عمل میں اس کی مقاومت کرے اور اسی پر استمرار رکھے، اسی سے کسی جزو میں اضمحلال ہو جاوے گا اور کسی میں تکلف کی ضرورت رہے گی جس پر قدرت یقینی ہے اور اس تکلف کے سہولت کے لیے دعا بالخاصہ مؤثر ہوگی۔ (النور، ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

شبہ حب عزت کا علاج

حال: بعض اوقات اگر کچھ بیان کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو عوام کے مجمع میں اور حال ہوتا ہے اور اگر شہر کے رئیس موجود ہوں تو اور حال ہوتا ہے، رئیسوں کی موجودگی میں طبیعت میں زیادہ جوش ہوتا ہے اور بات کو زیادہ قوت سے ادا کرتا ہوں مگر بتلاتا سچی ہی بات ہوں، دل چاہتا ہے کہ وہ متاثر ہوں اگر اپنے حامی رئیس بیٹھے ہوں تو نفس یہ بہانہ بناتا ہے آئندہ بدعتیوں کے مقابلہ میں زیادہ حمایت کریں گے اور مخالف ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ شاید مخالفت کم کردیں؟

تحقیق: نیت نیک ہوتے ہوئے مرض تو نہیں مگر مقدمہ آئندہ کے مرض کا ہوسکتا ہے۔ غیر ماہر سے حدود کی رعایت دشوار ہے اس طرح سے وہ مضر ہو جاتا ہے جیسے عمدہ غذا اصول و حدود کے خلاف تناول کرنے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا امراء کے سامنے ایسے علوم ہی بیان نہ کیے جائیں البتہ مفید رسالوں کا پتہ ان کو بتلا دینا مضائقہ نہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

حقیقی بہن کے انتقال سے رنج وغم نہ ہونا یہ قساوت قلبی نہیں

حال: لیکن اب تین چار دن سے اس بات پر ڈر رہا ہوں کہ حقیقی بہن کے انتقال پر بجائے رنج وغم کے مجھے خوشی کیوں ہوئی (متوفیہ کا حالت ذکر میں انتقال ہوا تھا) کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے اب میں سنگدل ہو گیا ہوں، اپنی جس حالت کو میں نے اچھا خیال کیا ہو وہ بدتر ہو۔ اگر یہ بات ہے تو للہ حضور دعا فرما کر اصلاح کریں؟

تحقیق: یہ سنگدلی نہیں، سنگدلی کی حقیقت مطلق عدم تاثر نہیں بلکہ عدم تاثر عن

المعصیت ہے خواہ وہ تاثر طبعی ہو یا عقلی ہو اور حوادث سے عدم تاثر کبھی کسی دوسری متضاد کیفیت کے غلبہ سے ہوتا ہے کبھی اس حادثہ کے عظیم نہ ہونے سے ہوتا ہے کبھی فطرت کی خصوصیت سے ہوتا ہے۔لہٰذا وہ مذموم نہیں۔(النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

غیبت کا علاج

حال: بے تکلف دوستوں میں بیٹھنے کی نوبت جب کبھی کبھی آتی ہے تو ضرور کسی نہ کسی کی غیبت' شکایت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: استحضار و ہمت اور بعد صدور صاحب حق سے معاف کرا کر تدارک اور یہ جزو اخیر سب اجزاء سے زیادہ ضروری اور مؤثر ہے۔(النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

ذکر موت سے مقصود معاصی سے رُکنا ہے

حال: پہلے ایک خط میں موت کے خوف کی وجہ سے بعض اوقات سخت پریشانی کا ذکر کیا تھا؟

تحقیق: تو ضرر کیا ہے پریشانی تو مقصود نہیں بلکہ ذکر موت سے مقصود صرف کف عن المعاصی ہے۔اگر اس کا ملکہ ہو جاوے تو پھر اس ذکر موت ہی کی ضرورت نہیں۔(النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

فضول گوئی کا علاج

حال: میرے اندر فضول گوئی کی عادت ہے ہر چند میں اسے ترک کرنے کا تہیہ کرتا ہوں' دل میں عہد کرتا ہوں مگر پھر وہ سرزد ہو جاتی ہے عین وقت پر اپنا عہد معاہدہ سب بھول جاتا ہوں' گو بعد کو افسوس بھی ہوتا ہے؟

تحقیق: بہت احباب کو یہ تدبیر بتلائی گئی ہے اور نافع بھی ہوئی کہ ایک پرچہ پر اس کی یادداشت لکھ کر کلائی پر باندھ لیں' سامنے ہونے سے یاد یقیناً آ جاوے گا' آگے عمل اپنی ہمت پر ہے۔(النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

محبت زر کا علاج

حال: مگر ایک واقعہ سے یہ محسوس ہوا کہ فی الواقع بیحد الفت زر میرے قلب میں ہے

وہ واقعہ یہ ہے میں نے ایک مکان خرید کیا' خریداری کے کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ بائع نے تم کو یعنی مجھ کو دھوکہ دے کر اور مکان کرایہ زیادہ بتلا کر زیادہ قیمت وصول کر لی۔ اس گفتگو سے میرے قلب کو بہت صدمہ پہنچا مجھ کو اس وقت یہ علم ہوا کہ محبت زر میرے قلب میں شدت سے موجود ہے ورنہ یہ صدمہ نہ پہنچتا؟

تحقیق: فکر اصلاح سے بے حد مسرت ہوئی اور بے ساختہ دعا نکلی اللہ تعالیٰ فہم وفکر میں زیادہ برکت فرمادے۔ اب حقیقت عرض کرتا ہوں جس خسارہ سے رنج ہوا یہ رنج مال کے حب طبعی سے ہے جو اگر اس سے بھی زیادہ ہوتا تو مذموم نہ تھا بلکہ بعض اوقات وہ عدل وحکمت کا اثر ہوتا ہے مذموم حب عقلی ہے۔ سو یہ رنج اس کی دلیل نہیں۔ باقی جو معالجات تجویز کیے گئے ہیں حالت موجودہ میں تو ان کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جب مرض نہ ہو تو دوا کی کیا ضرورت لیکن نافع پھر بھی ہیں دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ یہ معالجات بجائے خود طاعات مستقلہ موجب ثواب ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ حب طبعی کبھی منجر اور مفضی ہو جاتی ہے حب عقلی کی طرف جو کہ مضر ہے۔ سو ان معالجات میں اس کا انسداد ہے جیسے بعض ادویہ بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کر لی جاویں اور وقت کی ایک شرعی صورت ایسی ہو سکتی ہے کہ اعزہ مستحقین بھی انتفاع سے محروم نہ رہیں۔ وہ یہ کہ وقف نامہ میں ان کے انتفاع کی شرط لکھ دی جاوے لیکن آخری جہت مساکین کو ہر حال میں قرار دینا لازم ہے۔ امید ہے کہ سب شبہات کا جواب ہو گیا ہوگا۔ اگر کوئی بات باقی ہو بے تکلف مکرر دریافت فرمالیا جاوے' باقی دعا کرتا ہوں۔ (النور' ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

فضول کا معیار اجتہادی امر ہے

حال: اس کے (یعنی ترک فضول کے) متعلق دو باتیں اور دریافت کرنا ہیں: ایک یہ کہ اس کا معیار کیا ہے جس سے فرق کرسکوں کہ یہ فضول اور یہ مباح ہے؟

تحقیق: یہ امر اجتہادی ہے۔ اجتہاد سے یہ دیکھا جاوے کہ اگر یہ بات ہم نہ کہیں گے تو اس سے اپنا یا دوسرے کا خفیف یا شدید دنیاوی یا دینی ضرر ہوگا۔ ایسی بات تو کہی جاوے اور جو ایسی نہ ہو نہ کہی جاوے' ابتداء میں یہی معیار ہے۔

حال: دوسرے یہ کہ احباب سے تفریح طبع کے لیے کلام کرنا یہ بھی فضولیات میں داخل ہے یا اس کی اجازت ہے۔ اگر اجازت ہے تو کس حد تک' ارشاد فرما کر مطمئن فرمایا جاوے؟

تحقیق: اوپر کے معیار سے تو ظاہراً یہ خارج ہے لیکن اس کے بالکلیہ ترک سے اکثر طبائع میں ملال وکلال کی کیفیت پیدا ہونے سے فتور وکسل کا احتمال قریب ہوسکتا ہے جو ایک خفیف سا ضرر ہے۔ باقی حد اس کی یہ ہے کہ ایسے وقت اس کو چھوڑ دیا جاوے کہ اس کا کسی قدر اشتیاق طبیعت میں رہ جاوے۔ (النور' جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ)

غیبت کے وقت کلام سے رُکنا مستحسن ہے

حال: اب کسی مجلس میں کسی کی نسبت کوئی ایسی بات کہنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو غیبت میں داخل ہوسکتی ہے تو فوراً یہ تصور ہوتا ہے کہ اس سے معاف کرانا پڑے گا یہ تصور آتے ہی زبان رُک جاتی ہے۔ بسا اوقات بولنا شروع کر دیتا ہوں' ساتھ ہی وہ تصور بھی پیدا ہوجاتا ہے اور بجائے اس بات کے کوئی دوسری بات کہہ دیتا ہوں؟

تحقیق: عمل حسن ہے اور اس سے احسن یہ ہے کہ دوسری بات بھی نہ کہی جاوے بلکہ خاموش ہوجائیں اس میں نفس کا زجر بھی زیادہ ہے۔ نیز دوسروں کے لیے تنبیہ ہے کہ جب کلام کا نامناسب ہونا متحضر ہوجاوے اس طرح سے رُک جانا چاہیے۔ دوسری بات کی طرف منتقل ہونے میں یہ تنبیہ نہیں جو کہ نفع متعدی ہے۔

حال: لیکن جن لوگوں کی غیبتیں پہلے ہوچکی ہیں اور ان میں سے بہتوں کے متعلق اب یاد بھی نہ ہوگا اور بہت سے لوگ دوسری جگہ کے ہوں گے یا ان کی وفات ہوچکی ہوگی اس کے متعلق کیا کروں؟ تحقیق: اپنے ساتھ ان کے لیے استغفار۔ یہ ایک حدیث میں وارد ہے غالباً ابوداؤد کی روایت ہے۔ (النور' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

بھائی کا فکر ہے کہ وہ جھوٹ وغیرہ چھوڑ دے' اس کا علاج

حال: اب گھر میں جو کچھ اذیت کا سامان ہے وہ چھوٹے بھائی کی حالت ہے جو آل آن کما کان ہے۔ ان کے لیے روزانہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی جھوٹ اور خیانت کی

عادت چھڑا دے، سب سے زیادہ ان کی انہیں دو باتوں سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے، دین و دنیا دونوں اپنی برباد کر رہے ہیں۔ حضرت سے بھی دعا اور تدبیر کی درخواست ہے؟

تحقیق: دُعا سے کیا عذر ہے باقی تدبیر سو ہم جیسے ناقصین کے لیے تو دوسرے کے لیے تدبیر کرنے سے اپنے لیے تدبیر اسلم ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ "فکر خود کن فکر بیگانہ مکن" اور ایک وقت وہ آتا ہے جس میں کاملین کے لیے بھی یہی تجویز فرمایا گیا ہے۔ "**علیکم انفسکم لایضرکم من ضلّ اذا اهتدیتم الآیة**" اور وہ وقت وہ ہے جب باوجود سعی کے دوسرا نہ مانے۔ "**کذا فی بیان القرآن**" اور اس کے ساتھ بھی اگر فکر بیگانہ کا ہجوم ہو جاوے وہ مجاہدہ اضطراریہ اور موجب قرب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زیادہ حصہ حالات موجودہ کا مجاہدات اضطراریہ ہیں جن سے نہ انبیاء خالی رہے نہ اولیاء نہ دوسرے مؤمنین۔ گو اکوان سب کے مختلف ہوتے ہیں مگر قدر مشترک سب کے لیے نعمت ہے اور سب سے بڑی اور مختصر اور جامع اور ہر وقت کے استحضار کے قابل اور ہر حالت پر منطبق اور اس کے مناسب چیز یہ ہے کہ جس حالت سے دین کا ضرر نہ ہو وہ خیر محض ہے خواہ طبیعت کے کیسی ہی خلاف ہو اور خواہ عمر بھر لازم حال رہے۔ بس قلب میں تو اس کو راسخ کر لیا جاوے اور زبان کو مشغول بالذکر رکھا جاوے اور اس کو اصل شغل سمجھا جاوے، اس کے ہوتے ہوئے کسی شغل کے فوت ہونے کا افسوس نہ کیا جاوے کیونکہ علاوہ عبادت موظفہ کے اور اشغال عارض کے سبب ہیں اور یہ سب عوارض کے انصرام و اختتام کے بعد باقی ہے۔ "**ویدل علیه نصوص لاتتناهی**" بس اس نظام کے بعد فکر اور سوچ اور ہر تمنا اور انتظار کو دل سے نکال دیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حیات طیبہ کا صرف حصول ہی نہیں بلکہ مشاہدہ ہو جاوے گا اور بعد چندے نفس بھی مطمئنہ ہو کر اس پر راضی بلکہ لذت گیر ہو جاوے گا۔ بقول ایک صاحب حال کے:

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی ۔۔۔ اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

ومن لم یذق لم یدر رزقنا اللہ هذا الذوق فی حیاتنا و وقت مماتنا و لنختم الکلام مستعینین برحمة اللہ العلام. (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

اولاد کی معاش کا فکر خلاف ایمان نہیں ہے

حال: تقریباً ایک مہینہ سے بلکہ اس سے بھی زائد مدت سے سوتے جاگتے' اُٹھتے بیٹھتے غرضیکہ ہر وقت بچوں کا خیال دامن گیر رہتا ہے' رات کو جب کبھی آنکھ کھلی تو بچوں کی امتحان کی کامیابی کے لیے یا ان کی نوکری کے لیے دعا کی' پلنگ پر جب لیٹا تو بچوں کی کامیابی کے لیے دعا کی' صبح کو جب پلنگ سے اٹھا تو پہلا کام بچوں کی کامیابی کے لیے دعا کرنا' نماز کے بعد بچوں کی فلاح و بہبود کے علاوہ اور سب دعائیں کرنا چھوڑ دیں' اس خیال سے بڑی تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ خدانخواستہ اگر مرتے وقت بھی بچوں کا خیال رہا تو میں دین کا رہوں گا نہ دنیا کا؟

تحقیق: یہ احساس اور فکر خود علامت ہے ایمان کامل کی۔ اللہ تعالیٰ مزید تکمیل و رسوخ عطا فرمائے اور توکل کے نقص کا شبہ بھی محض وہم ہے۔ توکل کامل کے درجات ہیں' کاملین کا سا نہ سہی مگر جو درجہ مامور بہ ہے (اور کوئی مامور بہ ناقص نہیں ہوتا) وہ بھی بفضلہ تعالیٰ حاصل ہے جس کی کھلی علامت ہر حالت میں دعا کرنا ہے اگر کارساز پر نظر نہ ہوتی تو دعا ہی کیوں کی جاتی اور یہی نظر توکل مامور بہ ہے اور اس سے آگے کے درجات زیادہ کمال کے ہیں مگر یہ بھی ناقص نہیں بالکل اطمینان رکھا جاوے۔ رہا یہ شبہ کہ اولاد سے شدید تعلق ہے اور یہ کہ اگر اخیر وقت میں اس کا استحضار رہا تو محض تباہی ہے یہ خوف علامت ایمان کی ہے اور اس خوف پر بشارت ہے حفاظت ایمان کی۔ ''کمافی قوله تعالیٰ انّ الّذین یخشون ربّھم بالغیب لھم مغفرة'' اور ظاہر ہے کہ مغفرت موقوف ہے ایمان کے محفوظ رہنے پر تو خوف پر اس طرح بشارت ہے حفاظت ایمان کی پھر تباہی کا وہم کیوں کیا جاوے اور راز اس میں یہ ہے کہ اولاد کے مصالح وفلاح کا اہتمام طاعت اور ان کا حق مامور بہ ہے تو مامور بہ کا استحضار سوء خاتمہ کا سبب کیسے ہوسکتا ہے۔ البتہ ان کی ایک ایسی محبت کہ اس میں دین کی بھی پرواہ نہ رہے اور اس محبت میں معصیت کا بھی بے تکلف ارتکاب کرلیا جاوے یا احکام ضروریہ میں خلل ہونے لگے یہ ہے غیر اللہ کی محبت مذمومہ یہ تو ضابطہ کا جواب ہے اور بالکل صحیح اور حقیقت لیکن اس کے ساتھ عادۃ اللہ یہ ہے کہ مومن کے اخیر وقت میں یہ جائز محبت بھی

فنا کر دی جاوے اور اللہ تعالیٰ ہی کی محبت کے غلبہ میں دم نکلتا ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۹ھ)

عام آدمیوں کو معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے

حال: میرے ہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اور اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ مہمان کی موجودگی میں اس غیر معمولی اور مقوی غذا کو اس خیال سے ملتوی کر دیتا ہوں کہ مہمان کے ساتھ نہ کھانا خصوصاً رشتہ دار کے ساتھ تو مہمان کی شکایت کا باعث ہوگا اور مہمان کی شرکت سے اس غیر معمولی اور مقوی غذا میں یا تو میری حق تلفی ہوگی اگر کمیت میں اضافہ نہ کیا جائے ورنہ خرچ میں زیادتی ہوگی جس کا تحمل طبیعت کو نہیں ہوتا؟

تحقیق: ہم جیسوں کے لیے معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے نہ کہ مقامات عالیہ و غالیہ کا قصد اور اس کے موانع کی تحقیق

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ   بر نتابد کوہ را یک برگِ کاہ

(النور ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

والد کی غیبت کا علاج زبان روکنا ہے

حال: احقر میں ایک بہت بڑا مرض یہ ہے کہ والد صاحب کی اکثر شکایت و غیبت کرتا ہے اس کی چند وجہ ہیں۔ ایک تو وہ ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہیں جس سے ہم کو طبعاً الجھن ہوتی ہے نیز یہ کہ وہ میری صحیح کفالت بھی نہیں کرتے ہیں؟

تحقیق: یہ تو بڑی دور کی بات ہے اس کے انتظار کا نتیجہ اس مرض سے نجات میسر نہ ہونا ہوگا اول اور اسہل درجہ یہ ہے کہ زبان کا فعل اختیاری ہے' اختیار سے کام لیا جاوے اور زبان کو روکا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

کذب کا علاج

حال: اب سے کچھ عرصہ پیشتر اکثر جھوٹ بولا کرتا تھا مگر اب تقریباً ایک سال سے اس مرض میں بفضلہ تعالیٰ بہت کمی ہوگئی ہے جو بات کہتا ہوں سوچ سمجھ کر کہتا ہوں' اکثر تو جھوٹ بولتے وقت ہی تنبہ ہو جاتا ہے اور دوران کلام میں ہی اس کی تلافی کر لیتا ہوں؟

تحقیق: علاج یہی ہے اور کافی ہے باقی عادت کے غلبہ سے جو کوتاہی ہو جاتی ہے اس کا ازالہ اسی علاج کے تکرار و دوام سے ہو جائے گا اور اگر اس سے ازالہ جلدی نہ ہو تو پھر اس کے صدور پر کوئی جرمانہ جو نہ بہت ثقیل ہو نہ بہت خفیف' نفس پر کیا جاوے خواہ ایک وقت کھانا ترک کر دینے کا خواہ آنہ یا دو آنہ کسی مسکین کو دینے کا۔

حال: خصوصاً وعظ و تقریر میں کبھی کبھی موضوع روایتیں اور غلط قصے بھی بیان کر جاتا ہوں' اگر دوران تقریر میں تنبہ ہو جاتا ہے تو اسی وقت اس کی تلافی کر لیتا ہوں اور صاف کہہ دیتا ہوں کہ مجھے اس کی پوری تحقیق نہیں ہے۔ دروغ برگردن راوی' یا میں نے یہ قصہ غلط بیان کیا ہے صحیح اس طرح ہے اگر کبھی کبھی بعد میں تنبہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں کیا علاج کرنا چاہیے اگلے وعظ میں اس کی تردید کر دیا کروں یا نہیں؟ جو علاج حضرت تجویز فرما دیں گے اس پر عمل کروں گا؟ تحقیق: صرف جرمانہ مگر دہرا۔

حال: نیز ایام گزشتہ میں سینکڑوں جھوٹ بولے ہیں اب تو یہ بھی یاد نہیں کہ میرے جھوٹ بولنے کی وجہ سے کس کس کو نقصان پہنچا اور کون کون دھوکا میں مبتلا ہوا؟

تحقیق: جب اہل حقوق مجہول ہوں اس حالت میں بھی تدارک منصوص ہے یعنی اپنے ساتھ ان کے لیے بھی استغفار مگر حقوق مالیہ کا یہ حکم نہیں۔

حال: نیز کوئی تدبیر ایسی تجویز فرماویں کہ جس سے جھوٹ کے ترک کرنے میں سہولت ہو سکے؟ تحقیق: جو اوپر گزرا یعنی تکرار و مداومت۔

رسالہ اللطف الخفی من اللطیف الحفی

(متضمن بر سہ خطوط مع اجوبہ)

پہلا خط: حال: مجھ کو اپنے خانگی معاملات کا سر دست ایک حل فی الجملہ یہی نظر آتا ہے کہ سب بال بچوں کو لے کر بھاگ آؤں جس کا قطعی ارادہ بھی کر لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا کچھ عجیب معاملہ میرے ساتھ چل رہا ہے کہ بچوں کی علالت کا ایسا تار بندھا کہ ایک اچھا نہ ہونے پایا تھا دوسرا پڑا اور دوسرے کے بعد تیسرا مجبوراً اکیلا ہی آنا پڑا؟

تحقیق: دل سے دُعا ہے اور جو معاملہ خلاف خواہش ہوتا ہے وہ واقع میں اس کا مصداق ہوتا ہے:

طفل مے لرزد زنیش احتجام　　　مادر مشفق ازاں غم شاد کام

مگر اس شادکامی کی بناء اس طفل کی سمجھ میں بعد بلوغ آتی ہے۔ اس بلوغ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خلق اطفالند جز مستِ خدا　　　نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

والسلام

دوسرا خط: حال: اجازت نامہ باعث صد فخر وسعادت ہوا اس مرتبہ وطن میں زائد سے زائد دو ہفتے ٹھہر کر تھانہ بھون حاضر ہو جانے اور تعطیل کا زیادہ حصہ حاضر رہنے کا قصد تھا لیکن ٹھیک دو ہفتے پورے ہوتے ہی پاؤں میں چوٹ آئی۔ خیال تھا کہ دو تین دن میں سفر کے قابل ہو جاؤں گا لیکن اب تک چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوا' ملازم ساتھ آنے کے لیے نہ ملا تھا تو اس کی بھی پروانہ تھی لیکن اب ان چیزوں کی کہاں تک اور کیا تاویل وتوجیہ کروں؟

تحقیق: صریح میں توجیہ وتاویل کی حاجت ہی کب ہے۔ جس کو میں نے صریح کہا ہے اس کے یہ مقدمات ہیں:

قال اللّٰہ تعالیٰ وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شرّلکم. واللّٰہ یعلم وانتم تعلمون. وقال تعالیٰ لویطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم وھٰذا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکیف باللّٰہ تعالیٰ وغیرھما من المحکمات.

جب مقدمات کا نتیجہ یعنی شفقت الٰہیہ صریح ہے پھر تاویل کیسی۔ اس مزاحمت کی ایسی مثال ہے کہ بچہ چراغ کو صرف نور سمجھ کر پکڑنا چاہتا ہے اور اس کی ماں اس کی دوسری حقیقت ناریہ کو دیکھ کر اس کو چراغ سے یا چراغ کو اس سے ہٹاتی ہے۔

تیسرا خط: حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل تیسرے پہر ایک عریضہ ارسال خدمت ہو چکا ہے جواب کے لیے لفافہ نہیں رکھا تھا' اُمید تھی کہ دو چار دن میں پاؤں سفر کے لائق ہو جائے گا کہ مغرب کے بعد ہی پھر چوٹ میں چوٹ لگی' یہ چوتھا پانچواں چرکہ ہے جس دن سامان سفر باندھا دوسرے ہی دن ایک ہی جگہ دو چوٹیں پیہم کھائیں' پھر تین دن بعد تاریخ مقرر کی تو پھر روانگی سے ایک دن قبل ہی اس چوٹ پر چوٹ کھائی' اب تاریخ غیر متعین تھی لیکن

ارادہ بہر حال جلد از جلد تھا کہ گئی مغرب بعد اتنی سخت چوٹ لگی کہ قریباً پہلی حالت عود کر آئی؟

تحقیق: پہلے خط کا جواب بھی لکھ کر رکھ لیا تھا کہ آنے کے وقت دیدوں گا اس میں یہ دوسرا خط آ گیا جس پر بے ساختہ حدیث ''نعم العدلان ونعم العلاوہ'' یاد آ گئی اور گو وہ حدیث قول مشہور پر تعدد بلاء کے ساتھ مقید نہیں ہر بلاء پر یہ تعدد آلاء موعود ہے مگر مطلق تعدد کے علاقہ سے یاد آ گئی۔ یہ حدیث تو حافظہ میں تھی پھر اس کے ساتھ اس باب میں مواعید کے نصوص مناسب حال کتب حدیث دیکھ کر لکھنے کو دل چاہا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر منقول ہیں:

عن ابن مسعودؓ اتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یوعک فَمَسَتُہ بیدی فقلت انک توعک وعکا شدیدا قال اجل انّی اوعک کما یوعک الرجلان منکم قلت ذلک بان لک اجرین قال اجل (للشیخین) وعن انس رفعہ ان عظم الجزاء مع عظم البلاء وان اللّٰہ تعالیٰ اذا احب قومًا ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضا ومن سخط فلہ السخط (للترمذی) عن محمد بن خالد السلمی عن ابیہ عن جدہ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان العبد اذا سبقت لہ من اللّٰہ تعالیٰ منزلۃ لم یبلغھا ابتلاہ اللّٰہ فی جسدہ او فی مالہ او فی ولدہ ثم صبرہ علیٰ ذالک حتّٰی یبلغہ المنزلۃ التی سبقت لہ من اللّٰہ تعالیٰ (لابی داؤد) عن مصعب ابن سعد عن ابیہ قلت یا رسول اللّٰہ ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علیٰ حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتدبلاءہ الحدیث (للترمذی) عن عمرو بن مرۃ قال ان مما انزل اللّٰہ تعالیٰ لیبتلی العبد وھو یحب یسمع تضرعہ (للاوسط بلین) کلھا من جمع الفوائد

مگر یہ سب عقل کا فتویٰ ہے۔ باقی طبیعت پر جو طبعی اثر ہوا در آپ پر بھی ہونا مستبعد نہیں وہ یہ ہے:

ارق علیٰ ارق و مثلی یارق، وجوی یزید وعبرۃ تترقرق

اور یہ طبعی اثر بھی بیکار نہیں۔ اس عقلی فتویٰ کی جو بناء ہے صبر و تفویض وہ اسی طبعی اثر کا

ثمرہ ہے کیونکہ یہ موقوف ہے الم اور وجع پر۔ نیز دعا بھی اسی کا اثر ہے۔ چنانچہ میں دل سے آپ کی صحت وقوت وتیسر ملاقات کی دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا میں کمی نہ کیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ کسی گناہ کی پاداش ہے یہ بھی ایمان ہی سے بواسطہ خشیت ناشی ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ دعا کے ساتھ استغفار کی بھی کثرت کی جاوے۔ پھر تو یہ سب نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے۔ اب میں مضمون کو ختم کرتا ہوں اور اس کی اہمیت پر نظر کر کے اس جواب کا لقب ''اللطف الخفی من اللطیف الحفی'' قرار دیتا ہوں اور ختم پر یہ مشورہ بھی کہ اس نعمت کو دشمن دانا کی طرف منسوب نہ کیا جاوے اس سے اتنی بڑی خیر خواہی کی کب توقع ہے۔ دوسرے اس کا آلہ تصرف نفس کے موافق حالات ہوتے ہیں نہ کہ اس کے مخالف حالات۔ والسلام (تمت رسالہ) (النور محرم الحرام ۶۲ ۱۳ھ)

جھوٹی شہادت کا تدارک

حال: میں نے ایک عزیز کے خلاف مقدمہ میں جھوٹی شہادت دی تھی اگر چہ اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور تحصیلدار نے میری شہادت کو غیر معتبر قرار دیتے ہوئے ان کے حق میں ہی فیصلہ کر دیا تھا اب میں اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں' خیال تھا کہ ان کو معافی کا خط لکھوں مگر چونکہ ان سے خاندانی خلش ہے اور گو میرے دل میں ان کی طرف سے کوئی بغض وعناد نہیں ہے مگر وہ مجھ کو اپنا مخالف ہی سمجھتے ہیں اگر میری تحریر پہنچ گئی تو وہ اس کے ذریعے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے؟

تحقیق: تحریر میں تو مفاسد معلوم ہوتے ہیں اگر زبانی معافی چاہنے میں کوئی قوی اور قریب مفسدہ نہ ہو تو ایسا ہی کیا جاوے ورنہ استغفار اس کے لیے بھی اپنے لیے بھی۔

حب جاہ ومال کے دقائق کا معلوم ہونا علم حقیقت ہے مبارک ہے

حال: حضرت نے میری عرض پر حب جاہ ومال کے جن دقائق اور ان کے غیر محسوس رگ وریشہ کی طرف متنبہ فرمایا بے شبہ وہ میری ظاہر بین نگاہ سے اوجھل تھے۔ حضرت کی تنبیہ سے متنبہ ہوا؟

تحقیق: هنيئًا لكم علم الحقيقة والعمل (دوسرا مصرعہ بیساختہ ذہن میں نہیں آیا)۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

کذب اور غیبت کا علاج

حال: دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے مواقع غیبت وغیرہ سے فوراً اُٹھ جایا کروں یا نہیں؟

تحقیق: ضرور، رہا دوسروں کا خیال اس کا جواب نفس کو یہ دیا جاوے کہ اس میں بھی ہر حال میں نفع ہے اگر غیبت کرنے والوں کو معاف نہ کیا تو ان کی حسنات ملیں گی اور اگر معاف کر دیا (وهذا هو العزيمة) تو ان کی حسنات سے زیادہ اور حسنات ملیں گی لیکن اسلم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کوئی بہانہ کر کے اُٹھ جاوے۔

حال: یہ اگر کسی کی غیبت سنی ہو تو اس کا تدارک اس کے حق میں دعا کرنے سے ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز خود جن جن حضرات کی غیبت کی ہے اب ان کی بھلائیاں بیان کر دیتا ہوں کہ ہر شخص میں کچھ نہ کچھ بھلائی تو ہوتی ہی ہے اور ان کے اور اپنے حق میں دعائیں بھی کرتا ہوں کیا یہ معالجہ کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہ ہو تو تدارک کی سبیل ارشاد فرمائی جائے' انشاء اللہ عمل کروں گا؟

تحقیق: مغتاب کے محاسن بیان کرنا مستقبل میں مستقل معالجہ ہے ماضی کا تدارک نہیں ہے البتہ اس کے لیے دعا کرنا بروئے حدیث ایک درجہ میں تدارک ہے لیکن کلیات سے ذوقاً اس کا تدارک ہو جانا عجز عن التحلل کے ساتھ مقید معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ عجز کی بناء معتد بہ ہو اور احوط و ازجر النفس اس حال میں یہی ہے کہ اس سے معاف کرالے' اس سے آئندہ کے لیے ایک رادع قوی ہو جائے گا۔ (النور' صفر ۱۳۶۲ھ)

اگر عبادت میں کوئی دیکھے اور عابد سمجھے تو مبتدی کو یہ استحضار چاہیے کہ رد و قبول کی خبر نہیں

حال: بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عبادت میں مشغول ہو جانے کے بعد کوئی شخص آ کر دیکھتا ہے یا اثناء عبادت میں کسی کی آواز کان میں پڑتی ہے تو دل میں خوشی ہوتی ہے کہ یہ

شخص مجھے عابد سمجھے گا اور اس کے نزدیک میں بزرگ سمجھا جاؤں گا؟

تحقیق: مبتدی کے لیے ضرورت ہے کہ فوراً ہی اس کا استحضار کرے کہ جب رد و قبول ہی کی خبر نہیں تو پھر کسی کے اعتقاد سے کیا ہوتا ہے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

غیبت اور غصہ کا علاج

حال: بات بات پر تو غصہ نہیں آتا۔ البتہ جب کوئی بداخلاقی یا بددیانتی کسی سے ہوتی ہے تو اکثر غصہ آ جاتا ہے باہر رہ کر تو غصہ کے واقعات نادر ہوتے ہیں مگر دکان پر جا کر بڑھ جاتے ہیں، مثلاً بیوی سے کوئی بات مزاج کے خلاف ہوتی تو فوراً رنج ہوگا اور غصہ بھی آئیگا، اکثر تو ایسے مواقع پر صبر کرتا ہوں اور اظہار نہیں ہونے دیتا مگر جب چند واقعات مجتمع ہو جاتے ہیں تو صبر نہیں ہوتا؟

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ: واذا ما غضبوا هم يغفرون ولم يقل لم يغضبوا۔ اس میں صاف دلالت ہے کہ غصہ کا نہ آنا مطلوب نہیں۔ آنے پر حدود سے نہ نکلنا خواہ درجہ عزیمت میں کمافی هذه الآية یا درجہ رخصت میں کما فی الآیة الآتیه یا درجه والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون. یہ مطلوب ہے جو بحمد اللہ حاصل ہے پھر کس چیز کا علاج مطلوب ہے۔

باب۴

اعمال کے بیان میں

مامورات ومنہیات سب اختیاری ہیں مگر مشائخ کی ضرورت ہے

حال: مامورات شرعیہ سب کے سب اختیاریہ ہیں چونکہ مامورات اختیاریہ ہیں اس لیے جہاں رُکنے کا امر ہے وہ بھی اختیاری ہوئے اس لیے سارے امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رُکے اب اپنے متعلق بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدہ کے معلوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہیے' میرے یہی سمجھ میں نہیں آتا؟

تحقیق: مامورات ومنہیات سب اختیاری ہیں پس مامورات کا ارتکاب اور منہیات سے اجتناب بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے' کبھی اس کا عکس' مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا قصد کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل ہوگیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کا ہجوم بھی ہوتا رہا۔ یہ شخص اس کو خشوع کا مضاد سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا یا ابتدائی عیادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف منجر ہوگئے اور یہ ابتداء کے دھوکے میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ زائل ہوچکا اور کبھی غیر راسخ کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے۔ مثلاً دو چار خفیف حادثوں رضا بالقضا کا احساس ہوا' یہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ راسخ ہوگیا پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا درجہ مقصود تک نہیں مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہوچکا ہے۔ اب بھی رضا معدوم یا ضعیف نہیں ہے اور حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ شکستہ دل ہوکر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ سچ مچ زائل ہوجاتا ہے اور اس کے عکس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے اور غیر راسخ کو راسخ زائل سمجھ لیتا ہے۔ مثلاً شہوت حرام کی مقاومت کی اور وہ زمانہ

غلبہ آثار ذکر کا تھا اس لیے داعیہ شہوت حرام کا ایسا مضمحل ہوگیا کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر ان آثار کا جوش وخروش کم ہونے سے طبعی التفات گو درجہ ضعیفہ میں سہی ہونے لگا، یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کا رذیلہ پھر عود کر آیا پھر اصلاح سے مایوس ہوکر سچ مچ بطالت وخلاعت میں مبتلا ہوگیا۔ یہ چند مثالیں غلطیوں کی اور ان کے مضار کی۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع کرنے سے وہ اپنی بصیرت وتجارب کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ ان مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے اور فرضاً سالک اگر ذکاوت وسلامت فہم کے سبب خود بھی مطلع ہوسکے مگر ناتجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور مشوش ہونا مقصود میں مخل ہوتا ہے یہ تو شیخ کا اصلی منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تبرعاً وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقدمہ مقصود کے تحصیل میں اور اسی طرح کسی ذمیمہ یا مقدمہ ذمیمہ کے ازالہ میں طالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے گو تکرار مباشرت اور تکرار مجانبت سے وہ مشقت اخیر میں مبدل بہ یسر ہوجاتی ہے لیکن شیخ تبرعاً کبھی ایسی تدابیر بتلا دیتا ہے کہ اول امر ہی سے مشقت نہیں رہتی۔ یہ ایک اجمالی تحقیق تقریب فہم کے لیے ہے۔ باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے احوال جزئیہ کی اس کو بالالتزام اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے اور یہ اتباع کامل اس وقت ہوسکتا ہے جب اس پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ تعلق انقیاد ہو اس وقت حساً معلوم ہوگا کہ بدوں شیخ کے مقصود کا حاصل ہونا عادتاً متعذر ہے الا نادراً والنادر کالمعدوم پھر اس ضرورت میں تفاوت فہم واستعداد کے اعتبار سے تفاوت بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متقدمین کو کم ضرورت تھی۔ (النور، محرم ۱۳۵۱ھ)

ضعف کی وجہ سے نوافل تہجد بعد عشاء پڑھے جاسکتے ہیں

حال: ایک صاحب کا خط تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلنے یا باوجود آنکھ کھلنے کے ضعف باقی بعد المرض کے سبب ہمت نہ ہونے کے متعلق مع اطلاع پابندی نوافل بعد العشاء آیا جس میں بے حد اظہار قلق کیا تھا، حسب ذیل جواب لکھا گیا؟

تحقیق: میں نے غور کیا اسلم یہی معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل کا التزام رہے اور اگر بعد سونے کے خود بلا اہتمام آنکھ کھل گئی تہجد بھی پڑھ لیا ورنہ جب تک قوت نہ آجائے اس کا اہتمام نہ کیا جاوے۔ فضائل کی احادیث میں قیام اللیل کا عنوان بکثرت وارد ہے جس سے نفس فضیلت کا اس سے حاصل ہوجانا ثابت ہوتا ہے اور اس باب میں یہ اور تہجد مشارک ہیں۔ رہ گئی زیادت فضیلت وہ قیام بعد النوم کے ساتھ خاص ہے خواہ نوم حقیقتاً ہو یا حکماً یعنی اول شب سے اخیر تک بیدار رہا اور ایسے وقت نماز پڑھی کہ اس کے قبل عادتاً نوم ہوا کرتی ہے اس زیادت کے لیے قلق کرنا ایسا ہے جیسے رمضان میں کسی کی آنکھ سحور کے لیے نہ کھلے مگر روزہ کی توفیق ہو اور وہ روزہ سے اتنا مسرور نہیں ہوتا جتنا فضیلت سحور کے فوت ہونے سے محزون ہوتا ہے تو کیا یہ حزن طبعی عقلاً بھی مطلوب ہے خصوص جب حدیث میں تصریح ہے کہ اگر اُٹھنے کا ارادہ ہو اور آنکھ نہ کھلے "کان نومه علیه صدقة" اور قویٰ کا مساعدت نہ کرنا بجائے آنکھ نہ کھلنے کے ہے۔ "لکون کل منهما عذرا. واللہ اعلم (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

تلاوت قرآن کا علم وحال

حال: (یکے از مجازین) پہلے قرآن کریم کی تلاوت میں علوم واسرار کا انکشاف زیادہ ہوتا تھا اب حالت یہ ہے کہ تلاوت میں خاص کیفیت ہوتی ہے جس سے بعض دفعہ قلب پر ایسا ثقل محسوس ہوتا ہے کہ تحمل دشوار ہوجاتا ہے اور بے اختیار رونا آتا ہے تو ثقل کم ہوجاتا ہے؟

تحقیق: وہ علم تھا یہ حال ہے، حال سے تربیت بہ نسبت علم کے زیادہ ہوتی ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

ناقص کو دعاء وغیرہ میں افضل کی تحری ضروری نہیں

حال: اس لیے بوجہ عادت طفولیت یوں دعا میں پڑھا کرتا ہوں: الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید الانبیاء والمرسلین وعلٰی کل ملٰئکۃ المقربین وعلٰی عباد اللّٰہ الصالحین. اس میں جو امر قابل اصلاح ہو اصلاح فرمادی جاوے۔ ہاں یہ یاد آیا کیا خطبہ تشہد ماثورہ الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ الخ پڑھنا زیادہ افضل نہ ہوگا؟

تحقیق: ہم جیسوں کے لیے کہ ناقص ہیں افضل کی تحری غیر ضروری ہے جس میں

جمعیت زیادہ ہو اختیار کر لیا جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

صدورِ اعمال کے وقت ایک قسم کی نورانیت محسوس ہونا نعمت عظمیٰ ہے

حال: اس حالت میں بھی کمی پاتا ہوں کہ نفس اُس عمل کو عطائے حق سمجھ کر ادا کرنے کو غنیمت سمجھتا تھا اب احقر حضرت والا کی دعا کی برکت سے قوت میں ہمت سے کام لیتا ہے اور اس قوت و ہمت کو بھی عطائے حق ہی سمجھتا ہے۔ یہ میرا سمجھنا کیسا ہے اور یہ میری کیا حالت ہے۔ اگر یہ میری حالت قابل اصلاح ہے تو للہ حضرت والا میری دستگیری فرماتے ہوئے جو تدبیر یا علاج ہو مشرف فرمائیں؟

تحقیق: حق تعالیٰ کی نعمتوں سے جو کہ مجھ پر ہیں جتنا مسرور ہوتا ہوں اتنا ہی دوستوں پر جو نعمتیں ہیں ان پر بھی۔ الحمدللہ الحمدللہ۔ یہ حالات سب نعمتیں ہیں اور عظیم نعمتیں۔ اللھم زدفزد. اخیر میں جس تغیر کا بیان کیا ہے تو جیسے موسم کے تغیرات ایک تندرست آدمی کے لیے بھی لازم ہیں اسی طرح یہ تغیرات بھی' یہ ایسے ہی تغیرات ہیں امراض نہیں ہیں موسم کے بدلنے سے یہ خود معتدل ہو جاتے ہیں' کسی تدبیر مستقل کی ضرورت نہیں نہ کچھ فکر نا چاہیے البتہ جو تغیر اسباب اختیاری سے ہو وہ قابل اعتناء ہے۔ (النور محرم وصفر ۱۳۵۲ھ)

اعمال چھوڑ کر اعمال کی توفیق طلب کرنا بے جا ہے

حال: جس دن سے رخصتیں ختم ہوئی ہیں اُسی دن سے بندہ مدرسہ میں حاضر ہو گیا تھا' رخصتوں میں اکثر تہجد کی بھی توفیق ہو جاتی تھی اور حضور کی فرمودہ تعلیم پر قضاء نمازوں کے متعلق کہ ساتھ ساتھ ہر نماز کے ادا کر لینی چاہیے بھی عمل کرتا رہا اور اکثر تلاوت قرآن مجید بھی کر لیتا تھا' نماز میں وساوس بہ نسبت پہلے کے کم آتے تھے جس دن سے مدرسہ میں آ کر کام تعلیم کا شروع کیا ہے اسی دن سے تمام اعمال مذکورہ چھوٹ گئے' حضور سے عرض ہے کہ ایسا طریق ارشاد فرماویں کہ جس سے اعمال کی توفیق ہو اور پریشانی دور ہو جاوے؟

تحقیق: سبحان اللہ کیا اچھا سوال ہے اگر کبھی دوا سے ناگواری ہو تو کیا یہ سوال معقول ہے کہ ایسا طریق بتلایا جاوے کہ ناگواری دُور ہو۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

احکامات شرعیہ سب اختیاری ہیں ہمت چاہیے

حال: حضور کے ملفوظات و مواعظ سے یہ تو میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ احکامات شرعیہ جتنے بھی ہیں وہ سب اختیاری ہیں لیکن میں نے تدبیر اس لیے دریافت کی تھی کہ سہولت ہو جاوے' حضرت کے ملفوظات و تربیت السالک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکثر ازراہ شفقت و ہمدردی ایسے طریقے بھی تجویز فرما دیتے ہیں جن سے گناہ کے ترک کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے اس خیال سے حضور کی خدمت بابرکت میں عرض کیا تھا' لہٰذا پھر مؤدبانہ التماس ہے کہ حضور والا ازراہ شفقت و ہمدردی اگر کمترین کے لیے بھی کوئی ایسی ترکیب تجویز فرماویں تو حضور کی بیحد نوازش و عنایت ہوگی؟

تحقیق: میں ایسی نوازش کو تمہارے لیے مضر سمجھتا ہوں' ایک طبیب ایک کے لیے ایک دوا تجویز کرتا ہے دوسرے کے لیے مضر سمجھتا ہے' اب مجھ کو خط مت لکھنا تم سرکش ہو۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

ہدیہ دینے میں محبت کا خیال آنا عین دین ہے

حال: جب میں اپنے کسی مخلص دوست یا محسن یا استاد کو کوئی ہدیہ دیتا ہوں تو سچی محبت سے اور صرف تطییب قلب کے لیے دیتا ہوں' ثواب وغیرہ بھی حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا مگر جب غور کرتا ہوں تو اپنی نیت میں اس قسم کی کچھ آمیزش ضرور پاتا ہوں کہ جب یہ ہدیہ وصول ہوگا تو ان کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ مجھے ان سے محبت ہے اور پھر وہ میری طرف متوجہ بھی زیادہ ہوں گے۔ اس خیال سے دل کسی قدر مسرور بھی ہوتا ہے۔ حضرت ارشاد فرماویں کہ یہ خودغرضی اور خلاف خلوص تو نہیں؟

تحقیق: نہیں کیونکہ حدیث "تہادوا تحابوا" میں زیادہ حب کا غایت مطلوبہ شرعیہ ہونا خود مصرح ہے۔ پس غایت مطلوبہ شرعیہ کا قصد کرنا خلاف خلوص نہیں ہوسکتا اور راز اس میں یہ ہے کہ حب فی اللہ دین ہے تو اس کا قصد کرنا دین کا قصد ہے دنیا کا قصد نہیں ہے اور ریا و عدم خلوص کی حقیقت طاعت سے دنیا کا قصد کرنا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر ہدیہ بطور طاعت نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کی تدبیر ہو تو وہ مثل دوسری دنیوی تدابیر کے

ہے کبھی مباح جیسے ہبہ بالعوض کبھی غیر مباح جیسے رشوت فقط (النور ربیع الثانی ۴ ۱۳۵ھ)

اپنے اعمال کو کالعدم پانا بھی نعمت ہے

حال: حضرت بندہ کے اندر ایک بات یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے حال پر افسوس و ندامت ہوتی ہے اور اپنے اعمال پر کچھ اعتقاد نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے افعال و اعمال کو کالعدم پاتا ہوں۔ اس بناء پر دل سے کبھی باری تعالیٰ کا شکر نہیں کرتا اور کسی چیز کو قابل شکریہ نہیں پاتا' البتہ کبھی بہ تکلف زبان سے کہتا ہوں یا دل میں تصور کرتا ہوں الحمدللہ باری تعالیٰ نے اپنے ذکر و طاعت کی توفیق دی یا حضرت والا کی خدمت میں آنے کی توفیق دی۔ حضرت بندہ کا اس تکلف سے شکریہ ادا ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: ہوگا اور اس کا بھی شکریہ کرنا چاہیے کہ اپنے اعمال کو کالعدم پایا جاتا ہے' یہ شکر بے تکلف ادا ہوگا۔ (النور صفر ۶ ۱۳۵ھ)

گزشتہ گناہ یاد آنے سے عمل میں قوت ہو تو اچھا ہے

پہلا خط: حال: بندہ کو بعض وقت پہلے کیے ہوئے گناہ کی یاد آتی ہے اور طبیعت بہت پریشان ہوجاتی ہے؟ تحقیق: اس خیال کے اثر کو دیکھو کہ عمل میں اس سے قوت ہوتی ہے یا ضعف۔

دوسرا خط: حال: اس خیال سے عمل میں قوت ہوتی ہے؟ تحقیق: تو اچھا ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

تحقیق: وارد اگر شریعت کے موافق ہو اتباع شریعت کی نیت سے عمل کیا جاوے نہ کہ اتباع وارد کی نیت سے' ناقصین کے لیے یہ سخت خطرہ کی چیز ہے۔ (النور ربیع الاول ۳ ۱۳۵ھ)

خدمت خلق سے اگر وہ شرمندہ نہ ہوں تو بہتر ہے

حال: بعض اوقات جی چاہتا ہے کہ طلباء کی جوتیاں جھاڑ کر سیدھی کر دیا کروں' ان کے کپڑے دھو دیا کروں مگر پھر خیال ہوتا ہے کہ ایسے افعال سے تو اور شہرت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: اگر وہ شرمندہ نہ ہوں تو افضل ہے اور شہرت کا قصد مذموم ہے نہ کہ احتمال۔ (النور ربیع الثانی ۶ ۱۳۵ھ)

تقلیل طعام فی نفسہ مقصود نہیں

حال: احقر جب کھانا کھاتا ہے تو جس وقت ابھی ایک روٹی یا پون روٹی کی اشتہاء باقی رہتی ہے تو فوراً اسی وقت ہاتھ روک دیتا ہے تو گویا یہ قلت طعام کا جہاد ہوا۔ اب معروض یہ ہے کہ آیا یہ قلت طعام کا صحیح طریقہ ہے یا غلط؟

تحقیق: بالکل صحیح ہے لیکن تقلیل طعام فی نفسہ مقصود نہیں، مقصود کسر قوت بہیمیہ ہے اور اس کسر سے بھی مقصود کف النفس عن المعاصی ہے۔ پس اگر یہ کف عن المعاصی بدوں تقلیل طعام میسر ہو جائے تو تقلیل طعام ضروری نہیں بلکہ اس زمانہ میں اکثر اس سے ضعف ہو جاتا ہے جس سے دوسری مضرتیں جسمانی و نفسانی پیدا ہو جاتی ہیں اس لیے بلا ضرورت مناسب نہیں۔

حال: اور گزارش دوم یہ ہے کہ اگر اس قسم کے مسائل جن کا تعلق اصلاح نفس سے ہو کسی تصوف کی کتاب میں جو کہ مستند و معتبر ہوں پائے جائیں بغیر اس کے کہ آنحضور سے اولاً استفسار کیا جائے، عمل کرنا درست ہے یا نہ اور یہ علاج ایسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ حکیم حاذق کا علاج سمجھا جاتا ہے؟

تحقیق: اگر فہم میں یا حدود و شروط میں غلطی نہ ہو درست ہے لیکن ان غلطیوں کا احتمال عادۃً غالب ہے اس لیے بدوں مشورہ کسی شیخ مبصر کے خود عمل مناسب نہیں، البتہ یہ مناسب ہے کہ اس علاج کو نقل کر کے مشورہ کر لے۔

امور دنیویہ کے فنا کا استحضار ان کی تمنا کا علاج ہے

حال: میری طبیعت ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ جو چیز اور جو بات ہو وہ اعلیٰ درجہ کی ہو جس کو نہ کوئی کم ہی کہہ سکے اور نہ جس میں کوئی عیب نکال سکے کہ کم از کم اس زمانہ کا سب سے زیادہ بہادر میں ہی ہوتا، بیعت کا خیال ہوا تو ہر وقت یہ دُھن تھی کہ ایسا پیر ملے جس کا کوئی ثانی نہ ہو اور جس میں کوئی عیب نکال ہی نہ سکے؟

تحقیق: جس دنیوی چیز کی تمنا ہو اس کے فنا کا استحضار تا کہ اس کا ہیچ اور بے نتیجہ ہونا مستحضر ہو اور اگر وہ دین میں مضر ہے تو اس کے نتیجہ بد کا بھی استحضار۔ اس مراقبہ کے بار بار

استعمال کرنے سے یہ ہوس مضمحل ہو جائے گی اور اگر وہ امر دینی ہے تو اس کی تمنا محمود ہے اس کے علاج کی ضرورت نہیں' البتہ شرط یہ ہے کہ جس کو وہ نعمت عطا ہوئی ہے اس سے زائل ہونے کی تمنا نہ ہو ورنہ وہ حسد اور حرام ہے' اگر خدا نا کردہ ایسا ہوتا ہو تو اس کے متعلق مستقل سوال کیا جاوے' باقی اعتدال کی دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور رجب المرجب ۱۳۵۳ھ)

مریض کو مرض کا استحضار' علاج کی طلب' عمل کی فکر اور رحمت کی اُمید رکھنا فرض ہے

حال: حق تعالیٰ بہ برکت و دعا و اصلاح حضرت والا مجھے مسلمان بنا کر زمرہ صالحین میں محشور فرمائے ورنہ اس صفت کمالیہ خداوندی کی شرکت و منازعت جانے کس نتیجہ پر پہنچائے گی۔ العیاذ باللہ تحقیق: جب تک مرض کا استحضار اور علاج کی طلب اور عمل کی فکر رہے رحمت کی اُمید رکھنا فرض ہے؟

حال: تبلیغ دین حسب ارشاد دیکھتا ہوں حقیقت میں اس کو دیکھ کر اپنے اسلام کا وہم بھی نہ ہونا چاہیے؟ تحقیق: مگر اس میں تیز مسہل تجویز کیا گیا ہے جو اس زمانہ کے اقویا کے لیے مناسب ہے اس کے مطالعہ کو امراض کے اجمالی علم کے لیے سمجھا جاوے' فیصلہ نہ سمجھا جاوے۔

توجہ کا اصلاح میں کچھ دخل نہیں

حال: احقر کی عملی حالت بہت خراب ہو گئی ہے' احقر یکسر خبیث و مردود ہو گیا ہے ایسی حالت میں احقر کی طرف توجہ تام فرماویں؟ تحقیق: توجہ کا اصلاح میں کیا دخل کبھی قبض معدہ ہو گیا ہو یا ہو جاوے کیا اس کا علاج بھی میری توجہ تام تجویز کرو گے۔

نفس انسان کے قبضہ میں ہے نہ برعکس

حال: عرض یہ ہے کہ نفس کی حالت اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے شیر کی اور انسان اس کے قبضہ میں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بکری شیر کے پنجہ میں؟

تحقیق: السلام علیکم۔ بالکل حقیقت کے خلاف معلوم ہوتا ہے انسان نفس کے قبضہ میں

نہیں بلکہ نفس انسان کے قبضہ میں ہے باقی اس جہل وضعف کا کچھ علاج نہیں کہ غلط اعتقاد کر کے ہمت ہار دے۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

نماز سے مقصود اصلی ذکر ہے

حال: حضرت نے گزشتہ والا نامہ میں جو ہدایت فرمائی تھی کہ تمام افعال کے متعلق یہ تصور رکھے کہ سب عنقریب حق تعالیٰ کے اجلاس میں پیش ہوں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نماز کے علاوہ دیگر افعال میں یہ بہت نافع معلوم ہوتا ہے لیکن حضرت نماز میں اس مراقبہ سے جو کچھ خود نماز میں پڑھتا ہوں اس کے معانی سے بے التفاتی ہو جاتی ہے جو طبیعت پر شاق ہوتا ہے؟

تحقیق: قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا اصلی مقصود خود ذکر ہے۔ "قال تعالیٰ اقم الصلوٰة لذکری وقال تعالیٰ ان الصّلوٰة تنھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ والمنکر ثم علله بقوله ولذکر الله اکبر." سو حضوری بسیط جس ذریعہ سے بھی حاصل ہو جاوے وہ ذکر کی فرد ہونے کے سبب استحضار مرکب سے مقصودیت میں اقویٰ ہے البتہ نماز سے باہر خود اس مرکب استحضار میں مقصودیت زیادہ ہے جس کا راز یہ ہے کہ قرأت نماز میں تابع نماز ہے سو نماز کی روح زیادہ قابل اعتناء ہے۔ وھو الذکر اور خارج صلوٰۃ میں وہ قرأت خود مقصود ہے لہٰذا اس کا زیادہ اعتناء کیا جائے گا۔ وھو بالاستحضار المرکب۔ پس اگر مراقبہ رؤیت حق للعبد سے حضوری زیادہ میسر ہو تو وہ استحضار معانی سے مقدم ہے۔ ھٰذا ذوقی. (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

دعاء میں واحد کے صیغے میں الحاح زیادہ اور صیغہ جمع میں شرکت کا ثواب ہے غلبہ کیفیت کا اعتبار ہے

حال: ایک اور بات لائق گزارش یہ ہے کہ جب اپنے لیے کوئی خاص دعا مانگتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ دعائیں اکثر جمع متکلم کے صیغہ میں منقول ہیں جن کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کو شریک رکھے مگر دوسروں کو شریک کر کے وہ خود غرضی والا الحاح نہیں پیدا ہوتا؟

تحقیق: دعائیں دونوں صیغوں سے منقول ہیں، واحد کے صیغہ میں الحاح کی مصلحت زیادہ ہے اور جمع کے صیغہ میں دوسروں کو شریک کر لینے سے اقربیت الاجابہ کی مصلحت

زیادہ ہے جس وقت جس کیفیت کا غلبہ ہو اس کا اتباع کرلیا جاوے اور میرا ذوق یہ ہے کہ اول ہر دُعا میں منقول کا اتباع کرے کہ اقرب الی الادب ہے پھر اس دعا کے تکرار میں ذوق وقتی کا اتباع کرے کہ دونوں مجتمع ہو جاویں۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

دعا میں کہنا کہ اپنے اولیاء کے صدقہ'

اس میں شبہ غیر منقول ہونے کا اور اس کا جواب!

حال: نیز بعض دعاؤں میں یہ کہہ لیا کرتا ہوں کہ اپنے اولیاء واتقیاء (ان اکرمکم عند اللہ اتقکم) کے صدقہ اور اپنے رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے طفیل ایسا کر دیجئے مگر اُدھر یہ وسوسہ ہونے لگا ہے کہ یہ طریقہ ماثور و منقول نہیں اپنی طرف سے کیوں بڑھاتا ہوں؟

تحقیق: اول تو منقول بھی ہے مگر کہیں کہیں تو اصل ہونے کے لیے اتنا کافی ہے: اللّٰھم انّی اسئلک بحق السائلین علیک وامثالھا. روایات میں وارد ہے اور اگر منقول بھی نہ مانا جاوے تو منع بھی منقول نہیں بلکہ قواعد عامہ سے زیادت کا اذن ایسے مواقع میں منقول ہے جیسے تلبیہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے زیادت منقول ہے اور جیسے فقہاء نے تشہد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ سیدنا بڑھانے کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب کہا ہے اس میں اس میں کیا فرق ہے اس کے علاوہ دعا میں خود الحاح ومسکنت کا مقصود ہونا بلا کسی منازع کے ثابت ہے اور ایسے زیادات سے اس مقصود کی تقویت ظاہر ہے پس یہ دلیل کلی بھی حکم جواز کے لیے کافی ہے۔ البتہ اگر ذوقاً اتباع ان مصالح پر غالب ہو تو اس کے لیے افضل عدم زیادت ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب' واللہ اعلم۔ اشرف علی یکم شعبان ۱۳۵۶ھ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

فکر اور مراقبہ دونوں مطلوب ہیں

حال: دوسری بات یہ ہے کہ گاہ گاہ جب دماغ پر تعب کا زیادہ اثر ہوتا ہے اس وقت نفس پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ لفظ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا جاوے بس ذکر کا تصور تو رہتا ہے مگر زبان کو حرکت نہیں ہوتی' کیا ایسا ذکر بھی مفید اور موجب اجر ہے؟

تحقیق: یہ ذکر فرد ہے فکر کی یا مراقبہ کی اور دونوں شرعاً مطلوب ہیں، فکر تو جا بجا نصوص میں مذکور ہے اور مراقبہ بھی ایک حدیث میں ہے: راقب اللہ تجدہ تجاھک. گو اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ فکر اور مراقبہ قضایا کے ساتھ خاص ہو مگر اطلاق سے ظاہراً عموم معلوم ہوتا ہے۔

حال: شبہ یہ ہے کہ اس میں نفس کو کچھ کرنا تو پڑا ہی نہیں پھر اجر کیسا؟

تحقیق: کرنا تو پڑا التفات قصداً اور استحضار۔ یہ بھی تو عمل ہے چنانچہ ایسا ہی التفات بقصد اگر معصیت کی طرف ہو تو مواخذہ ہوتا ہے جو دلیل ہے اس کے معتبر ہونے کی والاجر اقرب و اوسع شرطا من الوزر

مسرت عقلی علامت ایمان ہے

حال: حضرت والا اشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اذا سرتک حسنتک وساء تک سیئتک فانت مؤمن" کے متعلق شبہ یہ ہوا کہ ہر حسنہ کے ادا کرنے کے بعد قلب محسوس کرتا ہے کہ اس حسنہ کے حقوق و آداب ادا نہیں ہو سکے، کبھی اخلاص نہیں، کبھی پوری توجہ نہیں، کبھی ظاہری آداب مکمل نہیں، جب کئی ایک نقائص عیوب مدرک ہیں تو نقائص غیر مدرک پتہ نہیں کتنے ہوں گے، الغرض ایسی صورت میں وہ حسنہ سرے سے حسنہ ہی نہیں بلکہ محض صورت حسنہ ہے کہ اس پر مسرت کا جو منشاء ثواب اخروی یا تعمیل ارشاد تھا وہ بھی متحقق نہ ہوا، اوروں کی تو خبر نہیں میری اپنی حالت تو یہی ہے ایسی حالت میں ایمان مطلوب (کامل) کا بھی ٹھکانہ نہیں؟

تحقیق: کامل کی قید کہاں سے لگائی، کیا حدیث میں ہے یا کوئی اور دلیل ہے؟ جب یہ قید بلا دلیل ہے تو ایمان سے مراد مطلقاً ایمان ہوا اور حسنہ اگر کامل نہیں تو ناقص تو ہے۔ پس ناقص حسنہ پر مسرت ناقص تو ہوگی مگر مطلق ایمان کی وہ بھی علامت ہے اور اس پر بھی جزا کا وعدہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہٗ. اب کیا اشکال رہا، خلاصہ یہ ہے جیسی حسنہ ویسی ہی مسرت اور ویسا ہی ایمان "اِنْ (کَانَ) کامِلاً فکامل واِنْ ناقصا فناقصٌ" اور یہ سب کلام باعتبار نظر ظاہر کے ہے ورنہ نظر غائر میں حسنہ ناقصہ پر بھی مسرت کامل ہوگی اور وہ علامت بھی ایمان کامل کی ہوگی کیونکہ بناء مسرت کی حقیقت میں یہ ہے کہ باوجود میرے نااہل ہونے کے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ نعمت دی کہ حسنہ کی توفیق ہوئی،

گو وہ ناقص ہی ہے مگر اس کا نقص باعتبار اپنے نقص کے ہے لیکن من اللہ ہونے کے اعتبار سے تو ناقص نہیں یہ تو عملی نعمت ہے۔ دوسری نعمت اعتقادی ہے کہ میں نے حسنہ کو حسنہ سمجھا تو یہ نعمت مرکب ہوئی' دو نعمتوں سے اور حق تعالیٰ کی توفیق پر مسرور ہونا اور اسی طرح اعتقاد کے صحیح ہونے پر دونوں علامت ہیں' ایمان کامل کی بلکہ اگر حسنہ کامل بھی ہو تب بھی اس کو ناقص سمجھنا "کما ھو مقتضٰی قولہ تعالٰی والّذین یؤتون ماآتوا وقلوبھم وجلة انھم الٰی ربھم راجعون' علٰی ماورد فی الحدیث من تفسیرہٖ بقولہ علیہ السلام ولکن ھم الذین یصومون و یتصدقون ویخافون ان لایقبل منھم الحدیث" ایمان کامل کی علامت ہے۔ بہرحال مطلق حسنہ کا صدور ناقصةً کانت او کاملةً علامت ہے ایمان کامل کی۔ پس حسنہ کا ناقص ہونا بھی نہ مسرت کے منافی ہے نہ ایمان کامل کے' گو عمل کامل کے منافی ہو۔ واللہ اعلم (النور' شعبان ۱۳۵۷ھ)

ناغہ پر نفس کو سزا دینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے صرف استغفار کافی ہے

حال یکے از مجازین

حال: روزہ میں ایک روز درد شکم زیادہ ہوا' روزہ افطار کرنے کے بعد زیادہ بے چین ہوا کہ مسجد نہ جا سکا اور بمشکل تمام فرض و وتر وغیرہ عشاء کے پڑھ لیے گئے لیکن تراویح نہیں پڑھی گئی۔ قریب نصف رات کے آنکھ لگی' دو گھنٹہ کے بعد اٹھا نہایت سکون تھا' بہت اچھی طرح سے تہجد پڑھا' وظیفہ پڑھا لیکن نفس نے اس قدر غفلت کی کہ تراویح نہیں پڑھی ورنہ پہلے تراویح پڑھتا پھر تہجد' وظیفہ پڑھنا چاہیے تھا اس غفلت سے طبیعت بہت پریشان ہے' استغفار کرتا ہوں لیکن طبیعت کو سکون نہیں' حضور والا ایسی سخت سزا فرمائی جاوے کہ طبیعت کو قرار ہو اور آئندہ ایسی غفلت نہ ہو؟

تحقیق: بعض دفعہ نفس کو سزا دینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے اور سزا نہ دینے سے ندامت باقی رہتی ہے اور اصلی مقصود ندامت ہے لہٰذا استغفار کی کثرت کافی ہے۔ (النور' شعبان ۱۳۵۷ھ)

حق تعالیٰ کے دیدار کا نماز میں تصور رکھنا عین رضا مندی حق تعالیٰ ہے

حال: میں جب نماز پڑھتا ہوں تو مجھے اس لذت کا تصور ہو جاتا ہے جو کہ جنت میں حق تعالیٰ کے دیدار کے وقت میسر ہوگی اور یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اس لذت (یعنی لذت دیدار) کے حاصل کرنے کی خاطر نماز پڑھ رہا ہوں اور اس تصور میں الفاظ یا معانی الفاظ کی طرف توجہ نہیں رہتی، براہ مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس طرح نماز میں کوئی نقص تو پیدا نہیں ہوتا؟

تحقیق: رضا مندی حق اور دیدار حق دونوں لازم وملزوم ہیں۔ ایک کا قصد دوسرے کا بھی قصد ہے۔ لہٰذا وہ تصور خلاف حضور قلب نہیں۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

خداوند تعالیٰ خالق و مالک ہے، جنت و دوزخ کا برابر ہونا مبارک ہے مگر ارفع یہ ہے کہ دعائے جنت ہو دوزخ سے تعوذ ہو

حال یکے از مجازین: کچھ دنوں سے میرے دل میں یہ خیال آیا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اگر تجھ کو جہنم میں بھیج دیں تو کیا ہو تو اس کا جواب ذہن میں یہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ خالق و مالک ہیں وہ جنت و دوزخ میں سے جہاں چاہیں اپنے بندہ کو بھیج دیں، بندہ کے لیے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی گنجائش نہیں، میں یہ لکھنا بھول گیا کہ مجھ پر ہمیشہ رجاء کا غلبہ رہا ہے، عقلی طور پر دوزخ سے خوف بھی ہے اور اس کے تحمل کی طاقت بھی نہیں لیکن دل میں یہی خیال آتا ہے، معلوم نہیں میری یہ حالت کیسی ہے، دستگیری فرمائیں اور اصلاح کریں؟

تحقیق: مبارک، مبارک۔ یہ حال رفیع اکابر کا بھی ہوا ہے کما قال السعدیؒ

کسے پیش شوریدہ حالے نوشت   کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
بگفتا مپرس از من ایں ماجرا   پسندیدم آنچہ او پسند د مرا

مگر اس حال رفیع سے ایک مقام ارفع ہے یعنی سوال جنت و تعوذ من النار۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ترقی بخشے۔ حال میں تو رضائے حق بجہنم فرضی و معلق ہے اور مقام میں عدم رضائے حق بجہنم واقعی و محقق ہے جو نصوص کا منطوق ہے۔ لہٰذا یہ ارفع ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۷ھ)

موت سے خوف دراصل حق تعالیٰ سے خوف ہے

حال: ایک امر ناگزیر جس سے بالکل مفر نہیں یعنی موت' اس کے ہول سے دل لرزتا ہے جب خیال کرتا ہوں' کیا کروں؟

تحقیق: مومن کا موت سے خوف کرنا درحقیقت حق تعالیٰ سے خوف کرنا ہے کیونکہ مومن کو اگر یہ اطمینان ہو جاتا کہ موت کے بعد نجات ہو جاوے گی تو یقیناً موت سے ذرہ توحش نہ ہوتا' پس یہ خوف احتمال عقوبت سے ہے اس لیے محمود و مطلوب ہے۔ البتہ اگر وہبی طور پر اس خوف پر شوق طبعی غالب ہو جاوے خواہ حالت حیات میں خواہ قریب موت' تو پھر خوف نہیں رہتا مگر یہ حالت نا مامور بہ ہے نہ اختیاری ہے نہ لازم ہے۔ لہٰذا اس کا فقدان موجب قلق نہ ہونا چاہیے۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

تعلیم واصلاح کا حاصل تدبیر و معالجہ ہے اور دو معالجے جمع نہیں ہو سکتے

تمہید: الحمد للہ کہ حضرت مرشد محترم مدظلہم العالیٰ اور حضرت والا دونوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہ کمی نہیں پاتا بلکہ یوماً فیوماً اضافہ ہی ہے' اور عقیدت بھی بحمد اللہ محبت کے ساتھ لیکن تعلیم و اصلاح کے معاملہ میں بالکل فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا حدود اس طریق کے آداب کی رُو سے قائم رکھوں اور اس کے لیے جی چاہتا ہے کہ اگر حضرت کی اجازت ہو تو ایک مرتبہ کھل کر عرض کروں' لہٰذا جیسا ارشاد ہو؟

جواب: میں کچھ اجمالاً عرض کر دوں اگر پھر بھی ضرورت رہے کھل کر لکھ دیجئے اور کافی ہو جائے تو کیوں تکلیف کی جائے' تعلیم و اصلاح کا حاصل تدبیر و معالجہ ہے اور دو معالجے جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے بیک وقت دو طبیبوں کو حالات کی اطلاع اور دونوں کی رایوں کا اتباع بجز تشویش کے اور کیا ہو گا بلکہ واقع میں ایک کا بھی اتباع نہ ہو گا کیونکہ اگر رائے میں اختلاف ہو گیا تو مریض کو خود ترجیح دینا پڑے گی تو وہ اپنا اتباع ہوا جس سے طبیب کی طرف رجوع کرنا ہی بیکار رہا۔ پس تدبیر تو ایک ہی معالج کی کام میں لائی جاوے گی' باقی دوسرے طبیب سے کیا معاملہ ہو گا' سو اگر وہ دوسرا طبیب محض مادی طبیب ہو تو بیشک وہ معطل سمجھا جاوے گا لیکن اگر وہ روحانی طبیب اور بابرکت ہو تو اس سے توجہ اور دعا کی درخواست اور برکات صحبت کا کام لیا

جاوے گا۔ اگر چہ صحبت محدود ہی ہو مگر توجہ و دعا تو محدود نہیں۔ البتہ ایک اشکال احیاناً پیش آنا محتمل ہے وہ یہ کہ بدوں رجوع ہی از خود دوسرے طبیب کی کوئی رائے معالج کے خلاف معلوم ہو یا غیر طریق میں کوئی اختلاف معلوم ہو اس کا حل یہ ہے کہ اس اختلاف کو اجتہادی سمجھا جائے گا تا کہ کسی سے سوء ظن نہ ہو اور عمل معالج ہی کی رائے پر کیا جاوے گا۔

ان ہی فاضل صالح کا دوسرا خط مع جواب

حال: صرف دو باتوں کے متعلق اور اطمینان حاصل کرنا ہے جیسا حضرت نے تحریر فرمایا دو معالجہ جمع نہیں ہو سکتے' میں معالجہ حضرت والا سے چاہتا ہوں؟

تحقیق: مجھ کو کیا عذر ہے اگر چہ اہلیت کا فاقد ہوں مگر کیا عجب کہ خدمت ہی کی برکت سے اہلیت عطا ہو جاوے۔

حال: جہاں تک اپنی کمزوریوں کا اندازہ کرتا ہوں ان کی رعایت حضرت ہی کے طریق میں پاتا ہوں؟ تحقیق: یہ سب حسن ظن ہے۔ رزقنا اللّٰہ وایاکم برکاتہٗ

حال: اور حضرت مرشد محترم کے طریق کی اتباع کی طاقت نہیں پاتا؟

تحقیق: ممکن ہے تدریجاً ہو جاوے جب مرضی ہو رائے بدلنے میں ذرا تلعثم نہ فرمایا جاوے۔

حال: اور الحمدللہ جیسا حضرت نے تحریر فرمایا یا دونوں طریقوں کے فرق و اختلاف کو اجتہادی یقین کرتا ہوں اسی لیے کسی سے عقیدت میں کوئی کمی نہیں پاتا؟

تحقیق: اسلم اور احوط و انفع طریقہ یہی ہے البتہ اگر کسی کا شیخ متبع سنت نہ ہو تو اھجرھم ھجراً جمیلاً پر عمل ہوگا یعنی تعلق ترک کر دیں اور دل آزاری نہ کریں۔

حال: البتہ اتنا وسوسہ ابھی باقی ہے کہ مرشد کے ہوتے ہوئے ایسی صورت میں غیر مرشد سے معالجہ کی درخواست اس راہ کے آداب کے خلاف تو نہیں؟

تحقیق: بلا عذر خوف ہے اور عذر میں صرف اجازت ہی نہیں بلکہ لزوم ہے کیونکہ اصل مطلوب مقصود ہے طرق مقصود نہیں۔

حال: نیز مرشد سے اسکی اجازت یا اسکی اطلاع تو ضروری نہیں؟ تحقیق: فی نفسہ ضروری نہیں۔

شبیہ کا استحضار حالت مطلوبہ نہیں بوجہ سنت میں منقول نہ ہونے کے

حال: کچھ عرصہ سے حضرت والا کی شبیہ کا استحضار جو قریباً ہر وقت رہتا تھا اس میں بہت کمی پاتا ہوں، خصوصاً ورد اللہ اللہ کے وقت اور نماز وغیرہ میں قصداً کرنے سے بھی نہیں ہوتا، گو بحمد اللہ حضور سلمہ کی محبت ویسی ہی قائم بلکہ مزید ترقی نصیب لہٰذا پریشان ہوں اور تسلی فرمائی جاوے؟

تحقیق: حالت مطلوبہ یہی ہے جو اب پیدا ہوئی بوجہ موافقت سنت کے اور شبیہ کا استحضار حالت مطلوبہ نہ تھی بوجہ سنت میں منقول نہ ہونے کے الحمد للہ اس سے نجات ہوئی۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

اگر ادائے سنت پر دھیان رہے تو نیت ماضیہ رہے گی

حال: فعل سنت اگر عادت میں داخل ہو جاوے اور وقت ادا پر ادائے سنت کا دھیان (یعنی اس کی نیت) نہ ہو تو ثواب ادائے سنت کا ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: ہوگا، وہی نیت ماضیہ ممتد رہے گی جب تک اس کا مضاد واقع نہ ہو۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

خفیف فکر پر وعدہ اجر ہے گو لطف نہ رہے

حال: اس مرتبہ پختہ عزم کیا تھا کہ طویل رخصت لے کر گھر کا کچھ انتظام کر کے آستانہ عالیہ پر رہوں مگر ہنوز نہ کوئی انتظام ہو سکا اور نہ قریبی زمانہ میں ہوتا نظر آتا ہے، مخدومی یہ ناکارہ غلام بہت ہی محتاج دعاء و توجہ ہے؟

تحقیق: دعاء سے کیا عذر ہے مگر طلب دعا کے علاوہ یہ بھی وظیفہ عبودیت ہی ہے کہ

چونکہ برمیخت بہ بندد بستہ باش　　چوں کشاید چابک و برجستہ باش

کیا احادیث میں خفیف خفیف فکر و تشویش پر وعدہ اجر نہیں ایسی تشویش منقص لطف تو بیشک ہے مگر منقص اجر تو نہیں اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ مقصود اعظم اجر ہے یا لطف۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

یہ اعتقاد کہ میرے پاس کچھ عمل نہیں یہ بھی عمل ہے

حال: تقریباً ساٹھ سال کی میری عمر آ گئی لیکن کوئی عمل بجز آپ کے تعلق کے میرے پاس نہیں؟ تحقیق: یہ اعتقاد کہ میرے پاس کوئی عمل نہیں کیا تھوڑا عمل ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ سے امید بخشش کی رکھتا ہوں، اس لیے کہ وہ غفور رحیم ہیں، ستار العیوب ہیں؟ تحقیق: یہ دوسرا عمل ہے۔

معصیت سے نفرت اور حسنات پر دوام نہ رہنے کیلئے تین علاج

معاصی سے بچنے کا اہتمام کوتاہی پر ابتہال واستغفار جرمانہ

تحقیق: یا تو اصول معلوم نہیں یا باوجود معلوم ہونے کے عمل میں ہمت نہیں یا ذہول ہو جاتا ہے حاصل ان اصول کا صرف تین چیزیں ہیں، ایک کل معاصی سے بلا ترتیب بچنے کا اہتمام اور اس کا استحضار، گو بچنے میں کلفت ہو اور گو بچنے میں لذت نہ ہو جیسے کیفیت کے غلبہ میں بچنے میں لذت بھی ہوتی ہے اور وہی لذت سہولت کا سبب ہو جاتی ہے۔ دوسرے اگر ذہول سے یا کم ہمتی سے اس میں کوتاہی ہو جاوے تو نہایت ابتہال کے ساتھ استغفار اور جس قدر زیادہ وقت میسر ہو اس میں اشتغال، تیسرے اولیاء کی حکایات وتذکرہ کا التزام، باقی جرمانہ وغیرہ یہ اپنی طبیعت کی حالت کا تجربہ کر کے جس وقت جو مناسب ہو اس کو اختیار کیا جاوے اس کے لیے کسی ضابطہ کی ضرورت نہیں، باقی ان سب سے زیادہ حق تعالیٰ سے دعائے توفیق، حفاظت، اگر التزام سے ان امور سے عمل ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر صلاح وفلاح ہی ہے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور صفر ۱۳۵۸ھ)

امور اختیاریہ کا علاج استعمال ہمت ہے

حال: چھ برس پہلے میں سلسلہ قادریہ میں مرید بھی ہوا لیکن پیر کی بدکرداری سے بیزار ہو کر بیعت توڑ دی اور اس کے بعد میں خود بھی انہیں گناہوں میں ملوث ہو گیا، اب نماز روزہ کا بھی پابند نہیں ہوں، ایمان صحیح ہے لیکن عمل سے دور ہوں، یہ بھی تندرستی نہ ہونے کی وجہ سے ہے، آپ خداوند عالم سے میرے لیے دعائے خیر کیجئے اور خدا ہی کے لیے کیجئے یا میرے لیے کوئی تجویز بتا دیجئے تاکہ مصائب سے چھٹکارا ہو، میں گناہ کو گناہ سمجھتا ہوں توبہ واستغفار پڑھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ معاصی سے چھٹکارا ہو لیکن کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوتی؟

تحقیق: ایسی کوئی تجویز مجھ کو کیا کسی کو بھی معلوم نہیں کہ افعال اختیاریہ بدوں استعمال

اختیار کے صادر ہونے لگیں' یہ تو تجویز و تدبیر کا جواب ہے۔ باقی شاید تصور کے مؤثر ہونے کا وسوسہ ہو تو اول تو مجھ کو اس میں بھی کلام ہے لیکن اگر وہ کلام مسلم نہ ہو تو یہ تو واجب التسلیم ہے کہ میں اس کمال سے معرا ہوں۔ (النور' صفر ۱۳۵۸ھ)

نماز و ذکر میں ہجوم خیالات غیر اختیاری ہیں

حال: (کچھ حالات لکھنے کے بعد) البتہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ابھی تک معمولی کامیابی بھی معلوم نہیں ہوتی' نماز اور ذکر کے وقت خیالات کا بہت ہجوم رہتا ہے اس کے لیے دعا فرماویں' میں بہت تنگ ہوں؟

تحقیق: قال علیہ السلام. من شاق شاق اللّٰہ علیہ وقال العارف الشیرازی فی ترجمتہ

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روئے طبع　　سخت میگیرد جہاں بر مردمان سخت کوش

اپنے ہاتھوں تنگی میں پڑنے کا علاج کس کے پاس ہے کیا اس ہجوم کے ازالہ کا عبد مکلّف ہے اور کس دلیل سے۔ قرآن مجید سے زیادہ کس کا فیصلہ ہوگا' مقبولین کے کمال اور فضیلت میں یہ ارشاد ہوا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ اتقوا اذا مسھم طٰٓئِفٌ مِّنَ الشیطان تذکروا" یہ نہیں فرمایا "لا یمسھم طٰئف من الشیطان" پھر اِذَا کے ساتھ فرمایا ہے جس سے اس مس کا تیقن وقوع معلوم ہوتا ہے جب متقی اس سے خالی نہیں چہ جائے غیر متقین کا مثالنا۔ البتہ ایسی حالت میں تذکر مامور بہ ہے جس کا مفہوم بہت عام ہے اور اختیار میں ہے اب کیا سوال رہا۔ فقط (النور' صفر ۱۳۵۸ھ)

خوف اور احتیاط حد سے متجاوز مذموم ہے

حال: پیچھے جمعہ و عیدین میں ہزاروں آدمیوں نے نماز پڑھی ان کا عقاب بھی میرے سر پر ہوگا' یہ خیال آنے کے وقت گریہ و خوف ہو جاتا ہے' کبھی کبھی گریہ کی وجہ سے آواز بھی نکل جاتی ہے اور آنسو ہر وقت جاری رہتا ہے' ہر خوف کی وجہ سے دو دن سے امامت نہیں کر سکتا اور دو دن سے کھانا بھی خوف کی وجہ سے نہیں کھا رہا ہوں' بھوک نہیں لگتی ہے' جیسا

آپ کا حکم ہو اس پر فدوی عمل کرے؟

تحقیق: خوف اور احتیاط کی بھی حد ہوتی ہے، غلو اس میں بھی مذموم ہے جو سلف صالحین امامت کرتے تھے کیا وہ اپنے کو امامت کا اہل سمجھتے تھے، اس کا تو گمان بھی نہیں مگر پھر بھی حکم شرعی سمجھ کر نہیں چھوڑا اور اپنی کوتاہی پر استغفار کرتے رہے بس یہی طریقہ ہم لوگوں کو اختیار کرنا چاہیے اگر اس کے بعد بھی خوف رہے وہ نعمت ہے اور اگر اس درجہ کا نہ رہے وہ بھی نعمت ہے کیونکہ یہ احوال ہیں اور غیر اختیاری اور ایسی چیزیں سب خیر ہیں:

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

(النور ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

قوت بیانیہ کا بند ہونا جب معصیت نہ ہو تو مضر نہیں

حال: مجھ میں آج کل ایک نئی حالت یہ نظر آ رہی ہے کہ قوت بیانیہ پہلے سے بہت تنگ ہو گئی ہے بعض اوقات تو آسان آسان امور ذہن میں نہیں آتے ذہن بند معلوم ہوتا ہے اور بعض اوقات عنوانات بیانیہ سے زبان قاصر ہو جاتی ہے، معلوم نہیں اس کی وجہ شامت بداعمالی ہے یا ضعف حافظہ یا کچھ اور، بہر صورت ایسی حالت میں میرے لیے جو ہدایت مفید ہو ارشاد فرمادی جاوے؟

تحقیق: جب کوئی احتمال مضر نہیں تو فکر تعیین عبث، باقی دعاء و استغفار ہر حال میں نافع ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

تفویض عقلی مطلوب ہے

حال: جواب والا نے سعادت بخشی تھی مسئلہ تفویض کے بارے میں الحمد للہ کہ حضرت کے ارشادات سے یہ بالکل سمجھ میں آ گیا کہ مطلوب تفویض عقلی ہے خواہ اس سے طبعی قرار نہ بھی نصیب ہو بلکہ طبعی قرار و تسلی کی صورت میں واقعی اخلاص کی کمی کا شبہ ہو سکتا ہے؟

تحقیق: لیکن خواہ مخواہ شبہ بھی نہ کیا جاوے، اگر اللہ تعالیٰ طبعی قرار بھی عطا فرمادے تو اس کو مستقل نعمت سمجھ کر اس پر شکر کیا جاوے اور یہ توفیق شکر علامت اخلاص کی بھی ہوگی اور بفرض محال اگر اس میں کمی بھی ہوگی تو اس شکر سے اس کی کمی کی تلافی بھی ہو جاوے گی، اس

کلیہ کے تحت میں ان الحسنات یذھبن السیئات.

حال: لیکن حضرت عقلی تفویض کیا ذہنی تجویز سازیوں اور ان کے لیے عملی دوا دوش کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہے؟

تحقیق: ہوسکتی ہے دو شرط سے ایک وہ تجویزیں مشروع ہوں دوسرے اگر وہ تجویزیں ناکام ہوں تو اعتقاداً اس ناکامی کو خیر سمجھے گو اس کے ساتھ غیر اختیاری ضیق بھی ہو وہ اس کے منافی نہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس غیر اختیاری ضیق کو ثابت فرمایا ہے۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون (حجر) اور اختیاری ضیق سے نہی فرمائی ہے ولا تک فی ضیق ممّا یمکرون (نحل) اور اس سے حضور اقدس سے اختیاری ضیق کے وقوع کا توہم نہ کیا جاوے کیونکہ نہی کا تعلق ماضی سے نہیں ہوتا مستقبل سے ہوتا ہے۔

کقول لقمان علیہ السلام لابنہٖ لاتشرک باللّٰہ

والدہ کیلئے طول حیات کی دُعا کرنا اجل مسمّٰی کیخلاف نہیں

حال: یہ کہ آج کل والدہ مدظلہا کی صحت اور اس کے ساتھ طول حیات کی دُعا ہر نماز کے بعد مانگتا ہوں مگر کل پرسوں سے اس خیال کا غلبہ ہو رہا ہے کہ خواہ مخواہ اجل مسمّٰی کا قانون تڑوانے پر اتنا اصرار کیوں؟

تحقیق: یہ علت تو تمام حوائج کی دعا میں مشترک ہوسکتی ہے۔ ہر حادث کے حدوث اور اس کی بقاء کے لیے نص قطعی سے اجل مسمّٰی ہے تو کیا کوئی دُعا بھی نہ کی جائے یا اسی طرح اکل وشرب تمام تدابیر قوام بدن ونفس میں اجل مسمّٰی کی مزاحمت کا شبہ ہوسکتا ہے۔ ولم ینقل عن احد العمل بمقتضاہ۔ غرض سب دعائیں متساوی الاقدام ہیں جن کی حقیقت یہ ہے کہ ہم کو قدر کا علم نہیں اس لیے اپنے زعم میں جو مصلحت ہو اس کے مانگنے کی اجازت ہے اگر قدر اس کے خلاف ہوگی اس پر راضی رہنے کا حکم ہے رہا اصرار تو اس کا تو حکم ہے "اِنَّ اللّٰہ یحب الملحین فی الدعاء" اور اس کا راز یہ ہے کہ اس سے اپنا ضعف و عجز واحتیاج وانکسار ظاہر ہوتا ہے جو عبدیت کا مقتضا ہے اور اسی لیے مطلوب ہے۔

حال: اسی طرح اور بہت سی چیزوں کے لیے دعا مانگتا رہتا ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ سب چھوڑ کر بس زیادہ سے زیادہ "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً" پر قناعت کیا کروں؟

تحقیق: قرآن مجید میں جو دعا وارد ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس اجمال پر اکتفا کیا جاوے ورنہ کتاب الدعوات میں جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل وعریض ادعیہ وارد ہیں کیا بیکار ہیں بلکہ ایک صیغہ دُعا کا یہ بھی ہے اور اس پر اکتفا کرنا موہم ہے استغناء کو۔

حال: ہاں قبول دعاء کا خیال ترک کر کے اگر ان کو صرف عبادت جان کر کروں تو اس میں نہ مستعدی کی امید ہوتی ہے نہ اصرار کی؟

تحقیق: یہ زاہدوں کا رنگ ہے اور عارفین کا وہ طریق ہے جو اوپر عرض کیا گیا اگر یہ رنگ مطلوب ہوتا تو دعاؤں میں حاجات جزئیہ کا نام کیوں ہوتا۔

مامور کو تبلیغ کی اجازت ہے

حال: جناب والا کے اصول کے ماتحت یہاں کے اساتذہ کرام نے تبلیغ شروع فرمائی ہے کل مجھ سے بعض اساتذہ نے فرمایا کہ تم بھی اب کے جمعہ کے لیے تیاری کرلو تاکہ جمعہ کو کسی مسجد میں بغرض تقریر و تبلیغ دیگر طلبہ کے ہمراہ بھیج دیا جاوے؟

تحقیق: جب اساتذہ کے ارشاد سے کوئی کام کیا جاوے یہ خود علامت ہے تابع ہونے کی جس مجمع میں اس کا علم نہ ہو ظاہر کردیا جاوے۔ لہٰذا کچھ حرج نہیں اللہ تعالیٰ برکت فرمادے۔ حدیث میں ہے ''لایقص اِلاَّ امیرا و ماموراً و مختال'' پس مامور کو حدیث سے اجازت ہے اور یہ صورت مامور ہونے کی ظاہر ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

اضطراب میں یہ دُعا ہونا کہ عافیت عطا ہو یہ محض انعام الٰہی ہے

حال: حضرت والا خادم نے درد کی اضطراری حالت میں جب یہ دُعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ابھی عافیت عطا فرمادیجئے اور جب مجھے اسی وقت عافیت نصیب ہوئی تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے جو لوگ اس وقت موجود تھے ان پر ظاہر کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمادیا اور میرا درد بالکل جاتا رہا اور دیر تک میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا

کرتا رہا اور یہ شعر پڑھتا رہا:

ع اے خدا قربان احسانت شوم الخ

اس طرح میں نے جو اپنا حال ظاہر کیا تو یہ میرے لیے مضر تو نہیں؟

تحقیق: اس کے ساتھ ہی اگر اس کا بھی دل سے استحضار رہے اور زبان پر تکرار رہے کہ میں اس قابل نہیں محض انعام ہے تو پھر مضر ہونے کا احتمال نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ بیان کے وقت یہ احتمال نہ ہو کہ سامع مجھ کو مقبول سمجھے گا ورنہ سکوت ضروری ہے۔ اسی طرح اس واقعہ کا بار بار ذکر کرنا پُر خطر ہے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

سری نماز میں امام کے پیچھے قلب کا ذکر کی طرف مائل ہونا محمود حالت ہے

حال: عرض یہ ہے کہ بعض مرتبہ سری نماز میں امام کے پیچھے جب ہاتھ باندھ کر فارغ ہوتا ہوں تو قلب خود بخود ذکر کی طرف مائل ہو جاتا ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر لاالٰہ الاّ اللہ جاری ہے؟

تحقیق: محمود حالت ہے اس میں تغیر کی ضرورت نہیں' البتہ زبان کو حرکت نہ ہو اور اگر بجائے دوسرے اذکار کے سورہ فاتحہ کے الفاظ کا تخیل ہو تو زیادہ بہتر ہے اور اگر اس میں تکلف ہو تو پھر اس حالت موجودہ کا بھی مضائقہ نہیں۔

ترک سلام کی غلطی پر تنبیہ

(نوٹ) ایک خط آیا جس میں القاب و آداب کے بعد سلام تک نہ تھا اور دُعا کی درخواست تھی اس کا جواب حسب ذیل گیا:

تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر سلام لکھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کیا آفت آ گئی۔

جس واقعہ میں احتمال یا شبہ ہو استغفار سے تدارک کرنا چاہیے

حال: جب کسی واقعہ کو بیان کرنا چاہتا ہوں تو عادتاً یا طبعاً خواہ مخواہ اس واقعہ کو مؤثر بنانے کیلئے اپنی جانب سے کچھ کم و بیش کر دیتا ہوں کیا یہ اضافہ جھوٹ اور تلبیس کی حد کو نہیں پہنچتا ہے؟

تحقیق: اس تحقیق میں نہ پڑیئے بلکہ جہاں اس کا احتمال اور شبہ بھی ہو استغفار سے تدارک کیجئے۔ (النور' شعبان ۵۶ ۱۳ھ)

نماز قضا کا جرمانہ مناسب

حال: خادم کے ایک بزرگ دوست کا خط آیا تھا کہ سرکاری کام کے انہماک میں فرض نماز قضا ہوگئی، دوروز تک خادم جواب سوچتا رہا لیکن کوئی جواب خیال میں نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور قلم ہاتھ میں لیا، لکھا گیا کہ جرم قابل درگزر نہیں ہے دو آنہ جرمانہ اس طرح کہ ایک پیسہ روز خیال جرمانہ کر کے کنوئیں میں یا دریا میں ڈال دیا کرو، وہاں سے جواب آیا کہ تعمیل کی گئی، اب بفضلہ کسی مستحب کا بھی ناغہ نہیں ہوتا، اب حضور والا یہ خیال آیا کہ یہ اسراف بے جا کا خادم مرتکب تو نہیں ہوا اب جیسا حضور ارشاد فرماویں؟

تحقیق: علاج تجویز کردہ تو مناسب تھا مگر طریق علاج خلاف شرع تھا، جن بزرگوں سے ایسے واقعات منقول ہیں وہ محتاج تاویل ہیں اور تاویلات میں اتباع نہیں ہوتا، مساکین کو دینا چاہیے تھا، رہا اس پر جو نفع مرتب ہوا یہ دلیل مشروعیت کی نہیں۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

امام جہری قرأت نہ کرے تو مقتدی خیالی الفاظ کی طرف توجہ رکھے

حال: حضور نماز میں جب منفرد ہوتا ہوں یا جماعت کے ان ارکان میں جن میں مقتدی کو پڑھنا ہوتا ہے اس پڑھنے کے کلمات کی طرف توجہ رکھتا ہوں تاکہ حضور قلب رہے، اسی طرح جہری قرأت والی نماز کے قیام میں امام کی قرأت کی طرف توجہ رکھنے سے حضور قلب ہوتا ہے۔ اب دریافت طلب حضور سے یہ ہے کہ جن رکعتوں میں امام جہر سے قرأت نہیں کرتے ان رکعتوں کے قیام میں حضور قلب کے لیے کون سا طریق اختیار کروں؟

تحقیق: خیالی الفاظ کی طرف توجہ رکھی جاوے۔ **"حدیث اقرأبھا فی نفسک"** یا فارسی کا ایک محمل اس کی اصل بھی ہو سکتی ہے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۶ھ)

سلوک کی کتابیں مبتدیوں کے لیے نہیں

حال: کتاب تعلیم الدین میں ارقام ہے کہ طریق شغل اسم ذات اور پارچہ کاغذ میں شکل قلب صنوبری سرخی سے کھینچ کر درمیان میں لفظ اللہ طلائی یا نقرئی کتبہ کر کے تصور کیا جاوے؟

تحقیق: سلوک کی کتابیں مبتدیوں کے لیے نہیں ہیں، مشائخ کے لیے ہیں کہ وہ تعلیم

طالبین میں اس سے مدد لیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

معمولات پر قائم رہنا بڑی نعمت ہے' گو تغیر محسوس نہ ہو

حال: مرشدی و مولائی آدام اللہ ظلکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
عرض ہے کہ خادم اپنے معمولات پر قائم ہے لیکن اپنی حالت میں کوئی تغیر نہیں محسوس کرتا ہے؟

تحقیق: تو ضرر کیا ہے اگر کوئی بچہ کہے کہ میں اپنی نشو و نما محسوس نہیں کرتا اس کو کیا جواب ملے گا بس وہی جواب ہے۔

حال: حالت سے مراد یہ ہے کہ ذکر و فکر سے وقار' تواضع مسکنت خاموشی اور حزن اتنا نمایاں پیدا ہونا چاہیے جس سے سالک کو معلوم ہو سکے کہ ذکر کے یہ آثار ہیں؟

تحقیق: اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے؟ کیا یہ آثار مقصود ہیں اور کیا مقصود کا ظاہر ہونا بھی ضرور ہے اور حل اس مقام کا یہ ہے کہ جو چیز محسوس ہو سکتی ہے وہ احوال و کیفیات ہیں اور وہ مقصود نہیں۔ جیسا اپنے محسوس میں محقق ہوا ہے اور جو چیز مقصود ہے یعنی قرب و رضا وہ محسوس نہیں اب کیا سوال رہا۔

حال: یوں تو خدا کے فضل و کرم سے کچھ نہ کچھ یہ آثار قلب میں موجود ہیں لیکن ان حالات میں دوام و استمرار نہیں؟

تحقیق: یہ سب دعاوی بلا دلیل ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کامل ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں' دوام ایسے آثار کا وہاں بھی نہ تھا۔

حال: تنہائی رہے تو یہ حالت بفضلہٖ موجود رہتی ہے لیکن جس وقت اختلاط ہوا سب کا ذہول ہو جاتا ہے اور ہنسنے بولنے کی معمولی حالت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ سب اوہام ناشی ہیں ناواقفی سے کما سبق انفاً

حال: اور جب اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو اپنے کو بالکل کورا پاتا ہوں؟

تحقیق: کورتو نہیں پاتے کیا یہ تھوڑی نعمت ہے۔

حال: سالہا سال سے کوشش تکمیل اعمال' اختیار تقویٰ میں مصروف ہوں لیکن کامیابی مقصود' نامرادی پر قلق کرتا ہوں توبہ اور توبہ شکنی پر قلق' فکر تخلیہ قلب و حصول یکسوئی اور اس میں ناکامیابی ان ادھیڑ بن میں زمانہ گزرتا چلا جاتا ہے لیکن کوئی حالت ایسی پیدا نہیں ہوتی ہے

جس سے صاف اندازہ ہوکر یہ حالت حاصل ہوگئی؟

تحقیق: یہ تمام اوہام ہیں۔ کَمَامَرَّ بلکہ ایک گونہ اپنے کو ایک عالی درجہ کا مستحق سمجھنا ہے جیسے کوئی بہت ادنیٰ درجہ کا شخص کہے کہ اتنے روز ہوگئے شاہی خدمت کرتے ہوئے مگر اب تک بادشاہ نے اپنا داماد نہیں بنایا' کیا یہ گستاخی نہیں؟ خوب کہا گیا ہے:

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ   بر نتابد کوہ را یک برگِ کاہ

حال: ان کیفیات کے علاوہ ایک خاص قسم کا قلق یہ پیدا ہوگیا ہے کہ جسمانی تکلیف کی حالت میں مثلاً بخار' دردسر وغیرہ یا ہجوم تردد وافکار کی حالت میں ذکر لسانی ......اور ذکر قلبی دونوں مفقود ہوجاتے ہیں اور توجہ الی اللہ کے بجائے توجہ الی المرض اور توجہ الی المقصود ہوجاتی ہے؟

تحقیق: اختیاراً یا اضطراراً

حال: عقل تو یہ کہتی ہے کہ دُکھ درد کی حالت میں توجہ الی اللہ زیادہ ہونا چاہیے لیکن برعکس اس کے تکلیف کی حالت میں توجہ الی اللہ بالکل مفقود ہوجاتی ہے اور ہر وقت صحت اور اسباب صحت پر نظر رہتی ہے اس حالت کا کئی بار مشاہدہ کرنے کے بعد میں نے حضور والا کی خدمت میں یہ حالت پیش کی ہے اور اپنے پندار میں اس حالت کو بے حد ناقص اور قابل اصلاح سمجھ کر حضور والا سے اس کا علاج دریافت کرتا ہوں؟

تحقیق: عقل کا یہ فتویٰ خود اختراع ہے عقل کا اور حقائق سے اور طبیعت کے احکام سے اس کی ناواقفی ہے جاہل کے فتویٰ پر عمل خود گمراہی ہے۔

حال: ان حالات پر غور کرتا ہوں تو خوف ہوتا ہے کہ مرض الموت کی حالت میں اگر یہی حالت رہی تو بجائے شوق لقاء اللہ کے تمنائی دنیا کی حالت میں روح نہ پرواز ہو؟

تحقیق: قرب موت کو دنیوی زندگی کی حالت پر قیاس کرنا بھی ناواقفی ہے۔

حال: خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اعمال پر مواظبت ہے' دنیا کی حرص قلب میں نہیں ہے' طبیعت میں قناعت ہے آئندہ کی فکر نہیں ہے کہ کیا ہوگا' فکر ہے تو حسن خاتمہ اور حسن عمل کی؟

تحقیق: کیا ان ہی نعمتوں کا شکر یوں ادا کیا گیا ہے کہ اپنے محسن کے تصرفات کو ناگوار اور ناپسند کیا گیا ہے اور اپنی تجویز کو تجویز محبوب پر ترجیح دی گئی ہے خدا برا کرے جہل کا

گر طرب را باز دانی از بلا پس زبوں وسوسہ باشی دلا

نوٹ: اگر میرے سابق خطوط کا اکثر مطالعہ کیا جائے یا مواعظ کا تو اُمید ہے کہ ان سب اوہام کا قلع قمع ہو جاوے اور سب کا جواب ملے مگر کاہل مریض شکایت کو آسان سمجھتا ہے اور دوا کو مشکل مگر اس ناشکری کا انجام بہت خطرناک ہے۔ اس خط کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ مواعظ کا مطالعہ نہیں کیا جاتا' تدبر سے نہیں کیا جاتا' بس ہر وقت تخیلات کو امام بنالیا ہے' بہت جلد اس کوتاہی کا تدارک کرنا چاہیے ورنہ کفران سے خذلان کا اندیشہ ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

صرف مجملاً دعائے عافیت دارین کرنا خلاف سنت ہے

حال: حضور والا کچھ عرصہ سے یہ خیال غالب ہے کہ مختلف قسم کے بہت سے مقاصد کے لیے خود دعا کرنا یا دوسرے سے اپنے حق میں دعا کرانا نافع نہیں ہے جتنا نافع مجملاً خود اپنے لیے صرف عافیت دارین کی دعا کرنا یا دوسرے سے دعا کرانا ہے جبکہ ہر بات سے اصل مقصود عافیت ہی ہے اور بلا عافیت ہر حال میں مقصود فوت ہوتا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ یہ خیال یا مذاق طبیعت غلط اور بُرا تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ مذاق خلاف سنت ہے کیونکہ احادیث میں کثرت سے ایسی جزئیات کا سوال وارد ہوا ہے چنانچہ ہرم اور مغرم اور فقر اور ذلت اور صمم وبکم وجنون وجذام اور سیٔ الاسقام اور حزن اور شماتت الاعداء اور فاقہ اور ہدم اور تردی ولدغ الحیۃ وجار سوء وجوع وبرص وسیل وبعیر صول وہم وغم وسبع وحرق وغرق وضرور سے استعاذہ آیا ہے اور تمتع بالسمع والبصر وصحت ووسعت رزق وغنا ونصر علی الاعداء ونظائرہا کا سوال آیا ہے۔ نیز ملح وشع نعل کے سوال کا امر وارد ہے اگر اس مذاق کو صحیح مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ نصوص میں غیر افضل کی تعلیم دی گئی ہے۔ وھذا کما تری. البتہ بعض حکمتیں جوامع ادعیہ میں بھی ہیں جن کی تفتیش کی حاجت نہیں' ماثور کا اتباع کافی ہے بطور احتمال کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جزئیات میں اگر کوئی ضروری سوال متروک ہو جاوے کُلیات سے اس کا تدارک ہو جاوے اور راز جزئیات کے سوال میں یہ ہے کہ دُعا سے صرف مسئول کا حصول ہی مقصود نہیں جس میں اس مذاق کی گنجائش ہو سکے بلکہ اس کے ساتھ

ایک دوسرا مقصود بھی ہے اور وہ اظہار ہے اپنے ضعف و عجز و افتقار و انکسار کا اور یہی وجہ ہے دعا کے فضائل عظیمہ کی ورنہ محض اس کا ذریعہ عطائے مسئول ہونا خصوص جب وہ مسئول حصول دنیا ہوا گرچہ مباح ہو ایسے فضیلت عظیمہ کا سبب نہیں ہوسکتا اور یہ دوسرا مقصود جزئیات کے سوال میں اوضح واقویٰ ہے۔ چنانچہ بہ نسبت اس اجمال کے کہ میرا پیٹ بھر دو اس تفصیل سے سوال کرنا کہ مجھ کو چار روٹی دے دو اور ایک پیالہ سالن کا دے دو اور ایک آبخورہ پانی کا دیدو' عرفاً سائل کی زیادہ ذلت وخست و دناءت پر دال ہے اور جس قدر سائل اپنی ذلت زیادہ ظاہر کرتا ہے اسی قدر وہ ذلت جالب ترحم ہوتی ہے اور بعض حکمتوں سے جوامع ادعیہ کی محبوبیت اس تحقیق کے منافی نہیں۔ ولکل مقال مقام۔ واللہ اعلم (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ)

ہدیہ کا ردقبول نیت پر موقوف ہے

حال: فجر اور عشاء کی نماز میں گریہ بہت طاری ہوتا ہے۔ احقر جس کو بہت ضبط کرتا ہے صرف آنسو جاری ہوتا ہے ایک دفعہ گریہ دیکھ کر ایک آدمی نے ایک روپیہ ہدیہ دیا جس کو احقر نے رد کیا۔ اب ڈر لگتا ہے کہیں دل شکنی کا گناہ نہ ہوا ہو ان کو احقر پہچانتا نہیں ہے۔ احقر گنہگار ہوا یا نہیں اگر گنہگار رہا تو کیا کرے تلاش کر کے معافی چاہے یا فقط ان کے لیے دعا کرے' جواب سے سرفراز فرماویں؟ تحقیق: نیت واپسی میں کیا تھی اس کو دیکھا جاوے اسی پر حکم ہوگا۔

دوسرا خط: حال: احقر کی نیت ہدیہ کے واپس کرنے میں حضرت والا کے قاعدہ کی تابعداری تھی کہ بغیر تعارف حضور ہدیہ نہیں قبول فرماتے اس لیے احقر نے واپس کر دیا کہ اس سے تعارف نہ تھا؟

تحقیق: مگر میرے یہاں تو مستثنیات بھی ہیں جن کا خلاصہ تیقن اخلاص ہے اس کے تیقن کے وقت عدم تعارف مانع نہیں ہوتا اور اس تیقن کا ادراک وجدان غیر مشہوب بالغرض سے ہوتا ہے البتہ عدم تیقن یعنی تردد کے وقت عدم تعارف مانع ہوتا ہے۔ اب اس کا فیصلہ خود آپ کا کام ہے۔

ضعف بیماری کا عذر رحمت ہے

حال: حضرت والا احقر یوں تو ۱۲ ر شوال سے نزلہ زکام میں مبتلا تھا لیکن تقریباً

۱۵ ارشوال سے بخار' کھانسی' درد پسلی' درد معدہ میں مبتلا ہو گیا' غذا مدت تک بند رہی' ضعف و غفلت میں ترقی اس درجہ ہوئی کہ علاوہ معمولات کے چند نمازیں بھی فوت ہوئیں۔ حضرت اقدس کی دعا سے اب اصلی امراض سے تو افاقہ ہو گیا ہے لیکن ضعف اور کھانسی باقی ہے۔ ضعف اس درجہ ہے کہ سوا نماز کے نہ مدرسہ میں تعلیم کا کام ہو سکتا ہے نہ کوئی معمول ادا ہو سکتا ہے کل سے امتحاناً تلاوت قرآن شروع کی' تین رکوع سے زیادہ طبیعت پر گراں محسوس ہوئی مناجات مقبول کی نصف منزل پڑھی' دعائے مغفرت فرماویں کہ اللہ تعالیٰ احقر کے گناہ معاف فرمادے' بعد صحت جو ترک اعمال ہو رہا ہے یا تو ضعف طبعی کا اثر ہے یا کچھ مدت معمولات ترک ہونے سے قلب میں مرض قساوت پیدا ہو گیا ہو اس کا یہ اثر ہے' واللہ اعلم

تحقیق: تعجب ہے رحمت کو زحمت اور نعمت کو نقمت سمجھا گیا' عذر میں ناغہ پر تو بنص حدیث اجر موعود ہے۔ (النور' ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

جو چیز فرض عین نہ ہو اس کے درپے نہ ہونا چاہیے

حال: چند روز میں اوقات مقررہ سے معمولات بوجہ کاہلی یا بوجہ کار دُنیا ٹل جاتا ہے' شدہ شدہ موقوفی پر نوبت آ جاتی ہے؟ تحقیق: کیا کوئی ضروری جزو دین کا فوت ہوتا ہے اور قصد سے۔

حال: اس پر خود کو قلق بھی ہوتا ہے اور ملامت بھی کرتا ہوں؟ تحقیق: کیا یہ کسی شمار میں نہیں۔

حال: مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا؟ تحقیق: وہی سوال ہے کہ کونسا جزو دین کا فوت ہوتا ہے اور قصد سے؟

جانے آنے میں کوئی وعظ پڑھ کر سنانا مناسب ہے زبانی کہنے سے

حال: احقر کا معمول ہے کہ جب کوئی عورت گھر میں آ جاتی ہے یا کہیں مجھے جانا پڑتا ہے تو بجائے اس کے کہ فضول لغویات میں وقت ضائع ہو' میں کوئی مسائل وغیرہ چھیڑ دیا کرتی ہوں' اس امر میں جو حضور انور کا ارشاد عالی ہو ہدایت فرماویں' انشاء اللہ تعالیٰ بسر و چشم تعمیل کروں گا؟

تحقیق: زبانی مناسب نہیں البتہ کسی رسالہ یا کسی وعظ کی عبارت پڑھ کر اس کے مطلب کی تقریر کر دینے کا مضائقہ نہیں۔ (النور' جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

تصنیفی شغل، دین کا نعمت ہے

حال: حضرت نے گزشتہ عریضہ کے قبل کے جواب میں اشارہ فرمایا کہ کچھ تصنیف وتالیف کا ایسا مشغلہ رکھوں جس سے دماغ پر زیادہ بار نہ ہو، حضرت کے اس اشارہ نے ہمت تو یقیناً اور زیادہ کر دی لیکن اپنی علمیت کا حال یہ ہے کہ کہنے کو تو علوم دینیہ میں فراغت حاصل کی لیکن دلچسپی زیادہ تر کیا تمام تر کہنا چاہیے کہ جدید فلسفہ سے رہی اور اسی کی نوکری ملی، کڑوا کریلا نیم چڑھا جو کچھ لکھا اسی فلسفہ کے سلسلہ میں اور اب جو کچھ لکھ سکتا ہوں اسی کے متعلق؟

تحقیق: عین مقصود ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ مضرت کو آلہ منفعت فرمادیا جس سے گزشتہ ظلمت و کدورت کا کفارہ اور آئندہ کے لیے طاعات وحسنات کا ذخیرہ ہو گیا۔ "اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ" کا ایک منظر اور عارف رومیؒ کے اس ارشاد کا کہ

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی   گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی

ایں چنیں مینا گریہا کارِ تست   ایں چنیں اکسیر ہاز اسرار تست

ایک مظہر ہے۔ ضرور اس کا سلسلہ کم وبیش جاری رکھیے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ)

نماز میں تصور کہ حق تعالیٰ میرے سامنے ہیں کام کرنا چاہیے

حال: ادب کی حالت میں آزادی سے کام کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کے تصور کو ہٹانے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا اور ادب کی وجہ سے کام ہو نہیں سکتا ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

تحقیق: کام کرنا چاہیے اس تصور کے ساتھ کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ کام جاری رکھوں۔ اس وقت دونوں امر کا اجتماع مشاہدہ ہو جائے گا اور کوئی اُلجھن نہ ہوگی۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ)

صبر کی دُعا بلاء کی دُعا ہے

حال: حضرت عالی دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائیں؟

تحقیق: راحت وعافیت کی دُعا کرتا ہوں اور کرنا چاہیے پھر خواہ وہ بصورت صبر ہی عطا ہو اور خود صبر کی دُعا بلاء کی دُعا ہے۔ چنانچہ یہ مضمون ایک حدیث میں بھی آیا ہے:

رواه الترمذی من حدیث معاذ قوله صلی اللّٰه علیه وسلّم لمن سمعهٗ

يقول اللّٰهم اِنّیٓ اسئلک الصبر فقال سئلت اللہ البلاء فَسَئلُہ العافية كذا فی تخريج العراقی لاحاديث الاحياء.

اور نصوص میں جو دعائے صبر آئی ہے اس کا ایک محل تو یہ ہے کہ وہاں یا صبر علیٰ البلاء مراد نہیں ہے صبر علیٰ الطاعت یا عن المعاصی ہے اور یا اگر صبر علیٰ البلاء ہے تو مستقلاً و مقصوداً نہیں ہے بلکہ یا تو عافیت کی دُعا کے ساتھ اس کو جمع کیا گیا ہے پھر جو صورت اس کے لیے علم الٰہی میں مصلحت ہوگی اس کا وقوع ہو جاوے گا اور یا وہ مقدمہ ہے کسی مقصود کا خود اصل مقصود نہیں جیسے عسکر طالوت کی دُعا۔ "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ" یا سحرہ فرعون کی دُعاء "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ" کہ ایک جگہ ثبات فی الجہاد وغلبہ علی الکفار اور ایک جگہ ثبات علی الایمان ورضا وتفویض مقصود بالدعاء ہے اس کی تائید حدیث "لاتتمنّو القاءَ العدوّ فاذا القيتموهُم فاصْبروا" سے ہوتی ہے کہ جہاد جو کہ اعظم الطاعات ہے مگر اس کا وقوع احیاناً مستلزم ہے تضرر عن العدو کو اس لیے مقصوداً اس کی تمنا سے نہی ہوگئی کہ اس میں من وجہ تمنا ہے تضرر کی اور وقوع کے وقت صبر کا امر فرمایا گیا۔ اسی طرح صبر کی طلب بلا کی طلب ہے لیکن وقوع بلا کے وقت صبر کا امر ہے۔ البتہ جو بلا وقوع کے بعد عادۃً مرتفع نہ ہوتی ہو جیسے کسی محبوب کی موت' وہاں خود صبر مشابہ مقصود مستقل کے ہوسکتا ہے گو اصلی مقصود وہاں بھی رضاء بالقضاء ہے مگر یہ سب متقارب ہیں اس لیے ایک کی مقصودیت کو دوسرے کی مقصودیت کہہ سکتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہاں عافیت بمعنی رفع بلا مقصود نہیں اس لیے صبر کو اس مقصود کا مقدمہ نہیں کہہ سکتے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

قرآن کے یاد ہونے کی دُعا مانگنا اور سر پر روشنی ہونا حالت محمودہ ہے

حال: نماز عشاء ختم کر کے نہایت عاجزی اور خلوص کے ساتھ دعا مانگنے کے لیے سجدہ میں گر پڑی' آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ دعا مانگ رہی تھی کہ یا اللہ آپ کے فضل و احسان سے جو نعمتیں کہ اس وقت پہنچ رہی ہیں میں ان کا شکریہ اگر ساری عمر ادا کروں تو نہیں کر سکتی لیکن اپنی نعمت خاص قرآن کریم بھی مجھے عطا فرما۔ دوسری دفعہ بوسیلہ حضور پُرنور صلی

اللہ علیہ وسلم کے یہ دُعا مانگی ۔ تیسری دفعہ حضرت (مکتوب الیہ) کے وسیلہ سے یہ دُعا مانگی' ان تینوں حالتوں میں دُعا کرتے وقت بندی کے سر پر نور چھا گیا جس کی روشنی صرف سر پر ہی تھی' میں بالکل بیداری کی حالت میں تھی' روشنی ہونے پر غور سے مشاہدہ کیا دل پر بوجھ اور خوف طاری ہوگیا اور ڈر کے مارے دوسرے کمرہ میں جانے کا ارادہ کیا تو خیال ہوا کہ وہاں بھی یہ حالت ہو جائے گی استغفار پڑھنا شروع کر دیا اور پڑھتے ہی اُٹھ کر دوسرے کمرے میں بچوں کے پاس چلی گئی ۔ حضرت ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا' نیز نہ ہی اُس کو مطلوب و مقصود سمجھتی ہوں' صرف حالات حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کرتی ہوں؟

تحقیق: ایسے حالات محمود ہیں اور نیک علامات ہیں ان پر شکر کرنا چاہیے مگر چونکہ مقصود نہیں ۔ لہٰذا ان کی حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ۔ (النور' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

بعض وقت اختیاری اور غیر اختیاری کا پتہ نہیں چلتا تو ہر ایک کا حق ادا کیا جائے

حال: نماز' تلاوت اور ذکر میں یہ حالت بڑی شرمناک معلوم ہوتی ہے ۔ حدیث نفس کا مرض بھی بدستور بلکہ روز افزوں ہے وہ بھی نماز وغیرہ کسی حالت میں پیچھا نہیں چھوڑتا' اس حد تک کا فیصلہ میرے لیے مشکل ہوگیا کہ ان باتوں کو کہاں تک میں اپنے لیے اختیاری سمجھوں اور کہاں تک غیر اختیاری' بعض وقت خیال ہوتا ہے کہ بالکل اختیار سے باہر ہیں اور بعض وقت معلوم ہوتا ہے کہ نہیں عزم سے دور ہو سکتی ہے مگر یہ عزم ناکامی پر ختم ہوتا ہے؟

تحقیق: اتنی کاوش کا عبد مکلّف بھی نہیں' معتدل فکر سے جو چیز اختیاری معلوم ہو مقاومت کرے جب عاجز یا کالعاجز ہو جاوے تو دونوں احتمالوں کا حق ادا کرے ۔ غیر اختیاری ہونے کے احتمال پر تو صبر کرے کہ مجاہدہ ہے اور اختیاری ہونے کے احتمال پر استغفار اور دعائے ہمت و قوت کرے اور اس کی نظیر فقہیات میں ماء مشکوک سے وضو کے ساتھ تیمّم جمع کرنا ہے اس میں سب احکام کی رعایت ہو جائے گی اور کاوش کے غلو سے (کہ ایک درجہ میں منہی عنہ بھی ہے ۔ "کماقال علیہ السلام من شاق شاق اللّٰہ و کان الحافظ "ترجمہ بقولہ

گفت آساں گیر برخود کارہا کز روئے طبع   سخت میگردد جہاں بر مردمان سخت کوش

اور موجب تشویش بھی (کما ھو مشاھد) محفوظ رہے گا ۔ (النور' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

عجز وعبدیت نصیب ہونا حق تعالیٰ کا بڑا انعام ہے

حال: البتہ عجز وعبدیت کا ایک سبق مسلسل ملتا رہتا ہے اور جو کچھ امید رہ گئی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کیا عجب ہے کہ دیگر معاملات کی طرح اس باب میں بھی اس کی رحمت کا ظہور حضرت کی دعا ہی کے واسطے سے ہو اس لیے اپنی سپر ڈال کر بس حضرت کی دُعا اور اس کی رحمت کا امیدوار ہوں؟

تحقیق: یہ ثمرہ کتنا بڑا انعام ہے اور اس کا سمجھ میں آ جانا انعام علیٰ انعام ہے۔ "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" کے مقتضاء پر ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر رحمت ہی کا ترتب متوقع ہے۔

(النور، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

عمداً مصلح کو اطلاع نہ دینا یہ زلات طریق سے ہے

حال: میں نے عمداً درمیان میں کوئی خط نہیں لکھا تا کہ میں دیکھ سکوں کہ میں اپنے وعدہ پر کہاں تک رہتا ہوں' خدا کا شکر ہے کہ بیماری کے سوا میں عموماً تہجد کی نماز اور بعد از مغرب چار نفل رکعات کا پابند رہا ہوں؟

تحقیق: اس مصلحت سے اطلاع حالات میں تاخیر من جملہ زلات طریق کے ہے بعض اوقات خود اطلاع کو بھی وفاء عہد میں دخل ہوتا ہے۔ کیا طبیب کو تکمیل صحت کے انتظار میں حالات کی اطلاع نہ دینا خلاف اصول علاج نہیں جبکہ طبیب نے ایسا مشورہ نہ دیا ہو' پھر معیار امتحان نوافل کے التزام و دوام کو قرار دینا یہ ذلت سے بڑھ کر عدم علم طریق کی دلیل ہے اس کا تدارک تو شرائط واجبہ سے ہے۔

جماعت کی پابندی' فرائض کا اہتمام' معاصی سے اجتناب ہونا اس کو سلطنت میں بھی مضر نہیں

حال یکے از مجازین: حضرت مدت سے خیال تھا کہ جلد فارغ ہو کر اللہ کے ذکر اور آخرت کی فکر میں مشغول ہو جاؤں مگر ہنوز کاروبار میں گھرا ہوا ہوں البتہ خدا کا فضل ہے کہ جماعت کی پابندی فرائض کا اہتمام' معاصی سے اجتناب کا خیال رہتا ہے؟

تحقیق: تو اس حالت میں کاروبار تو کیا سلطنت بھی مضر و مخل مقصود نہیں۔ کیا حضرات خلفائے راشدین نے سلطنت نہیں کی۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

حضور قلب کا نہ ہونا لوازم عادیہ طریق سے ہے

حال: ایک عرصے سے دماغ پر بعض خیالات وافکار کے تسلط سے حضور قلب کی سعی میں ناکامی بہت رہتی ہے اور سفروں اور جمعیت خاطر کے ساتھ ایک جگہ نہ رہنے سے معمولات میں شوق میں خلل اور علاج غیظ میں فرق پڑ گیا' پھر اب کوشش کر رہا ہوں مگر وہ برکت معلوم نہیں ہوتی' اس لیے دعائے خاص کا طالب ہوں خصوصاً قوت ہمت کے لیے؟

تحقیق: ایسے تغیرات اکثر اسباب سے اور احیاناً بلا اسباب بھی لوازم عادیہ طریق سے ہیں۔ مگر اس کی پروا نہ کی جائے۔ ملتزمات اختیاریہ کو جاری رکھا جائے' بتدریج سب حالات دل خواہ ہو جاتے ہیں جس کی مدت کی تعیین اختلاف استعداد کے سبب نہیں ہو سکتی' دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

عمل کے وقت قصد ضروری ہے

حال: حضور کی تعلیم کے مطابق عمل کرتا ہوں لیکن بعض اوقات استحضار نہیں رہتا؟

تحقیق: اپنی طرف سے اس کا قصد ضروری ہے پھر خواہ رہے یا نہ رہے۔ (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

مرض روحانی کا علاج ایسا ہو کہ پھر عود نہ کرے' ایسا سوال جہل ہے

حال: چند دن سے یہ ایک امر بندہ پر دشوار گزرا اور بندہ کی ساری کوشش ختم ہوئی مگر کسی طرح نجات نہیں ملتی وہ یہ کہ جس مرض کا علاج حضرت سے کرایا اور وہ مرض جاتا رہا اور اس سے مطمئن ہو گیا مگر دو چار ماہ تک اس کا کوئی اثر نہیں پایا' ناگاہ وہ مرض نمودار ہو کر بندہ کو گرفتار کر لیتا ہے اور بندہ مغلوب ہو کر گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جب گناہ صادر ہو جاتا ہے تو اس وقت اتنا خوف طاری ہوتا ہے گویا کہ مایوسی اور محرومی یقینی نظر آتی ہے؟

تحقیق: اگر کسی کو بخار آوے اور طبیب کا نسخہ استعمال کرنے سے جاتا رہے تو کیا یہ بھی علاج کے لوازم میں سے ہے کہ پھر بخار عود نہ کرے یا اگر عود کرے پھر نسخہ استعمال کر لے یا

طبیب سے بجائے استعمال نسخہ کے یہ سوال کرے کہ میں اب کیا کروں جس سے کبھی عمر بھر بھی مرض عود نہ کرے، کیا ایسا سوال جہل نہ ہوگا؟ خاص کر جب وہ عود اپنی غفلت اور بد پرہیزی سے ہو تو اس وقت اپنے نفس سے سوال مناسب ہے یا طبیب سے یا طبیب سے دعا کرا کر یہ اعتقاد جائز ہے کہ اس دعا کے بعد باوجود میری بے احتیاطی کے مرض عود نہ کرے گا۔ کیا یہ اعتقاد بھی جہل نہ ہوگا۔ (النور، صفر ۱۳۵۹ھ)

تحصیل روزی کیلئے مطب اختیار کرنا اگر دین کیلئے مضر نہ ہو تو جائز ہے

حال: (۱) زید تحصیل رزق کے لیے مطب اختیار کرتا ہے اور صرف اپنے مقرر کردہ اوقات کی پابندی کرتا ہے اور صرف اس قدر تدبیر اپنے ذمہ واجب سمجھتا ہے اس کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کو قسمت پر محمول کرتا ہے؟

تحقیق: اگر یہ صورت غالب اوقات میں زید اور اس کے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے کافی ہو جاتی ہو تو ادائے واجب کے لیے کافی ہے اور افضل بھی ہے۔

حال: (۲) عمرو تحصیل رزق کے لیے مطب اختیار کرتا ہے اور علاوہ مقرر شدہ اوقات کی پابندی کے وہ اشتہار بھی دیتا ہے کہ میں فلاں مقام پر مطب کرتا ہوں اور ان امراض کا خاص طور پر علاج کرتا ہوں وہ اس قدر تدبیر کرنا اپنے ذمہ واجب سمجھتا ہے اس کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کو قسمت پر محمول کرتا ہے؟

تحقیق: اگر پہلی صورت ضروریات کے لیے کافی نہ ہو تو پھر اس صورت کو ضروری کہیں گے ورنہ غیر ضروری گو جائز ہو۔

حال: (۳) بکر تحصیل رزق کے لیے مطب اختیار کرتا ہے علاوہ مقرر کردہ اوقات کی پابندی کے اشتہار بھی دیتا ہے اور لوگوں سے اپنے مطب کے لیے اپیل بھی شائع کراتا ہے، اخراجات نہ نکل سکنے پر وہ مختلف شہروں میں مطب تبدیل کرتا ہے اور پھر بھی یہ خیال کرتا ہے کہ اب بھی تدبیر پوری نہیں ہوئی، شاید کسی اور شہر میں مطب کرنا اس کو راست آجائے اور آمدنی میں اضافہ ہو جائے؟

تحقیق: ظاہراً یہ غلو ہے گو اگر دین کو مضر نہ ہو جائز ہے لیکن ضرر کا اندیشہ ضرور ہے۔ البتہ اگر بدوں اس کے ضروریات مہیا نہ ہو سکیں تو معذور ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

منصوص دعاؤں کا اثر ظاہر نہ ہونا اس میں عبدیت وتفویض کا امتحان ہے

حال: منصوص دعائیں اور اوراد پڑھ رہا ہوں مگر ان کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا؟

تحقیق: اس انتشار کا منشاء یہ ہے کہ ادعیہ کے اثر کو ادویہ کے اثر پر قیاس کیا جاتا ہے اور یہی غلطی ہے سنت اللہ دونوں جدا جدا ہیں۔ دوا کی تاثیر کے شرائط وموانع کم ہیں، دعا کے زیادہ ہیں جس میں بہت حکمتیں ہیں۔ ایک بین حکمت یہ ہے کہ دعا عبادت ہے جس کی روح عبدیت ہے اگر یہ فوراً قبول ومؤثر ہو جاتی تو اس میں عبدیت وتفویض کا امتحان نہ ہوتا۔ واللہ اعلم۔ اور اگر وہ اثر آخرت میں موعود ہے تو پھر یہ سوال ہی متوجہ نہیں ہوتا۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

بعض اساتذہ یا ان کی اولاد وغیرہ کا پریشان ہونا' اس کا علاج

حال: (یکے از اہل علم واہل اجازت) احقر بہت زیادہ پریشان ہے بے نماز کو یا داڑھی منڈانے والے کو یا عام لوگ کسی کی نسبت مشہور کریں کہ یہ شخص بدمعاش' لونڈے باز یا رنڈی باز اور شرابی ہے یا سود خور ہے تو ان فساق لوگوں پر بہت سخت غصہ آتا ہے اور طبیعت بے حد پریشان ہوتی ہے مگر اسی وقت یہ خیال قصداً لاتا ہوں کہ شاید اس شخص میں کوئی ایسی خوبی بھی ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور میرے اندر کوئی عیب ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو جس کی وجہ سے میں مردود ہوں اور وہ لوگ اس خوبی کی وجہ سے مقبول ہوں۔ باوجود اس خیال کے بوجہ غصہ ان لوگوں سے سلام وکلام نہیں کرتا ہوں' ان لوگوں میں بعضے ایسے لوگ ہیں کہ میرے استاد ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ میرے استادوں کی اولاد ہیں ان لوگوں کا میں ادب لحاظ کچھ نہیں کرتا جس سے ان لوگوں کے جو حقوق مجھ پر ہیں وہ ضائع ہوتے ہیں' حضرت للہ تحریر فرمائیے کہ ایسی حالت میں میں کیا طریقہ اختیار کروں؟

تحقیق: فقہ واصول پڑھنے والا ایسے امور میں متحیر ومشوش ہو تعجب ہے۔ بہت سے معاملات ذو وجہین ہوتے ہیں۔ فقہاء دونوں وجہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ اول کے حصہ میں جو دونوں وجہوں کے حق ادا کرنے کے متعلق لکھا ہے ٹھیک ہے لیکن اخیر میں تذبذب کیوں ہوا۔ یہاں بھی دونوں وجہوں کا حق ادا کرنا ممکن ہے کہ دل میں نکیر ہو مگر ظاہری برتاؤ میں ان کا ادب کیا جائے۔ حدیثوں میں اس کے نظائر مذکور ہیں۔ البتہ اگر اعراض سے ان کی

اصلاح کی امید ہوتو اس کی بھی اجازت ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

معاشرت ومعاملات کے خلاف ہونے سے رنج ہونے کا علاج

حال: جب کسی کے معاملہ لین دین میں خرید وفروخت میں صفائی نہیں پاتا تو طبیعت میں بہت رنج رہتا ہے اور یہی بات گھر میں پاتا ہوں تو کہتا ہوں کہ گھر کا کام انتظام اور صفائی سے کیوں نہیں کیا جاتا یا کوئی بات اُدھوری اور فضول کیوں کہی جاتی ہے تو گھر میں اصلاح نہیں ہوتی بلکہ اہلیہ اس طرح سمجھانے کو بدخلقی سمجھ کر رنج کرتی ہے اور پھر بندہ کو دُونا رنج ہوتا ہے اور حالت افسردہ رہتی ہے کس طریقہ سے احتیاط کرنی چاہیے؟

تحقیق: کیا اس طریقے میں کوئی شبہ خلاف شرع ہونے کا ہے اگر ہے تو اس کو ظاہر کریں اور اگر نہیں ہے تو پھر دوسرا طریقہ کیوں تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر فضیلت یا راحت کے لیے دوسرے طریقہ کی تلاش ہے تو جتنے طریقوں پر عمل کر سکتے ہو سوچ کر لکھو تاکہ مجھ کو تعین میں آسانی ہو اور بدوں اس کے اگر میں نے بتلایا ممکن ہے کہ اس پر عمل مشکل ہو اور وہ واجب بھی نہ ہوگا جس کے لیے مشکل ہونا مانع نہیں کیونکہ واجب میں مشکل ہونا عذر نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

(کتاب) ''تبلیغ دین'' اقویا کیلئے ہے

حال: تعلیم الدین کا باب سلوک دیکھ رہا ہوں اس سے جو امراض اور عیوب اپنے اندر سمجھ میں آئے ہیں ان کو علیحدہ علیحدہ کاغذ پر لکھتا جاتا ہوں اس کے بعد ''تبلیغ دین'' دیکھنے کا قصد ہے اس سے سمجھ میں جو آوے گا لکھتا جاؤں گا' پھر ایک ایک کر کے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا' انشاء اللہ تعالیٰ؟

تحقیق: مناسب مگر یہ امر پیش نظر رہے کہ تبلیغ دین میں اقویا کے مذاق پر کلام کیا گیا ہے جس کا تحمل اس وقت کے ضعفاء کو نہیں اور علاج اس مذاق میں منحصر نہیں لہٰذا اس کو مقصود بالذات نہ سمجھا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

نماز میں سہو کا علاج احضار ہے نہ حضور

حال: حضرت والا جو نمازیں اکیلے پڑھتا ہوں اس میں سہو بہت ہوتا ہے اور اس کی

وجہ یہ ہوتی ہے کہ نماز کی طرف دھیان نہیں رہتا ہے' خیال اِدھر اُدھر رہتا ہے اس میں شبہ ہو جاتا ہے کہ دو رکعتیں ہوئیں یا تین' تین ہوئیں یا چار' اس کی کوشش تو نہیں کرتا کہ خیالات اِدھر اُدھر نہ جائیں لیکن بعض اوقات دل کو بہت رنج ہوتا ہے کہ میں یہ کیسی نماز پڑھتا ہوں اور تمنا کرتا ہوں کہ یکسوئی ودلجمعی کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہو جاوے؟

تحقیق: گو حضور اختیاری نہیں لیکن احضار اختیاری ہے جس قدر وسع میں ہو خواہ اس پر حضور مرتب ہو یا نہ ہو اس میں دو غلطیاں ہوتی ہیں۔ ایک احضار کا قصد نہ کرنا دوسرے حضور کا قصد کرنا۔ (النور' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

نماز تہجد کیلئے اگر آنکھ نہ کھلتی ہو تو بعد عشاء کے پڑھ لے

حال: خادم کی یہ حالت ہے کہ سوائے نماز پنجگانہ کے اور کچھ کام نہیں ہوتا ہے۔ نماز تہجد کو بھی آنکھ نہیں کھلتی اور اگر کھلتی ہے تو وہ سستی ہے کہ اٹھا نہیں جاتا' مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوتا ہے؟

تحقیق: افسوس تو علامت ہے محبت کی جو مطلوب ہے مگر افسوس کے بھی حدود ہیں جو چیز اختیاری ہو وہاں افسوس کے ساتھ اختیار سے بھی کام لینا چاہیے۔ مثلاً تہجد اگر اخیر شب میں نہیں ہوتا تو بعد عشاء پڑھ لیا جاوے اور جو چیز اختیاری نہ ہو وہاں صبر واستغفار ودُعا کرنا چاہیے۔

حال: بعض وقت نامعلوم کس کس قسم کے وساوس پیدا ہوتے ہیں؟

تحقیق: تو اس سے دینی ضرر کیا ہے۔

حال: حضرت والا کی دُعا اگر ہو سکے تو یہ مشکل آسان ہو جائے گی؟

تحقیق: انکار کب ہے لیکن ہر امر میں صرف دُعا پر اکتفا کرنا ضعف علمی و عملی ہے۔ اوپر کی تفصیل کی ضرورت ہے۔ (النور' رمضان ۱۳۵۹ھ)

انفعالات مقصود نہیں افعال مقصود ہیں

حال: اپنے ابتر حالات کیا عرض کروں' آج سے دو سال قبل جو کیفیت حلاوت و خشیت ومعیت حق تھی افسوس کہ وہ بتدریج کم ہو کر ختم ہوگئی؟

تحقیق: تو ضرر ہی کیا ہوا یہ انفعالات ہیں جو مقصود نہیں۔ افعال کا درجہ مقصود ہے جو کہ

اختیاری ہے گو اس میں لذت نہ ہو۔ وفی مثلہ قیل

دربزمِ عیش یک دو قدح نوش کن برو یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور شوال ۱۳۵۹ھ)

”رسالہ الصحیفۃ الفاضلہ

فی اصلاح العاجلۃ و الآجلۃ“

بعد حمد وصلوٰۃ احقر اشرف علی عرض کرتا ہے کہ یہ ایک خط ہے جو حضرت مرشدی قدس سرہ نے جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم کو اس وقت تحریر فرمایا تھا جب ان کا ارادہ مکہ معظّمہ ہجرت کرنے کا تھا اور اپنی ریاست کا انتظام کرنے کے لیے ہندوستان تشریف لائے تھے چونکہ یہ والا نامہ دین ودنیا دونوں کے مہمات مصالح کا جامع ہے اس کی اشاعت کو ہر طبقہ کے لیے مفید سمجھا گیا۔ ناظرین اس کے ہر ہر جز و کو علوم عجیبہ کا خزانہ پائیں گے۔ وھو ھذا

نقل والا نامہ حضرت مرشدی حاجی امداد اللہ صاحبؒ

(از مکہ معظّمہ حارۃ الباب مورخہ ۲۵ رجمادی الاول ۱۳۱۱ھ)

از فقیر امداد اللہ عفی عنہ۔ بخدمت سراپا جود وسخا حامی شریعت وطریقت جناب نواب محمود علی خان صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں دل کو بہت تعلق ہے۔ امید کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ مع الخیر والعافیت اپنے وطن پہنچ کر اپنے فرزندان وعزیز واقارب کے دیدار سے سرور وشاداں ہوئے ہوں گے۔ آپ بہت جلد اپنے مزاج مبارک کی خیریت و حالات سفر و دیگر حالات سے سرفراز فرماویں۔ چونکہ فقیر کو آپ سے محبت للہ ہے اور (الدین النصیحہ) بڑی خیر خواہی دین کی ہے اس لیے خیر خواہانہ تحریر ہے۔ آپ اپنی ریاست کا انتظام اور حقداران کی ادائے حقوق کا بندوبست اس طرح سے کر کے یہاں تشریف لاویں کہ آپ کو کچھ بھی تشویش نہ رہے کیونکہ جب تک قلب تعلقات وتشویشات دنیاوی میں مشغول رہے گا عبادت وطاعت کی لذت و حلاوت ہرگز نہ ملے گی بلکہ جب تک دل ماسوی اللہ سے پاک وصاف نہ ہوگا تب تک نہ سچی

توحید حاصل ہوگی اور نہ جمال مبارک حق کا آئینہ دل میں مشاہدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ایک ہی قلب مخصوص اپنے واسطے عطا کیا کوئی دوسرا دل نہیں کہ اس میں دوسرے تعلقات مشاغل کو جگہ ہو۔ حرمین شریفین میں رہ کر دل کو امور و مشاغل ہند میں مشغول رکھنا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہند میں رہ کر دل کو حرمین شریفین کی طرف متوجہ رکھنا کیونکہ حقیقت ہی قلب سے ہے اگر قلب ہند میں رہا اور صرف ظاہری جسم حرمین شریفین میں رہا تو یہ ہجرت حقیقی نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر عمل قلب ہے۔ (اِنَّ اللّٰہَ یَنْظر الٰی قلوبکم ولاینظر الٰی صورکم) اصل ہجرت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اللہ کے سوا سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو رہے' اگر یہ نہ ہو سکے تو اس قدر تو ضروری ہے کہ آپ کو اپنی اولاد و اموال و ریاست سب کاموں کو اللہ تعالیٰ کی وکالت میں سپرد کر کے خود تدبیر و بندوبست سے فارغ ہو جائے۔ جب اللہ قادر و رحیم و کریم و علیم کو اپنا وکیل و کارساز بنا دیا تو بندہ عاجز ناکس کا محتاج نہ رہے گا۔ جب تک اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب چیزوں پر غالب نہ ہوگی اور امور دین اور امور دنیوی پر یعنی باقی فانی پر غالب نہ ہو جاویں گے تب تک بندہ کا ایمان پورا نہ ہو سکے گا' مسلمان کو کامل مسلمان ہونے کی کوشش و فکر تو سب پر مقدم و فرض ہے۔ بس اپنے متعلق کوئی جھگڑا و تعلق دنیاوی نہ رکھیں جب سب اللہ تعالیٰ شانہ کے سپرد کر دیئے اور دنیا پر عقبیٰ کو مقدم کر دیا تو سب کام درست و ٹھیک ہو گئے' دنیا فانی بگڑے تو کیا' بنے تو کیا۔ (جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو ہرگز نہ بگڑے گی) جب عقبیٰ و دین کی درستی ہو گئی تو ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اس کے نزدیک بے حقیقت ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عشق بر مردہ نباشد پائیدار   عشق را بر حیّ بر قیوم دار

اللہ تعالیٰ کے سوا سب فانی ہے اور عشق باقی باقی ہے۔ یا اللہ فانی کی محبت یعنی اولاد و اموال کی محبت اللہ حیّ و قیوم کی محبت سے ہم سب کو نہ روکے۔ بس مکہ و مدینہ میں رہنے کا لطف جبھی ہے کہ دل سب سے فارغ و خالی ہو' بہت علوم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں' جب تک عمل نہ ہو' نقل ہے کہ امام ابو یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم بن ادہم قدس سرہ سے کہا تھا کہ درویش کے واسطے علوم کا سیکھنا ضروری ہے تو آپ نے جواب دیا کہ

میں نے ایک حدیث سنی ہے کہ (حب الدنیا رأس کل الخطیئات) جب اس حدیث پر عمل کرلوں تو اور علوم سیکھوں۔ ہدایت کے واسطے ایک آیت ایک حدیث کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہم کو اور آپ کو توفیق عمل عطا فرماویں اور اپنی رضا مندی پر چلاویں اور ماریں حقیقت میں حضرت اس حدیث پر عمل ہو جاوے تو انسان مقبول خدا ہو جاوے۔ صفات ذمائم جو مہلکات ہیں۔ مثل طمع و حرص و حسد و کینہ و عداوت و غضب و کبر و بخل وغیرہ سب حب دنیا سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہی صفات حمیدہ مثل صبر و توکل و رضا و قناعت و تواضع و سخاوت و حلم وغیرہ سب ترک حب دنیا سے حاصل ہوتے ہیں۔ اولاد کے برابر عزیز اور والدین کے برابر شفیق و مہربان کوئی نہیں مگر اس حب دنیا کی وجہ سے ان میں آپس میں مخالفت و عداوت ہو جاتی ہے اور جب حب دنیا نہ رہے۔ سارے جہان کے غیر عزیز دوست ہو جاتے ہیں۔ (اللّٰھم اجعلنا منھم) ایک بات ضروری یہ بھی ہے کہ داد و دہش کا جھگڑا بھی اپنے ساتھ نہ ہو تو بہتر ہے بلکہ کل صدقات و خیرات بھی متعلق ریاست کر دیا جاوے۔ بندہ کو اپنے آپ کو اپنے جسم و روح اللہ تعالیٰ کو دینا یہی حقیقی سعادت و جوادی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ کو دے دیا تو اب کوئی جود و سخا باقی نہ رہی اب اس کو لاکھ و کروڑ روزانہ خیرات کرنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ اہل اللہ کے برابر کوئی جواد و سخی نہیں ہوسکتا۔ فقیر کی تو یہ بھی صلاح نہ ہوتی کہ آپ اپنے مصارف کے واسطے کچھ ریاست سے مقرر کرلیں لیکن چونکہ ساری عمر اسباب پر رہی ہے اس لیے اس بارے میں فقیر کچھ نہیں کہتا ہے آپ اپنے نفس سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ درویشی میں یہ بڑا شرک (اصطلاحی) ہے کہ رہیں تو باب اللہ باب رسول پر اور روزی مانگیں ہندوستان سے کسی امیر کے دروازے پر کسی دوسرے سے مانگ کر کھانا امیر کی غیرت و غصہ کا سبب ہے یہ کوئی بڑے درجات و مراتب کی بات نہیں۔ کمال ایمان اور ادب کی بات ہے بس اپنے ضروری خرچ کے سوا زیادہ مقرر نہ کریں کہ لوگ آپ کے تضیع اوقات اور تشویش کے باعث نہ ہوں۔

بڑی خرابی امراء و رئیسوں کو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انہوں نے مشورہ لینے کی سنت کو اپنی کم فہمی سے ترک کر دیا ہے۔ مسلمان لوگوں کی تعلیم کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو (**شاورھم فی الامر**) بتاکید فرمایا ہے نصرانیوں نے اس آیت پر اس درجہ عمل کیا کہ ہزاروں قسم کی مجلسیں مقرر کیں، ہر اخبار اور ہر رعیت کو رائے دینے کا مجاز کیا۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہے آپ کو بھی معلوم ہے، مسلمانوں کو یہ خبط ہے کہ جب ہم دوسرے سے رائے لیں گے تو ہم کو لوگ کم عقل سمجھیں گے یا ہماری حکومت میں شریک ہو جاویں گے یا تکبر سے کسی کو مشورہ کے قابل نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں خبط ہیں بس اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کر کے سب کاموں کا انتظام وانصرام بخوبی کر کے تشریف لاویں۔ اگر پانچ چار مہینہ توقف بھی کرنا پڑ جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ادھورا کام چھوڑ کر آنے میں پھر وہی تشویش وتردد رہے گا۔ زمانہ میں عقل کے ساتھ دیانتدار کمیاب ہیں اگر ایسے لوگ مل جاویں تو حق تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیے اور ایسے آدمی کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ "**لایشکر اللّٰہ من لایشکر الناس**" خود اللہ تعالیٰ شاکر ومشکور ہے۔ ہر شخص کی استعداد کے مطابق برتاؤ فرماتا ہے نیکوں کو ہر نیکی کے بدلے دس سے کم نہیں اور زیادہ کا انتہا نہیں عنایت کرتا ہے اور برائی کا برابر صرف ایک برائی خود فرماتا ہے: "**افمن کان مؤمنًا کمن کان فاسقًا**" اس مسئلہ پر بھی فرنگیوں نے ایسا عمل کیا ہے جیسا چاہیے ان کا ملازم یا ان کی رعیت کچھ اچھا کام کرتا ہے تو اس کا کیا کچھ شکر کرتے ہیں اگر ملازم ہو تو اس کی کارگزاری کی کتاب میں توصیف اور تعریف لکھتے ہیں اور اس کی خدمت کے لائق برابر ترقی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض وقت دس روپے والے کی ترقی ہزار دو ہزار تک ہو جاتی ہے ویسے بھی بذریعہ خطاب وغیرہ ملازم ورعایا کی عزت کر کے اس کی دیانت وہمت بڑھاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ دیانتدار وغیر دیانتدار کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا تو دیانتدار کی ہمت اس کی خیر خواہی کی طرف سست ہو جاوے گی پھر سب کام خراب ہو جاویں گے، مسلمان رئیسوں کی زیادہ خرابی اس سے ہوئی کہ انہوں نے اہل ونااہل کی تمیز نہ کی، بہت رئیسوں نے جان بھی لیا کہ فلاں عاقل ودیانتدار ہے مگر تکبر یا بدعقلی کی وجہ سے اس کی قدر نہیں کرتے، بعضوں کو یہ خبط ہے کہ اگر ہم اس کی تعریف وترقی کریں گے تو یہ خراب ہو جاویں گے (نعوذ باللہ منہا) اپنی عقل کو اسرار شریعت سے بھی بڑھ کر سمجھنے لگے، فقیر نے بارہا دیکھا ہے کہ دیانتدار کو خائن خود رئیس

کر دیتے ہیں کیونکہ ملازم نے اپنے اوقات کو اپنے آقا کے ہاتھ اپنی رفع حوائج کے بدلہ بیچ ڈالا۔ جب آقا کو اپنے ملازم کی ضروریات وحوائج کا خیال نہ ہوگا مثلاً اس کی حیثیت کے موافق اس کی رفع حاجات پچاس روپیہ میں ہو اور وہ پچیس روپیہ دے تو ملازم اور حاجتوں کو کہاں سے پوری کرے، آخر وہ خیانت کی طرف مجبور ہوگا بس اس میں اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کے مطابق کارروائی ہونے سے سب امور ٹھیک ہوتے ہیں۔ فقط (النور ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ)

(تمت الصحیفة الفاضله)

ہر عمل میں خلوص نہیں، فکر معاش راجح ہے
جواب فکرِ معاش فکر معاد کے منافی نہیں

حال: میں اپنے اندر صدق وخلوص بالکل مفقود پاتا ہوں اور نفس وشیطان ہر وقت درپئے مردودیت ومطرودیت رہتے ہیں:

بے عنایات حق و خاصانِ حق | گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

اگر حضرت سے نہ روؤں تو اور کس سے جا کر عرض حال کروں۔ اللہ تعالیٰ ہی میری مدد فرمائے اور مجھ کو ہر گمراہی سے محفوظ ومامون رکھے، کسی سے ملنے جلنے کے قابل اپنے آپ کو نہیں پاتا جو حسن ظن حضرت اقدس کی بدولت رکھتے ہیں ان سے نہایت درجہ شرمندہ ہوتا ہوں؟

تحقیق: بروئے حدیث توبہ الندم توبتہ یہ استحضار وندامت قلبی توبہ ہے جو ہر نقص کا تدارک ہے اگر کپڑا میلا ہو جاوے دھو ڈالنا اس کا تدارک ہے اگر پھر میلا ہو جاوے پھر دھو ڈالے، یہی سلسلہ جاری رہے تو بھی رحمت ہے۔ والسلام

حال: خدمت تعلیم بظاہر آلہ فکر معاش بنا ہوا ہے بلکہ اپنے ضعف پر نظر کرتے ہوئے فکر معاش اصل واقدم نظر آ رہا ہے اس لیے دست بستہ عرض ہے کہ غریق گرداب کو ساحل نجات پر پہنچایا جاوے؟ تحقیق: کیا فکر معاش اور فکر معاد جمع نہیں ہو سکتے؟

ان ہی صاحب کا دوسرا خط

حال: بیشک دونوں جمع ہو سکتے ہیں مگر باوجود تأمل کے مجھے ایسی صورت جمع سمجھ میں

نہیں آئی جس سے قلب کو اطمینان حاصل ہو جائے؟

تحقیق: حدیث کسب الحلال فریضة بعدالفریضة' اس میں نص ہے کہ فکر معاش بھی فرد اعظم ہے فکر معاد کی جس کا اعظم ہونا لفظ فریضہ سے ظاہر ہے اور کون نہیں جانتا کہ مقسم لوازم قسم سے ہے لزوم سے بڑھ کر جمع کی کونسی صورت ہوگی۔

ان ہی صاحب کا تیسرا خط

حال: اس میں ایک خلجان باقی ہے وہ یہ کہ دین ذریعہ دنیا نظر آ رہا ہے اور ہونا چاہیے برعکس لہٰذا ایسی ترکیب ارشاد فرمائی جاوے جس سے دنیا پر دین کو غلبہ ہو جاوے؟

تحقیق: دنیا جو نظر آ رہی ہے صورتاً دنیا ہے معناً دین ہی ہے بوجہ نیت کے ورنہ دنیائے خالص کو فریضہ نہ فرمایا جاتا جو کہ قسم ہے دین اور اطاعت کی۔ اس میں بین دلیل مشروعیت ہے صلوٰۃ حاجت کی جس کی وضع اور غایت ہی حاجت دنیویہ ہے وہاں بھی یہی توجیہ ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۶ھ)

استیذان حضرت سعدؓ آنحضرت کا تین دفعہ سلام کہنا اس میں حکمت

حال: ایک حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض استیذان حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تین مرتبہ السلام علیکم کہا اور وہ ہر دفعہ آہستہ جواب دیتے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو انہوں نے بالفاظ ذیل عذر کیا۔

ولقد رددت علیک ولم اسمعک احببت ان استکثر من سلامک ومن البرکة

اس پر شبہ یہ ہے کہ ان کے آہستہ جواب دینے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار کرنے کی اور واپس ہونے کی تکلیف ہوئی' انہوں نے اس کو کیسے گوارا کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ کیوں نہ فرمائی اس میں حکمت کیا ہے؟

تحقیق: ایذاء عادۃً جب ہوتی ہے کہ مخاطب کا موجود اور سامع کا غیر معذور ہونا معلوم ہو۔ یہاں نہ یہ معلوم تھا کہ موجود ہیں نہ یہ معلوم تھا کہ سن رہے ہیں۔ پھر بعد میں جب موجودگی اور سماع کا علم ہوا تو ساتھ ہی عذر کا بھی علم ہو گیا' کوئی موقع ایذاء کا پیش نہیں آیا ورنہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے حسن اخلاق سے کچھ نہ فرماتے تو حق تعالیٰ تو تنبیہ فرماتے:

کما نبّهٗ تعالیٰ علیٰ اخف من ھذا فی قولہٖ لاتدخلوا بیوت النّبی الیٰ قولہٖ ان ذالکم کان یؤذی النّبی فیستحی منکم۔ الخ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

حدیث لاخیر من لایألف ولا یؤلف پر شبہ اور اس کا جواب

حال: ایک خاص عرض ہے کہ احقر اپنے کو اس کا مصداق پاتا ہے "لاخیر من لایألف ولا یؤلف" یہ مرض پاتا ہوں اور بہت روز سے ہے کہ میری طبیعت کسی سے مانوس نہیں اور غالب شبہ ہے اور لوگ بھی احقر سے مانوس نہیں، بہر حال حضرت مجھے تو اپنا فکر ہے؟

تحقیق: اُلفت کے اصل معنی اجتماع کے ہیں جو مقابل ہے تفرق کا۔ آیت قرآنی "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ" میں "لاتفرقوا" کی علت میں الفت بین قلوبکم فرمانا اس مقابلہ کا مؤید ہے تصنیف کو تالیف اسی لیے کہتے ہیں اس کے لیے انس ہونا لازم نہیں کبھی مع الانس بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات تالیف بمعنی ایناس بھی مستعمل ہوتا ہے پھر اجتماع کبھی محمود ہوتا ہے۔ جب دنیائے مباح یا دین کے لیے نافع ہو کبھی مذموم اور کلیات شرع کا مذموم کے مراد لینے سے مانع ہونا ظاہر ہے۔ پس اجتماع محمود کا مراد ہونا متعین ہو گیا۔ اب حدیث کا حاصل یہ ٹھہرا کہ مؤمن اجتماع محمود سے نفور نہیں ہوتا ورنہ صحبت ضارہ سے تحذیر خود وارد ہے اور اکابر طریق نے توحش عن الخلق کو انس باللہ کے لوازم سے فرمایا ہے اس حالت میں افادہ واستفادہ ضروریہ سے جو آبی نہ ہو وہ اس حدیث کی وعید کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

حال: امید کہ حضرت سلمہ اس بدکردار کی اصلاح فرمائیں، درخواست عرض ہے؟

تحقیق: الحمد للہ اس کی توفیق عطا ہوگئی آپ اس استصلاح واصلاح کو الفت مطلوبہ کی مثال سمجھ لیجئے۔ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

کسی تدبیر کا عقل میں نہ آنا یہ بے تدبیری ہی تدبیر ہے

حال: میں تو حضرت بس مجموعی طور سے اپنے کو ایسے حال میں پا رہا ہوں کہ دین ودنیا دونوں کے اعتبار سے ڈوب رہا ہوں اور خود ہاتھ پاؤں مار کر نکل جانے کی بھی کوئی تدبیر عقل میں نہیں آرہی ہے، دماغ بالکل معطل ہے؟

تحقیق: بعد تفویض محض کے یہ بھی ایک نعمت اور ایک علم عظیم کا مقدمہ ہے کیونکہ اس سے مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ جب تدبیر مؤثر نہ ہو تو بے تدبیری ہی تدبیر ہے۔

حال: تھوڑا تھوڑا یا ایک ساتھ جیسی اجازت و مصلحت ہو عرض حال کروں یا اور جو صورت حضرت میرے حق میں مفید خیال فرمائیں؟

تحقیق: اپنی سہولت دیکھ لیجئے میں ہر حال میں آمادہ ہوں اور رفیق طریق کما قال الشیخ الشیرازی

دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست — تانہ پنداری کہ تنہا میروی!

والسلام خیر الختام (النور صفر ۱۳۶۰ھ)

نفع کیلئے رغبت طبعی شرط نہیں ہے، رغبت عقلی کافی ہے

حال: حضرت اللہ مجھ کو مرید کر لیجئے اور تربیت کے لیے دوسرے کے سپرد نہ کیا جاوے کیونکہ مجھ کو دوسروں سے ہرگز رغبت و اطمینان نہیں ہے مجھ کو اعتقاد و اطمینان و رغبت و انس خاص حضور ہی سے ہے اگر حضرت کو تعلیم سے تکلیف ہو تو یہ ہو سکتا ہے یا نہیں کہ حضور مجھ کو بطور اصول کے مجملاً تعلیم دیدیں، اگر ہو سکتا ہے تو میرے لیے بسا غنیمت ہے؟

تحقیق: رغبت و اطمینان طبعی شرط نفع نہیں عقلی کافی ہے اور وہ بواسطہ موثق بہ کے حاصل ہو سکتا ہے اور بطور اصول کے مجمل اور کلی تعلیم اگر کافی ہوتی تو کتب فن سے ایسی تعلیم حاصل کرنا ممکن تھا مگر اہل طریق نے کبھی کافی نہیں سمجھا۔ شیخ جی کو ضروری سمجھا جیسے کتب طب اور طبیب کا بعینہ یہی حال اور حکم ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

والدہ کی وصیت کہ فقیری اختیار کرنا اس سے کسب حلال کا چھوڑنا جائز نہیں

حال: والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے؟ تحقیق: قلق ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی صبر و اجر عطا فرمادے۔

حال: دعائے مغفرت فرمادیں؟ تحقیق: اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا۔

حال: بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ دنیوی کاروبار چھوڑ کر فقیری اختیار کر لینا۔ آخرت جو مقصود ہے اُسی کو کوشش سے حاصل کر۔ دنیا کو چھوڑ۔ اب میں حیرانی میں ہوں کہ کیا کاروبار مطب کا چھوڑ دوں؟

تحقیق: کسب حلال کو حدیث میں فرض فرمایا ہے جو احکام دین میں سب سے اہم و اعظم قسم ہے ورنہ کیا اکل و شرب کو بھی دنیا سمجھ کر ترک کیا جاوے گا اور کیا یہ ترک معصیت نہ ہوگا؟

حال: اس پر حضور والا کی اطلاع کے بغیر تو عمل نہیں کرنا چاہتا ان کی جدائی سے پریشانی ہے، حضرت والا کی طرف سے اس وصیت پر عمل کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

تحقیق: جب عمل ہو رہا ہے تو اس کا ابقاء یہی تکمیل ہے وصیت کی۔

نوٹ: ان صاحب نے جو لفافہ جواب کے لیے بھیجا تھا اس پر ان کے نام کے پہلے یہ الفاظ تھے: ''بخدمت اقدس'' ان الفاظ پر لکیر کھینچ کر لفافہ ہی پر حسب ذیل تنبیہ لکھ دی گئی۔

تنبیہ: غالباً لفافہ کسی سے لکھالیا ہے ورنہ اپنے قلم سے یہ عبارت نہ لکھتے جس فقیری کی وصیت مرحومہ نے کی ہے یہ سراسر اس کے خلاف ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

جیسے کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے

حال: مکرمت نامہ نے سعادت بخشی۔

تحقیق: یوں تو خاکسار گرمیوں کے موسم میں مع اہل و عیال وطن آیا کرتا تھا مگر اس سال مزید تقریب یہ ہے کہ خاکسار کی بڑی لڑکی کا نکاح یہاں عزیزوں میں چچازاد بھائی سے درپیش ہے، اللہ تعالیٰ کی حکمت کون جان سکتا ہے کہ اس سے پہلے جب چھ ماہ قبل تاریخ مقرر ہوئی تھی تو لڑکے کے باپ نے وفات پائی اور اب جب مقرر ہوئی تو لڑکے کے چچا نے وفات پائی، یہ دونوں میرے چچازاد بھائی تھے اور اب ساری ذمہ داری اس ناتوان کے سر ہے، یہ ذاتی حالات اس لیے عرض خدمت ہوئے کہ حضرت کے کلمات میرے لیے تسکین کا باعث ہوں گے؟ انشاء اللہ تعالیٰ

تحقیق: بزرگوں سے کان میں پڑا ہے کہ جیسے مرادات میں کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے جیسے غذا کا عطا ہونا نعمت ہے اسی طرح مریض کے لیے (وَكُلُّنَا مَرِيضٌ) (اور ہم سب مریض ہی ہیں ۱۲) دوا کا عطا ہونا نعمت ہے اگر اس نعمت میں لذت ہے اس نعمت میں صحت ہے جو خود شرط لذت بھی ہے۔ (النور، محرم ۱۳۶۲ھ)

بعض کا چاہنا کہ نیک لوگوں میں میرا شمار ہو مذموم نہیں!

حال: حضرت والا یہ ناچیز انگریزی ماسٹر ہے بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں

رہتا کہ لوگ مجھ سے عزت کا سلوک کریں اپنی حالت کفار سے بھی بدتر محسوس ہوتی ہے لیکن کچھ عرصہ سے اپنی حالت کو دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی مجھے حاجی صاحب یا حضرت کہہ کر پکارتا ہے تو دل خوش ہوتا ہے اگر کوئی ماسٹر کہہ کر پکارتا ہے تو وہ خوشی نہیں ہوتی بعض دفعہ تو عقل یہ فیصلہ کرتی ہے کہ لفظ ماسٹر سے وحشت ہونا بُرا نہیں مگر غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ نفس چاہتا ہے کہ نیک اور دیندار لوگوں میں میرا شمار ہو۔ حضرت اقدس اگر یہ حالت مذموم ہو تو علاج ارشاد فرماویں؟ حضور کے ارشاد پر دل و جان سے عمل کروں گا؟

تحقیق: جیسے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیتیں رکھی ہیں اسی طرح الفاظ میں بھی اور ان کے وہ آثار طبعی ہیں۔ ان کا احساس ایسا ہی ہے جیسے شیریں اور تلخ چیزوں کا تو اگر کسی کو پختہ انار شیریں معلوم ہوتا ہوا گرچہ وہ حرام ہی کا ہو اور کریلا تلخ معلوم ہوتا ہوا گرچہ وہ حلال ہی کا ہو تو جیسے یہ احساس مذموم نہیں' اسی طرح خاص القاب و الفاظ کے آثار کا احساس بھی' البتہ خلاف واقعہ کو اپنے قصد سے پسند کرنا اور واقعہ کو اپنے قصد سے ناپسند کرنا یہ بیشک مذموم ہے سو اس سے بچنا اختیاری امر ہے اور اس کا اسہل اور اسلم طریق یہ ہے کہ جب کوئی مدحیہ الفاظ استعمال کرے فوراً ہی ان کی نفی اور ان سے نہی سے کام لے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے ایسے اقوال کے شر سے پناہ مانگے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

اگر نیت درست ہے تو کلام طویل کرنے میں کوئی حرج نہیں!

حال: جب کبھی کوئی دینی مضمون یا مسائل کا تذکرہ کسی خاص ملنے والے سے کرتا ہوں تو اگر کوئی پاس ہی دوسرا شخص موجود ہو تو اس کو بھی مخاطب کر لیتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ بہت سے لوگ سن لیں اور دل کو اس کلام میں مزہ آتا ہے اور کلام طویل ہو جاتا ہے گو بحمد اللہ کوئی معصیت کی بات اس میں نہیں ہوتی اور شروع کلام میں کوئی ریاء وغیرہ کی نیت نہیں ہوتی مگر دوسروں کو سنانے کے خیال سے کلام طویل ہو جانے سے مرض حب جاہ یا ریاء کا گمان غالب معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: جب ایسا گمان ہو از سر نو نیت درست کر لی جاوے کہ فعل اختیاری ہے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

دنیاوی وجاہت والوں سے قصداً متوجہ نہ ہونا نیت پر موقوف ہے

حال: ایک خاص امر میں تردد ہے وہ یہ کہ بعض ایسے لوگوں سے (جو کہ دنیاوی اعتبار

سے ذی وجاہت ہیں اور ان سے کسی طرح کا سابقہ تعلق بھی نہیں) کہیں ملاقات ہوجاتی ہے تو میں ان کی طرف قصداً متوجہ نہیں ہوتا ہوں، ہاں اگر وہ پیش کرتے ہیں تو ملاقات کرلیتا ہوں۔ نیز راستہ میں چلتے ہوئے کسی سے آمنا سامنا ہوجاتا ہے تو ابتداء بالسلام کرلیتا ہوں مگر ملاقات وتعلق میں پیش قدمی نہیں کرتا، مہربانی فرما کر تحریر فرمادیں کہ یہ نفس کی شرارت تو نہیں ہے اور اس رویہ میں تبدیلی کرلوں یا قائم رہوں؟

تحقیق: نیت کیا ہوتی ہے اگر یہ نیت ہے کہ پیش قدمی کرنے میں یہ لوگ ذلیل اور صاحب غرض سمجھیں گے تو عین مصلحت اور اگر یہ نیت ہے کہ ہم ان سے بوجہ علم اور دین کے افضل ہیں تو کبر ہے مگر اس کا علاج ان سے پیش قدمی کرنے سے نہ کیا جاوے کہ ایک مانع یعنی تذلل موجود ہے بلکہ جن لوگوں کو عام طور سے حقیر سمجھا جاتا ہے ان سے پیش قدمی کرنے سے علاج کیا جاوے اور اگر اس پر مدح ہونے لگے تب بھی اس معمول کو نہ چھوڑا جاوے بلکہ مداحین کی ناواقفی کا اعتقاد رکھا جاوے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

نوافل میں گرانی کا علاج

حال: نوافل پڑھنے میں طبیعت پر بہت گرانی معلوم ہوتی ہے اسی واسطے نوافل کی مقدار بہت قلیل ہے اور وہ بھی قہراً جبراً چونکہ نماز دربار الٰہی میں حاضری ہے اور اس سے اس قدر تنگی کہیں مطرودیت ومردودیت کا باعث نہ ہو اس لیے للہ اس عقبہ سے نجات کی صورت ارشاد فرمایئے؟

تحقیق: طبعی پر کیا ملامت مگر اس کی مقاومت کرکے نوافل پڑھنا اجر عظیم ہے اور اسی کی برکت سے وہ طبعی تنگی بھی کم ہوجاتی ہے۔ (النور، جمادی الثانی ۵۴ ۱۳ھ)

باب ۵

احوال کے بیان میں

قبض کے اسباب معاصی وغیر معاصی میں فرق

حال: جس قبض کے اسباب معاصی ہوں اور جس کے اسباب غیر معاصی ہوں دونوں میں امتیازی آثار کیا ہیں؟

تحقیق: معاصی سے جو قبض ہوتا ہے اس میں حزن طبعی اور خوف طرد نہیں ہوتا' جمود محض ہوتا ہے' یہی قساوت ہے اور جو غیر معاصی سے ہوتا ہے اس میں یہ حزن اور خوف ہوتا ہے بجائے جمود کے بے چینی ہوتی ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

سکرات موت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حکمت

حال: ایک روز شبہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکرات موت کی زیادہ تکلیف کیوں ہوئی اور آپ کو بخار کی شدت دوگونہ کیوں ہوا کرتی تھی' حضرت والا کے مواعظ سے ایک دو وجہ معلوم ہو کر تسلی ہوئی' پھر خود بخود دل میں یہ بات آ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل و خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے آپؐ کے مقامات بھی خاتم المقامات ہیں' شدت بخار اور شدت سکرات موت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام صبر کی اکملیت اور ترقی حق تعالیٰ کو منظور ہوگی اس بات کے سمجھ میں آنے سے دل میں سرور سا محسوس ہو رہا ہے' معلوم نہیں کہ یہ مفہوم کیسا ہے؟

تحقیق: شدت وعک کی حکمت تضاعف اجر یہ تو خود حدیث میں منصوص ہے۔ اس پر شدت سکرات کو قیاس کیا جا سکتا ہے آپ کی لکھی ہوئی توجیہ اور یہ حکمت منصوصہ یا مقیسہ علی المنصوص متقارب ہیں اور اس مقیسہ میں ایک اور احتمال بھی ہے مگر وہ حکمت نہیں علت ہے اور وہ علت شدت وعک کی بھی ہو سکتی ہے اور حکمت و علت میں کچھ تنافی نہیں' دونوں صدق میں

مجتمع ہوسکتی ہیں کیونکہ علت وجود میں متقدم ہوتی ہے اور حکمت متاخر پس اپنے اپنے زمانہ میں دونوں موجود ہوسکتی ہیں وہ علت قوت مزاج وشدت تعلق بالامتہ ہے قوت مزاج میں حرارت تیز ہوگی اور شدت تعلق بالامتہ سے روح کے تعلق کا انفکاک شدید ہوگا۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

بدوں مناسبت کے دل کی بندش برابر رہتی ہے

حال: حضرت مولانا کئی ایام سے یہاں تشریف فرما ہیں اکثر اوقات ان کی خدمت میں بیٹھنا ہوتا ہے وہ تواضع مزاجی سے میری رعایت بھی فرماتے ہیں مجھ کو ان سے بھی انس ہے اور دل میں قدر ہے مگر میری قلبی حالت بندش کی صحبت اور غیر صحبت میں برابر رہتی ہے؟

تحقیق: بدوں مناسبت کے ایسے آثار کا ظہور نہیں ہوتا۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

غلبہ عظمت وحیاء کا حالت رفیعہ ہے

حال: حق تعالیٰ شانہ کی عظمت کبریائی اس کا حاضر ناظر ہونا عین الیقین سا ہوتا جاتا ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت پر اگر صادر ہو بھی جائے مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں؟

تحقیق: مبارک ہو۔ اَللّٰھُم زدفزد

حال: پیر پھیلا کر سونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ بیت الخلاء میں ستر کھولنا تو اور بھی زائد باعث شرم معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: یہ حیا کا غلبہ ہے حالت رفیعہ ہے پھر غلبہ کے بعد اعتدال ہو جاتا ہے جو اس سے بھی ارفع ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

رسالہ خیر الاختیار فی خبر الاختیار

(روعی فی التسمیۃ اسم الجامع ہوالمولوی خیر محمد جالندھری (حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ المتوفی شعبان ۱۳۹۰ھ مہتمم خیر المدارس ملتان)

مضمون کیفیت مقصود نہیں

یعنی ملفوظ شریف حضرت مرشدی ومولائی سیدی وسندی حجتہ اللہ فی الارض

حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہم العالیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرّحیم ط نحمدهٗ و نصلّی علٰی رَسُوْلِہِ الکرِیْم٥ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعظیم۔

(۴ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ)..... (یکم جنوری ۱۹۳۳ء یوم یک شنبہ)

مجلس بعد نماز

فرمایا: ایک صاحب نے خط میں یہ شکایت لکھی ہے کہ جو جمعیت قلب حضرت والا کی خدمت بابرکت سے لے کر آیا تھا وہ یہاں آ کر رفتہ رفتہ رخصت ہوگئی' فرمایا' میں نے جواب میں لکھا ہے کہ اگر یہ کیفیت رخصت ہوگئی تو ضرر کیا ہوا کیونکہ کیفیت مقصود ہی نہیں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ضرر تو ہوا ہے' فرمایا کیا ضرر ہوا' عرض کیا گیا ایک چیز نصیب ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔ فرمایا: اس کی کیا دلیل کہ وہ چیز اس کے لیے نافع ہی تھی ممکن ہے کہ وہ مضر ہوتی۔ حق تعالیٰ ہی مفید اور مضر کو خوب جانتے ہیں اور اس کو بھی کہ بندہ کے لیے کس وقت کیا مناسب ہے' لوگ تو کیفیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لذت کے طالب ہیں ہے تو فحش بات مگر میں تو اس لذت کی طلب پر یہ کہا کرتا ہوں کہ اگر مزے ہی کی خواہش ہے تو میاں مزہ تو مذی میں ہے بیوی کو بغل میں لے کر بیٹھ جاؤ' چومو چاٹو' مذی نکلے گی' بہت مزہ آئے گا' اگر یہ کہا جائے کہ مزہ سے اعمال میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ سہولت ہی کی کیوں طلب ہے' کیا انسان دنیا میں سہولتوں کے لیے بھیجا گیا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ''لقد خلقنا الانسان فی کبد'' ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا اور یہ طالب ہے سہولت کا۔ الغرض اس غم میں ہی نہ پڑنا چاہیے اپنے کام میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ اس غم میں پڑنا کہ وہ حالت نہیں رہی یہ حالت نہیں فلاں کیفیت جاتی رہی' قلب کا برباد کرنا ہے۔ آخر یہ توجہ مخلوق کی طرف نہیں تو اور کس کی طرف ہے اس میں بھی عنوان تو اچھا اختیار کیا گیا ہے مگر ہے نفس کا کید' کہ لذت و سہولت کا طالب ہے اور شیطان بھی اس طرف مشغول رکھ کر توجہ بحق سے غافل رکھنا چاہتا ہے۔

دوسرے جمعیت قلب کا ذمہ دار شیخ کس طرح ہوسکتا ہے کیونکہ وہ تو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری چیز کی کون ذمہ داری لے۔ اچھا یہاں تو شیخ کو ذمہ دار سمجھ لیا اگر ناسور ہوجائے اور کسی طرح اچھا ہونے کی اُمید نہ ہو ہر وقت رستا رہے تب بھی جمعیت برباد ہوگی اور قلب ہر وقت مشوش رہے گا اس کا کیا علاج کرو گے وہ تو نہ پیر کے بس کی نہ مرید کے بس کی۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم مکلّف کس بات کے ہیں اور مامور کس چیز کے ہیں' بڑی چیز تو حقیقت سے باخبر ہونا ہے اس کے بعد بہت سے فضول اور عبث امور سے نجات ہوجاتی ہے۔ حق تعالیٰ تو غایت شفقت کی وجہ سے فرماتے ہیں: "**لایکلّف اللہ نفسًا اِلَّا وُسْعَهَا**" یعنی اللہ تعالیٰ نہیں تکلیف دیتے مگر اس کی طاقت کی قدر ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت ان آثار کے مناشی سو مطلوب ہیں۔ فرمایا' مناشی تو مطلوب نہیں نواشی مطلوب ہیں' منشاء تو سب کا قوت شہویہ ہے جو فعل مباح کے ساتھ بھی متعلق ہوجاتی ہے کسی فقیہ یا کسی محقق صوفی کے کلام میں دکھاؤ کہ یہ چیزیں مطلوب ہیں البتہ اس سے جو آثار ناشی ہوتے ہیں جیسے سہولت فی العبادۃ وہ کسی درجہ میں مطلوب ہوسکتے ہیں مگر بالذات نہیں۔ ایک باریک بات کہتا ہوں اس کی طرف کم التفات ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر جمعیت قلب ہی کی طلب ہے تو اس کی فکر میں ہر وقت رہنا کہ جمعیت میسر ہو خود جمعیت کے بالکل منافی ہے جب یہ فکر رہی تو جمعیت کہاں رہی اور نہ اس صورت سے قیامت تک جمعیت میسر ہوسکتی ہے۔ جمعیت جبھی ہوسکتی ہے کہ قلب کو اس کی تحصیل سے خالی سوچ اور فکر ہی میں نہ پڑلے ورنہ ہر وقت یہ فکر کہ جمعیت میسر ہو خود ایسی چیز ہے کہ اگر کچھ جمعیت نصیب بھی ہوئی ہو تو یہی فکر کر کے یہ اپنے ہاتھ سے خود اس کو برباد کر رہا ہے' ایسا کرنا بالکل اس شعر کا مصداق ہے:

یکے بر سرِ شاخ دبُن مے بُرید خداوند بُستان نگاہ کرد و دید

جس شاخ پر بیٹھا ہے اسی کو اپنے ہاتھ سے کاٹ رہا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اپنے ہاتھوں قلب کو مشوش کر رہے ہیں اور مشوش رہنے کی وجہ یہی ہے کہ غیر اختیاری چیزوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جمعیت نہ ہونے کے سبب نماز میں بھی لوگوں کو وساوس آتے ہیں اور اکثر ان کی شکایت کیا کرتے ہیں اور دفع کی تدبیر پوچھا کرتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اس طرف خیال

ہی مت کرو التفات ہی مت کرو بلکہ ایسے موقع پر مفید صورت یہی ہے کہ اپنے کام میں لگے رہیں ان وساوس کی طرف التفات ہی نہ کریں نہ جلباً نہ سلباً کیونکہ یہ التفات ایسا ہے جیسے بجلی کے تار کو ہاتھ لگانا کہ چاہے دفع کے واسطے ہو چاہے اپنی طرف کھینچنے کے واسطے ہو ہر صورت میں وہ پکڑ لیتا ہے اور میں کہتا ہوں وساوس کی فکر ہی کیوں ہے قلب تو مثل ایک سڑک کے ہے اگر سڑک پر بھنگی، چمار چل رہے ہیں اور آپ بھی اس پر سے گزر رہے ہیں تو آپ کا حرج ہی کیا ہے، اگر سڑک کے خالی ہونے کے انتظار میں آپ کھڑے رہیں تو کبھی بھی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکیں گے۔ البتہ نظام دکن کے لیے تو سڑک خالی بھی ہو سکتی ہے مگر ہر شخص تو نظام نہیں۔

افسوس اب تو ہر شخص نظام بننا چاہتا ہے کہ جیسے ان کے لیے سڑک روک دی جاتی ہے ایسے ہی ہمارے لیے بھی سب گزرنے والوں سے سڑک خالی کر دی جائے۔ ارے بھائی! پہلے نظام کے درجہ کے تو ہو جاؤ پھر ہی یہ تمنا کرنا جو نظام کے درجہ کے ہو جاتے ہیں ان کے لیے سڑک بھی صاف کر دی جاتی ہے، لوگ وساوس کو حضور قلب میں مخل سمجھتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ خود حضور قلب ہی مقصود نہیں صرف احضار قلب مقصود ہے حضور ہو یا نہ ہو جب ہم اس کے شرعاً مکلف ہی نہیں پھر شرع پر زیادت چہ معنی:

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

معلوم بھی ہے جیسے عقائد و اعمال کی زیادت علی الحدود بدعت ہے ایسے ہی احوال کی زیادت بھی بدعت ہے یہ ظاہری و باطنی غیر اختیاری امور کا مطلوب نہ ہونا اور اختیاری کا مطلوب ہونا تو نص قطعی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ولاتتمنوا ما فضل اللّٰہ بہٖ بعضکم علٰی بعض للرجال نَصِیْبٌ مِّمَّا اکتسبوا وللنساء نصیب مماا کتسبن. واسئلوا اللّٰہ من فضلہٖ ان اللّٰہ کان بِکُلِّ شیءٍ عَلِیْمًا“

ترجمہ: اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ تفسیروں میں اس کی شان نزول یہی لکھی ہے کہ مجاہدین کے اجر جہاد کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر حضرت اُم سلمہ نے عرض کیا کہ کاش ہم بھی مرد ہوتیں تو جہاد کرتیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "مافضل اللّٰہ بہ" چونکہ بمقابلہ اکتساب واقع ہوا ہے اس لیے اس سے مراد امور غیر اختیاریہ ہیں۔ آیت کا حاصل یہ ہوا کہ فضائل دو قسم کے ہیں موہوبہ یعنی غیر اختیاریہ مکتسبہ یعنی اختیاریہ۔ حق تعالیٰ نے "ولاتتمنوا مافضل اللّٰہ بہ" میں غیر اختیاری کی تمنا سے نہی فرمادی ہے اور للرجال نصیب مما اکتسبوا الخ میں اختیاری کے اکتساب کی ترغیب دی ہے۔ پھر واسئلو اللّٰہ من فضلہٖ میں اس کی اجازت دی ہے کہ اگر فضائل غیر اختیاریہ کو دل ہی چاہے تو بجائے درپے ہونے اور ہوس کرنے کے اس کی دعا کرلیا کرو۔ اس لیے ارشاد فرماتے ہیں:
واسئلوا اللّٰہ من فضلہٖ یعنی ثمرات وفضائل کے لیے دعا کرنے کا اذن فرمایا ہے بشرطیکہ اور کوئی امر مانع دعا نہ ہو۔ مثلاً کسی امر کا غیر عادی ہونا جیسے عورت کا مرد بن جانا پھر دعا کر کے بھی حصول کا منتظر نہ رہنا چاہیے اس سے بھی پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا. پس اس میں تعلیم ہے کہ حق تعالیٰ ہی کو مصلحت اور حکمت معلوم ہے۔ وہ ہر ایک کی استعداد کے موافق فضائل وثمرات خود عطا فرماتے ہیں کبھی دعا سے کبھی بدوں دعا کے تم ایسی غیر اختیاری چیزوں کی ہوس مت کرو اور نہ ان کی افراط کے ساتھ تمنا کرو اور آج کل اکثر لوگوں نے ایسی ہی چیزوں کی تمنا کو اختیار کر رکھا ہے جن کے حصول کے درپے ہونے سے منع کیا ہے۔ یہی سبب ہے زیادہ تر لوگوں کی ناکامی کا اور پریشانی کا۔ ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت بلاقصد اگر پچھلے گناہ یاد آجائیں تو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا! کہ توبہ خالص وکامل کر چکنے کے بعد دو امر کی ضرورت ہے ایک تو یہ کہ خود ان گناہوں کا قصداً استحضار نہ کرے جو ماضی میں گزر چکے ہیں اور جن سے توبہ کر چکا ہے اور دوسرے آئندہ کے نہ ہونے کی فکر میں نہ پڑے، ماضی کا غم اور مستقبل کی فکر یہ دونوں حجاب ہیں۔ اسی کو مولانا فرماتے ہیں:

ماضی و مستقبلت پردۂ خدا است

خلاصہ یہ کہ قصداً گناہوں کا استحضار نہ کرنا چاہیے اس سے بندے اور خدا کے درمیان حجاب ہوجاتا ہے۔ البتہ جو گناہ بلا قصد یاد آ جاوے اس پر مکرر استغفار کر کے پھر اپنے کام میں لگ جائے زیادہ کاوش نہ کرے البتہ اگر کسی کو استحضار سے ہی کیفیت حجاب کی نہ ہوتی ہو اس کے لیے مضر نہیں مگر پھر بھی ایسا مبالغہ اور غلو نہ کرے جیسے مولانا رائے پوریؒ کے پہلے پیر شاہ عبدالرحیم صاحب ایک قصہ فرماتے تھے کہ رمی جمار کے موقع پر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک لمبا سا جوتا لیے شیطان کو مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو نے فلاں دن مجھ سے زنا کرایا تھا فلاں دن چوری کرائی تھی' فلاں فلاں دِن فلاں فلاں گناہ کرائے تھے۔ شاہ صاحب نے ٹوکا کہ یہ کیا واہیات حرکت ہے تو بہت خفاء ہوا اور کہا کہ جو اس کا ساتھی ہو وہ بھی آ جاوے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ بھائی میرا کیا بگڑتا ہے بلکہ میری طرف سے بھی دو جوتے لگا دے مجھے بھی بہت پریشان کیا ہے۔ بعض جاہل تُرک تو وہاں بجائے کنکریوں کے بندوق سے گولیاں مارا کرتے تھے' یہ سمجھتے ہوں گے کہ کنکریوں سے شیطان پر کیا اثر ہوگا' اس خبیث پر تو گولیاں برسانی چاہئیں۔ ایسی فضولیات اور خرافات میں پڑنا حقیقت میں اپنے وقت کو برباد کرنا ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے تو بلا ضرورت شیطان پر لعنت کرنے کو بھی پسند نہیں فرمایا پھر ان ہی مولوی صاحب نے حدیث کی اس دعا کا مطلب دریافت کیا ہے:

"اللّٰهم اجعل وساوس قلبی خشیتک وَذِکْرِکَ واجعل همتی وهو ای فیما تحب و ترضٰی" فرمایا اس کے تین معنے ہوسکتے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ بجائے وساوس کے خشیت و ذکر قلب میں پیدا ہوجائے اور جعل ایسا ہوگا جیسا اس حدیث میں ہے: "من جعل الهموم همًّا واحدا" یعنی پہلی چیز زائل ہوجاوے اور دوسری پیدا ہوجاوے۔ (۲) دوسرے یہ کہ وساوس ذریعہ خشیت و ذکر کا بن جائیں۔ جیسا حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ وساوس کو مرآۃ جمال خداوندی بنالے اس طرح سے کہ جب وساوس بند نہ ہوں مراقبہ کرے کہ اللہ اکبر قلب کو بھی کیسا بنایا ہے کہ اس کے خیالات کی انتہا ہی نہیں۔ پس اس صنعت کے مراقبہ میں لگ جاوے۔ (۳) تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ خود وساوس ہی کو خشیت و ذکر کردیں۔ جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں:

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
ایں چنیں مینا گریہا کارتست ایں چنیں اکسیر ہاز اسرارِ تست

اسی دوران گفتگو میں کسی موقع پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عارف تو اپنے کورائی کے برابر سمجھتا ہے' فرمایا جی ہاں جو رائی (مبصر) ہوتا ہے وہ اپنے آپ کورائی کے برابر سمجھتا ہے۔ پھر ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض مرتبہ کسی حسین کا خیال بلا قصد آتا ہے اس کا کیا علاج ہے' فرمایا کہ بہ اختیار خود نہ لایئے اور اگر وہ خود آتا ہے تو آنے دیجئے' ذرہ برابر بھی ضرر نہیں۔ مگر قصد سے اس کا ابقاء نہ کرے بلکہ اس کشمکش ہی میں تو اجر بڑھتا ہے اور اگر دفع ہی کرنا چاہے تو ایک مراقبہ مفید ہوگا کہ کسی ایسے بنیئے کا جو اندھا چوندھا بدشکل ہو جس کی ناک پچکی ہوئی' ہونٹ بڑے بڑے' توند بڑی سی نکلی ہوئی اور ناک سے رینٹ اور منہ سے رال بہہ رہی ہو تصور کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ خیال جاتا رہے گا اور اگر نہ بھی گیا تو کمی تو ضرور ہی ہو جائے گی کیونکہ یہ عقلی مسئلہ ہے کہ "**النفس لاتتوجه الٰی شیئین فی اٰن واحدٍ**" نفس کو ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہو سکتی۔ لیجئے ہم نے کافر سے بھی دین کا کام لے لیا بس تو جب وسوسہ آئے ہمت سے اپنے قلب کو بہ تکلف دوسری طرف متوجہ کر دے اور بالکل نکل جانا تو مطلوب بھی نہیں اگر آدمی بچنا چاہے اور ہمت اور قوت سے کام لے تو خدا مدد کرتا ہے رفتہ رفتہ بالکل ہی نکل جاتا ہے اور اگر نہ بھی نکلے تو کلفت برداشت کرے۔ اگر خدانخواستہ کوئی مرض عمر بھر کو لگ جائے تو وہاں کیا کرو گے' عمر بھر تکلیف کو طوعاً و کرہاً برداشت ہی کرنا پڑے گا۔ یہاں بھی یہی کرو اور اگر اس پر راضی نہیں تو کوئی دوسرا خدا تلاش کرو۔ حضرت سرمد نے خوب فیصلہ فرمایا ہے' کہتے ہیں:

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد یک کار ازیں دوکار مے باید کرد
یا تن برضائے دوست مے باید داد یا قطع نظر زیار مے باید کرد

میں کسی کو سعی و کوشش سے اور اپنی اصلاح کی فکر سے منع نہیں کرتا ہاں غلو سے منع کرتا ہوں نہ تو خلو ہو نہ غلو ہو بلکہ علو ہو اور اگر کسی کو ہوس ہوتی ہو کہ عارفین کو عبادات میں کیا کچھ لطف اور مزے آتے ہوں گے چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**جعلت قرة عینی فی الصلوٰة**" نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ تو خوب سمجھ لیجئے کہ جہاں ان

کے لیے لذت اور مزہ ہے وہاں ایک شے اور بھی تو ہوتی ہے جو سارے مزوں کو ملیامیٹ کردیتی ہے وہ ہیبت اور خشیت ہے کہ جس سے سارا مزہ گرد ہو جاتا ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں یہ حالت ہوتی تھی "لہٗ ازیز کا زیز المرجل" یعنی نماز میں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے آپ کے سینہ مبارک کی بوجہ غلبہ خوف وخشیت کے ایسی حالت ہوتی تھی کہ جیسے کوئی ہانڈی چولہے پر چڑھی ہوئی ہو اور اس میں اُبال آرہا ہو اور کھد بدکھد بد آواز ہو رہی ہو۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ نہیں فرمایا کرتے تھے اور دائم الفکر رہا کرتے تھے تو جناب آپ کو کیا خبر کہ جن کو آپ سمجھتے ہیں کہ بڑے مزے میں ہوں گے ان پر کیا کیا گزرتی رہتی ہے۔ اسی کو ایک عارف فرماتے ہیں:

اے تراخارے بہ پا نشکستہ کے دانی کہ چیست　　　حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو ہیبت وخشیت ہی کا القاء کرنا ہے اور مزہ اس واسطے دے دیتے ہیں کہ ہیبت وخشیت کا تحمل ہو سکے۔ اسی کو فرماتے ہیں:

گر تو ہستی طالبِ حق مردِ راہ　　　درد خواہ و درد خواہ و درد خواہ

اُردو کا بھی ایک شعر اسی کو ظاہر کرتا ہے:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو　　　ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اس پر مجھے اپنے بچپن کی ایک حکایت یاد آئی۔ ایک مرتبہ مجھ کو خارش کا عارضہ ہو گیا تھا۔ والد صاحب اس زمانے میں میرٹھ میں ملازم تھے۔ اول یہاں وطن میں بہت علاج کیا کوئی نفع نہ ہوا۔ خون میں اس قدر حدت پیدا ہو گئی تھی کہ بعض اطبا نے احتراق کا اندیشہ بتلا دیا تھا۔ چنانچہ میں علاج کے لیے والد صاحب کے پاس میرٹھ چلا گیا۔ والد صاحب پر بوجہ شفقت کے بے حد اثر ہوا۔ ایک جراح کو دکھلایا اس نے ایک نہایت تلخ دوائی دی جو دہی میں کھائی جاتی تھی۔ والد صاحب یہ کرتے کہ کچھ دہی پہلے ہاتھ پر رکھتے پھر اس پر دوا رکھتے اور پھر اس پر دہی رکھ کر مجھ کو کھلا دیتے۔ اس کے کھانے سے تمام حلق کڑوا ہو جاتا اور بہت دیر تک اس کی تلخی کا اثر رہتا۔ اب ظاہر ہے کہ مقصود دہی کھلانا نہ تھا بلکہ اس تلخ دوا کا کھلانا تھا اور دہی کے ساتھ اس لیے کھلاتے تھے کہ تلخی کی ناگواری کسی قدر کم ہو جائے اور وہ دوائی کھائی جا سکے ورنہ اس میں اس قدر تلخی تھی

کہ بلا دہی کے میں کھا ہی نہیں سکتا لیکن باوجود اس کے بھی اس دوا ہی کی تلخی غالب رہتی تھی۔

اسی طرح یہاں سمجھ لیجئے کہ لذت مقصود نہیں، مقصود خوف وخشیت ہی ہے لیکن لذت اس لیے دے دی جاتی ہے کہ خشیت کی سہار ہو سکے۔ پھر بھی غلبہ خشیت ہی کا رہتا ہے اور کیوں نہ ہو، بندہ پیدا ہی اس واسطے ہوا ہے کہ وہ اس کشمکش میں رہے ورنہ عالم ارواح ہی سے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس امتحان ہی کے لیے تو یہاں بھیجے گئے ہیں اور یہی تو حکمت روح کو جسد کے ساتھ متعلق کرنے میں ہے۔ جب تک جسد کے ساتھ روح کا تعلق ہے یہی کشاکش رہے گی اس سے چھٹکارا کی تمنا ہی کرنا فضول ہے۔ انسان اس کشمکش ہی کے لیے تو پیدا کیا گیا ہے ورنہ عبادت کے لیے فرشتے کیا کچھ کم تھے۔ شاہ نیازی اسی کو کہتے ہیں؟

کیا ہی چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
سو جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا

مجذوب کا قول ہے:

کہاں تھا کون تھا اور اب کہاں ہوں کیا ہوں میں
اس آب و گل کے جو دلدل میں آ پھنسا ہوں میں

تھے کہاں گردشِ تقدیر کہاں لائی ہے　　　　بادہ پیائی تھی یا بادیہ پیمائی ہے

یہ بندہ ہے مگر خدا بن کر رہنا چاہتا ہے کہ جو میرا جی چاہے وہ ہو۔ بس حقیقت یہ ہے کہ لذت مقصود ہی نہیں، مقصود نصب ووصب ہے۔ اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اس سے خالی نہ رہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار میں شدت ہوئی تاکہ ثواب مضاعف ہو۔ اگر یہ کوئی چیز مقصود نہ تھی تو انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیوں بری نہ رہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

زاں بلایا کانبیاء برداشتند　　　　سر بہ چرخ ہفت میں افراشتند

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل**" دیکھئے "**اشد بلاءً**" فرمایا "اکثرُ راحةً" نہیں فرمایا اور وساوس کی طرف سے تو ہم کو بالکل مطمئن فرما دیا گیا ہے۔ حضرات صحابہ سے بڑھ کر تو ہم نہیں ہو سکتے۔ ان حضرات کو بھی

ایسے ایسے وسوسے آتے تھے کہ جن کے بارے میں انہوں نے اس عنوان سے حضور میں عرض کیا کہ ان کو ظاہر کرنے سے جل کر کوئلہ ہو جانا سہل ہے تو دیکھئے ان حضرات کو بھی کیسے کیسے خوفناک وسوسے آتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: "ذاک صریح الایمان" ظاہر ہے کہ کفر کے وسوسہ سے بڑا وسوسہ تو کوئی نہیں ہوسکتا اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب اس قسم کے وساوس کا قلب پر ہجوم ہو تو وہی نسخہ استعمال کرے کہ اپنے خیالات کو کسی دوسری طرف متوجہ کر دے خواہ کسی دنیا ہی کی چیز کی طرف مثلاً گاجر کا حلوا، شلجم کا اچار اور اس کے اوزان اور ترتیب میں قلب کو مشغول کر دے۔ اس طرح قلب کو متوجہ کرنے میں چند روز تو تعب ہوگا مگر پھر انشاء اللہ تعالیٰ بڑی سہولت سے وساوس کی مدافعت پر قدرت ہو جائے گی۔ آخر میں بطور تحدث بالنعمۃ کے فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو تو ہر الجھن میں سیدھا راستہ نظر آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ طریق کے سمجھنے میں اب کوئی پیچیدگی نہیں رہتی۔

(احقر خیر محمد جالندھری جامع ملفوظ عرض رسا ہے کہ بہت دن سے میرا قلب غواشی میں مستور اور طرح طرح کی تشویشات میں مغمور تھا۔ حق تعالیٰ کا کروڑ شکر ہے کہ ملفوظ مذکور کی بدولت قلب تمام غواشی سے صاف اور تمام تشویشات سے خالی ہو گیا اور ایک گونہ جمعیت حاصل ہو گئی۔ حق تعالیٰ سیدی حضرت مولانا مد ظلہم العالی کے فیوض و برکات کو علی الدوام جاری رکھے اور اس ناکارہ اور جملہ احباب کو استفاضہ کی توفیق دیوے اور اتباع سنت اور اپنی رضا نصیب فرماوے۔ آمین)

قبض و بسط کی حالت

حال: ایک صاحب نے ایک طویل خط میں اپنی متضاد حالتیں اولاً سخت پریشانی ناقابل تحمل جس میں خواب و خور سب اُڑ گیا اس کے بعد مبشرات رویاء سے فرح و سرور لکھی تھیں۔ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا؟

تحقیق: وہ پہلی حالت قبض کی تھی دوسری حالت بسط کی اور قبض جتنا شدید ہوتا ہے اتنا ہی بسط قوی ہوتا ہے۔ اسی لیے آئمہ طریق نے فرمایا ہے کہ قبض سے پریشان نہ ہونا چاہیے وہ سب مقدمات ہوتے ہیں بسط کے، مبارک ہو۔ یہ حالات کس کو نصیب ہوتے ہیں مگر ایسی حالت میں غذائے لطیف اور مفرحات و مقویات کا استعمال رکھنا ضروری ہے۔ گو دل نہ چاہے۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

قلب کا منقبض ہونا برا نہیں

حال: مجھ میں کوئی حال نہیں جس کو عرض کروں اور کوئی حال نہیں پاتا ہوں، سینہ اور قلب بالکل تنگ بلکہ بند ہیں، قلب میں قوت انفعالیہ کا نام ونشان نہیں، معلوم ہوتا کئی ایام سے قلب میں انشراح وانبساط نہیں بلکہ انقباض ہی انقباض ہے۔ صحبت مجلس سے بھی چنداں حالت بدلی نہیں مجھ کو سخت خطرہ ہوا تھا کہ کہیں قائلین **قلوبنا غلف الخ** یا ارشاد **لایجاوز حناجرھم** (الحدیث) کا مصداق بن گیا ہوں؟

تحقیق: جو لوگ اس کے مصداق ہوتے ہیں ان کو اس کے مصداق ہونے کا احتمال تک بلکہ التفات تک بھی نہیں ہوتا۔ یہی دلیل ہے اس کا مصداق نہ ہونے کی۔

حال: مجھ کو اس ورطہ ظلمات سے نکال کر نور کی طرف پہنچایا جاوے؟

تحقیق: ظلمات ہیں ہی نہیں ان ظلمات کی خاصیت ہے: "**اذا اخرج یدہٗ لم یکد یریھا**" اور یہاں رویت کی دولت نصیب ہے۔ بس ظلمات منتفی ہیں۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

دل میں گداز نہ ہونا اس کا علاج دُعا ہے

حال: میرے دل میں کوئی گداز محسوس نہیں ہوتا، نہ کوئی لذت وشوق کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ گو یہ مقاصد نہیں لیکن ان کے حصول کو جی چاہتا ہے کیونکہ ان کے بغیر مجھ جیسے مغلوب النفس انسان سے دوام مشکل معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: دعا کیا کیجئے پھر خواہ کسی صورت سے قبول ہو۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

فنا اصطلاحی کی ترقی بقاء سے ہوتی ہے

حال: احقر پر موت کا خیال ایسا غالب ہو رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اس عالم کا آدمی ہی نہیں ہوں، ہر چیز سے دلبرداشتہ ہو گیا ہے، ہر چیز سے خاص عبرت کا سبق مل رہا ہے اور یہ حالت یوماً فیوماً ترقی پذیر ہے؟

تحقیق: مبارک۔ یہ فنائے اصطلاحی سے بھی بڑھ کر مقام ہے پھر مبارک ہو وجہ اکملیت کی یہ ہے کہ فنائے اصطلاحی ایک حال ہے جس میں شان طبیعت کی غالب ہے اسی

لیے اس سے آگے ترقی بقاء سے کرائی جاتی ہے اور وہ بقاء کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اور یہ فناء خود ایک مقام ہے اور اس میں عقلیت کی شان ہے اور اس کے ساتھ بقاء مجتمع ہوتی ہے اور جس کیفیت میں عقلیت کا غلبہ ہوگا وہ اس سے افضل ہوگی جس میں طبیعت کا غلبہ ہوگا کیونکہ طبیعت کے غلبہ میں خطرہ رہتا ہے۔ اختلال نظام اعمال کا بخلاف غلبہ عقلیت کے اور شان عقلیت کے غلبہ کی کیفیت مشابہ ہوتی ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی کیفیات کے اس لیے **لو تعلمون ما اعلم** کے ساتھ دوسروں کے لیے ضحک قلیل و بکاء کثیر و عدم تلذذ بالنساء لازم فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوجود اس علم کے "**اُصلی وارقد واتزوج واصوم وافطر**" کا حکم کیا گیا۔ اس سے زیادہ شرح ذوق پر محول کرتا ہوں۔ **من لم یذق لم یدر**. (النور جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

دنیاوی امور میں مغموم ہونا طبعی ہے

حال: بعض وقت دنیاوی امور کی وجہ سے متفکر اور مغموم ہو جاتا ہوں، طبیعت میں سخت بے چینی اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے، دینی امور میں بہت سی کوتاہیاں اور غلطیاں صادر ہوتی ہیں مگر ان غلطیوں پر اس قدر غم اور پریشانی نہیں ہوتی تو خیال ہوتا ہے کہ کہیں تو بددین تو نہیں ہو گیا ہے، اس حالت کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے؟

تحقیق: طبعی تفاوت ہے یہ بددینی نہیں ہے اگر عقلی تفاوت بھی یہی ہوتا تو غم کی بات تھی۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

مسئلہ مہمہ

ایک مہم مسئلہ کی اہم تفصیل میں ایک ملفوظ ضبط کردہ مولوی جلیل احمد صاحب

امور طبعیہ دو قسم پر ہیں، فطری اور غیر فطری

فرمایا: کل ایک بات دفعۃً سمجھ میں آئی مجھ کو بڑی خوشی ہوئی اور میں نے حق تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ وہ یہ کہ یہ جو تصوف کا ایک اہم مسئلہ ہے کہ امور طبعیہ نہ محمود ہوتے ہیں نہ مذموم یہ بالکل ہی صحیح ہے مگر اس کے اندر ایک تفصیل ہے جو کل سمجھ میں آئی وہ یہ کہ امور

طبعیہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی عمل سے ناشی نہ ہوں بلکہ فطری ہوں، وہ تو نہ محمود ہیں نہ مذموم اور ایک قسم امور طبعیہ کی یہ ہے کہ جو فطری نہ ہوں بلکہ کسی عمل سے پیدا ہوئے ہوں تو ان کے اندر یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ کسی عمل محمود سے پیدا ہوئے ہوں تب تو محمود ہوں گے اور اگر کسی عمل مذموم سے پیدا ہوں تو مذموم ہوں گے۔ یہ مضمون ناتمام تھا' الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مکمل فرما دیا اور یہ ایک حدیث میں غور کرنے کی برکت سے سمجھ میں آیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ "اذا سرتک حسنتک وسأتک سیئتک فانت مؤمن" یعنی اگر نیک کام کر کے تجھ کو مسرت ہو اور گناہ کر کے تیرا جی برا ہو تو مومن ہے تو اب یہاں مسرت جو ہے وہ ایک طبعی ہے مگر چونکہ یہ ایک عمل صالح سے پیدا ہوئی تھی اس لیے اس کو علامت ایمان کی فرمایا گیا اور جو چیز محمود نہ ہو وہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ محمود ہے اور گو یہ امر فی نفسہ طبعی نہیں ہے مگر حال لازم ہو جانے سے مثل امر طبعی کے ہو جاتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس مسرت کو امر طبعی بنا دیا۔ اسی طرح اگر کسی کو قبض ہو تو اگر کسی گناہ کے سبب ہوا ہو تب تو وہ مذموم ہے اور اس کے علاج کی ضرورت ہے اور اگر اس کا سبب کوئی گناہ نہ ہو تو اس کی کچھ فکر نہ کرے کیونکہ وہ مذموم نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی بات فکر سے اور سوچ سے سمجھ میں آئے تو اس میں غلطی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور اگر بلا سوچے خود بخود کوئی بات سمجھ میں آ جائے تو اس میں بھی غلطی کا احتمال ہوتا تو ہے مگر کم' میں تو یہی کہوں گا کہ یہ عطا ہے۔ (۲ رجب ۱۳۵۲ھ) (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

رنج طبعی مقصود نہیں رنج عقلی مقصود ہے

حال: حضور والا میری پہلے یہ حالت تھی کہ کبھی میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی تھی تو مجھ کو بہت رونا آتا تھا اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ کبھی صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے تو کچھ رنج نہیں ہوتا' حضور والا مجھ کو دل پر سیاہی معلوم ہوتی ہے میری اصلاح ہو جائے' تعلیم کی خواستگاری ہے؟

تحقیق: رنج طبعی مقصود نہیں رنج عقلی مقصود ہے وہ حاصل ہے چنانچہ رنج نہ ہونے پر افسوس ہونا یہ رنج عقلی ہے اس کا مطلب اپنے شوہر سے سمجھ لو۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

ایمان کے معانی پر ایک شبہ کا ازالہ

حال: (بعض مضامین بوجہ مفید ہونے کے اس سلسلہ میں ایسے حضرات کے بھی نقل ہوجاتے ہیں جو احقر کے زیر تربیت نہیں ہیں' یہ بھی اُسی قبیل سے ہے۔ ۱۲ منہ) حضرت ایمان کے معنی ماننے کے سمجھ میں آتے ہیں۔ یعنی جو شے خود اپنے علم و مشاہدہ میں براہ راست نہیں آتی اس میں دوسرے کے علم کی تصدیق یا اس کے بیان پر اعتبار کر کے مان لینا۔ اللہ' ملائکہ' کتاب' رسالت' قیامت سب اسی قبیل کی غیبی باتیں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی بناء پر مانا جاسکتا ہے بلکہ "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الخ" سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جبریل علیہ السلام یا (کوہ) طور کی طرح کی کسی آواز وغیرہ کا اعتبار کر کے ایمان ہی لانا پڑتا ہے؟

بظاہر ایسے ایمانی علم سے صدق و کذب کا عقلی احتمال تو مرتفع ہوتا نہیں' اب اگر کسی مومن کے دل میں اس قسم کا احتمال بطور وسوسہ کبھی کبھی خطور کرے تو کیا یہ اس کے ایمان کے منافی ہوگا یا مذبذبین والا نفاق ہوگا یا محض ضعف ایمان

تحقیق: نہ ایمان کے منافی ہے نہ یہ تذبذب ہے نہ نفاق نہ ضعف ایمان جبکہ احتمال کذب کو جزماً باطل سمجھا جاوے بلکہ بروئے حدیث صریح الایمان ہے اور قواعد طریق سے من وجہ اس اعتقاد سے اجر میں زیادہ ہے جو ایسے خطرات سے خالی ہے کیونکہ اس میں مجاہدہ نہیں۔ گو دوسری وجہ سے وہ افضل ہے کہ اقرب الی المقصود ہے کیونکہ مجاہدہ سے خود مقصود مشاہدہ ہے اور زیادت اجر اور زیادت فضیلت میں کسی جانب سے لزوم نہیں۔

کما فی جمع الفوائد عن ابی داؤد والترمذی قولہ علیہ السلام للعامل فیھن (فی ایام الفتن) مثل اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عملکم قیل یا رسول اللّٰہ اجر خمسین منا اومنھم قال اجر خمسین منکم الحدیث قلت فالصحابۃ افضل و العامل فی الفتنۃ اکثر اجراً۔

بہر حال جس کو جو عطا ہوجاوے اس کے لیے وہی اصلح ہے اس کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کیا جاوے۔

حال: خدا جانے فلسفہ کے تعلیم و تعلم کا اثر ہے یا کیا بات ہے کہ اس طرح کا احتمال قلب پر کبھی کبھی ضرور خطرہ کرتا ہے۔ گو الحمدللہ کہ فوراً استغفار کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے تاہم خیال ہوتا ہے کہ خدا جانے ایمان بھی ٹھیک ہے یا نہیں اور خاتمہ کیونکر ہوتا ہے؟

تحقیق: انشاءاللہ خاتمہ فاتحہ سے بھی اچھا ہوگا۔

حال: اس کے علاوہ ذاتی علم یا مشاہدہ کے جو عملی آثار ہوتے ہیں وہ اس ایمانی علم میں عشر عشیر بھی نہیں محسوس ہوتے۔ مثلاً دنیا کی آگ سے انسان جس طرح بھاگتا ہے اور بچتا ہے۔ اشد حرًا والی آگ سے بچاؤ کا اہتمام اس کے مقابلہ میں ہم کو اپنے اندر تو بس برائے نام ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیا غیب وشہادت کے علم میں کم از کم مراتب یقین کا جو فرق رہتا ہے اور اس کی بناء پر جو عمل میں کوتاہیاں ہوتی ہیں کیا عنداللہ بھی کچھ قابل عذر ہوں گی؟

تحقیق: یہ غیب وشہادت کا تفاوت بھی وجہ فرق کی ہے مگر قوی وجہ مؤمن کے لیے یہ ہے کہ یہاں بچنے کا طریق صرف ایک ہی ہے یعنی فرار اور وہاں دو طریق ہیں ایک ترک معاصی دوسرے توبہ عن المعاصی۔ اگر مؤمن کو یہ یقین دلا دیا جاتا کہ توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی تو فرار عن المعاصی یقینی تھا۔ مثل فرار عن نار الدنیا۔ باقی اس میں عذر فرق کا اثر معافی تو نہیں مگر خفت ہے اسی احتمال توبہ وقبول توبہ پر۔ فقط (النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

دوام اعمال میں ہوتا ہے نہ احوال میں

حال: معمولات بحمداللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں؟ تحقیق: الحمدللہ

حال: مگر وہ جو اکثر خیال رہتا تھا کہ حق تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں اس میں کمی پاتا ہوں جب خیال آ جاتا ہے ندامت ہوتی ہے؟

تحقیق: ایسی کمی بیشی لازم عادی ہے یکساں حال رہ ہی نہیں سکتا۔ دوام تو اعمال میں ہوتا نہ کہ احوال پر یہ تغیر مضر نہیں بلکہ اس میں مصالح ہیں جن کا مشاہدہ اہل طریق کو خود ہو جاتا ہے۔ مثلاً غیبت کے بعد حضور میں زیادہ لذت ہونا اور مثلاً غیبت میں انکسار وندامت کا آنا اور مثلاً اپنے عجز کا مشاہدہ ہونا۔ ومثل ذالک۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

فنا سے تضاعف اجر ہوتا ہے

حال: (یکے از مجازین) ایک ماہ سے کچھ زائد مدت گزری ہے کہ لفافہ خرید کر ارادہ کیا ہوا ہے کہ آج لکھوں گا، کل لکھوں گا، جب لکھنے بیٹھتا ہوں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا لکھوں، کچھ حال ہو تو لکھوں یہاں تو صفر ہی صفر ہے؟

تحقیق: صفر ہی تو وہ چیز ہے کہ ایک کو دس اور دس کو سو اور سو کو ہزار بنا دیتی ہے۔ صفر تعبیر ہے عدم وفنا کی، اسی سے تضاعف ہوتا ہے اور کیا چاہیے۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

غیر اختیاری امر مضر نہیں

حال: اکثر تشہد پڑھتے وقت آپ کی صورت خیال میں آ جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شکل سامنے کھڑی کر دی گئی ہے اس وقت مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شرک میں نہ مبتلا ہو جاؤں اس وجہ سے میری تشویش بڑھ گئی؟

تحقیق: یہ حالت حدوثاً و بقاءً اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور شرک اختیاری یا غیر اختیاری۔ (النور، ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

یاد الٰہی میں تعلقات دنیاوی حائل ہوتے ہیں، اس شکایت کا ازالہ

حال: میں اس کو اعتقاداً سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میری دینی یا دنیوی حالت ہے وہ سب حضرت ہی کی برکت کی وجہ سے ہے ورنہ مجھ جیسے بے حس شخص سے کچھ بھی نہ ہو سکتا۔ بالکل حضرت ہی کے سہارے چل رہا ہوں اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ بھی حضرت ہی کی بدولت ہوگا۔ اب دنیاوی تعلقات سے دل بالکل سرد ہو گیا ہے، اب بالکل دل یہ چاہتا ہے کہ بس ایک کونہ ہو اور میں ہوں اور سوائے یاد الٰہی اور کوئی شغل نہ ہو مگر تعلقات دنیاوی پیچھا نہیں چھوڑتے جو بافراغت ایک کا ہو کر رہ سکوں، یہ دنیاوی زندگی ایک قید کی زندگی سی معلوم ہوتی ہے، الشم پشتم جیسے ہو سکتا ہے چل رہا ہوں صرف اس امید پر

بر کریماں کارہا دشوار نیست

ورنہ اپنی حالت کسی قابل نہیں سراپا خطا و عصیاں ہوں۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ میری ظاہری

اور باطنی حالت درست فرمائے اور حضرت سے تعلق تازیست قائم رکھے کہ اس میں سب صلاح و فلاح ہے؟ تحقیق: دل سے دعا ہے اور حالات کے انقلاب کے متعلق یہ اکابر کی تحقیق ہے:

در بزمِ عیش یک دو قدح نوش کن درد　　　یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ)

غیر اختیاری پر ملامت نہیں

حال: کوئی یکایک گر پڑتا ہے یا کوئی اور فوری تکلیف ہو جاتی ہے۔ مثلاً بھڑ نے کاٹ لیا تو بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے اور ہر چندروکا جائے ہنسی نہیں رُکتی، ہاں اگر گرنے والا ضعیف یا بچہ ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے یہاں تک کہ کچھ پہروں اس کا خیال رہتا ہے لیکن اگر گرنے والا جوان ہے اور کمزور نہیں ہے تو بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے؟

تحقیق: تو آنے والے کی خطا ہے آپ کی کیا خطا ہے یہ تو شاعرانہ لطیفہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ غیر اختیاری پر ملامت نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

رونے کا علاج

حال: حضور والا نے فقیر محمد طالب علم کے متعلق جو کہ نماز اور دعا اور مجلس میں بہت روتا تھا، فرمایا تھا کہ میں کچھ سوالات خود قائم کر کے اس سے جواب لے کر پھر اس کی اصلاح کے متعلق لکھوں گا، اب حضور والا سے بصد ادب عرض ہے کہ آپ سوالات ارشاد فرماویں تو فقیر محمد سے جواب لے کر آپ کی خدمت میں واپس کیا جاوے، اب بھی کچھ روتا ہے لیکن پہلے کی نسبت سے بہت سکون معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: سوالات (۱) یہ حالت کب سے ہے؟ (۲) دماغ اور قلب طبی تشخیص سے کیسا ہے؟ (۳) رونا کسی خاص خیال سے پیدا ہوتا ہے؟ (۴) کیا سکون کسی خیال سے ہوتا ہے؟ (۵) اب کیوں کمی ہوئی؟ اس کے بعد ذیل کا خط مع خط فقیر محمد طالب علم آیا۔

حال: حضور نے جو سوالات فرمائے ہیں فقیر محمد نے ان کا جواب عرض کیا وہ ارسال خدمت ہے:

خط فقیر محمد

حضرت والا کے سوال اول کا کہ (یعنی یہ حالت کب سے ہے) جواب یہ ہے کہ اس

سے پہلے ساڑھے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ حضرت سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کے وقت سے رونا شروع ہوا مگر صرف آنسو جاری ہوتے تھے اور چیخ و پکار نہ تھی' دو سال کے عرصہ سے یہ چیخ پکار شروع ہے' یہ چیخ کبھی زیادہ ہے اور کبھی کم اس میں تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے اور حضرت کی حضوری میں اس رمضان شریف میں زیادہ ہو گیا۔ سوال نمبر۲ (دماغ اور قلب طبی تشخیص سے کیسا ہے؟) کا جواب یہ ہے کہ میں نے حکیم سے احتیاطاً دوائی لے لی ہے مگر مرض کوئی نہیں حکیم نے بھی مجھے کوئی مرض نہیں بتایا۔ سوال نمبر۳ (رونا کسی خاص خیال سے پیدا ہوتا ہے؟) اس سوال کے جواب میں دو مقدمے ہیں ایک یہ کہ ملفوظات حضرت دامت برکاتہم فرمایا کرتے تھے' اس کا یقین ایسا ہوتا تھا جیسا کسی بات کو دیکھنے سے یقین ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت دامت برکاتہم کی حضوری میں اللہ تعالیٰ کا حاضر ناظر ہونا عقیدہ سے نکل کر حال کے درجہ میں معلوم ہوتا تھا اس کے بعد پھر حضرت دامت برکاتہم عذاب کا ذکر فرماتے تھے تو میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف ہوتا تھا۔ اس وجہ سے رونا آتا تھا اور جب کبھی اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کا ذکر فرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات خیال میں آتے تھے۔ اس خیال سے رونا آتا تھا اور جب کبھی کسی بزرگ کے کمالات اور ادب اپنے شیخ کے ساتھ ملفوظ فرماتے تھے تو میں اپنے آپ کو اس کے مقابلہ میں لاشئی سمجھنے سے اور مجھ میں اس کمال اور ادب کے نہ ہونے سے رونا آتا تھا اور اس کے واسطے آپ استاذی اور حضرت سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ کمال و ادب عطا فرماویں۔ یہ سب کچھ حضرت کی بات پر کامل یقین ہونے کی وجہ سے تھا۔ اگر اور کوئی (شخص) اللہ تعالیٰ کے احسانات و خوف یا کسی بزرگ کے کمالات فرماتے ہیں لیکن اتنا مجھے معلوم ہوا کہ ان کا حضرت دامت برکاتہم سے تعلق ہے اور نیک ذاکر آدمی ہے تو ان کی تقریر سے بھی مجھے رونا آتا ہے۔

سوال نمبر۴ (کیا سکون کسی خیال سے ہوتا ہے؟) جواب: سکون ایک خیال سے حاصل ہوتا ہے کہ جب میں خیال کرتا ہوں کہ میرے رونے سے حضرت کو یا کسی دیگر شخص کو تکلیف ہوگی تو اس خیال سے رونا بند ہو جاتا ہے اور بعد میں خجالت و شرمندگی ہوتی ہے یا

کسی دوسرے مضمون میں اپنے خیال کو لگا تا ہوں تب رونا منقطع ہوتا ہے۔ سوال نمبر ۵ (اب کیوں کم ہوا؟) جواب اس سوال کا یہ ہے کہ رونا دو وجہ سے کم ہوا۔ ایک یہ کہ جب حضرت سے رخصت ہونے لگا تو حضرت سے احقر نے معافی اور دُعا کی درخواست کی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ میں نے معاف کر دیا اور دُعا بھی کرتا ہوں' اس وقت مجھے رونا آیا۔ بعد اس کے حضرت نے فرمایا کہ رونے والے کو معاف نہیں کیا جاتا ہے تم ہنسو تو معاف کروں گا۔ اس وقت مجھے ہنسی آ گئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں اب معاف ہے۔ اس بات سے مجھے معلوم ہوا کہ رونا حضرت کی رائے کے خلاف ہے اس واسطے اب جتنی میری طاقت ہو میں بقدر طاقت رونے کو روکتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ جس وقت ہم آنے والے تھے اس مجلس میں حضرت نے میرے متعلق آپ کو فرمایا کہ بہت شغول کی وجہ سے مجھے وقت نہیں ملتا کہ میں اس کے ساتھ بات چیت کروں۔ یہ میری رائے ہے کہ باہر کچھ نہ ہو یعنی چیخ و پکار بلکہ سب اندر اندر ہو۔ اس سے بھی مجھے معلوم ہوا کہ حضرت کو رونا پسند نہیں۔ اس واسطے اپنے آپ کو رونے سے روکتا ہوں ورنہ مجھے رونا بہت آتا ہے۔ جب حضرت کی نماز مجھے یاد آتی ہے اور ان کی مجلس یاد آتی ہے اور ان کی چال و رفتار یاد آتی ہے اور ملفوظات یاد آتے ہیں پھر تو بہت رونا آتا ہے کبھی چیخ نکلتی ہے اور کبھی بہت مشکل سے بند کرتا ہوں؟

تحقیق: بکاء حالت رفیعہ ممدوحہ ہے خواہ خوف سے ہو یا شوق سے لیکن صیاح حالت ممدوحہ نہیں۔ گو عذر میں مذمومہ و منکرہ بھی نہیں لیکن قابل اصلاح ہے اور اصلاح کی حقیقت ہے ازالہ سبب۔ میرے نزدیک اس کا سبب دماغ و قلب کا ضعف یا حرارت بھی ہے کہ وارد کا تحمل نہیں۔ اطباء کو سبب مذکور کی تشخیص کی طرف مکرر اہتمام کے ساتھ متوجہ کیا جاوے اور تعدیل مزاج کی تدبیر طبی کی جاوے اور خارجی تدبیر بھی منظم کی جاوے۔ وہ یہ کہ رجاء کے مضامین حدیث سے یا کلام قوم سے بار بار سنائے جاویں اور ایسے مواقع پر ان کے استحضار کا بھی مشورہ دیا جاوے اور ایک ماہ کے بعد پھر اطلاع دی جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

دُعا میں رضا بالقضاء کے شبہ کا ازالہ

حال: نماز کے بعد دُعا مانگتے وقت فوراً ہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے

میرے لیے ایسا مقدر نہیں کیا ہے اور میں مانگ رہا ہوں تو رضا بالقضاء کہاں رہا؟ ایسا مانگنے میں گستاخی نہ سمجھی جائے، بہر حال میری تسکین فرما دیجئے؟

تحقیق: اس میں تنافی کیا ہوئی عین مانگنے کے وقت یہ عزم رکھا جاوے کہ اگر مطلوب نہ ملا تو نہ ملنے پر ہی راضی رہوں گا' دعا اور رضا دونوں جمع ہو گئیں۔ (النور، جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)

ضعف طبعی قلب کے آثار طبعی ہیں اور غیر اختیاری پر مواخذہ نہیں

حال: اوائل عمر میں مگر بلوغ کے بعد غالباً کچھ نمازیں اور روزے مجھ سے فوت ہوئے ہیں نہ تو تعداد بالکل یاد ہے اور نہ بوجہ ضعف قلبی ان کی قضا کی مطلق ہمت وقوت ہے، حج بھی غالباً مجھ پر واجب ہو چکا ہے مگر جب استطاعت تھی تو التفات نہ تھا اور اب احساس ہے تو استطاعت نہیں ہے (آگے اس عدم استطاعت کی وجوہات لکھی تھیں) اور گھر میں اور بچہ کو چھوڑ کر تنہا حج کرنے پر بوجہ ضعف قلب قادر نہیں' موت کا ہر وقت کھٹکا ہے۔ گو دنیا وحیات دنیا سے دل سخت بیزار اور متنفر ہے اور زندگی وبال جان معلوم ہوتی ہے یہاں کے آلام وافکار کی وجہ سے ہے مگر پھر بھی طبعی طور پر کچھ ایسا گہرا تعلق اس حیات دنیا سے ہے اور بیوی بچہ سے کہ اگر کفار سے جہاد وقتال واجب ہو جائے تو مجھے یقین نہیں ہے کہ میں شرکت کر سکوں گا؟

تحقیق: یہ سب آثار ضعف طبعی کے ہیں جو غیر اختیاری ہے۔ غیر اختیاری میں مواخذہ نہیں۔ پس نہ ضعف پر ملامت ہے نہ اس کے آثار غیر اختیاریہ پر البتہ ان آثار میں جو اعمال اختیاریہ ہیں وہ محل ملامت ہیں مگر بشرط قدرت اور عدم قدرت کے وقت احکام بدل جائیں گے۔ احکام کی تفصیل ہر جزئی کی جدا ہے نماز قضا شدہ کا اور حکم ہے حج کا اور حکم ہے جہاد کا اور حکم ہے۔ جدا جدا پوچھنے سے بتلایا جا سکتا ہے۔ (النور، شعبان ۱۳۵۴ھ)

حالات مبارکہ

حال: اکثر اوقات یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے (جو بالکل بے کیف ہیں) سامنے ہوں اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں؟ تحقیق: یہ سب مبارک حالات ہیں۔

حال: لیکن یہ تمام امور خلوت اور فراغت میں رہتے ہیں اور جب کسی دوسرے کام میں مشغول ہوتا ہوں تو ان کا بالکل خیال نہیں رہتا؟ تحقیق: یہ تفاوت طبعی اور لازم ہے اور رحمت ہے کیونکہ

گر نیست غیبتے ندہد لذتے حضور

حال: بعد میں پھر خیال ہوتا ہے اور ندامت ہوتی ہے اور یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پہلی بات یونہی تھی (یعنی غیر معتد بہ تھی) یہ خیالات تو ہر وقت رہنے چاہئیں' اب اس کی تدبیر کیا ہے کہ یہ خیالات پختہ ہو جائیں؟

تحقیق: یہ تفاوت پختگی کے خلاف نہیں کسی حافظ کو اگر قرآن پختہ یاد ہو تو کیا یہ بھی لازم ہے کہ ہر وقت تمام الفاظ کا استحضار رہے۔

حال: نماز کا بھی یہی حال ہے کہ بعض ارکان میں توجہ رہتی ہے اور بعض میں غفلت؟

تحقیق: اس کا سبب خود قصد سے ذہول ہے ورنہ قصد کے بعد ذہول محال ہے اور اس ذہول عن القصد کا سبب دوسرے مشاغل کا بلاقصد سامنے آ جانا' البتہ سامنے آ جانے کے بعد ان کا بقاء یہ قصداً ہوتا ہے۔

علاج: تنبہ کے وقت تجدید توجہ فی المستقبل واستغفار عن الماضی۔ اسی کی تکرار سے رسوخ تدریجاً ہو جاتا ہے جس کی کوئی مدت معین نہیں' اہتمام توجہ واستعداد کے اختلاف سے اس میں تفاوت ہو جاتا ہے۔ (النور شوال ۱۳۵۴ھ)

عدم مناسبت کا علم دلیل مناسبت ہے

حال: حضور والا کے علوم و معارف کی فراوانی اور اپنی کم لیاقتی کو دیکھتا ہوں تو اکثر مایوسی کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے اس کا رنج اب اکثر رہتا ہے کہ حضور سے مناسبت پیدا نہیں ہوئی' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟

تحقیق: یہ بھی مناسبت ہے کہ عدم مناسبت کا علم ہو جاوے۔ آخر عبد کو حق تعالیٰ سے نسبت ہوتی ہے یا نہیں؟ حالانکہ واجب اور ممکن میں کیا مناسبت مگر وہاں یہی مناسبت ہے کہ ان کی عظمت (اور) اپنی ذلت کا علم ہو جاوے۔ اسی عدم مناسبت لغویہ کے علم کو مناسبت اصطلاحیہ کہا جاتا ہے۔ باقی اس سے آگے

چہ نسبت خاک را باعالم پاک بفتح اللام چہ جائے باعالم پاک بکسر اللام

حال: جو کچھ دل میں ہے اس کے اظہار کی پوری قدرت بھی نہیں؟

تحقیق: یہ بھی اسی عدم مناسبت مسمی بہ مناسبت کی فرع ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

دل دھڑکنا رحمت ہے مگر تعدیل کی ضرورت ہے

حال: حضرت جب مجھ کو موت یاد آتی ہے تو میرا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ نہ معلوم موت کے بعد کیا حشر ہوگا؟

تحقیق: یہ دھڑک رحمت ونعمت ہے مگر تعدیل کی ضرورت ہے وہ تعدیل یہ ہے کہ ایسے وقت عفو ومغفرت کی خوب دعا کیا کریں۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

صدمہ میں کبھی ایسے الفاظ ذہن میں آتے ہیں جو خلاف ادب ہیں

نوٹ: ایک مجاز نے ایک واقعہ سخت صدمہ کا اور اپنے صبر وتفویض کا لکھ کر ذیل کا مضمون لکھا جس کے بعد جواب منقول ہے:

حال: کبھی کبھی یہ مضمون بھی زبان پر آجاتا ہے:

اے رفیقانِ راہ ہارا بست یار ۔۔۔ آہوئے لنگیم و اوشیر شکار
جز کہ تسلیم و رضا کو چارہ ۔۔۔ درکف شیر نر خونخوارہ

تحقیق: ایسے اشعار جن میں ایسے الفاظ ہوں ہم جیسوں کے لیے خلاف ادب ہیں۔ بڑوں کی اور بات ہے۔ سخت احتیاط واجب ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۶ھ)

خطرات کے غلبہ کے وقت جو آواز بائیں جانب سے آئے اس کی طرف توجہ کرنا مضائقہ نہیں

حال: یہ امر قابل استفسار ہے کہ بائیں جانب سے جو آواز پانی گرنے اور ہلکی گھنٹی جیسی آتی ہے اور وہ آواز دنیوی چیز کی آواز سے علیحدہ ہے اس کی طرف توجہ رکھی جاوے یا نہیں؟ اس سے یکجہتی حاصل ہوتی ہے؟

تحقیق: جس وقت خطرات کا غلبہ ہو اس وقت توجہ کا مضائقہ نہیں۔ جب خطرات دفع ہو جاویں پھر توجہ نہیں چاہیے اور وہ آواز اکثر ناسوتی یعنی دنیوی ہوائے محتبس کے تموج سے ہوتی ہے اور ملکوتی شاذ ونادر ہوتی ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۲ھ)

کسی سے تکدر طبعی مرض نہیں ہے

حال: (یکے از مجازین) ایک صاحب میرے ہمسایہ ہیں ان میں فلاں فلاں عیوب تو ہیں

لیکن اور ہر طرح نیک ہیں، مفلس، عیالدار ہیں مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور خدمت بھی کرتے ہیں میں ان کی مالی خدمت حتی المقدور کرتا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کا تہہ دل سے قصد ہے مگر حضرت مجھے ان سے محبت نہیں، جب بھی پاس بیٹھتے ہیں گرانی ہوتی ہے، ظاہراً میں بھی اظہار محبت کرتا ہوں وہ تو باتیں محبت سے کرتے ہیں مگر ان کی گفتگو سے میرا انشراح قلب جاتا رہتا ہے یہ تکبر یا اور کوئی مرض تو نہیں؟ تحقیق: کوئی مرض نہیں۔ (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

معذوری میں ملامت نہیں

حال: سابقہ عریضہ پر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ ذکر میں دل کی غفلت باختیار ہے یا بلا اختیار۔ عرض یہ ہے کہ اگر کوشش کروں تو دل ذکر میں حاضر ہو جاتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ قلب کو حتی الوسع ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرونگا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس سے دماغ پر بوجھ سا پڑتا ہے اور خیالات کے روکنے اور ذکر کی طرف متوجہ رکھنے سے جلدی تھک جاتا ہے؟ تحقیق: تو معذور ہو، معذوری میں ملامت نہیں۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

امر غیر اختیاری پر شبہ کا جواب

حال: ایک اجازت یافتہ نے خط میں اپنا واقعہ کہ کسی جگہ جانا ہوا اور احتمال تھا کہ وہ لوگ امامت یا وعظ کی درخواست کریں گے مگر ایسا نہیں ہوا جو ناگوار ہوا اور اس سے شبہ ہوا کہ یہ اشراف نفس وحب جاہ وکبر کا مجموعہ ہے اس پر استغفار کیا مگر اس کا اثر پورے طور سے زائل نہیں ہوا جو دلیل ہے حب جاہ کی، یہاں سے جواب دیا گیا کہ یہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے مذموم نہیں، اس پر ذیل کا خط آیا:

حال: ایک شبہ عرض کر کے تشفی چاہتا ہوں وہ یہ کہ حسنات غیر اختیاریہ فی ذاتہا گو مطلوب نہیں "علی ھذا سیئات غیر اختیاریہ فی نفسھا" مذموم نہیں مگر ان امور غیر اختیاریہ کے مناشی بوسائط قریبہ یا بعیدہ ضرور اختیاری ہوتے ہوں گے جن پر امور غیر اختیاریہ کا ترتب قریب یا بعید ہوا ہے وہ مناشی مطلوب یا مذموم ہوں گے تو بناء علیہ ہر غیر اختیاری کا مرجع کوئی نہ کوئی امر اختیاری ہوا جو قابل طلب یا قابل دفع ہوا اور اس کی تشخیص و

تعیین اولاً وعلاج ثانیاً رائے شیخ پر موقوف ہے۔ لہٰذا ہر غیر اختیاری کی شیخ کو اطلاع دے کر علاج طلب کرنا ضروری ہوا۔ (وھذا خلاف المتقرر عندالمحققین)

تحقیق: بالکل غلط۔ مثلاً جس انقباض کی شکایت لکھی تھی اور اس کا اثر زائل نہیں ہوا تھا اس کا مرجع کونسا امر اختیاری ہے۔ غیر اختیاری تو وہی ہے جو نہ بلاواسطہ اختیاری ہو نہ بواسطہ۔ اختیاری کی دو قسمیں ہیں ایک اختیاری بلاواسطہ وھذا اقلیل اور دوسری اختیاری بواسطہ ولھذا کثیرٌ۔ ایسا گمان ہوتا ہے کہ سوال کرتے وقت کوئی فرد اختیاری کی (جو بلاواسطہ غیر اختیاری ہے اور بواسطہ اختیاری) ذہن میں آ گئی ہے اور اس کے بالذات غیر اختیاری ہونے پر نظر کر کے اس کو غیر اختیاری قرار دیدیا گیا پھر اس کے منشاء کے اختیاری ہونے پر نظر کر کے اشکال وارد کر دیا گیا۔ سو خود یہی غلطی ہے اور بہت موٹی غلطی ہے جس کا نہ سمجھنا تعجب ہے۔

حال: ایک ضروری امر قابل دریافت یہ ہے کہ اپنی انفرادی نمازوں میں تو خیال کو یکسو کرنے کے لیے الفاظ کی طرف توجہ رکھتا ہوں جماعت کی حالت میں خصوص سری نمازوں میں حرکت فکر یہ کے قطع کرنے کے لیے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے؟

تحقیق: سورۃ فاتحہ کے خیالی الفاظ کا استحضار جس کو کلام نفسی کہا جاتا ہے اور میرے نزدیک حضرت ابوہریرہؓ کا ارشاد ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں "اقرأبھا فی نفسک یا فارسی" اس کا ماخذ ہو سکتا ہے گو بعض علماء نے اپنے مذہب کی موافقت کے لیے قرأت سریہ پر محمول کیا ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

عذاب کے بیان سے رکاوٹ اور رحمت کے بیان سے رغبت یہ اختلاف استعداد وطبائع کا ہے

حال: میری ہمیشہ سے یہ کیفیت رہی ہے اور دل میں میرے یہ یقین پختہ سا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم وکرم زیادہ فرماتے ہیں اور قہاری تو کبھی کبھی ہو جاتی ہوگی اب اس کا اثر یہاں تک میرے دل پر ہو چلا ہے کہ جب کوئی بزرگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قہاری بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر اس طرح ہوگا' قیامت میں یوں گرفت ہوگی' ذرا سی

لغزش میں پکڑ لیا جاوے گا تو مجھے ان بزرگوں سے ملتے ہوئے ایک قسم کی رکاوٹ سی ہونے لگتی ہے۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح کہ سخت مزاج استاد سے شاگرد کی' نماز وغیرہ اور ہر عبادت میں میرا دل اچاٹ سا ہونے لگتا ہے' خدانخواستہ چھوڑنے کو تو دل نہیں چاہتا ہے مگر یہ دل میں آتا رہتا ہے کہ یہ عبادت سب بیکار اس کا نتیجہ کچھ نہیں اور دل میں آتا ہے کہ ایسا کیا کام کروں کہ جو عذاب سے بچوں اور جو کوئی بزرگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم و فضل کا حال بیان کرتے ہیں تو ان بزرگوں سے مجھے محبت ہو جاتی ہے اور نماز اور ہر عبادت میں دل لگنے لگتا ہے اور زیادہ شوق ہو جاتا ہے عبادت کرنے کو اور دل میں موت کا بھی شوق ہو جاتا ہے کہ میرے رب رحیم بخشیں گے' کریم ہیں میری خطاؤں کو معاف فرمائیں گے۔ حضور یہ حال ہے میرا' میں عجب کشمکش میں ہوں؟

تحقیق: اس میں کشمکش کی کیا بات ہے یہ اختلاف استعداد و طبائع کا ہے جو غیر اختیاری ہے اور مذموم نہیں جس کو عطا ہو جاوے اس کے لیے وہی مصلحت ہے اس کے ازالہ کی تمنا یا کوشش خلاف ادب ہے۔ البتہ عقائد اسلامیہ وہ سب پر مشترک طور پر واجب ہیں اور صحت عقائد کے بعد اختلاف طبائع کا مضر نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

بیوی کا ہمراہ آنا نفع باطن کیلئے منافی نہیں

حال: ایک صاحب کا خط آیا وہ اصلاح کے سلسلہ میں یہاں آنا چاہتے ہیں انہوں نے دریافت کیا کہ میری بی بی بھی جو کہ پہلے سے بیعت ہیں آنا چاہتی ہیں' مگر ان کے آنے سے میری یکسوئی جاتی رہے گی نیز وہ بچوں کے ساتھ بیجا سختی کرتی ہیں جس سے مجھ کو اذیت ہوگی اس کے متعلق مشورہ لیا تھا اس کے متعلق حسب ذیل جواب دیا گیا؟

تحقیق: ان میں ہزار کھوٹ سہی مگر جب وہ بلا ترغیب خود طلب کریں ان کی اعانت خود طاعت و نافع باطن ہے گو ان کو ساتھ لانے سے ایک درجہ میں تشویش بھی ہو مگر تشویش نفع باطن کے منافی نہیں البتہ وہ نفع عاجلاً محسوس نہیں ہوتا مگر بصیرت کے بعد خود محسوس ہوگا کہ نفس میں کونسا ملکہ محمودہ پیدا ہو گیا۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے سے دل کی تسلی عدم تسلی کے منافی نہیں

حال: احقر اس خط میں اپنا ایک حال لکھتا ہے بفضلہ تعالیٰ کسی ناگوار واقعہ کے موقع پر دل میں کوئی پریشانی آنے نہیں دیتا ہوں بلکہ دل میں تسلی حاصل کر لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حاکم اور حکیم ہیں' حاکم ہونے کی حیثیت سے تو انہیں پورا اختیار حاصل ہے کہ اپنی مخلوق میں جس وقت چاہیں اور جس قسم کا چاہیں تصرف فرمائیں اور حکیم ہونے کی بناء پر یہ اطمینان ہے کہ ان کا جو بھی تصرف ہوگا وہ سراسر حکمت ہی ہوگا۔ پھر پریشانی کی کوئی وجہ نہیں مگر شبہ یہ ہوتا ہے کہ ناگوار واقعہ تو میری بے وقوفی اور نادانی کے سبب سے ہوتا ہے یا مخالف دشمن کے سبب سے ہوتا ہے تو پھر اس میں پوری تسلی کس طرح سے بلکہ اور ندامت اُٹھانی چاہیے اور غور وفکر کرنا چاہیے جس سے آئندہ ایسا نہ ہو؟

تحقیق: حاکم اور حکیم ہونے پر تسلی اس عارض کی وجہ سے عدم تسلی کے منافی نہیں۔ اس احتمال پر استفسار بھی کرنا چاہیے اور پھر بھی وہ واقعہ باقی رہے تو پھر اسی مراقبہ سے کام لیا جائے۔

حال: یا دشمن کی عداوت دور کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے جس سے وہ پھر دشمنی نہ کر سکے؟

تحقیق: اس میں بھی وہی کلام ہے سو اخیر تسلی اگر ہوگی اسی مراقبہ سے ہوگی۔

حال: اور اس سے بلاشبہ دل میں پریشانی لاحق ہوتی ہے باوجود اس عقیدہ کے کہ خالق الافعال اللہ تعالیٰ ہیں اور بندے صرف کاسب ہیں۔ خلجان اور پریشانی بالکلیہ دفع نہیں ہوتی اس لیے حضرت سے استفساراً عرض ہے کہ اس میں پوری تسلی کی صورت کیا ہے؟

تحقیق: تسلی کا کوئی ذمہ دار نہیں۔ ہر حال میں جو امر ہے وہ فرض عبودیت ہے۔ اب ایک مختصر عنوان سے دوسرا اجمالی جواب لکھتا ہوں وہ یہ کہ پریشانی کے اسباب مختلف ہیں۔ ایک سبب عدم استحضار حکومت وحکمت کا ہے مراقبہ مذکورہ سے یہ پریشانی رفع ہو جاتی ہے تو دوسرے اسباب سے پریشانی ہونا اس کے منافی نہیں' ان اسباب کا دوسرا علاج ہوگا۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

قبض بیحد نافع ہے

حال: احقر کا حال تباہ یہ ہے کہ وساوس کی وہ کثرت ہے کہ بہت خوف معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: یہ حالت قبض و ہیبت کی ہے اور بے حد نافع ہے اور کوئی سالک اس سے خالی نہیں ہوتا۔ اِلَّا نادراً کوئی ابتداء میں کوئی انتہا میں اور یہ خود بخود متبدل ہو جاتا ہے بجز دُعا و تفویض کے اس کی کوئی تدبیر نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

طبیعت میں تعطل پیدا ہو گیا کسی چیز کو جی نہیں چاہتا یہ قبض کی حالت ہے

حال: طبیعت میں تعطل کی کیفیت پھر پیدا ہو گئی کسی کام کو جی نہیں چاہتا' یہ خط بھی بہ مشکل لکھ رہا ہوں ہر وقت دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کروں' اعمال میں دل نہیں لگتا' جو عمل کرتا ہوں دل کو اس کے اثرات سے خالی پاتا ہوں' یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوپر اوپر ہو رہا ہے' اب بھی تک معمولات میں فرق نہیں آیا' دل لگے نہ لگے کیے جاتا ہوں' نفسانی خواہشات بھی گاہے گاہے غلبہ کرنا چاہتی ہیں۔ حق تعالیٰ کی طرف ایک قسم کا دھیان پیدا ہو گیا تھا اب وہ بھی نہیں۔ (۱) تبلیغ دین (۲) دیوان حافظ' تربیت دیکھتا ہوں مگر کچھ اثر نہیں' دل ہے کہ اڑا جاتا ہے' دعا فرمائیں کہ یہ بدذوقی دور ہو سبُ اعمال ریاء معلوم ہوتے ہیں؟

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک طریق کی حقیقت کے استحضار سے ذہول ہو رہا ہے اس کی حقیقت ہے اہتمام اعمال اختیاریہ و عدم مبالات احوال غیر اختیاریہ۔ اب نقص و تنزل کی شرح کیجئے' اس کا حاصل اب دوسرے عنوان سے لکھتا ہوں' یہ حالت قبض کہلاتی ہے جو طریق کے لوازم عادیہ سے ہے اور اس میں مصالح و حکم ہوتے ہیں جن کا مشاہدہ کسی وقت میں خود ہو جاتا ہے اس کے متعلق حکماء کا ارشاد ہے:

چوں کہ قبضے آیدت اے راہرو　　آں صلاح تُست آئس دل مشو
چوں کہ قبضہ آمد تو دروے بسط بیں　　تازہ باش و چین میفگن برجبیں

(النور رجب ۱۳۵۸ھ)

اصلاح حال انکشاف پر موقوف نہیں

حال: افسوس تو یہ ہے کہ پہلے اپنا حال گرم و سرد رطب و یابس دل کھول کر عرض کر دیتا تھا اب اس سے بھی مجبور ہوں' اب تو بس یہی دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے رحم و کرم سے حضرت سلمہ پر میری اس پریشانی کو انکشاف فرما دیں ورنہ میں بالکل اس کو نہیں سمجھا نہ یہ حال قابل

تحریر: اگر یہی حال رہا تو آئندہ بھی مجھے امید نہیں کہ حضرت سلمہ کو کچھ اطلاع کر سکوں؟

تحقیق: انکشاف کی ضرورت ہی نہیں نہ آپ پر نہ مجھ پر کیونکہ جو مقصود ہے انکشاف سے یعنی اصلاح حال، وہ اس انکشاف پر موقوف نہیں، اس بستگی زبان کی حالت میں بھی مصلح کے قلب پر وجداناً حالت واقعہ کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس حالت میں دعا واجمالی مشورہ اصلاح حال کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دُعا کے بعد اجمالی مشورہ بھی پیش کرتا ہوں۔

تانگوید   اوبگو   خاموش   باش

بس اعمال کو مقصود سمجھا جاوے۔ قیل وقال کو مقصود نہ سمجھا جاوے۔ **ونعم ماقیل**

گرچہ تفسیر زبان روشن گراست   لیک عشق بے زبان روشن تراست

(النور، رجب ۱۳۵۸ھ)

جب کسی آدمی کی قابلیت کا اثر نہ ہو تو بے وقعت نہ سمجھا جائے اور اپنے کام میں لگے رہیں

حال: حضرت حکیم الامت کے متعلقین کے علاوہ اگر اور کسی سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے یا کسی کی کوئی تعریف سنتا ہوں کہ ایسے نیک ہیں یا اتنے بڑے عالم واعظ یا مصنف ہیں تو میری نظر میں کوئی وقعت نہیں ہوتی بلکہ ایسی تعریف سے ناگواری ہوتی ہے سننا بھی نہیں چاہتا اور ذرا بھی ان کی قابلیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ کبھی ایسے لوگوں کے پاس جانے کی مجھے خواہش ہوتی ہے نہ کبھی جاتا ہوں اور اگر اتفاق سے کبھی ملنا ہو جاتا ہے تو مجھے ذرا حجاب اور بار نہیں ہوتا، طبیعت بالکل ہلکی اور بے اثر رہتی ہے؟

تحقیق: روحانی علاج تو ہر حال میں احتیاط ہی کی بات ہے۔ مرض کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے اس سے اگر مرض موجود کا تعلق نہ ہو تو مرض محتمل فی المستقبل کا انسداد ہو جاتا ہے وہ علاج یہ ہے کہ اثر کو نہ دیکھا جاوے کہ ہوا یا نہیں، دوسرے کے کمالات کا اگر اعتقاد نہ ہو مضائقہ نہیں مگر اس کو بے وقعت بھی نہ سمجھا جاوے اپنے کام میں۔ لگے رہیں اور یوں سمجھیں کہ ممکن ہے کہ یہ شخص ہم سے اور ہمارے شیخ سے عنداللہ بدرجہا افضل ہوں گے مگر جب ہمارا دل نہیں جھکتا تو ہم کو اس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بس اس میں سب احتمالات کا علاج ہو گیا۔ (النور، شعبان ۱۳۵۶ھ)

غرباء کے ساتھ رہنا اچھا ہے

حال: (یکے از مجازین) دل کا یہ تقاضا بڑی شدت سے رہتا ہے کہ ایسی حالت سے رہوں جیسے مزدوری پیشہ لوگوں کی حالت ہوتی ہے یعنی بوسیدہ حالت اور ویسے غرباء مزدوروں کے ساتھ رہنا' ان سے محبت رکھنا' ان کے ساتھ ہمدردی کرنا الحمد للہ طبعی عادت ہے؟

تحقیق: ایسی وضع خلاف عادت خود اسباب شہرت سے ہے اور شہرت مضر ہے جو برتاؤ غرباء کے ساتھ لکھا ہے کافی ہے۔ (النور' رمضان ۱۳۵۶ھ)

تغیرات معاصی نہیں یہ عارضی احوال ہیں

حال: (یکے از مجازین) حضرت والا احقر کی حالت تو بہت ہی خراب ہوگئی۔ احقر کو جب سے بیماری سے افاقہ ہوا ہے تب ہی سے معمولات میں گڑ بڑ چلی جاتی ہے کبھی تو نماز تہجد کو آنکھ کھل جاتی ہے اور کبھی نہیں کھلتی' الارم گھڑی بھی سرہانے رکھ لیتا ہوں مگر پھر بھی آنکھ نہیں کھلتی' نماز فجر کے وقت تو ضرور کھل جاتی ہے؟

تحقیق: ایسے تغیرات وحالات سب کو پیش آتے ہیں' یہ معاصی نہیں اس لیے مضر نہیں اور یہ تفاوت اصلی چیزوں میں نہیں عارضی احوال میں ہے جیسے موسمی تغیرات وفیہ قال الرومیؒ

روزہا گر رفت گورو باک نیست تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

اور یہ گڑ بڑ نہیں بلکہ باعتبار نتائج کے جن کا مشاہدہ بھی ہوجاتا ہے' بڑ گڑ ہے یعنی کسی اچھی حالت میں بڑ یعنی داخل ہوا اور گڑ یعنی اس میں راسخ ہو' بہت جلد منافع اس پریشانی کے نظر آجاویں گے جن میں ایک منفعت کا تو اس خط میں اقرار ہے یعنی "قولکم" "میں تو بالکل ہی خراب ہوگیا مجھے تو اپنے سے زیادہ کوئی خراب دیکھتا ہی نہیں۔" (النور' شوال ۱۳۵۶ھ)

بوقت موت عذاب کا ڈر اس میں شان عظمت باری تعالیٰ کی طرف توجہ دلانا ہے

حال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی اگر تم ان امور کو دیکھو جن کو میں دیکھتا ہوں اور تم کو ان باتوں کی خبر ہوجاوے جن کی مجھ کو خبر ہے تو عمر بھر روتے پھرو اور ہنسنا بھول جاؤ' میں اسرافیل کو دیکھ رہا ہوں جو صور کو منہ میں لیے کھڑے ہیں حکم کے منتظر ہیں

کہ اب حکم ہو اور اس میں پھونک ماروں کہ سارا عالم درہم برہم ہو جائے' ایسی حالت میں مجھ کو کیسے چین آئے اور میں کیسے بے فکر ہو بیٹھوں' سخت ہیبت قلب پر طاری ہے' موت ہر وقت سامنے ہے اس مضمون کو دیکھنے سے قبل یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ اگر ذرا ہم اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کریں تو پھر ہمارے لیے موت اور برزخ و آخرت میں چین ہی چین ہے' انشاء اللہ تعالیٰ۔ مایفعل اللّٰہ بعذابکم الخ اور اس مضمون کے دیکھنے کے بعد قریب مہینہ بھر سے یہ خیال دامن گیر ہے کہ جب حضور قسم کھا کر صحابہ کو ڈرائیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے نا قابل برداشت اور زبردست عذاب الیم سے بوقت موت اور برزخ و آخرت میں باوجود شرط شکر و ایمان پورا کرنے کے بھی کلفت والم سے بچ جانے کا یقین نہیں بلکہ قوی خطرہ ہے۔ "اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیاء و عذاب الآخرہ"

تحقیق: یہ معنی یہ سمجھنا غلط اور محض غلط ہیں اس میں عذاب کا ذکر ہی نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا بعید بلکہ ابعد بھی احتمال نہیں۔ اس حدیث کے امثال سے تو حق تعالیٰ کی شان عظمت کی طرف توجہ دلانا ہے جو کہ مطلوب ہے اور وہ اس توجہ کے ساتھ کہ "ان اللّٰہ لایضیع اجر المحسنین ای العاملین المخلصین" جمع ہو سکتا ہے۔ اب کیا اشکال رہا' تقریر کی جاوے۔

حال: حضور والا اگر وجہ اندیشہ قوی اور غالب ہے تب تو اس ہیبت کا نہ رہنا بیکار ہے اور اگر وجہ اطمینان قوی اور غالب ہو تو بلا وجہ ابھی سے اس عذاب ہیبت میں کیوں مبتلا رہوں؟

تحقیق: ان میں تعارض کب ہے جو قوت وضعف سے ترجیح کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

حال: حضور والا خوف کروں یا اطمینان؟ تحقیق: دونوں

موت کا تصور غالب ہونا اس کی تعدیل مراقبہ رحمت سے ہے

حال: کچھ دنوں سے موت کا اکثر اوقات تصور و خیال رہتا ہے اور سکرات و قبر کے تصور سے بعض اوقات نہایت گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ایک دن سونے کے وقت یہ تصور اتنا قوی ہو گیا کہ کسی طرح نیند نہیں آتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے جان نکل رہی ہے لالٹین بجھا کر سونے کی کوشش کی تو معلوم ہوتا تھا کہ قبر میں پڑا ہوں اس لیے پھر لالٹین جلائی'

نزع کی تکلیف اور قبر کی تنہائی سے میں بہت زیادہ گھبراتا ہوں؟

تحقیق: منشاء اس کا خشیت حق ہے اس لیے مبارک حالت ہے البتہ اس کی تعدیل کے لیے مراقبہ رحمت وتقویت رجاء ضروری ہے اس کے بعد بھی اگر پریشانی ہو وہ طبی، وطبعی مرض ہے جس کے لیے طبیب سے رجوع کیا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

ایک حال نہیں رہتا کبھی صبر وتحمل کبھی بالعکس اس کا فکر عبث ہے

حال: ایک صاحب آٹھ نو سال تقریباً احقر کو ستاتا رہا' گاہ گاہ کوئی افتراء لگا دیتا تھا مگر الحمدللہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی حفاظت میں رکھا' اتفاق سے یہ شخص ایک سنگین جرم میں ماخوذ ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص بلاقصور تھا جس کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اسی وجہ سے احقر نے سعی کی اور الحمدللہ وہ بارآور ہو گئی۔ یہ شخص الحمدللہ بری ہو گیا ہے اور ایک اور شخص باوجود وعدہ کے ایک معاملہ میں وعدہ وفائی تو کیا کرتے اور مخالفت پر اُتر آئے' اس کی مخالفت سے نقصان کا ڈر ہو گیا مگر حق تعالیٰ شانہ نے اس میں بھی پوری دستگیری فرمائی' کچھ روز بعد یہ صاحب ایک اچانک مصیبت میں گرفتار ہو گئے' انہوں نے احقر سے اس معاملہ میں سفارش کی خواہش کی' میں نے عرض کیا' بھائی یہی غنیمت جانو کہ میں آپ کی مخالفت نہ کروں' انشاء اللہ ایسا کبھی نہ کروں گا' اتفاق سے یہ شخص اس الزام سے نہ بچ سکا جس کا احقر کو اب بہت افسوس ہے؟

تحقیق: دونوں جگہ میں تفاوت اثر کا سبب کبھی اسباب کا ضعف وقوت ہوتا ہے کبھی اوقات مختلفہ میں خود متاثر کی طبیعت کے احوال کا اختلاف ہوتا ہے جس کا احصاء عادۃً متعذر ہے لیکن اگر اسباب واحوال کا کچھ بھی اختلاف نہ ہو تب بھی عزیمت ورخصت دونوں شقوں میں گنجائش ہے اس لیے اس کی فکر عبث ہے۔

حال: دوسرے اس معاملہ میں عنداللہ مواخذہ احقر پر تو نہیں' اگر ہے تو اب کیا تدارک کروں؟

تحقیق: مواخذہ کا شبہ کا ہے ہوا البتہ دوسرے شبہ کا احتمال ہے اگر وہ ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے اور وہ شبہ ہے اپنی بزرگی کا کہ ہماری مخالفت سبب ہوئی وبال کا۔ اس کا تدارک اپنے ذنوب وعیوب کا استحضار اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کوئی مقبول نہیں' بعض اوقات ان کے مخالف کو بھی دنیا میں عقوبت نہیں ہوئی' اگر پھر بھی اس تسبب کا غلبہ ذہن میں ہے تو یہ تسبب کچھ بزرگی ہی میں منحصر نہیں مظلومیت سے بھی تسبب ہو سکتا ہے۔

آرام کی چیزوں میں بے رغبت نہ ہونا چاہیے

حال: حضرت میں تو اکثر دُعا کرتا ہوں کہ اے اللہ ہمارے اعمال' حال' قال کی

حفاظت فرما' بظاہر کھانا پینا اور آرام کی چیزوں سے رغبت نہیں' یوں خیال آتا ہے کہ بس احباب پھٹے پرانے کپڑوں میں کفنا کر پرانی قبر میں اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں' اگر وہ اپنے فضل سے دیں تو بجائے اپنی مرغوبات کے بس انہی کے لیے خرچ ہو؟

تحقیق: سب حالات و خیالات محمود مطلوب ہیں البتہ رغبت کی نفی اس میں بعض اوقات غلطی ہو جاتی ہے۔ صورتاً یا حقیقتاً جب نعمت موجود ہوتی ہے بالقوہ یا بالفعل رغبت محسوس نہیں ہوتی' فقدان کے بعد اس کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا رغبت کی نفی کے دعوے سے بچنا چاہیے اور اگر ایسا احساس بھی ہو اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ دعا کرنا چاہیے کہ اے اللہ جتنی رغبت ہے وہ دین میں معین ہو' مانع نہ ہو۔ کما روی عن عمرؓ

بیٹے متوفی پر غم کے تصور میں کوئی جرح نہیں' اگر تصدیق نہ ہو

حال: اب یہ بات پیش آ گئی ہے کہ میرا لڑکا جو کہ ایک ہی تھا میری عدم موجودگی میں انتقال کر گیا تھا' اول وہلہ میں تو بالکل طبیعت کو صبر آ گیا تھا' رنج مغلوب تھا اب جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اس کی یاد تازہ ہوتی جاتی ہے' دل بیقرار ہو جاتا ہے اور خاص کر تہجد میں جب زیادہ پریشانی ہوتی ہے تو بہ استغفار کرتا ہوں اور لاحول پڑھتا ہوں اور بعض مرتبہ جناب والا کا تصور کر کے یہ سوال عرض کرتا ہوں اور جناب والا کی طرف سے یہ جواب خیال کرتا ہوں کہ "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن" کے معنی پر غور کرنا چاہیے۔ اس تصور سے مجھے شفا ہوتی ہے مگر وقتیہ' اب یہ عرض ہے کہ ایسا خیال کرنے میں کچھ شرعی قباحت تو نہیں جو تجویز میرے لیے ہو ویسا ہی عمل میں لاؤں؟

تحقیق: تصور میں کچھ حرج نہیں' تصدیق و اعتقاد میں حرج ہے' سو اہل علم و فہم سے اس کا احتمال ہی نہیں۔ (النور' ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

امر غیر اختیاری مذموم نہیں

حال: امام پر غصہ دل میں پیدا ہوا کہ باوجود میرے ایک مرتبہ پہلے تنبیہ کر چکنے کے محض مشقت سے جو ان کے کام میں شامل ہے بچنے اور تساہل کی بناء پر چٹائی کے فرش کے' بغیر جماعت کر لی جس سے میرے اور مازیوں کے صاف کپڑوں پر دھبہ پڑنے کا اندیشہ ہوا؟

تحقیق: امر غیر اختیاری مذموم نہیں ہوتا' رہا دوسرا جزو کہ اس کی مخالفت جبکہ اختیاری

ہو ضروری ہے یا نہیں یہ عنقریب مذکور ہوتی ہے۔

حال نمبر۲: فرش بچھانے کے لیے ملازم کو تنبیہ صرف اپنے کپڑوں کی حفاظت کی نیت سے جائز اور میرے لیے بلحاظ نفس غیر مضر ہے یا نہیں؟

تحقیق: ہم جیسوں کے لیے اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اپنے ہی کپڑوں کے لیے ہو تو مخالفت کو ترجیح ہے اور اگر اپنی تخصیص نہیں بلکہ اگر ایسے موقع پر دوسرے کو کھڑا دیکھے تو اس کے کپڑوں کی حفاظت کے خیال سے بھی امام پر غصہ آوے تو مخالفت ضروری نہیں۔ (النور شوال ۱۳۵۹ھ)

قبض کا علاج

حال: یہ ایک پرانی عادت ہے کہ پاخانہ صاف نہ ہو تو جانے میں بڑی ناگواری ہوتی ہے چنانچہ تین چار دن سے اپنے پاخانہ میں قفل ڈلوا دیا ہے مگر اب دل ہی دل میں اس کی تکلیف ہے کہ دوسروں کو تکلیف دی آئندہ سے ان دونوں قسم کی صورتوں میں کیا طرز عمل اختیار کروں؟

تحقیق: اتباع وارد بشرطیکہ بین معصیت نہ ہو یہ تو ایک جزو کا جو اخیر جزو ہے جواب ہے۔ اب مجموعی مضامین کا جواب معروض ہے۔ میں نے خط ایک ایک حرف پڑھا یہ سب جزئیات ایک ہی کلی کے افراد ہیں یعنی قبض کے۔ ان جزئیات میں بعضے واقعات اس قبض کے آثار بلا واسطہ ہیں اور زیادہ ایسے ہی ہیں اور بعض بواسطہ یعنی قبض سے شکستگی ہوئی اور شکستگی سے تالم اور تالم سے وہ واقعات جن میں دوسروں کی رعایت کے متعلق آپ کو غلط شبہ ہو گیا۔ تقدیم رضائے خلق کا اور ان کی ادنیٰ تنگی گراں معلوم ہوئی۔ سو یہ حالت طبعاً ضرور مکروہ ہے لیکن اپنے ثمرات کے اعتبار سے محبوب ہے۔ "عسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم" اس سب کا علاج مفصل پہلے ایک خط میں عرض کر چکا ہوں اور مجمل وکلی علاج صرف تفویض ہے اور اس کے ساتھ اگر دعا کی بھی ہمت نہ ہو تو اس کا اہتمام بھی چھوڑ دیئے اور اس پر عمل کیجئے:

احب مناجات الحبیب باوجہ ولکن لسان المذنبین کلیل

اب دعاء پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام (النور ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

باب ۶

ذکر و شغل کے بیان میں

احکام آخرت' عامل کی نیت اور علم پر موقوف ہیں نہ کہ واقع پر

حال: اذکار و عبادات و اشغال کا پورا کرنا بندہ کا کام ہے بایں طور کہ واقعی طہارت بدن یا مکان یا ثوب کا اس کو علم نہیں مثلاً دیگر شرائط ان کے مکمل طور سے (باعتبار واقع کے) ادا نہیں کرتا اور اپنے زعم میں وہ پاک ہے اور مؤدی شرائط ہے؟

تحقیق: احکام آخرت کا مدار عامل کی نیت اور علم پر ہے نہ کہ واقع پر۔ پس حالت مسئولہ میں قبول موعود ہے۔ "وَاِنَّ اللّٰهَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادِ" معلوم نہیں شبہ کیوں ہوا۔

حال: یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص حج جیسی مشکل ترین عبادت کرے اور عند اللہ وہ بالکل مطرود ہو اور اس کی ہر حرکت و ادا پر اللہ تعالیٰ زیادہ ناراض ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسری عبادات ہیں؟

تحقیق: اس امکان کے حکم کی کیا دلیل جبکہ اس کے خلاف دلیل ہونے پر دلیل قائم ہے۔ کما ذکر انفاً۔ مطرودیت اختیاری کوتاہی پر ہوتی ہے نہ کہ غیر اختیاری پر اور غیر معلوم ہونے کے لیے غیر اختیاری ہونا لازم ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

ذکر یا نماز میں جوش نہ ہونا محبت سے خالی نہیں

حال: بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زبان پر ذکر اللہ ہے اور اندر خاک بھی اثر نہیں بفضلہٖ تعالیٰ اعمال میں تو فرق نہیں آتا مگر ظاہر ہوتا ہے کہ دل محبت سے خالی ہے؟

تحقیق: کونسی محبت سے (دل خالی ہے) اعتقادی و عقلی سے یا انفعالی اور طبعی سے۔ اگر شق ثانی ہے تو مضر نہیں' اگر شق اول ہے تو اس میں خالی ہونے کا افسوس نہیں ہوا کرتا' آپ کو افسوس کیوں ہے یہ افسوس خود دلیل ہے کہ آپ اس سے خالی نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

نماز و دُعا کے وقت رونا نہ آنا کچھ حرج نہیں

حال: اور یہ تو یقینی بات ہے کہ حالت جیسی چاہیے ویسی بالکل نہیں ہے۔ حضرت

اقدس ارشاد فرماویں کہ میری حالت کس طرح بہتر ہو؟

تحقیق: وہ دن ماتم کا ہوگا جس دن یہ سمجھو گے کہ جیسی حالت چاہیے تھی ویسی ہوگئی کیونکہ اس درگاہ میں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حالت کے متعلق یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ جیسی حالت چاہیے تھی ویسی نہیں ہے۔ "ماعبدناک حق عبادتک" کا حال ہوتا ہے۔ (النور شوال ۱۳۵۱ھ)

شوق میں آواز نہ بڑھے

حال: (بعضے اناث) ذکر آہستہ آواز سے کیا کروں یا اتنی آواز سے کرلیا کروں کہ میرے شوہر سن لیں؟ تحقیق: اتنے کا مضائقہ نہیں مگر شوق میں آواز نہ بڑھ جائے۔ (النور شوال ۱۳۵۱ھ)

نماز میں اگر کسی ضرورت سے غیر نماز کا خیال لائیگا مضائقہ نہیں

حال: اور ایک یہ گزارش ہے کہ ایسی وہ کونسی ضرورت ہے کہ جس کی وجہ سے نماز میں یہ خیال مشروع یا مباح لایا جاسکتا ہے؟

تحقیق: وہ ضرورت وہ ہے کہ اگر اس وقت اس کو مؤخر کیا جاوے تو کوئی ضرر یا حرج لاحق ہوجاوے گا یا کوئی ضروری منفعت فوت ہوجاوے گی۔ (النور محرم ۱۳۵۲ھ)

سلطان الاذکار وغیرہ یکسوئی کیلئے ہیں

حال: جو شغل اور سلطان الاذکار کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں وہ کس طرح کیے جاتے ہیں اور ہمارے مناسب ہیں یا نہیں؟ دل چاہتا ہے کہ جو طریقے معالجہ کے سلوک میں شغل مراقبہ سلطان الاذکار وغیرہ ہیں وہ سب عمل میں لاؤں اور عملاً ان سے مستفید ہوں؟

تحقیق: ہر شغل ہر شخص کے لیے نہیں یہ اشغال یکسوئی کے لیے ہیں، اگر کسی کو محض ذکر میں یکسوئی نصیب ہوجائے کافی ہے باقی اس کا طریقہ ضیاء القلوب میں لکھا ہے۔

حال: حالات وکیفیات اگرچہ مقصود نہیں مگر دل میں ایک شوق ہے کہ دیکھوں وہ کیا چیزیں ہیں اور وہ کسی خاص مراقبہ یا شغل سے حاصل ہوسکتے ہیں یا موہوب ہیں۔ اگر میرے حال کے مناسب ہو تو کچھ ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: جب مقصود نہیں تو تماشا ہی دیکھنے سے کیا فائدہ۔ باقی یہ کہ کیا چیز ہیں سو کم وبیش

سب کو پیش آتے ہیں اور سب ہی کو ان کا مشاہدہ ہوتا ہے کمی وبیشی ضعف وقوت کا فرق ہے مثلاً کسی وقت قلب میں رقت ہوتی ہے کسی وقت بیقراری ہوتی ہے کسی وقت ایسی محبت اٹھتی ہے کہ غیر محبوب سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ یہی ہیں وہ کیفیات اور اکثر خلوت واشغال پر مرتب ہو جاتی ہیں مگر لازم نہیں' بکثرت صرف ذکر وتذکرہ اولیاء سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

ناشائستہ کلمہ نکلنے کی صورت میں جہر وضرب کو ترک کر دینا چاہیے

حال: تسبیح دوازدہ کے بعد ذکر ہر قسم مختلف طور پر تبدیل ہوتا رہتا ہے اور کئی حالتیں ذکر میں بدلتی رہتی ہیں آج کل ذکر میں ایک نئی حالت طاری ہوتی ہے یعنی ذکر شروع کرنے سے کچھ دیر کے بعد منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے:"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" (ایک امتی کا نام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' یہ کلمہ کئی دفعہ منہ سے نکلنے کے بعد منہ سے توبہ نکلتی ہے اور پھر تین دفعہ استغفار پڑھا جاتا ہے پھر صحیح کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ نکلتا ہے اور پھر ذکر زور سے ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات یک ضربی زبان' دماغ اور کانوں اور منہ سے ہوتا ہے اور طبیعت پر جوش ہوتا ہے اس کے تھوڑی دیر بعد پورا کلمہ نکل کر ذکر ختم ہو جاتا ہے حضور کو دوبارہ اس لیے تکلیف دی گئی ہے کہ اس حالت سے طبیعت میں تشویش ہو رہی ہے اور یہ حالت بندہ کی سمجھ سے باہر ہے بندہ نے اس میں مبالغہ نہیں کیا؟

تحقیق: اوپر کا ناشائستہ کلمہ زور اور جوش کا اثر ہے۔ ضرب وجہر موقوف کردو۔

حال: کئی باتیں ایسی ہیں کہ زبان اس سے قاصر ہے؟

تحقیق: لکھو کیا ہیں۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

کانوں میں آواز کا مسموع ہونا آثار ناسوتی ہے

حال: کانوں میں ایک آواز ہر وقت مسموع ہوتی ہے جیسے جھینگریاں بولتی ہیں اس کی جہت محسوس نہیں ہے؟

تحقیق: بعض اشغال سے یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں مگر یہ سب آثار ناسوتی ہیں جن میں مصلحت یکسوئی کی عادت ہو جانا ہے ملکوتی نہیں اس لیے اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے' اس سے یہ کام لیا جاوے کہ یکسوئی کے ساتھ ذکر میں لگ جانا چاہیے۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

ذکر جہر سے متعلق ایک شبہ کا جواب

(اس مضمون کا پہلا حصہ باب اول میں گزر چکا ہے)

حال: احقر نے پہلے خط میں ذکر بالجہر کے متعلق لکھا تھا کہ شریعت کے خلاف تو نہیں اور اکثر حدیثوں سے ذکر خفی کا پتہ چلتا ہے تو حضرت نے تحریر فرمایا کہ الفاظ حدیث کے لکھے جائیں تو بخاری شریف میں ایک روایت ہے اور مسلم شریف میں بھی ہے:

عن ابی موسیٰ قال کنا مع النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سفر (وفی روایۃ فی غزوۃ) فکنا اذا علونا کبرنا فقال النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایہا النّاس اربعوا علیٰ انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبًا ولکن تدعون سمیعًا بصیراً

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر بالسرّ ہونا چاہیے ورنہ حضور کے حکم کے خلاف ہوگا اور ایک روایت میں ہے:

"اخذ النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عقبۃ فلما علا علیہا رجل نادی فرفع صوتہٗ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ واللّٰہ اکبر و رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیٰ بغلتہٖ قال فانکم لاتدعون اصم ولا غائبًا."

تحقیق: "اربعوا علیٰ انفسکم" خود حدیث کے محمل کو بتلا رہا ہے کہ جہر مفرط تھا جس میں نفس پر تعب ہوتا تھا اور بلا ضرورت تھا نیز "فانکم لاتدعون اصم ولا غائبًا" بھی اسی محمل کی تائید کر رہا ہے کیونکہ اصم وغائب کے اسماع کے لیے جہر مفرط معتاد ہے۔

حال: اگر کوئی خلاف طبع بات ہو تو احقر معافی کا طلبگار ہے؟

تحقیق: حدیث وفقہ کی تحقیق اساتذہ سے کرنا چاہیے اگر شیخ اس کے خلاف کہے اس کو علماء کے فتویٰ سے اطلاع کرے وہ مجبور نہ کرے گا خود ایسے مسائل اس سے پوچھنا ایک قسم کا اعتراض ہے جو خلاف طریق ہے معاف تو میں نے کر دیا مگر آئندہ تم بھی تعلیم طرق اصلاح سے مجھ کو معاف کرو اس کے لیے اور کسی کو تجویز کرو پھر دل کھول کر فقہ وحدیث کی تحقیق کرو مکدر نہ ہونگا۔ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتی اور یہ مشورہ تمام مسائل کے متعلق نہیں، صرف وہاں ہے جہاں تعلیم شیخ کے متعلق شبہ کا ایہام ہو جیسا یہاں ہے کہ ذکر جہر کی تعلیم پر شبہ کیا گیا۔

تعلیم الدین کے ایک مقام پر شبہ اور اس کا جواب

ضمیمہ ثانیہ رسالہ بالا (الاعتدال فی متابعۃ الرجال)

حال: تعلیم الدین میں ایک مقام پر ہے کہ شیخ کے خلاف شرع افعال پر بھی نکتہ چینی نہ کرے اور اس کے استشہاد میں مثنوی سے حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ نقل کیا گیا ہے مگر یہ خدشہ سے خالی نہیں اول تو اس لیے کہ حضرت خضر نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ "وما فعلته عن امری" یہاں شیخ کے خلاف شریعت فعل پر شیخ کے پاس کوئی سند نہیں' دوم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض وہ افعال جو صحابہؓ کو قابل اعتراض معلوم ہوئے اس پر انہوں نے اعتراض کیا اور آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور بعض وقت قبول فرمالیا؟

تحقیق: تعلیم الدین کی پوری عبارت میں خود جواب ہے اور استدلال نقلی تبرع ہے جس میں وجہ جامع یہ ہے کہ اس قصہ میں ترک سوال کی شرط ٹھہر گئی تھی اور شیخ وطالب میں بھی دلالۃً یہی شرط ہوتی ہے۔ "کما سیتضح من مثال المریض والطبیب" ورنہ مسئلہ عقلی ہے۔ شیخ وطالب کا تعلق معالج ومریض کا سا ہے اس کے نسخہ پر یا اس کی بد پرہیزی پر اعتراض کا اثر طبعی دیکھ لیا جاوے' کیا ہے قطع تعلق معالجہ' اگر معالج پر شبہ ہو اس کا ترک جائز ہے' اعتراض جائز نہیں اور واقعات نبویہ پر قیاس صحیح نہیں کیونکہ وہاں ترک وتبدیل جائز نہ تھی اس لیے سب شبہات وہاں ہی پیش کیے جاتے تھے اور یہی جواب ہے نکیر علی الخلفاء کا کہ ان کا ترک بھی جائز نہ تھا اگر ان سے شبہات رفع نہ کریں تو کیا کریں۔ اتنا فرق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف استفسار ہوتا تھا گو کبھی بصورت مشورہ ہو کبھی بصورت شبہ اور خلفاء پر نکیر بھی ہوتا تھا کیونکہ اگر نکیر نہ کریں اور ان کی اصلاح نہ ہو تو فساد عظیم برپا ہو جس کا ضرر سائل تک بھی متعدی ہوتا ہے۔ بہر حال وہاں یہ ضرورت تھی اور شیوخ کا ترک و تبدیل سب جائز ہے اس لیے ان کو مکدر کرنا ایسا ہے جیسے معالج کو مکدر کرنا۔ یہ فرق بہت ہی موٹا ہے اس سے سب سوالات کا جواب ہوگیا۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

قضا نماز زن والے کو قضا کرنا چاہیے اور تہجد بھی پڑھنا چاہیے

حال: (یکے از مجازین) جو لوگ مجھ سے کچھ پوچھتے ہیں میں ان سے اولاً یہ دریافت

کرتا ہوں کہ تمہارے ذمہ قضا نمازیں تو نہیں ہیں اگر ہوں تو سب سے پہلے بجائے نفل و ذکر کے ان کو ادا کرو اس کے بعد کچھ پوچھنا اور کم از کم یہ کرو کہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز ادا کرو باقی جتنی ہمت ہو، تہجد کے وقت اُٹھنے کو جی چاہے اُٹھو لیکن اس وقت بھی قضا نمازیں ادا کرو؟

تحقیق: بالکل مناسب مگر مصلحت یہ ہے کہ دو چار رکعت تہجد کا بھی مشورہ دیدیا جاوے ورنہ نفس یہ مشورہ دے گا کہ قضا تو دن میں بھی ممکن ہے نیند خراب کرنے سے کیا فائدہ تو اُٹھنے کی عادت کبھی بھی نہیں ہو گی۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

امتیاز کا احتمال ہو تو استغفار کرنا چاہیے

حال: (یکے از مجازین) خدمت سے واپسی پر ایک مرض کا بھی اندیشہ ہو گیا ہے وہ یہ کہ دوسرے اہل علم اور شرکاء کار سے جب کچھ معاملات پڑتے ہیں اور وہ باتیں جو بارگاہ سامی کا خاص عطیہ ہیں ان میں نظر نہیں آتیں تو اپنا ایک امتیاز پیش نظر ہونے لگتا ہے مگر الحمدللہ قول و فعل میں اس کے مقتضا پر عمل نہیں ہوتا؟

تحقیق: مشاہدہ نعم کا کیا تدارک اور پھر بھی خشیت سے ایسے احتمال کا غلبہ ہو تو احتیاطاً استغفار۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

جنبی کو ذکر و نوافل تیمّم سے کر لینا قساوت نہیں بلکہ مباح ہے

حال: کل شب کو بخلاف توقع کئی سال کے بعد دو بجے شب کے احتلام ہوا، فوراً اُٹھا ہوا تیز تھی، شیطان نے وسوسہ دیا کہ سردی بہت ہے پڑا رہ، صبح کو غسل کر لینا اور نوافل و معمولات کی قضا کر دینا لیٹ گیا، اُٹھا غسل کا تیمّم کر کے (جس کی ایسی حالت میں رخصت تھی) نوافل پڑھے کہ صبح کو غسل کر کے قضا کر دوں گا فوراً سکون ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کئی روز سفر میں رہا اور صحبت بابرکت سے محرومی رہی، قساوت قلب میں ہو گئی؟

تحقیق: یہ قساوت نہیں اگر قساوت ہوتی قلق نہ ہوتا یہ رخصت شرعیہ سے استفادہ ہے جو مباح ہے پھر جتنا بھی عزیمت پر عمل ہو گیا یہ خدا کا فضل ہے غرض عزیمت و رخصت دونوں کی فضیلت نصیب ہوئی، یہ مضاعف نعمت ہے البتہ ذاکر کو ضروری سامان طہارت

وغیرہ کا مہیا رکھنا ضروری ہے تاکہ تنگی نہ ہو۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

ذکر اور نماز میں فرق کہ ذکر میں بساطت ہے اور نماز میں ترکیب

حال: عرض یہ ہے کہ نماز میں پورا پورا نشاط حاصل نہیں ہوتا جب ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو سرور اور نشاط کی حالت ہوتی ہے نماز میں یہ کیفیت نہیں ہوتی' پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تو منافقین کی عادت تھی؟

تحقیق: منافقین کا کسل فساد اعتقاد سے تھا اور یہ کسل یا تشتت طبعی ہے۔ فاین ھذا من ذالک. باقی وجہ فرق یہ ہے کہ ذکر میں بہ نسبت نماز کے ایک شان بساطت کی ہے اور نماز میں بہ نسبت ذکر کے شان ترکب کی ہے اس لیے ذکر میں اجزاء مختلفہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لیے یکسوئی جلد حاصل ہو جاتی ہے اور نماز میں توجہ اجزاء مختلفہ کی طرف ہوتی ہے اس لیے تشتت رہتا ہے اس کا علاج یہی ہے کہ نماز میں توجہ ایک طرف رکھی جاوے جس کی صورت یہ ہے کہ قیام کے وقت اس طرف التفات نہ کرے کہ اس کے بعد رکوع کرنا ہے رکوع میں اس طرف التفات نہ کرے کہ اس کے بعد قومہ کرنا ہے۔ وعلیٰ ہذا بلکہ ہر رکن میں صرف اسی رکن کو مقصود بالاداء سمجھے اور اسی طرف متوجہ رہے اسی طرح پھر دوسرے رکن میں الیٰ آخر الصلوٰۃ۔ اگر ایسا کیا جاوے تو نماز میں اس قدر یکسوئی ہوگی کہ ذکر میں بھی نہ ہوگی کیونکہ ذکر میں گو یکسوئی ہے مگر ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ دوسرا شخص آ کر اس یکسوئی کو فوت کر سکتا ہے یا خود ہی ذکر ترک کر کے شغل میں لگ سکتے ہیں اور نماز میں اطمینان ہے کہ سلام پھیرنے تک کوئی شخص ہم کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا نہ خود کوئی کام کر سکتے ہیں۔

وھٰذا الذی کتبت ورد علیٰ قلبی فی فرض الظھر وجربتہٗ فیه وفی سنته البعدیة ولِلّٰهِ الحمد. (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

نماز اور ذکر کے متعلق یہ خیال آنا کہ زیادہ ذکر کی ضرورت نہیں' اس کا علاج

حال: نماز اور ذکر کے قبل اور بعد اکثر یہ خیال آتا رہا کہ اتنی محنت بیکار ہے میں کوئی بزرگ تو ہو ہی نہیں سکتا' رہے احکام اس کی پابندی کر لی جاوے تو اس کے لیے زیادہ فکر کی کیا

ضرورت ہے کیونکہ بخشائش تو رحمت پر منحصر ہے؟

تحقیق: ایک علاج یہ سوچنا ہے کہ اعمال صرف مغفرت ہی کے لیے نہیں بلکہ مالک کا حق ہے مملوک پر اور مغفرت مستقل تبرع اور عنایت ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۳ھ)

افسوس بھی مواظبت کا بدل ہے

حال: عرصہ سے ارادہ کرتا تھا کہ مفصل عریضہ لکھوں لیکن کاہلی کے ساتھ ساتھ مشاغل کی کثرت سے بھی ناک میں دم رہتا ہے خصوصاً اخیر سال میں تعلیم کا بہت زور ہو جاتا ہے۔ بہت افسوس ہے کہ معمولات پر مواظبت نہیں ہوتی ہاں خیال مواظبت اور ترک مواظبت پر افسوس ہمیشہ رہتا ہے؟

تحقیق: افسوس بھی ایک درجہ میں مواظبت کا بدل ہے جب عدم مواظبت کسی عذر سے ہو۔ (النور، شعبان ۱۳۵۳ھ)

ضعیف کو دل میں استغفار کرنا چاہیے

حال: چاہیے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں؟

تحقیق: یہ غفلت مذموم نہیں۔

حال: ارشاد فرمائیں کہ مجھے یاد کس طرح رہا کرے تا کہ اکثر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے؟ تحقیق: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔

حال: ضعف کی حالت میں جب تک ذکر باقاعدہ شروع نہ ہو اس وقت تک میں اپنے وقت کس طرح صرف کروں کہ میری توجہ اللہ کی طرف رہے؟

تحقیق: دل میں لا الہ الا اللہ یا استغفار پڑھتی رہو۔ (النور، رمضان ۱۳۵۳ھ)

عمر رسیدہ کو مواعظ سننے چاہئیں اور استغفار وغیرہ شغل رکھنا چاہیے

(نوٹ) ایک صاحب نے جو ستر برس کی عمر کے ہیں اپنے حالات لکھے تھے ان کو ذیل کا جواب دیا گیا ہے؟

تحقیق: سب حالات اچھے ہیں میرے مواعظ ہمیشہ سنا کیجئے، اگر نفس میں کوئی عیب معلوم ہو اس کا علاج پوچھئے ورنہ تہلیل واستغفار میں مشغول رہئے، کافی ہے۔ فرائض وسنن

میں کوتاہی نہ ہو نوافل میں کمی ہو تو مضر نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

ذکر میں دل نہ لگنے کا علاج

حال: جو ذکر یا دعا میں شروع کرتا ہوں پہلے پہل تو ان میں خوب دل لگتا ہے اور حضور قلب ہوتا ہے مگر چند ماہ کے بعد جب ان پر دوام رہتا ہے پھر ویسا حضور قلب اور دلچسپی نہیں رہتی۔ اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرما دیں؟ تحقیق: مرض ہونے کا شبہ کاہے سے ہوا۔

حال: معلوم ہوتا ہے میرے دل میں ذکر رچا نہیں، پس حلق کے اوپر ہی اوپر ہے؟

تحقیق: تو ماشاء اللہ طبیب محقق ہو۔

حال: ذکر میں قلب کو یکسوئی نہیں ہوتی ذکر زبانی ہوتا ہے اور دل غافل اور خیالات میں لگا ہوا؟ تحقیق: یہ غفلت باختیار ہے یا بلا اختیار۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

سینہ میں لفظ اللہ کی آواز کا مسموع ہونا مذموم نہیں

حال: سینہ میں دائیں اور بائیں طرف گھڑی کی آواز کی طرح آواز محسوس ہوتی ہے سننے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ گویا لفظ اللہ کی ہمزہ کو زور دے دے کر اس کا وظیفہ کیا جاتا ہے اور رات دن ہمیشہ جاری ہے، کبھی منقطع نہیں ہوتی، اس حالت کے ظہور سے بندہ کو ایک قسم کی مسرت بھی حاصل ہوئی اور حضور قلب میں زیادتی ہوئی، بندہ کو بہت تردد ہے کہ نہیں، معلوم یہ حالت محمود ہے یا مذموم؟

تحقیق: جو امر خلاف شرع نہ ہو مذموم نہیں ہوتا، البتہ احتیاطاً طبیب کو نبض و قارورہ دکھلا کر پوچھ لو طبیعت میں کوئی طبعی بے اعتدالی تو نہیں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

ذکر میں سرور کم ہونا مضر نہیں

حال: پہلے ذکر کی حالت بہت اچھی تھی اور طبیعت ہر وقت مسرور رہتی تھی، اب دو تین دن سے طبیعت پر سرور کم ہے؟ تحقیق: سرور مقصود ہے یا حضور اور حضور اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

حال: اور جو اچھی اچھی باتیں اور کیفیات پیدا ہوتی تھیں وہ کم ہو گئیں؟

تحقیق: دینی نقصان کیا ہوا؟ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

رسوخ کی علامت

حال: طریق رسوخ علاج مذکورہ چگونہ مے باشد بہر گونہ کہ باشد امید میکنم کہ بیان فرمایند؟

تحقیق: تکرار استحضار واحتیاط دائم وتدارک وقت کوتاہی، بمعاقبت نفس بنوعے عبادت خاصہ مالیہ یا بدنیہ مثل انفاق چار آنہ کہ بر نفس قدرے شاق باشد یا ادائے نوافل بمقدار معتد بہ کہ بر نفس قدرے گراں باشد وعلامت رسوخ آنست کہ ملکہ میسر شود کہ درصدد تکلف نباشد۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

تہجد کے وقت نوافل پڑھ کر قرآن یاد کرنا افضل حالت ہے

حال: آج کل چار بجے رات کو آنکھ کھل جاتی ہے اور تہجد کا وقت ہوتا ہے اور آج کل یہ عاجز تجوید میں قرآن شریف کا قاری صاحب سے اجراء کر رہا ہے اور اس کو مضبوط یاد کرنا ہوتا ہے اب اس وقت کون سا کام اختیار کرنا چاہیے' آیا نماز نفل پڑھی جاوے یا قرآن کا یاد کرنا کون سا کام افضل ہے؟

تحقیق: چار نفل پڑھ کر قرآن میں لگ جاؤ اور ذکر دن میں کرو گو مختصر ہو۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

نماز وتلاوت میں جبر کو مبدل بآسانی کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے

حال: نماز وتلاوت کلام میں طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے کوئی شاہراہ عمل جو آپ کے نزدیک مناسب ہو ایسا تجویز فرمادیجئے کہ یہ جبر مبدل بہ مسرت وآسانی ہو جاوے؟

تحقیق: اس کی کوئی تدبیر نہیں یہ امر نہ شیخ کے اختیار میں ہے نہ طالب کے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

نماز وجماعت پر آمادہ کرنے میں سختی کا علاج

حال: پہلے تو کافی نرمی سے کام لیتا ہوں لیکن جب بار بار کی تفہیم یا دیگر تدابیر کارآمد نہیں ہوتیں تو بس سخت مزاجی کا ظہور ہوتا ہے؟

تحقیق: تو بار بار کہنا ہی ضروری نہیں حق تبلیغ ایک بار کہنے سے ادا ہوتا ہے' بہت ہی زیادہ شفقت ہو دو بار حد تین بار' اس سے زیادہ درپے ہونا تصدی ہے جس پر وما علیک ان لا یزکی فرمایا گیا ہے۔

حال: اور بعض دفعہ سخت مزاجی کا ظہور نہایت شدت سے اور اتنا ہوتا کہ مجھ کو سخت ندامت ہوتی ہے دین ودنیا تمام معمولات میں طبیعت کا یہی حالت ہے؟

تحقیق: جہاں اپنا ضرر ہوتا ہے مجبوری مگر محض دوسرے کی مصلحت کے لیے خود کو

کیوں تعب میں ڈالا جاوے۔

حال: اس چیز کو خود دور کرنا چاہتا ہوں لیکن بارہا عین وقت پر طبیعت بے قابو ہو جاتی ہے اس بارے میں دُعا و علاج دونوں کی درخواست ہے؟

تحقیق: استحضار و عمل بتکلف کا تکرار یہی علاج ہے اس سے عادت ہو جائے گی۔

جماعت میں غفلت کا علاج

حال: پابندی جماعت و تلاوت کا تہیہ کرتا ہوں مگر کبھی کبھی غفلت اور کسلمندی کی وجہ سے ترک ہو جاتی ہے؟ تحقیق: لیکن قدرت سے تو کام لیا جا سکتا ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

ذکر اسم ذات کے سوا جی نہیں لگتا' ابتداء ایسا ہی ہوتا ہے

حال: ان دنوں میری عجیب کیفیت ہے ہر وقت جی چاہتا ہے کہ صرف اللہ اللہ کرتا رہوں اور کسی کام میں مطلق جی نہیں لگتا ہے' حد یہ ہے کہ درس حدیث و تلاوت قرآن میں بھی جیسے پہلے جی لگتا تھا اب ویسا نہیں لگتا' اب صرف بس ذکر اسم ذات کے لیے جی چاہتا ہے؟

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ بچہ کو ہر وقت دودھ ہی مرغوب ہوتا ہے پھر ہر وقت پر اس کے مناسب اشیاء مرغوب ہونے لگتی ہیں۔ (النور' جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

قرآن ناظرہ کا مشکل ہونا اس کا علاج طبیعت کو زیادہ پر جبر کرنا ہے

حال: فدوی قرآن شریف کا ناظرہ ایک پارہ مشکل سے روزانہ پڑھ سکتا ہے بلکہ اکثر زیادہ ناغہ ہو جاتا ہے اور دیگر اذکار مثلاً درود شریف' استغفار' زبانی قرآن شریف دن بھر پڑھا کرے تو کوئی گرانی نہیں ہوتی مگر ناظرہ قرآن شریف ایک پارہ پڑھنا مشکل ہوتا ہے سخت پریشان ہوں کیا علاج کروں؟

تحقیق: اگر قرآن حفظ نہیں تو نفس پر جبر کر کے زیادہ پڑھنا چاہیے اور برابر اس کا تصور رکھنا چاہیے کہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں نامہ اعمال میں ساتھ ساتھ درج ہو رہی ہیں اور ایسی دولت اور کس چیز سے نصیب ہو سکتی ہے اور یہ تصور ہے بھی امر واقعی کا کیونکہ حدیث میں یہ مضمون تصریحاً موجود ہے اس کے ساتھ ہی یہ مراقبہ بھی رکھنا چاہیے کہ حروف قرآن کی زیارت پر ثواب ملتا ہے۔ اس مجموعی تصور سے وہ گرانی کم ہو جائے گی اور شدہ شدہ

ناظرہ زیادہ تلاوت کرنا آسان ہو جائے گا اور اگر قرآن آپ کو حفظ ہے اور زبانی بھی صحیح یاد ہے تو پھر حفظ پڑھنے سے بھی ثواب جو کہ اصل مقصود ہے حاصل ہے زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

ذکر وتلاوت ودرسِ حدیث میں فرق

حال: میرے اوقات الحمدللہ بدستور سابق ہیں برابر بعد نماز تہجد کے دوازدہ تسبیح وذکر اسم ذات ایک ہزار تک کر لیتا ہوں مگر طبیعت کا میلان جو ذکر کے وقت ہوتا ہے وہ ابھی تک نہ تو قرآن شریف پڑھتے وقت ہے اور نہ درس حدیث کے وقت؟

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض کو انتہا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اکثر اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ذکر میں ایک گونہ بساطت ہے اور قرآن وحدیث میں ایک گونہ ترکیب ہے اور بسیط یکسوئی سے اقرب ہے اور ترکیب بوجہ اختلاف اجزاء تشویش سے قریب ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

نماز کو لمبا کرنا بلا ضرورت ملنے والوں سے جائز ہے

حال: طبعاً کسی سے ملاقات کو جی نہیں چاہتا اور نہ مجلس کرنے کو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی ملنے کو آ جاتا ہے اس کو چنداں ضروری کام بھی نہیں ہوتا تو احقر نماز کو لمبا کر دیتا ہے تاکہ وہ چلا جائے تو ایسی نماز کا کیا حکم ہے؟

تحقیق: بضرورت حفاظت دین سپر کے استعمال کی اجازت ہے۔ (قال تعالیٰ ان الصّلٰوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر، وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حافظ علیھا (ای علی الصّلٰوۃ) کانت لہٗ نوراً و بُرھاناً ونجاۃ یوم القیٰمۃ. الحدیث لاحمد والکبیر والاوسط) (جمع الفوائد) اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں واقع عن المنکر اور منجی عن النار ہونے کی شان ہے۔ پس جیسے نماز ان خواص کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح منکر ونار کے اسباب بلاواسطہ یا بواسطہ سے وقایہ ونجات کی بھی اس میں خاصیت ہے پس اسی طرح اس خاصیت کی نیت سے اس کا بھی پڑھنا جائز ہے جیسے فقہاء نے اطالت رکوع للجائی میں تفصیل کی ہے اور مصلحت دینیہ کے لیے اجازت دی

ہے حالانکہ وہاں غیر کی مصلحت ہے اور یہاں تو اپنی مصلحت ہے۔ (النور، جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

نماز فجر میں زیادہ دل لگنے کی وجہ

حال: (یہ ایک پہلے مجمل خط کی تفصیل ہے) میری یہ حالت کہ جماعت میں جس قدر کم ہوں نماز میں زیادہ دل لگتا ہے صرف فجر کی نماز میں ہے دیگر اوقات کی نمازوں میں تو نمازیوں کا انتظار کرتا ہوں اور قدرے جماعت میں تاخیر بھی گوارا کرتا ہوں؟

تحقیق: وجہ سمجھ میں آ گئی وہ وقت طبعاً و ذوقاً حضور قلب کا ہے کیونکہ پہلے مشاغل منقطع ہو جاتے ہیں، دوسرے ابھی شروع نہیں ہوتے، اس لیے قلب قریب قریب فارغ و خالی ہوتا ہے اور جس طرح سفید کپڑے پر سیاہ دھبہ اگرچہ خفیف ہو محسوس ہوتا ہے اسی طرح ہجوم مجمع کا چونکہ طبعاً و عادۃً اسباب مشوشہ ہے ہے اس لیے فراغ میں اس کا اثر محسوس ہوتا ہے بخلاف دوسرے اوقات کے کہ پہلے سے قلب مختلف تعلقات میں مشغول ہوتا ہے اس لیے شغل میں مزید شغل محسوس نہیں ہوتا جیسے سیاہ کپڑے میں سیاہی کا داغ محسوس نہیں ہوتا۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

لاتفریط فی النوم

حال: میں آج کل ایک بات سے بہت زیادہ پریشان ہوں وہ یہ کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں تہجد کے لیے اور پروردگار سے دعا بھی کرتا ہوں لیکن آنکھ نہیں کھلتی؟

تحقیق: اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ لاتفریط فی النوم کس کا ارشاد ہے اور کیوں ہے شیخ شیرازی کا قول نہیں سنا:

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

(النور رجب ۱۳۵۴ھ)

وظیفہ کی جگہ بھی تلاوت قرآن ہی زیادہ کرنا خلاف سلف ہے

حال: حضور والا کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر تمام وظیفہ کی جگہ (جس میں زیادہ حصہ دُرود شریف کا ہے) کلام مجید کی تلاوت ہی کی جاوے تو کچھ مضائقہ تو نہیں؟

تحقیق: کیا یہ بھی خبر ہے کہ کسی چیز کی طرف زیادہ کشش اُسی وقت ہوتی ہے جب

دوسری چیزیں بھی ہوں ورنہ اس سے طبیعت اُکتا جاتی ہے: ع ''گر نیست غیبتے مذہ لذت حضور'' اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ سلف نے ایسا نہیں کیا۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت' یہ بغض فی اللہ ہے

حال: جی نہیں چاہتا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کو مجھے حضرت والا نفس کے کید سے ڈر لگتا ہے کہیں یہ نفرت کی آڑ میں کبر نہ ہو؟

تحقیق: ایسے احتمالات کا اعتبار نہیں اگر وہ توبہ کرلے اور پھر بھی اس سے نفرت رہے یہ کبر ہے ورنہ بغض فی اللہ ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

ذکر میں اطمینان نہ ہونا مقصود نہیں

حال: جب تک عافیت وراحت میسر ہے زبان پر ذکر اللہ رہتا ہے جب کوئی کلفت وخوف پیش آجائے تو اول تو ذکر اللہ یاد ہی نہیں آتا اور اگر یاد بھی آجائے تو اس سے قلب کو اطمینان نہیں ہوتا؟

تحقیق: مقصود ذکر ہے اگرچہ بتکلف ہو' اطمینان مقصود نہیں۔ (النور شعبان ۱۳۵۴ھ)

دُعا سے رکاوٹ کا علاج

حال: حضرت کبھی کبھی جائز دُعا مانگتے وقت یہ محسوس کرتا ہوں کہ کسی نے زور سے گلے کو دبایا ہے اور دُعا مانگنے کے لیے روک رہا ہے ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ دل سے دُعا نکلے لیکن ناکامیاب رہتا ہوں اور وہ آرزو پوری نہیں ہوتی؟

تحقیق: دعا کاغذ پر لکھ کر ہاتھ میں لے کر اس میں وہ دُعا پڑھا کرو۔ (النور رمضان ۱۳۵۴ھ)

نماز پنج وقتہ نہ پڑھنے کا علاج

حال: بندہ کی عمر اس وقت بیالیس سال کے قریب ہے خدا کے فضل وکرم سے بالکل تندرست توانا ہوں' خدا نے بال بچے دیئے ہیں اور گذران بہت اچھی ہے مگر بدقسمتی سے پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے' بہت کوشش کرتا ہوں مگر کامیاب نہیں ہوتا' جب نماز کا وقت گزر جاتا ہے تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں مگر کیا کروں عادت سے مجبور ہوں؟

تحقیق: جب نماز کا ناغہ ہو دو وقت کا فاقہ کیا جاوے۔ (النور شوال ۱۳۵۴ھ)

عصر کی جماعت فوت ہونے پر بیس رکعت نفل جرمانہ

حال: ایک روز عصر سے کچھ پہلے ایک شخص سے ملنے گیا' ایک دنیاوی غرض سے یعنی شکار کا بندوبست کرنے کے لیے' گفتگو میں عصر کی جماعت کا بھی وقت ہو گیا' دھیان تو نماز کی طرف تھا اور یہی سوچ رہا تھا کہ اب اُٹھوں' اب اُٹھوں' مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی' بہت افسوس ہوا کہ بلا شرعی عذر جماعت ترک ہوئی؟

تحقیق: بیس رکعت نفل پڑھ لی جاوے اور دل سے عزم کر لیا جاوے کہ جب کبھی ایسا اتفاق ہوگا اتنے ہی نوافل پڑھوں گا اور مالی سزا اس لیے کافی نہ ہوگی کہ بوجہ تنخواہ کافی ہونے کے تھوڑی مقدار نفس پر شاق نہ ہوگی اور زیادہ مقدار کا تحمل نہ ہوگا۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

تلاوت قرآن کے وقت رونا آنا کبھی تلاوت بند کر لینا

اس کا علاج یہ ہے کہ جو قلب کا تقاضا ہو وہ کام کریں

حال: حضرت کئی دن سے جب بندہ قرآن شریف تلاوت کرتا ہے تو بعض وقت بعض آیت سے حضرت کے مواعظ کے بعض مضمون کی طرف خیال جاتا ہے تو اس وقت ایسی حالت پیش آتی ہے کہ سوائے رونے کے اور کچھ نہیں کر سکتا اور حضرت کی عظمت و محبت اس قدر معلوم ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کر سکتا اور ایسی حالت میں بعض وقت قرآن مجید کھلا رکھتا ہے اور بعض وقت تھوڑی دیر کے لیے بند کر دیتا ہوں پھر کھول کر تلاوت شروع کرتا ہوں؟

تحقیق: جس شق کا قلب پر زیادہ تقاضا ہو اور یہ حالت گو محمود ہے مگر مقصود نہیں' مقصود وہی عمل یعنی تلاوت ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

دل میں مختلف خیال ذکر نفی و اثبات کے وقت یہ انفع ہے

حال: (یکے از مجازین) ذکر نفی و اثبات کے وقت کوئی ایک خیال قائم نہیں رہتا کبھی دل سے ماسوئی اللہ کے تعلق کو نکالنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت۔ کے داخل کرنے کا خیال آتا ہے اور کبھی لا مقصود الا اللہ اور کبھی لا موجود الا اللہ اور اکثر کچھ استحضار نہیں ہوتا خالی ذکر ہوتا ہے؟

تحقیق: آپ کی حالت کے اعتبار سے یہی اخیر انفع ہے (کیونکہ منتہی کے حال میں سند احت (سادگی) ہوتی ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

ذکر یا نماز میں شیخ کا چہرہ سامنے آنا قصداً نہ چاہیے

حال: آج کئی روز ہوئے ہیں یہ یاد نہیں ہے کہ نماز میں تھا یا حالت ذکر میں بہر حال متوجہ بحق ہوں کہ جناب والا کا چہرہ اقدس سامنے ہو گیا' بلا قصد و ارادہ کے حالانکہ اس کے قبل قصداً یہ بات حاصل نہیں ہوئی تھی اس روز سے چہرہ مبارک قصداً بھی اور بلا قصد بھی سامنے رہتا ہے نماز میں بھی اور ذکر اذکار میں بھی؟ تحقیق: یہ اثر ہے محبت کا جو کہ محمود ہے مگر مقصود نہیں۔

حال: جی چاہتا ہے کہ اسی طرف مشغول رہوں؟

تحقیق: چونکہ مقصود نہیں لہٰذا قصداً اس طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

استقلال حاصل ہونے کا طریقہ

حال: حضرت والا مجھ میں استقلال نہیں' انتہا درجہ کا متلون المزاج ہوں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں یا تو اس کے شروع ہی کی نوبت نہیں آتی یا اگر شروع کرتا ہوں تو انجام کو نہیں پہنچا سکتا۔ ایک دو روز میں چھوٹ جاتا ہے۔ مثلاً میرے ذمہ کچھ صلوات فائتہ ہیں ان کے ادا کرنے کا ہمیشہ ارادہ رکھتا ہوں لیکن ایک دو روز تو فوایت ادا کرتا ہوں اور پھر مہینوں نام نہیں لیتا۔ فی الحال حضرت والا اس کے لیے کوئی علاج تجویز فرماویں؟

تحقیق: العلاج بالضد۔ اور اس ضد میں اول تکلف ہوتا ہے پھر اعتیاد پھر رسوخ' بس نفس تکلف سے گھبراتا ہے۔ یہی راز ہے عدم استقلال کا ورنہ نفس اگر تکلف کی کلفت برداشت کر لے تو عدم استقلال کی کوئی وجہ نہیں اور یہی علاج ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

تعلیمی مشاغل کیساتھ تقسیم اوقات ذکر و نوافل بھی کیجئے

حال: دل چاہتا ہے کہ اپنے اخروی سہارے کے لیے کوئی مجاہدہ تکثیر تطوعات کروں یا تکثیر اذکار میں مشغول ہو جاؤں مگر مدرسہ کے تعلیمی و انتظامی مشاغل اس کی مہلت نہیں دیتے جس پر افسوس و صدمہ کی وجہ سے اکثر دل میں پژمردگی سی رہتی ہے۔ لہٰذا اس کی تلافی کی کوئی صورت ارشاد فرما دیجئے؟

تحقیق: بجز تقسیم اوقات کے کوئی صورت نہیں۔ اس تقسیم میں دوسرے مشاغل کم کر کے ذکر اور نوافل کا وقت بڑھا لیجئے۔ (النور صفر ۶ ۱۳۵ھ)

نماز میں نور محسوس ہونا محمود ہے مقصود نہیں

حال: حضرت اکثر اوقات ذکر کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت ایک نور محسوس ہوتا ہے بالخصوص نماز چاشت پڑھتے وقت وہ نور بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے اس وقت طبیعت میں بہت بشاشت ہوتی ہے فوراً خیال میں آتا ہے کہ یہ حضرت والا کے فیض و برکت سے ہے حضرت ذکر کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت نور محسوس ہونا یہ سب محمود ہے یا کیا؟

تحقیق: بالکل محمود ہے لیکن مقصود نہیں اس لیے شکر کرنا چاہیے مگر اس کی طرف التفات نہ چاہیے‘ بس ذکر کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ (النور صفر ۶ ۱۳۵ھ)

نجات اخروی عملوا الصالحات کی قید پر ہے‘ صرف ایمان پر کچھ نہیں‘ اس کا جواب

خط یکے از مجازین

حال: احقر کچھ عرصہ سے ایک خلجان میں پڑ گیا ہے اس کا دفعیہ کسی طرح نہیں ہوتا‘ لا چار بندگانِ والا کے حضور میں پیش کر کے دفعیہ چاہتا ہے اور اس خیال سے کہ حضرت والا کا وقت خراب نہ ہو‘ بہت اختصار کے ساتھ عرض کیا جائے گا‘ وہ خلجان یہ ہے کہ میں نے بار بار بروقت تلاوت قرآن پاک غور کیا کہ نجات اخروی یا وہ فضائل جو مسلمانوں کے لیے موعود ہیں یا رضا باری تعالیٰ۔ ایک ہی مضمون کو جس عنوان سے بھی تعبیر کیا جائے اس کے لیے قرآن میں ہر جگہ **وعملوا الصلحت** کی قید ضرور لگی ہوئی ہے کہیں اس کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور کہیں خشیت سے اور کہیں دیگر عنوانات سے مگر صرف ایمان پر وعدہ کچھ بھی نہیں۔ جیسے **الذین آمنوا وکانوا یتقون** اور **ذلک لمن خشی ربہٗ** اور **مایلقاھا الا الصٰبرون** (اس کو طول دینا حضرت والا کا وقت ضائع کرنا ہے) اس سے آگے اپنے خلو عن

الاعمال الصالحہ تحریر کر کے قلق شدید ظاہر کیا ہے اسی لیے یہ مضمون تربیت میں درج کیا گیا اور جواب ذیل علیٰ تقدیر تسلیم الخلو ہے؟

تحقیق: اللہ ولی الذین آمنوا میں کون سی قید ہے اور اٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً آخر عسی اللہ ان یتوب علیھم میں بعض اعمال کی کمی پر بھی کیا وعدہ ہے اور ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الی قولہ والذین کفروا لھم نار جھنم میں الذین اصطفینا کی تقسیم کس اعتبار سے ہے اور جنات کا وعدہ کس کے لیے ہے۔ وَالَّذِیْنَ کفروا کا مقابلہ کس سے کیا گیا ہے اور حدیث صحیح من قال لاالٰہ الاّ اللہ میں دخل الجنۃ کا وعدہ کس کے لیے ہے اور وان زنی وان سرق کی کس عموم پر دلالت ہے اس وقت تتبع کی فرصت نہیں اس لیے فی الحال اس پر اکتفا کیا گیا۔

حال: حضرت بندہ کے امراض کی کمی سے اور تربیت السالک کے باب الذکر کو دیکھنے سے کام کرنے میں بہت ہمت ہوتی ہے اور حضرت حق کی رضا کی امید ہوتی ہے کیونکہ اس باب میں حضرت کے اکثر ارشادات پابندی اور مداومت کے بارے میں ہیں اور بندہ کے اندر یہ دونوں چیزیں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں حتیٰ کہ جو کام جس دن سے شروع کیا کبھی ناغہ نہیں کیا اور بیماری کی وجہ سے اگر ناغہ ہو گیا تو تندرست ہوتے ہی قضا کر لی اور ہمیشہ خدا کے فضل سے اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں مگر جب تبلیغ دین کا مطالعہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مریض میں اکیلا ہی ہوں اور میرے اندر سارے امراض کے ڈھیر ہیں اور کوئی مرض زائل نہیں ہوا۔ حضرت اس وقت ایسی پریشانی ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے اور سوائے رونے کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے اور کبھی مایوسی غالب ہوتی ہے اور کبھی خیال ہوتا ہے کہ پھر حضرت سے اصلاح کراؤں۔ حضرت سے اپنا حال ظاہر کر دیا جو ارشاد ہو بندہ راضی ہے اور پریشانی کے بارے میں ارشاد کا منتظر ہے؟

تحقیق: وہ یعنی غزالیؒ خود اعلیٰ درجہ کے کامل ہیں سب کو اُسی درجہ کا کامل کہتے ہیں۔ نیز ان پر ہیبت کا شدید غلبہ ہے اس لیے اس کتاب کا دیکھنا غافلین کے لیے ہے تاکہ خذہٗ بالموت حتّٰی یرضی بالحسنیٰ پر عمل ہو جاوے تم مت دیکھو صرف میرے رسائل و مواعظ دیکھو۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

یہ نتیجہ میرے معاصی کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسے مرتب کیا ہے

حال: (یکے از مجازین) عرصہ چھ سال کا ہوا احقر نے اپنی اصلاح کے متعلق ایک عریضہ میں ضمناً یہ بھی عرض کیا تھا کہ احقر کی یہ آرزو ہے کہ اگر کوئی میرا مخالف اور دشمن میری مخالفت کرے تو میں اس سے کوئی رنج نہ رکھوں بلکہ اس کی مخالفت کو اپنے ہی افعال و حرکات کا نتیجہ سمجھوں تو احقر کے ان الفاظ کے (کہ مخالف کی مخالفت کو اپنے ہی افعال و حرکات کا نتیجہ سمجھوں) جواب میں حضور والا نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ ''اس کا استحضار اختیاری ہے تکرار استحضار سے اس میں رسوخ ہو جائے گا۔'' سو عرض ہے کہ احقر برابر اس ارشاد پر عمل کر رہا ہے کہ جب کوئی واقعہ طبیعت کے خلاف پیش آتا ہے تو اس کو احقر اپنے ہی افعال و حرکات کا نتیجہ سمجھتا ہے مگر ایک عرصہ تک تو یہ بھی عمل رہا کہ جب اس مخالف واقعہ سے پریشانی ہوتی تھی تو یہ سوچ لیا کرتا تھا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اس سے تسلی ہو جاتی تھی مگر اب اس مراقبہ کی (کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی) بالکل ہمت نہیں پڑتی کیونکہ فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ چونکہ یہ واقعہ میرے افعال و حرکات کا نتیجہ ہے تو گویا تو نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا تو پھر اس موقع پر یہ مراقبہ کرنا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہیں بے ادبی نہ ہو۔ چنانچہ احقر اب یہ نہیں سوچتا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر پریشانی بہت بڑھ جاتی ہے اور پھر کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جو موجب تسلی ہو تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا جب احقر یہ سمجھ رہا کہ یہ ناگوار واقعہ خود میرے ہی غلط افعال و حرکات کا نتیجہ ہے تو اس وقت یہ مراقبہ کرنا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کیا یہ کچھ بے ادبی ہے تاکہ احقر ایسے موقع پر اس سوچنے سے کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی۔ آئندہ بھی باز رہے باقی عقیدہ تو یہی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہی حکم سے ہوتا ہے باقی شبہ جو بے ادبی کا ہوا ہے وہ ہر بار اس کے مستحضر کرنے میں ہوا ہے؟

تحقیق: اعتقاد میں دونوں کا جمع ہونا تو محل اشکال ہی نہیں جیسا خود سوال کے اخیر میں مذکور ہے البتہ ذوقاً جمع ہونا باعتبار بعض آثار کے محل اشکال ہے جس میں اس اشکال کے علاوہ بعض اوقات ایک دوسرے محذور کا لزوم بھی محتمل ہے یعنی محبوب حقیقی سے تقلیل محبت پس جہاں اس جمع کی ضرورت نہ ہو وہاں تو اسلم جمع اول ہی پر قناعت کرنا ہے لیکن جہاں ضرورت

ہو جیسا یہاں بدوں اس استحضار کے تسلی کا فقدان سوال میں ظاہر کیا گیا ہے اس صورت میں ضعفاء کے لیے اس جمع کی صورت یہ ہے کہ تسبب عن المعاصی کا استحضار تو بلا واسطہ کیا جاوے اور تسبب عن مشیئۃ الحق کا استحضار بواسطہ تسبب اول کے کرے یعنی یوں سمجھے کہ یہ نتیجہ میرے معاصی کا ہے اور اس نتیجہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس لیے مرتب فرمایا ہے کہ میرے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہو جاوے اور مستقبل میں مجھ کو ہدایت ہو جاوے پس اس طرح سے دونوں استحضار بلا کسی محذور کے جمع ہو جاویں گے۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

سفر میں ضرر کی تفصیل

حال: یہ احقر اس درمیان کچھ عرصہ سفر میں رہا۔ سفر اور خصوصاً طول سفر سے ہمیشہ گھبراتا ہوں مگر بعض حوائج ضروریہ باعث ہو جاتی ہیں سفر اور سفر سے واپسی کے بعد آج تک کہ دو ہفتے ہو گئے حالت نہایت مکدر اور طبیعت بے حد منتشر ہے نہ قلب میں سابق کا سا سکون ہے نہ معمولات میں دلجمعی کے ساتھ پابندی ہے؟

تحقیق: بعض طبائع کو بلکہ اکثر کو سفر مضر ہوتا ہے گو وہ دینی ضرر نہ ہو مگر دینی ضرر کے سرحد سے مل جاتا ہے خصوص ابتداء سلوک میں لیکن اگر طلب صادق و فکر صحیح ہو تو اس ضرر کے ساتھ ایک نفع بھی مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ اس ضرر کا عین الیقین ہو کر بلا ضرورت شدیدہ سفر سے طبعاً گریز کرتا ہے اور عادت الٰہیہ جاری ہے کہ ضرورت شدیدہ کی حالت میں غیب سے اعانت ہوتی ہے جس سے وہ ضرر گو کسی درجہ میں صورۃً ہو مگر حقیقتاً نہیں ہوتا اور وہ صورت بھی بہت جلد بدوں کسی اہتمام کے زائل ہو جاتی ہے۔

حال: حضرت کے ارشاد کے مطابق تہجد شروع کر دی ہے مگر بعد عشاء آخر شب میں اُٹھنے کی چند مرتبہ سعی کی۔ بعض دفعہ الارم کے بجنے سے بھی آنکھ نہیں کھلی ایک آدھ مرتبہ تو کسل حارج ہو گیا حضرت نے معمولات میں بھی ایک اضافہ فرمایا تھا جو افسوس کہ مکمل نہ ہو سکا؟

تحقیق: باوجود کوشش کے ایسی ناکامی کامیابی کی مفتاح ہوتی ہے جس کا بہت جلد مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے اس کامیابی کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے کہ اس اختلال سے قلب میں قلق اور حزن اور اپنی بیچارگی و ناکارگی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ندامت طاری ہوتی ہے اور

اضطرار سے دعا کرتا ہے بعض اوقات غلبہ حیا سے دعا میں بھی زبان بستہ ہو جاتی ہے۔ یہ دعا حالی ہوتی ہے اور یہ سب امور اسباب ہیں جلب رحمت کے۔ پھر اعمال کی توفیق ہونے لگتی ہے اس وقت دوسری نعمت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ **وفی مثل هذا قيل:**

گر مرادت را مزاج شکراست　　　بے مرادی نے مراد دلبراست

پس ایسی حالت میں بجائے یاس کے دعا والتجا وطلب وسعی میں زیادہ اہتمام کرنا چاہیے' انشاء اللہ تعالیٰ **ان مع العسر يسرا** کا مشاہدہ میسر ہوگا۔

حال: بعد ظہر کا قیام مسجد گرم موسم ہو جانے کی وجہ سے ترک کر دیا' مکان ہی پر رہتا ہوں مگر خاموشی و کامل تخلیہ کے ساتھ درُود کا سلسلہ جاری رکھتا ہوں' پھر عصر سے مغرب تک مسجد ہی میں رہتا ہوں' نمازیں سب با جماعت ہو جاتی ہیں؟

تحقیق: سب محمود ہے مبارک ہو۔

حال: عبادات و معاملات میں محرمات سے اجتناب اور فرائض و واجبات و سنن مؤکدات کا التزام رکھتا ہوں سوائے اس جماعت فجر کے سب ہی بفضلہ مکمل ہو جاتی ہیں۔ بظاہر

تحقیق: یہ سب نعمتیں اور رحمتیں ہیں ان پر شکر اور منت بلا استحقاق کا مشاہدہ وظیفہ عبدیت ہے۔

حال: حضرت کچھ ایسی حالت ہے کہ باوجود تامل و تفکر کے اکثر و بیشتر اپنی مزعومہ خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں' عیوب نہیں دکھلائی دیتے' صد حسرت و تاسف کہ میرے عیوب مجھ پر منکشف نہیں۔ حالات یوم ولیل میں ادنیٰ خوبی بھی نمایاں طور پر سامنے آ جاتی ہے اور عیب کا گویا کوئی پہلو بھی واضح نہیں ہوتا' ہوتا ہے تو اضطرار و اختیار قصد و بے قصد کے لغو حیل سے نفس جلد سے جلد تاویل کر لیتا ہے' حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور کونسا مرض حضرت حکیم الامت مدفیضہم کی خدمت میں پیش کروں؟

تحقیق: اس حالت کا نقص سمجھنا اور تاویل کو منکر جاننا یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ سیئات کا ایک درجہ میں کفارہ ہو جاتا ہے اور اس کفارہ ہونے میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کے لیے اجمالاً و ابہاماً اعتقاد اپنے عیوب کا گو ان کی تعیین نہ ہو اور اس کے ساتھ استغفار خصوص اس صیغے کے ساتھ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا عَلِمْتُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ" اور اس اعتقاد کا

استحضار واستغفار کا تکرار انشاء اللہ تعالیٰ امتثال ماموربہ کے لیے کافی ہوگا اور اس سے بصیرت کا فتح باب ہوجاوے گا۔ وعدہ ہے "من عمل بما علم علمه الله مالم يعلم او كما قال صلى الله عليه وسلم" (النور، محرم ۱۳۵۷ھ)

اصل مامور بالتحصیل دو چیزیں ہیں، ایک غلبہ ذکر اور دوسرے دوام طاعت

حال: اس فن میں سخت مریض ہوں، آسانی کے علاج کے لیے وہ کیا چیز ہے جس کی تحصیل کا طالب مکلف ہے تاکہ ہروقت اس کا خیال میں تصور جمارہے؟

تحقیق: ایک غلبہ ذکر کہ غفلت میں وقت کم گزرے دوسری دوام طاعت کہ نافرمانی بالکل نہ ہو اصل مامور بالتحصیل یہی چیزیں ہیں اور اسی کے لیے سب مجاہدات ومعالجات اختیار کیے جاتے ہیں جن پر حسب سنت اللہ وہ مقصود مرتب ہوجاتا ہے۔ اولاً قدرے تکلف ہوتا ہے، بعد چندے (جس کی مدت معین نہیں استعداد پر ہے) مثل امر طبعی کے ہوجاتا ہے۔ گواحیاناً ضد کا تقاضا بھی ہوتا ہے مگر ادنیٰ توجہ سے وہ ضد مغلوب ہوجاتی ہے اس رسوخ وثبات کو مقام کہتے ہیں۔ پس یہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے اور باعتبار اسباب کے اختیاری ہے اور یہی رسوخ وثبات اس حیثیت سے کہ غلبہ ذکر ودوام طاعت کا ملزوم ہے نسبت کہلاتا ہے۔ یعنی حضرت حق سے ایسا قوی تعلق جس پر غلبہ ودوام مذکور کا ترتب لازم ہو اور اس نسبت من العباد پر ایک دوسری نسبت من الحق موعود ہے۔ یعنی رضاء وقرب۔ پس اہل طریق جب لفظ نسبت کا اطلاق کرتے ہیں، مراد ان ہی دونسبتوں کا مجموعہ ہوتا ہے نہ کہ صرف ملکہ یادداشت جس میں بہت سے غیر محقق دھوکہ میں ہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

عذر کی وجہ سے ناغہ کا بدل مجاہدہ اضطراریہ یعنی تشویشات وغیرہ ہیں

حال: اس مرتبہ سفر میں کچھ ایسی صعوبتیں پیش آئیں کہ اکثر معمولات ناغہ ہوگئے۔ تھانہ بھون واپس آنے پر بھی پریشانیوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، دو بچے بیمار ہیں جو وقت مدرسہ سے بچتا ہے ان کی تیمارداری میں صرف ہوجاتا ہے ابھی تک پورے معمولات جاری نہیں ہوسکے؟

تحقیق: جس طرح وضو کا بدل تیمم ہے اور اجر میں اس سے کم نہیں اسی طرح مجاہدہ اختیاریہ

یعنی اعمال و اوراد کا بدلی مجاہدہ اضطرار یہ یعنی تشویشات و بلیات ہیں اور اجر میں ان کے برابر بلکہ بعض منافع میں ان سے اقویٰ ہیں ان کو نعمت سمجھ کر اطمینان سے کام میں بقدر وسع مشغول رہنا چاہیے البتہ دُعا کرتے رہیں کہ وہ مبدل بہ راحت و جمعیت ہوں کہ دُعا مسنون ہے غرض جب تک وہ باقی رہیں تفویض تو فرض ہے اور دُعا مسنون ہے اور جب وہ زائل ہو جاویں شکر واجب ہے اور دونوں حالتوں میں بقدر وسع کلام میں مشغول رہنا ادب طریق ہے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

اثنائے ذکر خلو عن الخیال ہونا نہ مذموم ہے نہ محمود

حال: اثناء ذکر مذکورہ اوقات میں ایسا خلو عن الخیال ہو جاتا ہوں کہ نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ مسمی کی طرف توجہ رہتی ہے بلکہ کوئی خیال ہی نہیں رہتا نہ طبیعت متمیز ہوتی ہے۔ تقریباً بیس منٹ آدھ گھنٹہ پھر جب توجہ ہوتی ہے تو حیران ہوتا ہوں' اب گزارش ہے کہ یہ ضعف دماغ ہے یا کوئی اور غلطی کا ثمرہ ہے؟

تحقیق: اگر مذموم حالت ہوتی تو تشخیص سبب کی ضرورت ہوتی مگر یہ حالت نہ مذموم ہے نہ محمود لہٰذا بے فکر رہیں۔

حال: حضرت والا خیالات فاسدہ کا ہجوم کسی طرح کم نہیں ہوتا' خصوصاً ذکر کے وقت' دعا فرمادیں کہ اس سے نجات ہو کر ذکر میں یکسوئی ہو؟

تحقیق: دعا تو ضروری ہے مگر تدبیر ضروری نہیں۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

ذاکر کو جھاڑ پھونک کا شغل مضر ہے

حال یکے از نسوان: حقیرہ کو اپنے شوہر سے چند ایک جھاڑ پھونک حاصل ہوئے ہیں جس سے تبلیغ کرنے کا ایک بہتر موقع ہاتھ آ گیا ہے جو عورت دردوں کا دم کرانے آتی ہے اس کو نماز کی تلقین اور بدعات و رسومات سے منع کرتی رہتی ہوں جس کا اثر اچھا پڑ رہا ہے؟

تحقیق: یہ دھوکا ہے اس کا انجام برا ہے' ذاکر کو جھاڑ پھونک کا شغل نہایت مضر ہے۔ اخیر میں اس سے تعظیم عوام و شہرت و عجب پیدا ہو جاتا ہے' خاص کر عورتوں کو کہ فطرۃً ناقص العقل ہیں اور تبلیغ اس پر موقوف نہیں اور ثمرہ مرتب ہونے کا مبلغ ذمہ دار نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

رسائل غیر مذاہب الاسلام کا رد طاعت ہے اس سے اوراد کی کمی کوئی حرج نہیں

حال: آج کل ایک شیعی رسالہ (رجال بخاری) کے رد میں منہمک ہوں' حضرات صحابہ کی شان میں سخت گستاخی کی گئی ہے دیکھ کر خون کھولنے لگتا ہے' اس کے رد میں اتنا انہماک ہے کہ بجز درس وفرائض شرعی وضروریات طبعی کے اور کوئی کام نہیں ہوتا؟

تحقیق: وہ بھی طاعت ہے اور وقت کی ضرورت سے مقدم ہے لہٰذا اوراد کی کمی مضر نہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

معمولات کا بگڑنا' ایسے تغیرات سے اکابر بھی خالی نہیں

حال: ایک عرصہ سے بعض اسفار اور بعض مضامین ورسائل لکھنے کی وجہ سے معمولات کا نظام بگڑ رہا ہے بہت ہمت باندھ کر پوری مقدار اور پابندی کرنا چاہتا ہوں مگر سستی یا تساہل کا غلبہ ہو کر خلل ہو جاتا ہے؟

تحقیق: ایسے تغیرات واسباب تغیرات سب کو پیش آتے ہیں' اکابر بھی اس سے خالی نہیں جس کا تدارک اعادہ توجہ وعمل ہے اسی طرح قوت ضبط بڑھ جاتی ہے اور تمکین نصیب ہو جاتی ہے اس لیے بددل نہ ہونا چاہیے قلق طبعی مضر نہیں ہے بلکہ معین ہے تجدید عمل کا لیکن اختیاری قلق اور اس میں انہماک کے ساتھ اشتغال یہ مضر ہے اس سے اعراض کر کے مستقبل کا انتظام درست کر لیا جاوے۔ اگرچہ تکلف سے ہو اور اگرچہ نشاط سے خالی ہو' چند روز میں پھر اکثر تو حالت دلخواہ ہو جاتی ہے اور نہ بھی ہو تب بھی مقصود حاصل ہے یعنی طاعت عاجلاً واجر آجلاً۔

حال: آخر یہاں آ کر بھی کوشش کر کے اب یہ سمجھا کہ یہ بھی تو حال ہے یہی عرض کر کے دوا پوچھوں؟ تحقیق: اصبتم واحسنتم

حال: کچھ مالی ومعاشی پریشانیاں لاینحل ہو رہی ہیں؟

تحقیق: یہ تو باطن کے لیے نافع ہے جس کا بعد میں مشاہدہ ہوتا ہے یعنی بہت سے امراض کا علاج ہے جو مانع طریق تھے۔

ذکر کے وقت حق تعالیٰ کے سامنے ہونے کا تصور، ذکر خفی ہونا چاہیے

حال: ذکر کے وقت جب یہ تصور ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سامنے ہیں اس وقت جہراور لہجہ اورضرب بے ادبی معلوم ہوتے ہیں اس وقت یہ جی چاہتا ہے کہ بالکل خاموش حق تعالیٰ کے سامنے بیٹھا رہوں، ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

تحقیق: ذکر خفی، لکونہ جامعابین العمل والادب. (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

دُرود شریف چھوٹا یا بڑا پڑھنا بہتر ہے جس میں دلچسپی ہو

حال: دُرود شریف بہت سے ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا، کسی دُرود شریف کی بڑی بڑی فضیلتیں معلوم ہوئی ہیں، چھوٹا دُرود شریف تعداد میں زیادہ پڑھا جاتا ہے بڑا دُرود شریف تعداد میں کم پڑھا جاتا ہے، معلوم کرنا یہ ہے تعداد میں زیادہ پڑھنا بہتر ہے یا بڑا دُرود شریف پڑھنا بہتر ہے، چاہے تعداد کم ہو؟

تحقیق: اصول سے جواب یہ ہے کہ جس میں زیادہ دلچسپی ہو وہ انفع للباطن ہے۔

بھٰذا اجاب المولیٰ الاعظم والشیخ الافخم استاذی مولانا محمد یعقوب رحمہ اللّٰہ تعالیٰ لما سئل عن طول القیام وکثرۃ السجود ایھما افضل وجمع الخاطر اشد مطلوب فی الطریق کما ھو کالجمع علیہ عندالشیوخ وقد اعتنی بہ الشارع کما صرح بہ الشراح فی حکمۃ جعل البصر موضع السجود وفی حکمۃ نصب السترۃ وصح بہ فی النص حین خفف علیہ السلام الصلوٰۃ لما سمع بکاء الصبی فی قولہ خفت ان تفتن امہ وحین قدم العشاء علی العشاء وللّٰہ الحمد علیٰ ماعلمنی فی المسئلۃ وفھمنی وھوالحکیم الخبیر. (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

ضعف کی وجہ سے کوتاہی ہوجانا کوتاہی پر قلق ہونا، یہ بھی تدارک ہے

حال: حضرت والا اب کے رمضان شریف میں ضعف کی وجہ سے حسب خواہش ذکر نہ کرسکا، ماہ مبارک ختم ہونے پر ہے اپنی مغفرت کا کوئی سامان نہیں ہے، حضرت والا دُعا

فرماویں، اللہ تعالیٰ محض اپنی عنایت سے روسیاہ کی مغفرت فرماویں، روزہ اور ختم قرآن شریف قبول فرماویں اور کوتاہیوں کو معاف فرماویں؟

تحقیق: کوتاہی پر نظر اور قلق یہ بھی کوتاہی کا ایک تدارک ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

شکایت الی اللہ مذموم نہیں

حال: (اپنی بعض تکالیف صعبہ لکھ کر یہ لکھا کہ) حضرت پہلے جسم کی بیماریوں میں جان کا نفع بہت محسوس کرتا تھا اور اب شکایت کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: کیفیت سابقہ تو محمود تھی ہی مگر یہ بھی مذموم نہیں کیونکہ ہر شکایت مذموم نہیں۔ یہ شکایت سویداء قلب میں نہیں، حوالی قلب میں ہے: کقول المتبنی سواء بسواء

عذل العواذل حول قلبی التائہ وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ

اور راز اس میں یہ ہے کہ مذموم شکایت من اللہ ہے اور یہ شکایت الی اللہ ہے۔ ونعم ما قیل

ہم در تو گریزم از گریزم وفی مثل ھٰذا قال الرومی

دل ہمی گوید از و رنجیدہ ام وز نفاق ست او خندیدہ ام

سماہ نفاقاً مجازاً لان القلب شاک فی السطح شاکر فی العمق وھٰذا حال عجیب قل من تنبہ لہٗ۔

حال: اور ایک رات تواب کی اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ جنگ ہی شروع کر دی اور زور زور سے کہنے لگا کہ بیشک ان بیماریوں میں بھی میرا ہی نفع ہے لیکن یہ نفع آپ بیماری کے بغیر بھی تو پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کی قدرت میں سب کچھ ہے آپ عادت اللہ کے خلاف بھی کر سکتے ہیں، وہ آپ پر حاکم نہیں آپ اس پر حاکم ہیں، غرض اسی طرح بکواس کئی منٹ کرتا رہا، پھر کچھ استغفار کیا مگر اس طرح کہ گویا جنگ میں کچھ حق بجانب ہوں، استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

تحقیق: وہ بے حجابانہ معروضات ادلال تھا جو ایک حال ہے اور مقام سے ادنیٰ۔ اس اعتبار سے اس کو اضافی نقص کہا جاوے گا جس کا تدارک استغفار سے مقام عبدیت میں ضروری ہے جو بتوفیقہ تعالیٰ واقع بھی ہوا۔

تنبیہ: اس تحریر کے وقت معلوم نہیں حال سے یا خیال سے حضرت موسیٰ علیہ السلام و

حضرتِ یعقوب علیہ السلام وحضرت یونس علیہ السلام کے بعض واقعات اور بعض مقالات نے ذہن میں خطور کیا۔ جیسے لو شئت اھلکتم الیٰ قولہٖ تعالیٰ فاغفرلنا وانما اشکوبثی وحُزنی الی اللہ وذھب مغاضبا الیٰ قولہٖ تعالیٰ اِنّی کُنتُ من الظّٰلِمین. لیکن ایسے قیاس وتطبیق کوخطرناک سمجھ کرسکوت میں سلامتی سمجھیں اوراس معروض میں جوعطاء بلاواسطہ سبب خاص تجویز کیا گیااس کا منشاء ذھول ہے حکمت مختصہ بالسبب الخاص سے گووہ حکمت ہم سے مخفی ہواوراگراس حکمت میں بھی یہی وسوسہ ہوتواس کا مرجع سرقدر ہے جس کی کہنہ ہماری استعداد علمی سے فوق ہے کہ وہ اس کا تحمل نہیں کرسکتی اس لیےاس کے ادراک سے طمع قطع کردی گئی اور یہی عدم تحمل منشاء ہے نہی عن الخوض فی المسئلہ کا جیسے کوئی حکیم شفیق قرص شمس میں نظر جمانے سے منع کرے۔ لانقص فی الشمس بل لنقص فی البصر. واللّٰہ اعلم (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

دوران ذکر میں قلب کو حاضر نہ پانا قابل التفات نہیں

حال: دوران ذکر میں جب مراقبہ کرتا ہوں تو قلب کو حاضر نہیں پاتا' نہایت پریشان ہوں' تصور شیخ بھی کرتا ہوں اس کو بھی استقلال نہیں' ضربات ذکر کا بھی قلب پر کچھ اثر نہیں پاتا؟

تحقیق: ان چیزوں کو مقصود سے وہ نسبت ہے جیسے باغ کی گھاس کو پھولوں سے کہ اگر بالکل بھی نہ ہو تو باغ کی روح میں کوئی کمی نہیں بلکہ بعض اوقات جب بڑھ جاتی ہے تو کاٹنے کی ضرورت ہوتی ہے کام میں لگے رہیے اوران زوائد کی طرف اصلاً التفات نہ کیجئے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

ذکر میں ناغہ کو ہمت سے کام لے کر پورا کرنا چاہیے' نرے تمنا سے کام نہ ہوگا

حال: پچھلے خط کے بموجب بعد عشاء نفل کا التزام کرلیا ہے اور ایک ہزار بار اسم ذات کے ورد کا بھی التزام ہے کبھی کبھی رہ بھی جاتا ہے' یہ لکھتے ہوئے بہت شرم محسوس کرتا ہوں؟

تحقیق: ہمت سے کام لینا ضروری ہے' نرے ندم وتمنا سے کچھ نہیں ہوتا۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

ناغہ کے بعد ذکر موجب برکت ہے

حال: تھانہ بھون سے واپسی کے بعد احقر نے قصد السبیل کے دستور العمل (عالم مشغول) پر عمل شروع کردیا تھا' درمیان میں کچھ عرصہ ناغہ رہا پھر شروع کردیا۔ اب الحمدللہ

دیر سے اُس پر عمل کر رہا ہوں؟ تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: بعد مغرب ذکر اسم ذات کرتا ہوں یہ عرض کرتے اپنی کم ہمتی پر ندامت ہے کہ اب ہی تک پانچ ہزار سے زیادہ نہیں بڑھا سکا؟ تحقیق: ضرر ہی کیا ہے۔ **احب الاعمال ادومھا وان قل**

حال: بارہ سے چوبیس ہزار تک جو تعداد حضرت نے تجویز فرمائی ہے اس کا ایک ہی نشست میں پورا کرنا ضروری ہے یا متعدد میں؟

تحقیق: اجر میں دونوں مساوی ہیں لیکن نفس کے اندر اثر پیدا کرنے میں جلسہ کے اتحاد کو خاص دخل ہے اگر ملال نہ ہو جاوے ورنہ نشاط کے لیے تعدد انفع ہے۔

حال: ذکر کے وقت قلب کو قطعاً یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ لفظ اللہ ذرا بھی متجاوز نہیں، معلوم ہوتا زبان متحرک اور قلب قطعاً بیگانہ ہے؟

تحقیق: اس فکر میں نہ پڑیں، یکسوئی کی تحصیل ضروری ہے جس کا تعلق قصد سے ہے گو حصول اس پر مرتب نہ ہو۔ (النور، شوال ۱۳۵۹ھ)

ذکر بلا قید میں دوام ہونا چاہیے

حال: موجودہ معمولات رمضان شریف کے بعد یہ ہیں کہ بعد صلوٰۃ تہجد ذکر جہر کے ساتھ جتنی دیر ممکن ہوتا ہے صلوٰۃ فجر تک کرتا ہوں اور حسب الارشاد والا جتنا بلا قید تعداد ممکن ہوتا ہے اسم اللہ کا ذکر خفی کرتا ہوں اب جو حضرت والا ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: چلتے پھرتے بلا قید کے کوئی ذکر جس میں دلچسپی ہو جاری رکھا جاوے، خواہ **لا الٰہ الا اللہ** خواہ استغفار خواہ دُرود شریف، خواہ اوقات کا تجزیہ کرلیا جاوے اور ایک ایک حصہ میں ایک ایک چیز رہے۔ (النور، محرم ۱۳۶۰ھ)

خود فکر، علم و عمل کی راہ کھول دیتا ہے

حال: میں اجمیر فاتحہ میں اور دولی فاتحہ میں اور کبھی کبھی پیران کلیر حاضر ہوتا ہوں، میں ان جگہوں میں گانا نہیں سنتا مگر فاتحہ میں شرکت کرتا ہوں یا اگر کبھی خاتحہ سے کچھ قبل پہنچ گیا تو تھوڑا سا گانا بھی سن لیتا ہوں؟

تحقیق: ہم لوگ چونکہ فاقد شرائط ہیں اس لیے اس کا تدارک اس وقت کے مضاعف

وقت میں تلاوت قرآن سے کرلیا جاوے۔

معمولات کا عادت کے طور پر ادا ہونا موجب اجر موعود ہے

حال: دین و دنیا کے کسی کام کی طرف دل توجہ کے ساتھ مائل نہیں ہوتا جو کچھ ہوتا ہے صرف ایک عادت کے تحت ہوتا ہے؟ تحقیق: اس سب پر اسی معروضہ کا اعادہ کرتا ہوں۔ للحافظ

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش ۔۔۔ کہ آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

للاحقر

نوش ما دیدی ببیں ہم نیش ما ۔۔۔ مرہم دیدی ببیں ہم ریش ما

لیکن ان سب پر اجر موعود ہے جو سب مقاصد سے زیادہ مقصود ہے۔

یکسوئی سے مراد

حال: جابجا حضرت فرماتے ہیں کہ اس راہ میں یکسوئی بڑی ضروری شرط ہے اور میں اپنے کو اسی سے بالکلیہ محروم پاتا ہوں؟

تحقیق: مراد یہ ہے کہ خود اسباب تشویش کو جمع نہ کرے اور جو بلا اختیار پیش آ جاوے اس کے متعلق میرا ہی فیصلہ حافظؒ سے ماخوذ ہے:

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال ۔۔۔ مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

حال: گو حضرت کوئی حکم یا مشورہ دینا کچھ پسند نہیں فرماتے لیکن ادھر کئی دن سے بس یہی جی چاہ رہا ہے کہ میں اپنے تمام دینی اور دنیوی حالات ایک مرتبہ عرض کرتا اور پھر حضرت جو کچھ مناسب تصور فرماتے، حکم فرماتے؟

تحقیق: میرے لیے آپ کا ہر خطاب لذت بخش ہوگا لیکن ہر خطاب کا جو جواب ہوگا وہ وہی پرانا ہوگا جس میں باسی کھانے کی طرح لذت نہ ہوگی اس کے بعد میں ہر وقت اور ہر خطاب سننے کے لیے حاضر ہوں۔ (النور، صفر ۱۳۶۰ھ)

ذکر کے وقت زبان کا بند ہونا کہ منہ گنہگار سے اسم مبارک کا ادا کرنا، دونوں حالتیں محمود ہیں

حال: الحمدللہ کہ بفضل وتوفیق الٰہی ذکر جاری ہے۔ ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ زبان

اس خیال نے بند ہوگئی کہ یہ گنہگار منہ اور اس سے یہ اسم اعظم واقدس ادا ہو پھر یہ کیفیت جاتی رہی؟ تحقیق: دونوں محمود ہیں۔ پہلی کیفیت اس حال کا غلبہ ہے:

احب مناجات الحبیب باوجه ولکن لسان المذنبین کلیل

اور دوسری کیفیت غلبہ مقام کا ہے اور مظہر ہے اس حقیقت کا

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

والثانی افضل۔

حال: حضرت کا تصور اکثر اوقات قائم رہتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز میں بھی دفع کرتا ہوں مگر قادر نہیں ہوتا، کبھی یہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے کبھی کم؟

تحقیق: جو بدوں اختیار ہو اس کی کمی اور بیشی دونوں محمود اور منظر ہیں دو تجلیوں کے اور اسی کے متعلق یہ تعلیم ہے:

چونکہ برمیخت بہ بند و بستہ باش چوں کشاید چابک و برجستہ باش

(النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

ذکر میں گرانی ہونا غیر اختیاری ہے مضر نہیں

حال: متعارف ذکر و شغل سے بالکل مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ۱۶۔۱۷ سال ہو رہے ہیں پہلے پاس انفاس کی مشق کرتا رہا پھر اللہ اللہ کا ذکر قلب کیا پھر حضرت والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد نصف گھنٹہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتا رہا جو بحمد اللہ جاری ہے لیکن کچھ ایسی وحشت و گرانی رہتی ہے کہ پہلو بدل بدل کر اور گھڑی دیکھ دیکھ کر بہ مشکل ۳۰ منٹ پورے کرتا ہوں، دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا، زور لگا کر منٹ دو منٹ متوجہ رہتا ہوں، پھر وہی ہے تو جہی عود کر آتی ہے؟

تحقیق: استعداد کے اختلاف سے ایسے حالات جو غیر اختیاری ہوں مختلف ہوتے ہیں جن میں سے کوئی حالت ذرا بھی مضر نہیں بشرطیکہ مقابل کے حالات پر نکیر اور اعتراض نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ یہ ہو تو بہت خطرناک ہے یہ شرط تو اہل طریق کے کلام میں مصرح ہے اور ایک شرط قواعد سے میرے ذوق میں ہے وہ یہ کہ پیش آمدہ حالات پر شکایت و ناشکری و بیقدری نہ ہو کہ یہ بھی مضر ہے گو پہلے ضرر سے کم ہے، کیونکہ اس شکایت کا منشا تواضع وانکسار ہے اور پہلے کا منشاء دعویٰ واستکبار ہے لیکن بُعد عن الحقیقت دونوں میں مشترک ہے۔ بہر حال

غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے اصلاً مضر نہیں۔ لہٰذا اس کی تدبیر کی تصدی، حدود سے تعدی ہے البتہ اس کے مقابل کو نافع سمجھ کر دعاء کرنا یہ افتقار ہے جیسے مرض غیر اختیاری کے مقابل صحت کی دعاء ماذون فیہ ہے لیکن عدم اجابت پر دونوں میں راضی رہنا عبدیت ہے۔ وھٰذا من سوانح الوقت وھب لی ربّی ھٰذہ الساعة والحمدلِلّٰہ۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

ہر غفلت مذموم نہیں

حال: حضرت کیفیات وانفعالات کی طلب نہیں لیکن ذکر میں اگر توجہ بھی سرے سے غائب رہے تو وہ ذکر ہی کیا غفلت ہی رہی اور جیسی بے دلی اور بے توجہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیا' اُلٹے ناراضی کا باعث ہوسکتی ہے؟

تحقیق: کیا ہر غفلت مذموم اور مانع نفع ہے اگر ایسا ہوتا تو نوم سے زیادہ غفلت کی کونسی فرد ہوگی۔ پھر قرآن مجید میں اس کو رحمت ونعمت فرما کر عباد پر اس سے منت کیسے رکھی گئی۔ یہ صاف دلیل ہے کہ جتنا تذکر اختیاری اور حدود مامور بہ میں ہے وجوباً یا استحباباً اس کے مقابل جو غفلت ہو وہ مذموم ہے تو کیا خدانہ کرے اس کا وقوع ہوتا ہے اور اگر یہ ہے تو القدرۃ تعلق بالضدین میں اس کا جواب ہے۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

ذکر لسانی کو پاس انفاس پر ترجیح ہے

حال: پاس انفاس اور ذکر قلب کو بھی چھوڑا تو نہیں ہے لیکن بیٹھنا آدھ گھنٹہ ہی مصیبت ہوجاتا ہے اس لیے ان دونوں کو ایک گھنٹہ کی مشی میں بعد فجر پورا کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ دونوں بحیثیت متعارف مقاصد میں سے نہیں اس لیے میں ان پر ذکر لسانی کو ترجیح دیتا ہوں۔ مع احضار القلب بقدر الطاقة اور اسی کی تعلیم کا معمول کر رکھا ہے الا بعارض خاص۔ اور میرے نزدیک اس عارض سے آپ کا تلبس نہیں۔ لہٰذا آپ کے لیے بھی یہی رائے دیتا ہوں مگر وقت کم نہ ہونے پاوے۔ الا ان یضطر الیٰ ذٰلک

نماز وذکر سے یکسوئی کو محروم رکھنا اس رحمت میں بھی حکمت ہے

حال: (بعض واقعات کے ذکر کے بعد) ان حالات وافکار نے ذہن کو منتشر کر رکھا

ہے معمولات میں بحمد اللہ فرق نہیں آیا مگر خطرات وخیالات کی یورش نے ذکر ونماز کی یکسوئی اور طمانیت میں فرق ڈال دیا ہے۔ الا تہجد کہ وہ ہجوم افکار سے بحمد اللہ پاک ہے؟

تحقیق: ایسے واقعات وتشویشات میں بھی رحمت وحکمت ہے کہ ان سے انکسار وافتقار پیدا ہوتا ہے۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

ناغہ اور سستی پر جرمانہ کرنا مناسب نہیں بلکہ استغفار اور آئندہ ہمت کرنی چاہیے

حال: نفس کی سستی اور کاہلی تھی کہ پابندی سے قرآن کریم اور صلوٰۃ اللیل کو ادا نہ کرسکا اور اسی کی شرمندگی کی وجہ سے حضرت کو عریضہ بھی نہیں لکھا۔ اس غلطی پر بہت متاسف ہوں استغفار کرتا رہتا ہوں مگر نفس پر کوئی جرمانہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ ایسی سستی نہ ہو اب حضرت سے درخواست ہے کہ اگر مناسب ہو تو کوئی جرمانہ تجویز فرماویں تاکہ گزشتہ کا تدارک ہو سکے؟

تحقیق: بعض اوقات ایسے جرمانوں سے نفس کو اور بے فکری ہو جاتی ہے اگر ناغہ ہو گیا تو جرمانہ ادا کردیں گے۔ اس لیے اصل علاج استغفار اور آئندہ عزم وہمت ہے اور کسی خاص حالت میں مصلح کوئی خاص جرمانہ بھی تجویز کرتا ہے۔ بہرحال وہ عارض ہے اصل معالجہ نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

تعلیم کی وجہ سے مقدار ذکر کم کردینے میں مضائقہ نہیں

حال: اب کان پور آکر اوراد متعینہ کی پابندی شروع کردی ہے نیز قصد السبیل سے اخذ کرکے ذکر اللہ بھی شروع کردیا ہے۔ یہاں کام زیادہ ہے' آج کل ۹ سبق پڑھانے پڑتے ہیں جن میں تین سبق حدیث شریف کے ہیں اور ہر سبق کے لیے مطالعہ ضروری ہے اس لیے وقت بہت کم ملتا ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں بلکہ اگر اس پر بھی مداومت کی توقع غالب نہ ہو تو اس سے بھی کم معمول مقرر کرلیا جائے تاکہ اس مقدار پر مداومت رہے اور جس وقت میں نشاط ہوا زیادہ کرلیا۔ خلاصہ یہ کہ التزام قلیل کا رکھا جاوے اور بشرط امکان عمل زائد پر رکھا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

مختصر تسبیح ہاتھ میں رکھنا مذکر ہے

حال: ہر وقت یاد رکھنے کے لیے خیال تھا کہ تسبیح ہاتھ میں رکھا کروں تاکہ وہ مذکر کا

کام دے مگر اس میں ریاء کا شبہ ہوتا ہے؟

تحقیق: اگر چھوٹی سی تسبیح مٹھی میں چھپی رہے کہ اس کا لمس مذکر رہے اور عدد مقصود نہیں اور چھپے رہنے سے احتمال ریاء کا بھی نہ رہے گا تو جامع مصالح تدبیر ہے۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

فارغ اوقات میں وہ ذکر مناسب ہے جس کی طرف قلب کا میلان ہو

حال: حضرت نے تحریر فرمایا کہ "**الکل سواء و یترجح احدھما علی الآخر بفتوی القلب**" حضرت والا اپنے پاس نہ کافی علم نہ تقویٰ ایسے قلب کا فتویٰ کیا قابل اعتماد میرے تو بس جو کچھ حضرت فرما دیتے ہیں وہی قلب کا فتویٰ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: فتویٰ سے مراد نتیجہ اجتہاد نہیں بلکہ قلب کا میلان ورغبت وکشش ہے سو اس کا ادراک تو بدیہی اور وجدانی ہے۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

اسماء مفردہ کا ذکر تو کہیں کسی حجت سے منقول نہیں

حال: اسماء حسنٰی کے متعلق "**من احصاھا دخل الجنة**" کی روایت سے بھی اس کی تائید معلوم ہوتی ہے؟

تحقیق: ان نصوص میں ہیئت ذکر تو نہیں معلوم ہوتی اس لیے دوسرے نصوص میں اس کی تفسیر ڈھونڈی جائے گی۔ جیسے اجمالی ارشاد ہے: "**واعبد ربک**" اور اس کی ہیئت کے لیے دوسرے نصوص کی حاجت ہے اس کے بعد خیال آیا کہ حدیث احصاء میں تو تصریح ہے ایسی ہیئت کی جس سے اسماء مفردہ کے ذکر کا احتمال ہی نہیں رہتا۔ **حیث ورد فی الصحیحین . ای بعد ذکر فضل الاحصاء ھو اللہ الذی لاالٰہ الاّ ھو الرحمٰن الرحیم الخ.**

جس وِرد کی مزاولت سے برکات ظاہر ہوں اس کو ترک کرنا خلاف ادب ہے

حال: اسم ذات یا اسماء مفردہ کے متعلق حضرت کی خدمت میں لکھ چکنے کے بعد ہی خود یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ تسبیح وتحمید وغیرہ یا مختلف اوقات ومواقع کے اذکار مسنونہ سب دراصل ذکر اللہ ہی کے افراد ہیں۔ یوں بھی محاورہ میں اگر کوئی کہے کہ مجھ کو یاد رکھنا تو اس کا یہ مطلب لینا کہ میرا نام رٹنا عبادت ہوگی لہٰذا اب تو یہ جی چاہتا ہے کہ جمعہ کو اسماء مفردہ یا

اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ ایک مرتبہ جو پڑھ لیا کرتا تھا وہ بھی ترک کر دوں؟

تحقیق: ایسا کرنا مناسب نہیں کسی وِرد کی مزاولت سے اس کے مخصوص برکات مرتب و مجتمع ہو جاتے ہیں۔ بلا ضرورت شرعیہ ترک میں ان سے اعراض کی صورت ہے جو خلاف ادب ہے، مفرد کو مرکب تام کا صیغہ بنا لینا کیا مشکل ہے۔ خاص کر جب وہ صیغہ بھی منقول ہو خواہ جزئیہ کلیہ کما اشرت الیه فی المکتوب السابق غالباً. (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

ذکر لسانی کی ضرورت ہے

حال: نیز اللہ اللہ کے ساتھ پاس انفاس کی ابتداء میں مشق کی تھی اور بعض وقت تنبہ ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاری ہے تو کیا اس کو روکنے کی کوشش کروں؟

تحقیق: نہیں مگر اس کے ساتھ ذکر لسانی کو بھی منضم کر دیا جاوے۔

حال: بجز کچھ لکھنے پڑھنے کے کہ اس میں تو کچھ دل لگتا ہے باقی کسی کام میں نہیں؟

تحقیق: یہ تفاوت طبعی ہے اس کو تماثل سے مبدل کرنا یہ ممتنع عادی ہے اور راز اس تفاوت کا لکھنے پڑھنے کے صدور کا طبعاً و حساً توجہ کے ساتھ مشروط ہونا اور اوراد وغیرہ کے صدور کا غیر مشروط ہونا ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

سوتے میں قلب سے آواز کا نکلنا، اگر طبیب حاذق کوئی مرض تجویز نہ کرے تو یہ ذکر کا اثر ہے

حال: جب میں پلنگ پر بائیں کروٹ لیٹتا ہوں تو قلب سے ایک آواز محسوس ہوتی رہتی ہے لیکن طبیعت پریشان سی ہو جاتی ہے اور بغیر کروٹ بدلے ہوئے سکون بھی نہیں ہوتا اور یہ حرکت بھی بند نہیں ہوتی مگر یہ حالت گاہے گاہے ہوتی ہے؟

تحقیق: اگر طبیب حاذق اس کو کوئی مرض تشخیص نہ کرے تو ذکر کا اثر ہے۔ ولکن لامن حیث الذکر بل بواسطة الحرارة الناشئة من حرکات الذکر مگر اس حالت میں بھی یہ مقاصد سے نہیں۔ فلا یلتفت الیه وفی امثال هذا قال الجنیدؒ تلک خیالات تربی بها اطفال الطریقة والله اعلم. (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

باب ۷

رؤیا و کشف کے بیان میں

خواب

حال: ایک روز رات کو خواب میں معلوم ہوا کہ ایک آفتاب میرے سامنے ہے اور اس کی شعاعیں اور روشنی میرے قلب پر پڑ رہی ہے اور قلب اس کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدن سے نکلا جا رہا ہے اور کافی حرارت اور گرمی اور اس کا اثر قلب میں موجود ہے۔ اچانک خیال آیا کہ اب قلب پر کافی اثر ہو چکا ہے اپنی توجہ کو اب ادھر سے ہٹا لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ضبط نہ ہو سکے اور مر جاوے۔ اس خیال کے آنے کے بعد قلب کو اس شمس کی طرف سے ہٹا لیا اور آنکھ کھل گئی' آنکھ کھلنے کے بعد بھی معلوم ہوا کہ قلب پر اس حرارت کا اثر کافی موجود ہے؟

تحقیق: دھوکہ کا دھوکہ نہ ہونا چاہیے وہ جو کچھ بھی تھا مقصود نہ تھا طریق تھا اور اعمال اس سے زیادہ طریق ہیں۔ موت سے یہ طریق انفع منقطع ہوتا ہے اس لیے توجہ ہٹا لینا طریق مرجوح پر طریق راجح کو ترجیح دینا تھا۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ)

خواب

حال: رمضان المبارک میں زمانہ اعتکاف کا ایک واقعہ اطلاعاً پیش خدمت کرتا ہوں کہ زمانہ اعتکاف میں تین دن کے بعد احقر کو سخت مرض لاحق ہوا جس کی وجہ سے دو روزہ بھی فوت ہو گئے چونکہ اعتکاف میں نوافل واذکار کی تکثیر مدنظر ہوتی ہے اور وہ بوجہ مرض کے فوت ہو گیا اور حالت یہ تھی کہ دل میں نہ بسط ہے نہ انشراح۔ اس لیے دل بہت پریشان تھا' آخری تاریخ شب جمعہ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے میری ماں کی صورت میں ظاہر ہوئی اور خوب زور سے ایک اردو شعر کو زبان پر تکرار کر رہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ہر ایک دل خوش کرنا منظور نہیں' اگر ایسا ہی خدا چاہتے ہو تو دوسرا

خدا تلاش کرؤ یہ شعر سنتے ہی دل پر بہت زور سے چوٹ لگی کہ بے ساختہ روتا ہوا بیدار ہو گیا؟

تحقیق: یہ ہدایت کی گئی ہے۔ سرمد نے یہی تعلیم کی ہے اس رباعی میں:

سرمد گلہ اختصار میباید کرد   یک کار ازیں دو کار میباید کرد
یا تن بقائے دوست میباید کرد   یا قطع نظر زیار میباید کرد

اور ہدایت کبھی قہر سے ہوتی ہے کبھی لطف سے' یہ لطف سے تھی اسی لیے ماں کی شکل نظر آئی۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

ایک ایسا مراقبہ جس سے اپنے عیوب نظر آئیں

حال: گزارش یہ ہے کہ جس روز سے میں تھانہ بھون سے آیا ہوں اس روز سے برابر غور وفکر کے ساتھ ہر کام میں اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کر رہا ہوں اور جس مراقبہ کو جناب نے مجلس مبارک میں ذکر فرمایا تھا کہ یوں سوچے کہ یہ کام یا یہ بات حق تعالیٰ کے سامنے ہوں تو کرسکتا ہوں یا نہیں تو اس مراقبہ سے معلوم ہوا کہ میری جتنی باتیں اور کام ہیں سب بیکار ہیں' میری کوئی بات اور میرا کوئی کام اس قابل نہیں کہ باری تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جاوے۔ پہلے سے جو اپنی غلطیاں نظر نہیں آتی تھیں تو اس کی وجہ محض بے پروائی اور بے توجہی تھی؟

تحقیق: مبارک ہو یہ گوہ خاکساری کی خاک سے مل کر کھاد کا کام دے گا اور ایسی اجناس پیدا ہوں گی کہ روحانی غذا ہو جاویں گے۔ دعا کرتا ہوں اور عیوب پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں مگر ایک خط میں ایک بات سے زیادہ نہ ہو۔ (النور شعبان ۱۳۵۳ھ)

خواب

حال: پرسوں شب کو خاکسار نے رویا میں حضرت کے سامنے پایا۔ میں دوزانوں ہوں اور حضرت بھی اسی ہیئت سے ہیں اور یہ ناکارہ ہاتھ حضرت کے دست مبارک میں ہے' حضرت نے حلقہ ارادت میں داخل کیا؟

تحقیق۔ لایلتفت الی الرؤیا اذا رزق الرؤیة

دست بوسی چوں رسید از دستِ شاہ   پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

(النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

باب ۸

وساوس وخیالات کے بیان میں

حدیث النفس کا علاج

حال: نماز کے اختیاری حقوق میں کمی نہیں کرتا ہوں مگر اکثر خیال یہ ہوا کرتا ہے کہ حدیث النفس تو اختیاری ہے اور اس میں معتد بہ کمی نہیں معلوم ہوتی' اس سے بعض اوقات بہت قلق ہوتا ہے' حدیث النفس کے کمی کے متعلق کوئی علاج ہو تو ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: توجہ الی المقصود ہی علاج ہے اس کے ساتھ اگر پھر حدیث النفس ہو تو آثار میں کالعدم ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

وساوس شیطانی کا علاج عدم التفات ہے

حال: میں ایک قلبی مرض میں عرصہ سے مبتلا ہوں۔ میری حالت یہ ہے کہ جو کوئی ایسی کتاب کہ جس میں تعریف ودلائل اثبات نبوت واخلاق وعادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہوتے ہیں مطالعہ کرتا ہوں تو بجائے فائدہ پہنچنے کے وساوس شیطانی پیدا ہو کر عدم یقین کے درجہ تک طبیعت کو رجوع کرتے ہیں؟

تحقیق: کتابیں اس قصد سے نہ دیکھو کہ یہ وساوس دفع ہوں گے اور نہ کتابوں کا مطالعہ اس خوف سے چھوڑو کہ کبھی وساوس بڑھ نہ جائیں بلکہ محض عبادت سمجھ کر کتابیں دیکھو اور وساوس کی پرواہ مت کرو نہ ان کے آنے سے رنج کرو کیونکہ بلا اختیار آتے ہیں اور ان کو برا بھی سمجھتے ہو اس طرح سے یہ خود بخود دفع ہو جائیں گے' قلب کی طرف متوجہ ہو کر اللہ اللہ کا خیال رکھا کرو اور دو ہفتہ کے بعد مع اس خط کے پھر اطلاع دو۔ (النور' صفر ۱۳۵۲ھ)

وساوس کا علاج

حال: حضور نماز میں خیالات کا ہجوم اس قدر ہو رہا ہے کہ رکعتیں بھول جاتا ہوں' بہتیرا

چاہتا ہوں کہ معنی کی طرف توجہ کروں' الفاظ کی ترتیب کی طرف کہ اب کیا آئے گا یا اب کہوں گا' خیالات کو مبذول کرتا ہوں' ذرا سی دیر توجہ قائم ہوئی پھر غائب' چاہتا ہوں کہ یہ سمجھوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں وہ سن رہا ہے لیکن خیالات ہیں کہ اُمنڈے چلے آتے ہیں؟

تحقیق: جیسے طبیعت کو آزاد چھوڑ دینا مضر ہے اسی طرح زیادہ مقید کرنے سے بھی تنگ ہو جاتی ہے۔ بس نماز میں اتنی توجہ کافی ہے جیسے کسی کو کوئی صورت کچی یاد ہو اور سرسری طور پر سوچ کر پڑھتا ہے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ پھر اگر اس کے ساتھ بھی وساوس آویں ذرا مضر نہیں۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

وساوس کا علاج

حال: جواباً عرض ہے کہ وساوس کے متعلق میرا عقیدہ تو یہی تھا اور ہے کہ ان میں معصیت نہیں ہے مگر ان کی کثرت اور ہجوم سے اس کا استحضار باقی نہ تھا؟

تحقیق: اس میں بھی حکمت تھی کہ مجاہدہ کا ثواب دینا تھا۔

حال: حضور کے متنبہ فرمانے سے بحمد اللہ استحضار ہو گیا اور جس وقت والا نامہ فیض شمامہ صادر ہوا ہے ببرکت وتوجہ حضور والا الحمد للہ وساوس میں بہت کمی پاتا ہوں؟

تحقیق: بس وہی استحضار وظیفہ ہے عبد کا' گو وساوس بھی زائل نہ ہوں۔

حال: کبھی کبھی توبہ نصوح یہاں تک کہ قسم بھی حنث (ٹوٹ) جاتی ہے از روئے مہربانی خواہش نفسانی سے نجات پانے کے علاج سے مشرف فرمائیے؟

تحقیق: کل کو حرام غذا سے توبہ کر کے دعا کرانا کہ بھوک ہی سے نجات ہو جاوے۔

(یعنی جس طرح زندگی میں بھوک ہمیشہ ساتھ رہتی ہے اسی طرح خواہش نفسانی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ بھوک اور خواہش نفسانی کی ضرورت کو جائز طریق سے پورا کیا جائے اور حرام سے پرہیز کیا جائے۔ فقط محمد عبد السلام عفی عنہ ناقل مضامین) (النور ذیقعد ۱۳۵۳ھ)

وساوس کا علاج

حال: جس وقت تہجد میں تَبَّتْ يَدَا پڑھتا ہوں تو خیال گزرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے چچا کا ذکر ہے شاید حضور کو ناپسند ہو؟ تحقیق: یہ خیال طبعی ہے محبت کے درجہ میں یہی ہونا چاہیے۔

حال: اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے اس کی آیت کے ساتھ اس قسم کا خیال کرنا گناہ نہ ہو طبیعت لرز جاتی ہے؟ تحقیق: یہ خیال عقلی ہے اعتقاد کے درجہ میں یہی ہونا چاہیے۔

حال: نماز میں خطرات بہت ہوتے ہیں۔ دفع کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی نہ کسی رکن میں بے خبری ہو جاتی ہے اور نسیان کا بہت غلبہ رہتا ہے دُعا و تدبیر کا طالب ہوں؟

تحقیق: اپنی طرف سے کلمات واذکار کی طرف توجہ رکھنا چاہیے۔ پھر اگر آویں مضر نہیں اگر وہ توجہ ہٹ جائے تجدید کر لی جاوے اور اس توجہ کے ہٹ جانے پر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

دل افسردہ رہنے کا علاج

حال: دل ہر وقت افسردہ سا رہتا ہے؟ تحقیق: بلکہ افسردہ رہنا چاہیے۔

حال: وہ پہلی سی حالت دعا و التجا کے وقت نہیں معلوم ہوتی، بہت کوشش کرتا ہوں مگر نہیں ہوتی؟ تحقیق: تو ضرر دینی کیا ہے؟

حال: نماز وغیرہ میں بھی بوجہ شدت گرمی خشوع و خضوع پہلا سا نہیں ہوتا؟

تحقیق: معذوری ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

تخیلات کا علاج

حال: نہ معلوم اس احقر کا کیا انجام ہوگا؟ تحقیق: جو مسلمانوں کا انجام ہوتا ہے۔

حال: بعض وقت طبیعت بالکل مغلوب الحال ہو جاتی ہے؟

تحقیق: تو منصور و شبلی بن جاتے ہیں۔

حال: مگر حضور والا کے طفیل سے ابھی تک بحمد اللہ اور کسی خاص مقتضا پر عمل نہیں، بجز اسکے کہ گزشتہ ہفتہ ذکر کی ہمت ہی نہ رہی اور یا کوئی غیر معلوم گناہ ہوتے ہونگے "وما أبرئ نفسي"

تحقیق: تو لاعلاج تو نہیں استغفار سے علاج کرنا چاہیے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

ایمان میں وسوسہ

حال: (کاتب ایک مستورہ ہے) میں ایمان اس کو سمجھتی ہوں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم کے ذریعے جو باتیں ہم تک پہنچی ہیں ان کو سچ سمجھنا یہ ایمان ہے؟ تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: بس اس بات میں کبھی شبہات آتے ہیں؟ تحقیق: کیا بلا اختیار شبہ آنا سچا سمجھنے کے منافی ہے۔

حال: اور میں یہ چاہتی ہوں کہ شبہے نہ آئیں؟

تحقیق: کل کو یہ تمنا کرنا کہ بخار نہ آئے۔ (النور، رجب ۵۴ھ)

علاج الخیال

تمہید (از خواجہ عزیز الحسن صاحب غوریؒ)

جب تخیلات کا ہجوم ہو تو فوراً کسی نیک خیال کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے

طالب کا خط بحاصلہ اور حضرت والا کا جواب بلفظہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حال: احقر کی حالت اس قدر اُلجھی ہوئی اور مشتبہ ہے کہ میں اکثر پریشان ہی رہتا ہوں اور حضرت والا سے عرض کرنے کے متعلق حیران ہی رہتا ہوں۔ اس حالت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اندر جملہ رذائل پاتا ہوں اور ایسی بری قسم کے کہ مجھ کو قریب بہ یقین ہے کہ کسی انسان کے اندر نہ ہوں گے۔ مسلمان کا تو کیا ذکر ہے لیکن ساتھ ہی ملکات محمودہ کا احساس بھی الحمد للہ اپنے اندر پاتا ہوں؟

تحقیق: اس کا تو سہل علاج یہ ہے کہ جب ایسے تخیلات کا ہجوم ہو اپنے قصد واختیار سے کسی نیک خیال کی طرف فوراً متوجہ ہو جانا اور متوجہ رہنا چاہیے اس کے بعد بھی اگر تخیلات باقی رہیں یا نئے آویں ان کا رہنا یا آنا یقیناً غیر اختیاری ہے کیونکہ مختلف قسم کے دو خیال ایک وقت میں اختیاراً جمع نہیں ہو سکتے۔ بس اشتباہ رفع ہو گیا اور اگر بالاختیار اچھے خیال کی طرف توجہ کرنے میں ذہول ہو جاوے تو جب تنبہ ہو ذہول کا تدارک تو استغفار سے اور پھر اس تدبیر پر استحضار سے کام لیا جاوے۔ (النور، رجب ۵۳ھ)

واہیات خیالات کا دافع تصور شیخ ہے بشرطیکہ اس کو حاضر ناظر نہ سمجھے

حال: ضعف قلب کی وجہ سے تنہائی میں عجیب عجیب واہیات خیالات کا ہجوم ہوتا ہے

جس کی وجہ سے تہجد یا ذکر وغیرہ میں کما حقہ یکسوئی نہیں ہو پاتی؟

تحقیق: ایسی حالت میں اپنے شیخ کا تصور ان پریشان خیالات کا دافع ہو جاتا ہے مگر شیخ کو حاضر ناظر نہ سمجھے۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

خیالات فاسدہ کا علاج

حال: حضور نماز وغیرہ میں بلا قصد و بلا اختیار خیالات فاسدہ آتے ہیں؟ تحقیق: تو کیا ضرر ہے۔

حال: اور نماز وغیرہ میں وہ لذات مقصود ہے کہ روز بروز بندگی میں زیادہ سے زیادہ تر شوق وخواہش بڑھ جائے اور تسلی خاطر ہو؟

تحقیق: کیا ایسی لذت کے مطلوب ہونے کی کوئی دلیل ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

غیر مؤمن ہونے کے شبہ کا ازالہ

حال: اب تک حضور والا غفلت وانہماک فی الدنیا بہت تھا اب روز بروز نشہ غفلت کم ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت نہ میں مومن ہوں نہ مسلم ہوں؟

تحقیق: مریض کو اپنی صحت ومرض کی کیا تشخیص، یہ کام طبیب کا ہے اور مریض کا کام صرف اعتماد علی الطبیب ہے۔ اگر میں طبیب ہوں تو تشخیص کر کے کہتا ہوں کہ یہ سب علامات ہیں ایمان کامل کی مگر مع الھیبتہ جو ایک رفیع حالت ہے اور صحابہ میں سے بعض کی یہی حالت تھی ان کی مشابہت مبارک ہو اور ایسے شخص کا خاتمہ بفضلہٖ تعالیٰ مع الایمان ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ ان کیفیات پر جو کہ مصائب کی اعظم افراد ہیں اتنا ملے گا کہ آپ تمنا کریں گے کہ کاش ان کیفیات میں اور اشتداد ہوتا۔ (النور رمضان ۱۳۵۴ھ)

اوہام وتخیلات کثیرہ کا علاج التفات الی الشئی النافع ہے

حال: ایک طالب علم کو اوہام وخیالات کا ہجوم بکثرت رہتا ہے، دماغی مرض کی بھی شمولیت ہے جس کا معالجہ طبی جاری ہے۔ اختیاری وغیر اختیاری کا فرق سمجھ کر غیر اختیاری پر عقلی پریشانی بھی نہیں ہوتی مگر طبعی پریشانی کے ہر وقت قائم رہنے سے طبیعت ہر وقت مضمحل رہتی ہے؟

تحقیق: محض عدم التفات کافی نہیں بلکہ التفات الی الشئی النافع کی ضرورت ہے اس

کے لوازم میں سے عدم التفات الی المضر ہوگا یہ عدم التفات مراد ہے وہ شئی نافع خواہ کوئی ذکر ہو یا کوئی کتابی مضمون ہو یا مطالعہ یا کسی اچھی چیز کا تصور ہو مثلاً کعبہ معظمہ کا یا کسی بزرگ کا اور اس کے بعد بھی اگر کچھ اثر رہے اس کا کوئی علاج نہیں' نہ اس میں کسی ضرر کا احتمال ہے۔

حال: کیونکہ اندیشہ ہے کہیں اس حالت کا انجرار انکار ذات وصفات کے مہلکہ میں مبتلا نہ کردے۔ والعیاذ باللہ

تحقیق: ہرگز اندیشہ نہیں تدبیر بالا کے ساتھ اس کا اجتماع محال ہے مگر اس تدبیر کو بہ نیت تدبیر نہ کیا جاوے نہ ثمرہ کا انتظار کیا جاوے۔ ایک مستقل محمود عمل سمجھ کر کیا جاوے' قطع نظر ثمرات سے۔ (النور' شوال ۱۳۵۶ھ)

شبہ ووسوسہ میں فرق

حال: بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ شبہ ہے وسوسہ نہیں؟

تحقیق: یہ شبہ بالکل باطل ہے شبہ میں حزن نہیں ہوتا۔ لہٰذا یقیناً یہ وسوسہ ہی ہے ایک فرق تو دونوں میں یہ ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ شبہ اختیار سے ہوتا ہے اور یہ اختیار سے نہیں ہے ورنہ قصداً ازالہ سے زائل کیوں نہیں ہو جاتا۔

حال: وسوسہ کے متعلق حضرت والا کے بہت سے ملفوظ یاد ہیں اور احقر نے بہت سے موسوسین کا علاج کیا اور شفا ہوئی مگر اپنے کام کچھ نہیں آتا۔ قدرت خدا نظر آتی ہے کہ وہ دل جس کو ہر چیز میں نور نظر آتا تھا اب ظلمت نظر آتی ہے؟ تحقیق: یہ ظلمت کدورت طبعیہ ہے نہ کہ ظلمت اعتقادیہ۔

حال: جس چیز میں ہدایت تھی اس میں ضلالت ہے۔

تحقیق: اس کو ضلالت سمجھنا یہی غلطی ہے غلطی کا منشاء ہر کدورت کو ظلمت سمجھنا ہے باوجود دونوں کے تبائن کے۔ **کما ذکرنا قبل ذالک**. حال: حضرت والا دستگیری فرمائیں؟

تحقیق: میں نے حقیقت ظاہر کر دی اس کا یقین کر لینا حقیقی وعینی دستگیری کا جالب ہے۔ **فاستودع اللہ امانتکم وعملکم** (النور' ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

تسبیح پڑھنے میں شیطانی وسوسہ کا علاج

حال: ایک بات دریافت طلب یہ ہے کہ رات کو جب تسبیح لے کر پڑھنے بیٹھتی ہوں تو

پانچ تسبیح تو آرام سے پڑھ لیتی ہوں اس کے بعد شیطان یا نفس بڑے زور سے یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اب تسبیح کو ختم کر کے سوجا' مگر مجھے ضد ہو جاتی ہے کہ میں اپنے کام کو پورا کر کے اُٹھوں گی اس کشمکش میں باقی وظیفہ پورا کرتی ہوں' حضور اس کے لیے کوئی تدبیر ارشاد فرماویں کہ یہ وسوسہ مجھ کو نہ ستائے؟ فقط

تحقیق: اگر نیند کا غلبہ نہ ہو تب تو یہ محض وسوسہ ہے جو غیر اختیاری اور غیر مضر ہے مگر اس پر عمل نہ کیا جاوے کہ وہ اختیاری ہے اور یہ ہی اس کا علاج ہے اور اگر واقعی نیند کا غلبہ ہو تو وسوسہ نہیں بلکہ تقاضائے طبعی ہے جس پر عمل مصلحت ہے یعنی سو رہنا چاہیے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

وساوس کا علاج

حال: نماز کا مجھے شوق بھی ہے اور برابر پڑھتا بھی ہوں لیکن جب پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں تو خیالات منتشر ہو جاتے ہیں؟ تحقیق: اختیار و قصد سے یا بلا قصد و اختیار۔

حال: اور نفس یہ چاہتا ہے کہ جلدی جلدی ختم کر دے؟

تحقیق: اس چاہنے پر عمل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو قصد و اختیار سے یا بلا قصد و اختیار۔

حال: لیکن میرا دل یہ چاہتا ہے کہ نماز میں دل لگے؟

تحقیق: دل لگنا مامور بہ ہے یا لگانا خواہ لگے یا نہ لگے۔

حال: اختیار بلا قصد۔

تحقیق: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اختیار ہو اور قصد نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے قصد و اختیار کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ قصد تو یہی ہوتا ہے کہ دل لگے۔ یہ بھی نتیجہ ہے اس نہ سمجھنے کا کیا دل لگنا اختیاری ہے جس کا قصد کیا جاتا ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

وساوس کا علاج

حال: اب اخیر عمر میں دل میں فتنہ پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات خداوند تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک بے ادبی و سب و شتم تک کے وسوسے آتے ہیں' اس میں اختیار کا بھی کچھ دخل سمجھتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بچائے' یہ کیا شامت میرے واسطے

شیطان نے پیدا کی ہے آخر عمر میں کیا نتیجہ پیدا ہو۔ منافقت ہے یا (نعوذ باللہ) کوئی کفر کی حالت آنے والی ہے، علاج فرمایا جاوے اور دعا بھی کی جاوے کہ مجھ کو نجات ہو؟

تحقیق: دعا تو ہر حال میں مطلوب ہے مگر یہ خیال کہ یہ وساوس اختیار سے ہیں یا (نعوذ باللہ) کفر و منافقت ہیں یہ خود ہی وسوسہ ہے جس کی طرف التفات نہ کرنا کوئی معصیت نہیں مگر موجب پریشانی ہے۔ سو اگر علاج سے مراد معصیت سے بچنا ہے تو وہ اب بھی حاصل ہے اور اگر مراد ہے پریشانی سے بچنا تو اس کا طریق عدم التفات ہے۔ ایسا ہی ایک سوال مع جواب تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ ص ۱۲۹ پر منقول ہے۔ (النور، ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

خیال ہونا اور عمل نہ ہونا اس کے لیے ہمت کی ضرورت ہے

حال: ایک بڑا عیب احقر میں یہ ہے کہ خیال وفکر تو ہر وقت اس بات کا رہتا ہے کہ آخرت کا سامان کرنا چاہیے لیکن صرف خیال ہی ہوتا ہے عمل نہیں ہوتا، اسی طرح اپنے عیوب کا احساس تو بہت زیادہ ہے لیکن ان کی اصلاح کی کوشش نہیں ہوتی؟

تحقیق: خیال مقدمہ ہے عمل کا۔ مقدمہ کی توفیق بھی نعمت ہے۔ نعمت کا شکر کرنے پر مزید کا وعدہ ہے اور اس مزید میں عمل بھی داخل ہے مگر عمل چونکہ اختیاری ہے لہٰذا ضم ہمت کی بھی ضرورت ہے۔ اس شکر کا یہ اثر ہوگا کہ استعمال اختیار میں سہولت ہو جاوے گی مگر بدوں قصد اس مزید کا وعدہ نہیں۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

وسوسہ کا علاج

حال: ذکر کے وقت جی یہ چاہتا ہے کہ سوائے **لا الٰہ الا اللہ** کے اور کوئی کلمہ نہ پڑھوں چنانچہ درمیان میں کبھی کبھی جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہوں تو ایک وسوسہ ہوتا ہے کہ ذات باری کی یاد و مشاہدہ میں کیوں حارج ہے اس وسوسہ سے سخت کوفت ہوتی ہے، علاج تجویز فرمایا جاوے؟

تحقیق: جس وسوسہ سے کوفت ہو وہ عفو ہے۔ علاج اس کے معین ہونے کا اعتقاد و استحضار اور اس کے اقتضاء پر عمل۔ یعنی گاہ گاہ اس کا تکرار اور معین ہونا ظاہر ہے، حضور ہی کی

بدولت توحید نصیب ہوئی۔

حال: بعد نماز صبح عادت تلاوت کلام پاک ہے مگر کچھ عرصہ سے بعد نماز گھر میں آکر ذکر شروع ہوجاتا ہے اور پھر اس کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً وقت کے خیال سے پاؤ یا آدھ پاؤ پارہ پڑھ لیتا ہوں؟

تحقیق: کسی دوسرے وقت میں معتدبہ تلاوت کر لی جاوے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ)

وساوس کا علاج

حال: کچھ زمانہ سے کبھی کبھی حق تعالیٰ کا وجود اور اس کی مشیت و ارادہ سب ہی مشکوک نظر آنے لگتا ہے عقلاً و استدلالاً نہیں بلکہ محض طبعاً و وجداناً دنیا کا نظام اور قانون بجائے ذات قدس جل مجدہٗ کے تحت امر و مشیت اور قصد و قدرت ہونے کے ایک عمومی حرکت طبعی و مادی اور محرکات اتفاقیہ سے زیادہ مہتم نہیں معلوم ہوتی۔ **استغفر اللہ ثم استغفر اللہ** لیکن اس کے باوجود معصیت کی بھی جرأت نہیں؟

تحقیق: ایسے دشتِ پُرخار سے سب کو گزرنا پڑتا ہے اور جو علامت ہے قطع مسافت کی ورنہ خانہ نشین کو بجز مامون دیواروں کے کیا نظر آوے گا مگر اس خارستان سے گزرنے والے کو یہ دیا جاتا ہے:

باغبان گر پنج روزے صحبت گل بایدش　　بر جفائے خار ہجران صبر بلبل بایدش

کیا احادیث میں حضرات صحابہؓ نے اسی کی امثال خطرات کے متعلق یہ عرض نہ کیا تھا کہ جل کر کوئلہ ہوجانا ان کو زبان پر لانے سے احب ہے اور کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے ان کی تشدید کے اُن کی تہوین کے لیے یہ نہ فرمایا تھا "**الحمدللہ الذی رو کیدہ الی الوسوسة**" اور **ذاک صریح الایمان**" اور کیا یہ تعلیم دفع الوقتی تھی یا مغز تحقیق تھی اور کیا وہ تحقیق منسوخ ہوگئی یا قیامت تک باقی ہے پھر بقاء کے بعد کیا سوال رہا۔ اگر اس سے زیادہ گندے وساوس غیر اختیاری ہجوم اور تصدیق کا اختیاری درجہ باقی ہو تو یہی فیصلہ ہوگا: "**لایستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرة الخبیث مع انضمام قولہٖ تعالیٰ وان جندنا لھم الغالبون**" بالکل بےفکر رہیں یہ سب خود **ھباء منثوراً** ہوجاوے گا۔

حال: ایسے تیرہ و تار حالات میں اپنی نظر صرف حضرت مدظلہ ہی پر جاتی ہے کہ حضرت

ہی مجھے اس دلدل سے نکالیں گے اور قلب کو شفا بخشیں گے ورنہ اپنا حال تو بد سے بدتر ہے؟
تحقیق: دلدل میں داخل ہی نہیں ہوئے جو نکلنے کی ضرورت ہو قلب بیماری نہیں ہوا جو شفاء کی ضرورت ہو آئینہ کے اوپر مکھی بیٹھ گئی اندر عکس نظر آنے لگا' آئینہ کی خاصیت معلوم نہ ہونے سے مکھی کو اندر سمجھ لیا۔

حال: حب دنیا اور افکار کا اس قدر غلبہ ہے کہ اس انہماک سے کوئی وقت فارغ نہیں؟
تحقیق: بضرورت یا بلاضرورت اول انہماک نہیں۔ ثانی کا ترک موجب ضرر نہیں۔

حال: اس جنگ ہی کے باعث **"اذا دخل الملوک فی قریة افسدوها"** کا خوف ومراقبہ سوہان روح ہے؟ تحقیق: اگر یہ اضطراراً ہے تو مجاہدہ ہے۔

حال: جی یہ چاہتا ہے کہ قلب ان سب ہی سے بے نیاز اور بیگانہ ہو کر صرف ایک لگن میں مستغرق ہو جاوے؟ تحقیق: کیا ہر تمنا خیر ہی ہے۔

حال: جو اپنی حالت تھی وہ اپنے وسیلہ یوم وغد کی خدمت میں بے کم وکاست عرض کردی جو ارشاد ہوگا ایک ایک جزو کی تعمیل کرونگا۔ دعاء فلاح دارین وعافیت کی التجا کرتا ہوں؟ تحقیق: دل وجان سے دعا کرتا ہوں مگر وہ اتباع سے مغنی نہیں۔ (النور شوال ۱۳۵۹ھ)

جنت میں وسوسہ محبت اور خشیت ہونے کا جواب

حال: دوسرا وسوسہ مجھے یہ ہوا کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جنت میں محبت کے ساتھ اہل ایمان میں خشیت بھی ہوگی تو اس کی تطبیق آیت کریمہ **"لاخوف علیهم ولا هم یحزنون و غیرها من الآیات الدالة علیٰ عدم الخوف"** سے کیونکر ہوگی' اس ہیچمدان کی فکر کاسد میں آتا ہے کہ عدم خوف زوال نعمت بہشت کا ہوگا اور خشیت جلال الٰہی سے ہوگی؟ تحقیق: ماشاء اللہ صحیح سمجھے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

وسوسہ کا علاج

یہ تو عام حالت ہے اس کے علاوہ اکثر حضرت کی زیارت کا دل میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ اسی وقت تھانہ بھون پہنچ کر حضرت کی زیارت کروں اور اسی

کے ساتھ ساتھ بعض ایسے ایسے وساوس آتے ہیں کہ زبان پر لاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، کبھی خیال آتا ہے کہ نہ معلوم اب حضرت کی زیارت نصیب ہوگی یا نہیں؟ کبھی گمان ہوتا ہے کہ میرے جیسے گنہگار اس قابل کہاں جو ایسے بزرگوں کی زیارت کریں بلکہ مجھ ایسوں کو دیکھ کر تو ان کے نورانی قلوب تکدر محسوس کرتے ہوں گے؟

تحقیق: کلیہ ہے کہ جو حالت بلا اختیار ہو وہ محمود ہی ہے۔ خصوص غلبہ محبت کی حالت کہ اس کے بعض افراد یا بعض آثار ناقص تو ہو سکتے ہیں مگر مذموم یا مضر نہیں ہوتے اس سے بے فکر رہیں اور ناقص مقابل کامل کے ہے۔ سو کامل حالت وہ ہے کہ یہ عمل پر غالب نہ ہو۔ ''کما کان علیها الصحابة'' سو اس کے لیے تدبیر دعا ہے کہ ہر حال میں طبع پر عقل اور دین غالب رہے۔ اس دستور العمل کے بعد اس پر اجماع ہے کہ

در طریقت ہر چہ پیش سالک آمید خیر اوست　　　بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

حال: نیز اس ناکارہ کے حق میں حب الٰہی اور محبوبانِ الٰہی کی محبت پیدا ہونے کی دعا فرما دیجئے؟ تحقیق: دل سے۔ (النور، صفر ۱۳۶۲ھ)

باب۹

متفرقات کے بیان میں

جائیداد ملنے پر خوش ہونا یہ خوشی طبعی ہے

حال: جائیداد کے متعلق چند باتیں دریافت ہیں جس وقت اس کا بیعنامہ ہو گیا تو بہت خوشی ہوئی تھی کہ رفتار میں ایک قسم کا تبختر محسوس ہوتا تھا' مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی حدود سے زائد ہے اس واسطے بالقصد اس رفتار کو بدلا اور وہاں جا کر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی: "**اللّٰھم لاتجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا غایۃ رغبتنا** اور **اللّٰھُمَّ لامانِعَ لما اعطیت ولا معطی لما منعت**" پھر کئی دن تک وہاں نہیں گیا' اس میں کیا بات اصلاح طلب ہے اور کیا اصلاح ہے اور یہ خیال ہوا کہ اتنے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی' اس سے دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا' یہ حب مال ہے یا نہیں؟

تحقیق: الحمدللہ اس میں نہ کوئی مفسدہ ہے نہ گناہ ہے یہ سب آثار حب مال کے تو ہیں مگر یہ حب طبعی ہے جو کہ مذموم نہیں نہ کہ حب اعتقادی یا عقلی جو کہ مذموم ہے۔ حضرت عمرؓ نے فتح فارس ومشاہدہ غنائم کے وقت یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ آپ کا ارشاد ہے "**زیّن للنّاس حب الشھوات**" (الآیۃ) (**جعلؑ المزین ھو اللہ تعالیٰ وھو احد وجوہ الآیۃ**) جب آپ نے یہ حب پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لیے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ جبلیات نہیں بدلا کرتے۔ البتہ اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس حب کو اپنی حب میں معین فرما کر یہ اسباب طاعت میں سے ہو جائے اور موانع طاعت کے لیے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ سدباب ہو جاوے کہ جبلیات کا ان کے مصرف میں صرف ہونا یہی ان کی تعدیل اور یہی مامور بہ ہے (اس میں اپنے ضعف اور حکمت تخلیق مال کی طرف بھی اشارہ فرمادیا) اور یہی امر مصرح ہے دوسری آیت میں "**قل ان کان اٰباء کم وابناء کم الیٰ قولہ تعالیٰ احب الیکم من اللہ ورسولہ (علق الوعید بالاحبیۃ لا بالحب)**" البتہ اس حب طبعی کے

آثار بعض اوقات منجر ہوجاتے ہیں۔ بعض غوائل کی طرف سو اس کا وہی تدارک ہے جو آپ نے کرلیا۔ فهنيئاً لكم العلم والعمل والله اعلم۔ (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

امور دنیا میں تلون کا علاج

حال: حضرت والا مجھ میں امور دنیا میں بھی تلون ہے لیکن احقر اپنی سمجھ ناقص میں اس کو فی ذاتہ تو مضر خیال نہیں کرتا؟ تحقیق: مثالیں لکھو۔

اس کے بعد ذیل کا خط آیا:

حال: والا نامہ حضرت والا کا صادر ہوا' آنجناب نے فرمایا ہے کہ امور دنیا کے تلون کی مثالیں لکھو چنانچہ احقر اس کی مثالیں عرض کرتا ہے:

(اول) کسی کتاب کے مطالعہ کا کوئی وقت مقرر نہیں آج اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ دیکھا تو دوسرے دن اس وقت دوسری کتاب کا مطالعہ دیکھوں گا۔

(دوم) احقر نے سوچا تھا کہ عصر کے بعد جنگل جایا کرے گا مگر کبھی تو مدرسہ ہی میں رہتا ہے اور کبھی بازار چلا جاتا ہے غرض بالدوام جنگل نہیں جاتا جیسا کہ ارادہ تھا۔

(سوم) ارادہ کیا تھا کہ اپنی چیزوں کو آٹھویں روز صاف کرلیا کروں گا۔ مثلاً لالٹین ہے اور کتابیں وغیرہ مگر کچھ ٹھیک نہیں کبھی تو آٹھویں ہی روز اور کبھی اس سے زیادہ مدت میں اور کبھی دوسرے تیسرے دن' احقر کے ذہن میں اس وقت یہ تین مثالیں تھیں بطور نمونہ حسب ارشاد عالی عرض کردی ہیں' اب جیسا حضرت والا کا ارشاد عالی ہو عمل کرے؟

تحقیق: یہ نہ فی نفسہ مضر ہے نہ دوسرے تلون کی طرف مفضی ہے انشاء اللہ تعالیٰ للفارق بينهما بلکہ بعض اوقات ایسے امور میں انتظام کا اہتمام مفضی ہوجاتا ہے۔ قلت اہتمام کی طرف امور دینیہ میں البتہ جن امور دنیویہ کا تعلق دوسرے لوگوں سے ہے ان میں تلون سبب ہوجاتا ہے ان کی اذیت کا ان میں اہتمام انتظام کا رکھنا ضروری ہے اور در حقیقت ایسے امور امور دینیہ ہی ہیں باقی امور دینیہ کے لیے خود مستقل اہتمام کی ضرورت ہے ہی۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

تنگی رزق کے لیے عوام کو وظیفہ جائز ہے

حال: چونکہ امداد المشتاق کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مالی حالت کی تنگی کے لیے فاتحہ شریف صبح کے فرض اور سنتوں کے درمیان اپنے اکابر اس معمول کو اپنے لوگوں کو ارشاد فرماتے ہیں اور بعض مواعظ سے معلوم ہوتا ہے دنیا کے حصول کے لیے وظائف پڑھنا پسند نہیں فرماتے ہیں کیا یہ پڑھنا خلوص اور رضا کے خلاف تو نہیں ہے؟

تحقیق: رضا ہر شخص کی جدا جدا ہے عوام کی رضا کا جو درجہ ہے یہ اس کے خلاف نہیں۔

(النور جمادی الاولی ۱۳۵۱ھ)

جسم قلب کیلئے من وجہ جیل خانہ ہے

حال: آج کل ذوقاً یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ جسم قلب و روح کے لیے جیل خانہ ہے کہ اس کے علائق قلب و روح کو وہاں پہنچنے سے مانع ہیں جہاں وہ پہنچنا چاہتے ہیں؟

تحقیق: ہاں من وجہ ورنہ من وجہ یہی موصل بھی ہے عبادات جسمانیہ خود شرط ہیں۔ ترقی روح کی اور وہ موقوف ہیں تعلق جسمی پر حاصل یہ ہے کہ جسم اگر متبوع ہو تو مانعیت صحیح ہے اور اگر تابع ہو تو ایصال صحیح ہے۔ (النور، محرم ۱۳۵۲ھ)

لوگوں سے تکلیف پہنچنے پر چین نہ آنا معصیت نہیں

حال: خاکسار کو ایک مرض ہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کسی قسم کی تکلیف و نقصان پہنچا دے تو چین نہیں آتا ہے جب تک کہ اس سے انتقام نہ لوں؟

تحقیق: چین نہ آنا معصیت نہیں صرف کلفت ہے جس کا تحمل مجاہدہ اور موجب اجر ہے تو چین نہ آنا مضر نہ ہوا بلکہ نافع ہوا باقی کلفت کا علاج یہ معلم دین کا منصب نہیں لیکن تبرعاً وہ لکھے دیتا ہوں کہ چند روز تحمل کرنے سے یہی عادت ہو جائے گی پھر اس درجہ کلفت نہ ہو گی۔ (النور، صفر ۱۳۵۲ھ)

احباب و اقارب سے تعلقات نہ ہونے کو خلاف سنت سمجھنا سنت نہیں

حال: ایک صاحب نے لکھا تھا کہ احباب و اقارب سے تعلقات و محبت جیسے پہلے تھی اب نہیں؟

تحقیق: سب حالت ٹھیک ہے یہ سنت مقصود بالذات نہیں مقصود بالذات ادائے حقوق ہے۔

وہ حاصل ہے بعض طبائع ایسے ہیں کہ اس سنت کا اہتمام کریں تو ان سے فرض ہی فوت ہوجاوے یعنی تعلق بحق اس لیے ان کے حق میں یہی انفع واصلح ہے جو پیش آ رہا ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

شاعری ترک کرنے کے متعلق ہدایات

حال: شاعری چھوڑنا مشکل معلوم ہورہا ہے کیونکہ دلچسپی بھی ہے اور لوگوں کا اصرار بھی بہت ہوتا ہے اور اکثر ان کی خاطر شروع کرتا ہوں' پھر خود اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ بہت زیادتی ہوجاتی ہے۔ اگر بالکل شعر گنگنانا چھوڑ دوں تو طبیعت بالکل کندر ہے؟

تحقیق: الحمدللہ اب اس کا بھی وقت آ گیا مجھ کو ایسی تفصیل سے مضرت کا علم نہ تھا۔ واقعی میں نے اس میں تسامح کیا اور جو کچھ کہا سرسری طور پر کہا اب علم ہوا تو قابل اہتمام معلوم ہوا' اس میں بھی منتظر ویسے ہی القاء کا تھا اس لیے جواب میں قدرے دیر ہوئی اب جو کچھ لکھ رہا ہوں بصیرت سے لکھ رہا ہوں۔ شاعری کے دو درجے ہیں ایک تصنیف یعنی شعر گوئی' دوسرا درجہ نقل یعنی شعر خوانی' سو شعر گوئی تو چند روز کے لیے بالکل ہی چھوڑ دی جائے اس چند روز کی کوئی مدت معین نہیں اس کی اجمالی حد یہی ہے کہ اگر کبھی بہت ہی تقاضا ہو مجھ کو اطلاع کر کے مشورہ کرلیا جاوے' اگر کسی خاص حدود و قیود سے اجازت مصلحت ہوگی تنگی نہ کی جاوے گی اور خلاف مصلحت میں توسع نہ کیا جاوے گا۔ یہ تو شعر گوئی کے متعلق ہوا' البتہ اگر کوئی غزل وغیرہ اس وقت ناتمام ہو اس کو تمام کرلیا جاوے۔ اب رہی شعر خوانی بطور مشغلہ کے اپنے حظ کے لیے سو بلا ضرورت تو اس سے بھی بعد ہی مناسب ہے اور اگر کوئی ذی اثر اصرار کرے کہ جواب دینے سے طبیعت پر ثقل ہو اس کے لیے ایک دستور العمل ٹھہرا لیا جاوے وہ یہ کہ

نمبر۱: ایک دن میں آدھے گھنٹے سے ایک گھنٹہ تک وقت دیا جاوے۔ گھڑی پاس رکھ کر بیٹھا جاوے اور صاحب فرمائش سے اول ہی کہہ دیا جاوے کہ میرے مشیر نے میرے لیے یہ تجویز کیا ہے اگر منظور ہو تو اس قید کے ساتھ حاضر ہوں۔ پھر اس میں اپنی سہولت و مصلحت دیکھ کر اختیار ہے خواہ وہ گھنٹہ کوئی خاص ہو مثلاً فلاں وقت سے فلاں وقت تک خواہ جس روز جب موقع اور ضرورت ہو۔ اگر دوسرے وقت کوئی فرمائش کرے عذر کر دیا جاوے کہ کل کو وقت دے سکتا ہوں ایک روز میں دوبار کی اجازت نہیں۔

نمبر۲: اس گھنٹہ میں سے دس منٹ اور اگر آدھا گھنٹہ ہو تو اس میں سے پانچ منٹ بچا کر کوئی وعظ ضرور پڑھ دیا جاوے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی سے اس کی شرط بھی لگالی جاوے۔

نمبر۳: اس جلسہ کو بالالتزام دعا پر ختم کیا جاوے کہ اس میں جو کدورات وشوائب نفسانیہ ہوں اے اللہ ان کو معاف فرما۔

نمبر۴: اور جتنی دیر یہ مشغولی رہے اندازہ سے اتنی ہی دیر استغفار کا شغل رکھا جاوے۔ اس کے لیے ایک جگہ بیٹھنے کی ضرورت نہیں نہ شمار کی ضرورت' متفرق اوقات میں اتنا وقت اندازے سے پورا کردیا جاوے۔ فی الحال یہ معمول ۱۳۵۲ھ کے ختم تک کے لیے ہے۔ رمضان میں نصف گھنٹہ سے زیادہ نہ دیا جاوے' آخر شوال یا اوائل ذیقعدہ میں پھر مشورہ کرلیا جاوے اور دیگر لسانی گناہوں کو جو لکھا ہے کہ جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے تو اس کا علاج فی الحال یہ کافی ہے کہ ایسا ہوجانے کے بعد مخاطب کو خوش کردیا جاوے' بڑے سے معذرت کرکے اور چھوٹے کو کوئی احسان کرکے۔ (النور' جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

مبتدی کو کتاب دیکھ کر بیان کرنا چاہیے

حال: گزشتہ خط میں میں نے مغرب کے قبل بیان کے متعلق دریافت کیا تھا کہ روزانہ تقریباً ۲۰ منٹ قبل مغرب کچھ مسئلے وغیرہ بیان کیا کرتا ہوں۔ حضرت اجازت دیں تو یہ سلسلہ جاری رکھوں ورنہ بند کردوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاری رکھو مگر جو بیان کرو بیان کے وقت کتاب دیکھ کر بیان کرو' اس نسخہ کی مجھے بڑی قدر ہوئی واقعی اکسیر ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ (النور' شعبان ۱۳۵۳ھ)

خلاف شرع میں مروت نہیں

حال: مروت مجھ کو بہت ہے جس سے بعض دفعہ خلاف شرع کام بھی سرزد ہوجاتے ہیں' محض اس خیال سے کہ دوسرے کا دل نہ دُکھے؟

تحقیق: دشواری ہونے سے غیر اختیاری ہونا لازم نہیں آتا جہاں مروت کرنا خلاف شرع نہ ہو اس مروت پر عمل جائز ہے اور جہاں خلاف شرع ہو وہاں جائز نہیں گو دشواری اور تکلیف ہو اس تکلیف کو برداشت کرو اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔ (النور' ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

قطع تعلق نہ کرنا چاہیے

حال: جی چاہتا ہے کہ گاؤں کو بیچ کر کاشتکاری دوسروں کے سپرد کرکے اور قطع تعلق کرکے اپنے اوقات کو عمل کے لیے مقصود کروں؟ تحقیق: کیا گاؤں اور زمین اور کاشت وغیرہ عمل سے مانع ہیں۔

اپنے محسن بھائیوں سے نہ ملنا بے مروتی ہے

حال: (یکے از مجازین) میرے دو بڑے بھائی ہیں انہوں نے مثل اولاد مجھے پرورش کیا، میں بوجہ اس کے کہ سفر سے طبیعت اکتاتی ہے ان سے بہت کم ملتا ہوں جس کے وہ شاکی ہیں، یہ بے مروتی تو نہیں؟

تحقیق: بے مروتی تو ہے جبکہ ملاقات سے کوئی مانع شرعی نہیں۔ (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

میونسپلٹی کی ممبری کو قبول کرنا جب تک نسبت مع الخالق نہ ہو اچھا نہیں

حال: (یکے از مجازین) مجھ کو بلا میری خواہش کے میونسپلٹی کا ممبر تجویز کر دیا ہے مجھ کو سخت وحشت ہے حکام بضد ہیں، بالآخر یہ طے ہوا کہ اپنے پیر و مرشد سے پوچھ لو، ثواب کا کام ہے، لہٰذا حضرت اقدس تحریر فرماویں تا کہ گلو خلاصی ہو؟

تحقیق: جب تک نسبت مع الخالق راسخ نہ ہو تعلق مع الخلق بلاضرورت سراسر مضرت ہے اور جو منفعت سوچی جاتی ہے کہ ادائے حق خلق سے وہ حق خلق بھی جب ہی ادا ہوتا ہے کہ نسبت مع الخالق راسخ ہو جاوے ورنہ نہ حق خالق ادا ہوتا ہے نہ حق خلق۔ یہ تجربہ ہے اور ایک کا نہیں بلکہ ہزاروں اہل بصیرت کا۔ ہم سے اور آپ سے زیادہ اہل تمکین نے ایسے تعلقات کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم بلخیؒ حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کے واقعات معلوم ہیں اور حضرات خلفائے راشدینؓ پر اپنے کو قیاس نہ کیا جاوے۔ ''کار پاکاں را قیاس از خود مگیر'' (النور، محرم ۱۳۵۴ھ)

دنیاوی نقصان پر طبیعت کا بے قرار رہنا گناہ نہیں

حال: اگر کوئی دنیاوی نقصان ہو جاتا ہے تو اس پر طبیعت بے قرار رہنے لگتی ہے اور میرا دل یوں چاہتا ہے کہ اگر دنیاوی فائدہ ہو تو خوشی نہ ہو اور اگر نقصان ہو تو غم نہ ہو، یہ ایک مرض ہے جو مدت سے احقر میں موجود ہے؟ تحقیق: مرض باطنی گناہ باطنی کو کہتے ہیں، کیا یہ حالت گناہ ہے۔

معانی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کا پتہ نہیں لگتا

حال: (یکے از مجازین) اگر کیفیات حاصل ہوں تو نورٌ علیٰ نور ورنہ مقصود تو حاصل ہے مگر حضرت صورت ہی صورت ہے معنی کا کہیں پتہ نہیں؟

تحقیق: معانی ایسے ہی تو ہوتے ہیں جن کا پتہ نہیں لگتا اور جن کو معانی سمجھا جاتا ہے یعنی کیفیات وہ صورت ہے اسی واسطے وہ صورت کی طرح نمایاں ہوتی ہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

اصلاح تو ناپسندیدہ حق کی ہوتی ہے

حال: جس قدر قلب و دماغ کی نگہداشت و حفاظت جلوت میں ہو جاتی ہے اور نہ کسی قسم کی پریشانی ہوتی ہے اس درجہ خلوت میں اطمینان معلوم نہیں ہوتا' یہ معاملہ برعکس کیوں ہے' اصلاح کی درخواست ہے؟

تحقیق: اصلاح ہوتی ہے غیر پسندیدہ حق کی' اس میں ناپسندیدگی کیا ہے؟ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

اقارب کی شکایت کی پروا نہ ہونے سے ڈرنا یہ علامت ایمان ہے

حال: (پہلا خط ایک مجاز کا) جو اپنے متعلق ہیں اگر وہ بندہ پر اظہار غصہ کریں تو رنج ہوتا ہے اور اگر محبت کریں یا مدح کریں تو طبیعت خوش ہوتی ہے۔ لہٰذا جی یہ چاہتا ہے کہ جس طرح اجانب کی رنج اور محبت اور مدح اور شکایت کی پروا نہیں اسی طرح متعلقین سے بھی ان کی رنج اور محبت اور مدح اور شکایت کا اثر نہ ہو' عنایت فرما کر اس کا علاج تحریر فرمائیں؟

تحقیق: ام للانسان ماتمنّٰی. کیا ہر جی چاہی چیز کی تحصیل واجب ہے جو اس کا علاج پوچھا جاتا ہے۔

دوسرا خط: حال: حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے کیا ہر چاہی ہوئی چیز کی تحصیل واجب ہے جو اس کا علاج پوچھا جاتا ہے بلاشک ہر چاہی چیز کی تحصیل واجب نہیں ہے مگر یہ ڈر لگتا ہے کہ اس چاہت کا (یعنی اوروں کی شکایت سے رنج نہ ہونا اور اپنوں کی شکایت سے رنج ہونا) منشا کوئی خبث باطنی نہ ہو جو باعث سخط الٰہی ہو ورنہ جاہ پرستی ہے؟

تحقیق: یہ ڈر علامت ایمان کی ہے مگر اس ڈر میں غلو نہ ہونا چاہیے کیونکہ احتمالات غیر ناشیہ عن الدلیل قابل التفات نہیں اگر زیادہ ڈر لگے حق تعالیٰ سے دعائے حفاظت کی جاوے خاص تدبیر کی حاجت نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

جب خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا تو علاج یہ ہے کہ سب برائیاں کاغذ پر لکھ لوں

حال: جب اپنی برائیوں پر نظر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضرت والا کو لکھوں تا کہ اصلاح

ہوتو اس وقت اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کے واسطے لکھوں؟ اکثر اسی میں عریضہ لکھتا رہ جاتا ہوں اور جب ایک برائی تجویز کر لیتا ہوں کہ اس کو لکھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو خود بھی ذراسی ہمت پر چھوڑی جاسکتی ہے پہلے خود ہی چھوڑنے کی کوشش کر لی جاوے؟

تحقیق: علاج یہ ہے کہ ایک کاغذ پر اپنی سب برائیاں لکھ لو اور جو جو یاد آتی رہیں اس میں لکھتے رہو اور ان کا علاج بھی کرتے رہو اور علاج سے جو بالکل زائل ہو جاویں ان کا نام کاٹ دو اور جو رہ جائیں پوری یا اُدھوری ان کو لکھا رہنے دو پھر جب خط لکھنے بیٹھو ان برائیوں کی تعیین کے لیے قرعہ ڈال لو جس کا نام نکل آوے خط میں وہی لکھ دو اور اگر اس کا کچھ علاج کیا ہو اس کی بھی اطلاع کر دو بس اس طرح خط لکھتے وقت تشویش نہ ہوگی باقی دعا کرتا ہوں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

لباس اچھا پہننا تذلل سے بچنے کیلئے مضائقہ نہیں

حال: ہر وقت کبر سے محفوظ رہنے کی غرض سے لباس معمولی پہنتا ہوں لیکن جب دورہ پر جاتا ہوں یا حکام سے ملنا ہوتا ہے تو لباس فاخرانہ پہننے کو جی چاہتا ہے اس وقت معمولی لباس نہیں پہنتا۔ فاخرانہ لباس سے مطلب یہ ہے کہ قیمتی کپڑا ہو چکن پاجامہ ایک ہی رنگ کا ٹوپی بھی ترکی ہو پیر میں موزہ بھی ہو غرض یہ ہے کہ ظاہر ہو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایک حیثیت والا ہے لیکن اتنا خیال رکھتا ہوں کہ غیر مشروع لباس نہ ہو لیکن نیت میری یہ نہیں ہے کہ لوگ میری تعظیم کریں اور سلام کریں بلکہ دل کی خواہش اتنی ہے کہ مجھے ذلیل نہ سمجھیں اور حکام حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں؟

تحقیق: ان مذکورہ حالتوں کے علاوہ دوسرے اوقات میں اگر یہ تکلف کا لباس پہنا جاوے تو تذلل سے بچنے کی مصلحت سے مضائقہ نہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۶ھ)

چھٹی کی تنخواہ میں اگر تردد ہو تو ذوق سے ترجیح ہوتی ہے

حال: خدمت عالی میں یہ عرض ہے کہ وہ جو ایک ماہ ہمشیرہ کی تیمارداری میں تعلیمی کام انجام نہیں دیا اس کی تنخواہ ۲۵ روپیہ تحصیلدار صاحب نے بھیجی تھی اور احقر قاعدہ سے مستحق بھی تھا مگر حضرت لیتے ہوئے حجاب آتا تھا اندر سے جی رُکتا تھا آنکھ جھپتی تھی یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ انہوں نے خود بھیجی ہے نعمت حق ہے لے لو کہیں ناشکرا بندہ نہ ٹھہروں مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ بعض لوگ مروۃً ایسا کرتے ہیں نیز یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ

ملا لوگ دوسروں کے تو نفع نقصان کا خیال نہیں کرتے؟ غرض کہ جی نے گوارا ہی نہ کیا' اس وقت بس نہ لینے کو ہی دل نے گوارا کیا' سو احقر نے وہ تنخواہ واپس کر دی؟

تحقیق: ایسے امور میں ذوق سے ایک شق کو ترجیح ہوتی ہے اور وہ ذوق بھی مختلف اوقات میں مختلف ہو سکتا ہے۔ آپ نے ذوق حاضر پر عمل کیا اس وقت وہی مناسب تھا۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حضرت' کسی وارد کے خط کا انتظار نہیں کرتے

حال: یہ احقر اس دفعہ بہت دیر کے بعد حاضر خدمت ہو رہا ہے جس کی وجہ بجز مکروہات دنیا اور اس کے علائق کے کچھ نہیں' اس درمیان میں کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ عریضہ ادب پیش کروں یا خود ہی حاضر ہوں مگر پے در پے حالات و موانع نے اس عزم کو فعلیت میں نہ آنے دیا؟

تحقیق: اگر میں احباب کے خط کا منتظر بھی ہوا کرتا تب بھی یہ عذر انتظار کے کافی جواب تھے مگر الحمدللہ مجھ کو اتنا احساس ہی نہیں کہ کسی محبوب سے محبوب کے خط کا بھی انتظار کروں جس کی وجہ قلت محبت نہیں بلکہ انتظار کی تکلیف سے خود بچنا اور علم انتظار کی تکلیف سے دوسروں کو بچانا۔

حال: مگر بایں ہمہ قلب حضرت والا کے تصور و تخیل سے کبھی غافل نہیں رہا' الحمدللہ کہ سابق سے زیادہ تعلق آں مخدوم کا اپنے قلب میں پاتا ہوں؟

تحقیق: ادائے حق محبت عنایتے است ز دوست

حال: یہ گزارش بغرض تقریب نہیں گو تمنا کے قریب سے بھی دل فارغ نہیں کہ اہل اللہ کی تقریب باعث نجات دارین ہے مگر یہ گزارش اس غرض پر مبنی نہیں؟

تحقیق: پس میں ایسے ہی خلوص کا طالب ہوں۔

حال: اس درمیان میں متعدد مرتبہ حضرت والا کی زیارت خواب میں میسر ہوئی۔

تحقیق: میں اس پر مسرور ہوں کہ یہ آپ کی توجہ کی علامت ہے۔

حال: اور اپنی اس کوتاہی پر کہ نہ حاضری کا عزم مکمل ہو سکا نہ عریضہ ہی پیش کر سکا' ایک ندامت یہی مستقلاً حاجب رہی۔ بالآخر صَوْتُ الذَّاكِرِ بالاسحار هيجتني بصد ندامت اس طویل غیر حاضری کی معافی پیش کرتے ہوئے حاضری کی جرأت کر رہا ہوں۔

تحقیق: ندامت سلامت فطرت کی دلیل ہے لیکن مجھ کو اتنا بار بھی گوارا نہیں۔ لہٰذا اس کو بھی بے تکلفی میں مدغم کر دیجئے وہ بے تکلفی یہ ہے کہ مصطلح حاضری کو برابر کر دیجئے۔

حال: حاضری خانقاہ کو بے حد دل چاہ رہا ہے ایک مرتبہ قصد بھی کیا مگر چونکہ والدہ صاحبہ محترمہ بھی حاضری کا ارادہ کر رہی ہیں سردی زیادہ ہونے کے باعث متامل ہیں کہ ذرا موسم گرما ہو تو ساتھ ہی حاضر ہو۔ رُک گیا۔

تحقیق: والدہ صاحبہ تو اپنی ہمشیرہ سے (مراد اشرف علی کے گھر میں سے) جو چاہیں معاملہ رکھیں مگر آپ کا آنا بے معنی نہ ہونا چاہیے کیا وہ معنی مجھ کو بتلائے جا سکتے ہیں۔

حال: حالات ہم چو سابق ہیں فرائض و واجبات و موکدات کا التزام بحمد اللہ اکثر رہتا ہے قیام مسجد بھی بشغل درود رہتا ہے تصور ذات حق سے الحمد للہ کوئی لمحہ فارغ نہیں ہوتا؟

تحقیق: بڑی دولت ہے۔ اللّٰھم زد فزد

حال: مگر بایں ہمہ کوئی خوف وخشیت اور اس کی مرضیات پر کوئی اہتمام بھی محسوس نہیں ہوتا؟

تحقیق: خوف وخشیت واہتمام بدرجہ خاص خود مقدمات ان ہی مقاصد کے ہیں جس کو میں نے دولت سے تعبیر کیا ہے مقاصد کا عطا ہونا مغنی ہوتا ہے مقدمات کی تمنا وطلب سے۔

حال: تعجب اور افسوس ہے؟

تحقیق: تعجب تو حقیقت سے غیبت کے سبب ہے اور افسوس خود مستقل مجاہدہ نافعہ ہے۔

حال: مراقبہ موت ابا جان علیہ الرحمتہ کے بعد وفات ہی سے ہے اب یہ تصور بے اختیار زیادہ معلوم ہوتا ہے؟ تحقیق: دولت والا جواب یہاں بھی ہے۔

حال: مگر اس میں رغبت وشوق بقا تو کیا ہوتا ایک کیفیت ہر بیہ (فراریہ) سی محسوس ہوتی ہے اور پہلے امر کی طرح اس میں بھی کوئی طاعات پر اہتمام نہیں؟

تحقیق: وہی مقدمہ والا جواب یہاں بھی ہے۔

حال: بلکہ فکر دنیا و متعلقین زیادہ کارفرما نظر آتی ہے؟

تحقیق: اس کا درجہ غیر مضر منافی مقصود نہیں بلکہ اگر ادائے حقوق کے لیے ہو معین مقصود ہے۔

حال: اللہ ہی جانے یہ ضعف قلب ہے یا کید نفس کہ کیفیت بظاہر محمود ترتب نتیجہ قطعاً مذموم؟

تحقیق: اپنے نفس پر بدگمانی یہ خود اسنان مفتاح طریق میں سے ہے۔

گزشتہ مصائب کا اثر ظاہر ہونے کا علاج

دُعاء زوال مصیبت کی اور استغفار ہونا چاہیے

حال: گزشتہ مصائب کے اثر ظاہر ہو رہے ہیں، کاروبار بوجہ مدید غیر جاری کے خراب ہو گیا، بچوں کو کبھی امرتسر لاتا ہوں کبھی گھر چھوڑنے جاتا ہوں، خیر خواہ احباب نے اس پریشانی کو دیکھ کر نکاح کا مشورہ دیا، اس سوال کو جب سے زیر بحث لایا گیا تب سے پریشانی اور بڑھ گئی ہے، ہر روز نئی باتیں نئے اعتراضات سننے میں آتے ہیں، دماغ ہر وقت اسی اُدھیڑ بن میں مصروف رہتا ہے کہ کن کن اعتراضات کا کیا کیا جواب دیا جاوے اور کہاں کہاں پیغام نکاح دیا جاوے اور اس پریشانی کا علاج جو نکاح تجویز ہوا ہے اس کے شافی ہونے میں بھی شبہ رہتا ہے اس سے طبیعت اور گھبراتی ہے کہ نہ معلوم کیسی صورت بنے صالح یا غیر صالح، معمولات بالکل ہی خراب حالت سے اور بے وقت ادا ہوتے ہیں؟

تحقیق: اس کا ارادہ ہی چھوڑ دیا جاوے اور موجودہ پریشانی ہی کے لیے اپنے کو آمادہ کر لیا جاوے بس دو چیزوں کا التزام کر لیا جاوے۔ دُعا زوال مصیبت کی اور استغفار اور ثمرات کو آخرت میں سمجھا جاوے، بس یہ علاج اُم العلاج ہے جس میں علاج ہی مقصود ہے صحت مقصود نہیں۔

گزشتہ دنیوی ناکامیابی یاد آ کر دل کا بُرا رہنا مذموم نہیں

حال: بعض اوقات گزشتہ عمر کی ناکامیابی یاد آ آ کر دل پر بُرا اثر پڑتا ہے مثلاً فلاں وقت فلاں ملازمت کے لیے کوشش کی دعائیں بھی کیں پوری نہ ہوئیں یا مثلاً فلاں جگہ سے نفع کی اُمید تھی مگر باوجود کوشش کرنے کے یا دُعا کرنے کے نہ حاصل ہوا اسی طرح مثلاً فلاں جگہ نکاح کی سعی کی دعائیں کیں، پوری نہ ہوئیں۔ جب یہ خیال بندھتا ہے تو یکے بعد دیگرے ساری عمر کی ناکامیاں اور تکالیف کا ایک مضمون مستحضر ہو جاتا ہے اس سے دل پھیکا پڑ جاتا ہے، اعمال و معمولات کی چونکہ عادت ہے اس واسطے وہ جس طرح کے بھی ہوں ہو جاتے ہیں، بالفرض اگر عادت نہ ہو تو ان خیالات کے ہوتے ہوئے نماز و ذکر وغیرہ محال ہے ان سے پریشانی رہتی ہے؟

تحقیق: تدبیر تو ازالہ مذموم کے لیے ہوتی ہے نہ کہ ازالہ محمود کے لیے، کیا یہ حالت مذموم ہے معلوم ہوتا ہے نہ نصوص میں غور کیا نہ اقوال اہل خصوص میں ورنہ معلوم ہو جاتا کہ

دنیا کی ناکامیابی خود شعار ہے مقبولین کا اور تواتر کامیابی خصوصاً معاصی کے ساتھ شعار ہے مخذولین کا۔ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واقعات قرآن مجید میں نہیں پڑھے۔ سورہ بقرہ کی آیت "ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة الآیة" اور سورۃ احزاب کی آیت "اذ جآء کم من فوقکم و من اسفل منکم و امثالھا" پڑھئے اور سمجھئے کامیابی دنیوی سے مقبولیت پر استدلال کا کفار کا طریقہ ہونا سورہ فجر میں منصوص ہے: "فاما الانسان اذا ماابتلاہ ربہٗ الخ" مولانا رومیؒ کے ارشاد کو دیکھئے:

زاں بلاہا کانبیاء برداشتند   سر بہ چرخ ہفت میں افراشتند
گر مرادت را مذاق شکراست   بے مرادی نے مراد دلبراست

ایسی بدیہی بات میں کہاں تک تطویل کروں باقی دعا ہر حال میں کرنا سنت ہے اور وظیفہ عبدیت ہے' دعا کی برکت سے فہم اور رضا و تحمل سب نصیب ہو جاتے ہیں' میں بھی دُعا کرتا ہوں۔ (النور محرم ۱۳۵۸ھ)

ایک طالب علم کا خط اور اس کا جواب

حال: جناب والا کے ارشاد کے مطابق تعمیل حکم کے لیے کسی مجاز سے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہے مگر عرصہ کے استخارہ کے بعد قلب نے حضرت والا کی طرف رجوع کیا تھا اور اب بھی وہی رجوع قلب موجود ہے اور باوجود استخارہ مسنونہ کے تبدیلی نہیں ہوتی اس لیے دوبارہ تکلیف دہی کی جرأت کرتا ہوں' باعتبار فرصت جو کم از کم یا مختصر ترین ہدایت فرمائی جائے گی اس پر پابندی اور عمل کی کوشش کی جائے گی؟

تحقیق: ماشاء اللہ خوب فیصلہ کیا اگر ہر طالب استخارہ کے بعد یہی کہے تو میرا وہ عذر کس کے لیے ہوگا' کیا لغو ہوگا اور جو قواعد اس کی بناء لکھے ہیں کیا ان قواعد سے میں ناواقف ہوں اور اختصار تعلیم کے مضمون سے تو اپنے اناڑی ہونے پر پوری حجت قائم کردی اور اگر مختصر علاج کسی مرض کے لیے کافی نہ ہو۔ (النور' محرم ۱۳۵۸ھ)

قدیمی تعلقات سے وحشت کا ہونا محمود ہے' بشرطیکہ کسی کا حق ضائع نہ کیا جائے

حال: ایک جدید امر پیش آرہا ہے وہ یہ کہ احقر کے قدیم تعلقات بالکل مفقود ہوگئے

اگرچہ یہ تعلقات دینی طبقات سے تھے مگر اس رسوا کا اب دلی میلان اُدھر بھی نہیں؟

تحقیق: وحشت عن الخلق کا بدوں کسی عارض طبعی کے منشاء انس مع الحق اور محمود حالت ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ کسی کا حق ضروری ضائع نہ کیا جاوے، خواہ حق ظاہری ہو جس کو سب جانتے ہیں یا حق باطنی مثلاً کسی کو حقیر نہ سمجھا جاوے، باقی طبعی غیر اختیاری گرانی پر ملامت نہیں لیکن حتی الامکان اس کا لحاظ رہے کہ دوسرے کو محسوس نہ ہو جس سے دل شکنی کا احتمال ہو لیکن وہم غیر ناشی عن دلیل میں مشغول نہ ہونا چاہیے اگر اس قسم کا وہم ہو تو اپنے لیے اور جس کی اذیت کا شبہ ہو اس کے لیے استغفار یعنی طلب مغفرت کافی ہے۔ (النور، ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

جہاں تعویذ گنڈے کا رواج ہو اس کو بتدریج چھوڑایا جاوے

حال: ایک جاہل فقیر بھاگ گیا، اب یہ بلا میرے سر آئی بخار چڑھا ہے تعویذ دو، درد ہو رہا ہے، گُر پڑھو، میں کیا جانوں یہ کیا ہے نہ مجھے اس کی خبر نہ کبھی پرواہ ہوئی اور نہ دلچسپی مگر اب جواب دیتا ہوں تو جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دیں گے اور اگر اقرار کروں تو کیا لکھوں، اب جو حکم ہو تعمیل کی کیا جائے؟

تحقیق: اصل تو یہی ہے کہ اس علت کو بالکل حذف اور مسدود کیا جاوے اور کسی کے جمعہ چھوڑ دینے سے کسی کا کیا ضرر ہے لیکن اگر غلبہ شفقت سے کسی مصلح شفیق کو یہ گوارا نہ ہو تو تدریج سے کام لیا جاوے۔ جس کا نظام یہ ہے کہ اس سلسلہ کو ظاہراً جاری رکھا جاوے لیکن ہر طالب سے یہ بھی ضرور کہہ دیا جاوے کہ میں اس کام کو نہیں جانتا مگر تمہاری خاطر سے کیے دیتا ہوں۔ چند روز کے بعد یہ سمجھایا جاوے کہ لوگ اس کو جس درجہ کی چیز سمجھتے ہیں، یہ اس درجہ کی چیز نہیں پھر بعد چندے ایسا کیا جاوے کہ کسی کو دیدیا کسی سے عذر کر دیا مگر نرمی سے پھر بالکل حذف کر دیا جاوے۔ (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

مثنوی پڑھانے میں کلید مثنوی اوفق الشروح ہے

حال: کچھ مدرسہ کے طلباء نے اور دو ایک خاندانی مریدین نے مثنوی شریف کا ترجمہ پڑھانے کی خواہش کی چونکہ کچھ سال قبل بھی پڑھاتا تھا اس لیے منظور کر لیا اور یہ بھی خیال ہوا کہ اس بہانہ سے میرا بھی وِرد ہو جائے، اس کے قبل کلید مثنوی حضرت والا کی شرح میرے پاس تھی لیکن آج کل نہیں ہے؟

تحقیق: اس کو تو بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے نہ اس لیے کہ وہ افضل الشروح ہے بلکہ اس لیے کہ وہ بوجہ خاص تعلق فیما بیننا اوفق الشروح لطبعکم ہے۔

حال: دوسری بعض شرحیں ہیں اور محشی مثنوی جسے مطالعہ میں رکھتا ہوں مثلاً مولوی احمد حسن صاحب کانپوری نے شاید ایک مثنوی مطلّٰی چھپوائی تھی جس میں حضرت اقدس حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض حواشی معلوم ہوتے ہیں؟

تحقیق: اوپر عرض کر چکا ہوں کہ کلید مثنوی سے گو دوسری سب شروح و حواشی افضل ہوں مگر افضلیت مستلزم اوفقیت کو نہیں اس کا مشاہدہ دونوں کے مطالعہ سے ہوگا جیسے بادشاہوں کے نسخے دیہاتیوں کو موافق نہیں آتے۔ (النور صفر و ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

مخالفین فتنوں کے درپے رہتے ہیں ان کا علاج ترک تعلقات یا صبر ہے

حال: گزشتہ تین سال سیاسی تحریک کی وجہ سے میرے مخالفین کو میرے خلاف موقع غلط فہمیاں پھیلانے کا بہت ملا اور انہوں نے بہت حد تک مسلمانوں کے طبقہ کو میرے خلاف غلط فہمیوں میں مبتلا کیا؟

تحقیق: آپ کی شان حسبی و نسبی کے مناسب اور بالکل متعین جواب صرف یہ ہے:

سرمد گلہ اختصاری باید کرد یک کار ازیں دو کاری باید کرد

یا تن برضائے دوست می باید داد یا قطع نظر زیار می باید کرد

خلاصہ یہ کہ دُعا کروں ہی گا مگر آپ کی حالت کے مناسب یا ترک تعلقات ہے یا ان تعلقات کے آثار پر صبر و رضا۔

حال: میں نے تجزیہ کیا ہے کہ جب بھی میں نے حضرت کو اپنی پریشانی لکھی۔ حضرت کو خط پہنچنے کے دن سے اس میں تخفیف شروع ہوگئی' حضرت کی توجہ میرے یقین کے مطابق بالکل کافی ہے اور اگر حضرت کوئی چیز اس سلسلہ میں وِرد کرنے کو فرمائیں تو وہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ حضرت والا مناسب خیال فرمائیں؟

تحقیق: وِردان اغراض کے لیے کیا کیا جاتا تو وہ محض آخرت بلاواسطہ کے لیے ہونا چاہیے۔ "فاذكروا اٰباء كم ما صنعوا فى امثال هذه الحوادث" البتہ اگر اس درجہ کا تحمل

وجداناً محسوس نہ ہو پھر بتکلف اس کا قصد کرنا ابوالوقت ہونے کا دعویٰ ہے اس لیے اپنے کو ابن الوقت سمجھ کر وہی تجویز کیا جاوے جو اس وقت تجویز کیا گیا۔ فقط (النور صفر و ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

قرآن مجید سے نقشہ نعل مبارک دُور کرنا بے ادبی نہیں ہے

حال: (یکے مستورہ) ایک عرض ہے کہ کنیز کے قرآن مجید میں نقشہ نعال پاک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک عرصہ سے رکھا ہوا تھا کبھی ایسا خیال نہیں پیدا ہوا' ابھی چند روز سے ایک بار تلاوت میں اس پر نظر پڑی تو خدا معلوم کیوں ایک دم سے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اس کے رکھنے سے قرآن کریم کی بے ادبی نہ ہوتی ہو اور یہ خیال دل پر ایسا جما کہ کسی طرح دل نہ مانا لہٰذا نقشہ شریف کو کلام مجید سے نکال کر ''حیات المسلمین'' میں رکھ دیا؟

تحقیق: ظاہر ہے کہ نقشہ جو کہ تصویر ہے نعل شریف کی خود اصل نعل سے زیادہ متبرک و معظم نہیں تو اگر اصل نعل کو اوراق محترمہ سے ہٹا دیا جائے تو کیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بے ادبی کا گمان ہو سکتا ہے تو اس واقعہ میں یہ شبہ کیوں ہوا مگر اس شبہ کا منشاء بھی ادب ہی ہے لیکن قرآن مجید ادب کا بہت زیادہ مستحق ہے۔ فقط (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے کہ اگر فاقہ بلا اختیار پیش آئے تو نافع ہے

حال: ایک جگہ فرماتے ہیں فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے۔ اکثر اوقات فاقوں میں اس قدر معارف کی زیارت ہوتی ہے نماز روزہ میں وہ زیادتی حاصل نہیں ہوتی' ملتمسانہ درخواست ہے کہ احقر اس عبارت کا حاصل نہیں سمجھا (کیا احقر کثرت سے روزہ رکھا کرے) امید کہ حضرت سلمہ اس عبارت کی تعمیل فرماویں کہ یہ کیسے حاصل ہو؟

تحقیق: یہ سوال ایسا ہے جیسے موت طاعون کی فضیلت اور اس سے درجہ شہادت حاصل ہونا سن کر سوال کیا جاوے کہ یہ کیسے حاصل ہو۔ ہر ذی فہم اس فضیلت کا محمل یہی سمجھے گا کہ مقصود ہے کہ طاعون غیر اختیاری سے گھبراؤ مت' اگر اس میں موت بھی آ گئی تو یہ فضیلت ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ اپنے اختیار سے طاعون کے اسباب جمع کر کے طاعون میں

مبتلا ہو۔اسی طرح یہاں بھی یہی مقصود ہے کہ اگر بلا اختیار فاقہ پیش آوے تو اس کے نفع کو دیکھ کر پریشان مت ہو یہ نہیں کہ قصداً فاقہ اختیار کرو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

اگر ذلت سے بچنے کیلئے صاف کپڑے پہنے جائیں' یہ مکاری نہیں

حال: اگر کوئی بڑے گھر کی عورت یا اپنے ماں باپ کے گاؤں کی مجھ سے ملنے کے لیے آوے یا بلاوے اور میرے کپڑے زیادہ گندے ہوں تو نفس اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس گندی حالت میں ملوں' زیادہ بن ٹھن کر تو نہیں ملتی البتہ صاف کپڑے پہن لیتی ہوں' نفس بہانہ بناتا ہے کہ ذلت سے بچنا تو مشروع ہے؟

تحقیق: اگر زیادہ زینت کے کپڑے موجود ہوں جو مثلاً عیدین میں پہنے جاتے ہیں اور باوجود اس کے پھر معمولی مگر صاف کپڑے پہنے جاویں تو یہ مکاری نہیں اور سوال اسی حالت کا ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

تبدیلی لباس بحدودِ شریعت جائز ہے

حال: جب سے حضرت کے یہاں سے واپسی ہوئی ہے میں نے عموماً شیروانی اور عمامہ کا عادۃً ہفتہ میں تین بار تبدیلی لباس کا اہتمام چھوڑ دیا اس سے طبیعت میں شکستگی افتقار اور تواضع پیدا ہوا مگر دوسری جانب یہ اثر پڑا کہ امراء اور ارباب مناصب کے سامنے میں اپنے آپ کو کچھ ذلیل سا سمجھنے لگا اور اس کا اثر میری ہمت وجرأت پر پڑا تو میں نے بہ تکلف یہ نیت پیدا کی کہ لباس وتبدل لباس کا اہتمام اپنی ذات کے بجائے خدام علم کی عزت کی خاطر بحدود جائز کیا جائے؟

تحقیق: عَیْنُ الصَّوَابُ وَیُؤَیِّدُہٗ حَدِیْثُ مَشُوْرَۃِ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُوْدِ وَعَدَمُ النَّکِیْرِ عَلَیْہِ مِنْہُ' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

(خیر الختام)

روحانی معالج

(جدید اضافہ)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اکابر خلفائے کرام کے خطوط اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے جوابات۔

درج ذیل خلفائے کرام کے خطوط

☆ ...... محدث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ

☆ ...... مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

☆ ...... مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ (پشاور)

☆ ...... حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (ملتان)

☆ ...... عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت حاجی شیر محمد صاحب رحمہ اللہ (گوجرہ)

مع چند منتخب اہم خطوط

مرتب

حضرت صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ

اصلاحی خطوط

از محدث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ

بنام ..... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مع جوابات: ملقب بہ عبادۃ الرحمٰن

حضرت مولانا کامل پوری رحمہ اللہ کا خط اور حکیم الامت رحمہ اللہ کے جواب کا عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ میں داخل ہونے کی درخواست کا جواب

مضمون: بمقدس خدمت حضرت حکیم الامۃ دامت فیوضہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

احقر کا ارادہ حضرت اقدس کے سلسلہ میں داخل ہو کر ذکر اذکار کرنے کا حسب تجویز حضرت اقدس ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ بندہ کے مناسب حال جو حضرت تجویز فرماویں اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ اہتمام کے ساتھ عمل کروں گا۔ فقط بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ۔ (۳۰۔ جمادی الاخریٰ ۲۷ھ)

جواب: مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں حضرات اہل کمال کی خدمت کی اہلیت نہیں رکھتا لیکن تاہم خدمت سے عذر نہیں اور اصل خدمت مشورہ اور ایک طرف سے اطلاع حالات کا اور دوسری طرف مشورہ کا سلسلہ اگر جاری رہے یہی داخل ہونا ہے سلسلہ میں والزاید علی ھذا اولی ابالحذف اسی بناء پر اس وقت مبادی میں سے کچھ عرض کرتا ہوں۔

۱- رسالہ قصد السبیل میں سے دستور العمل عالم مشغول کا شروع فرمایا جائے۔

۲- اربعین غزالیؒ یا اس کا ترجمہ تبلیغ دین ملاحظہ فرما کر جو اعتراض نفس میں معلوم ہوں ان کی ایک فہرست تیار فرمالی جائے۔ پھر ایک ایک کے متعلق مشورہ فرمایا جائے۔

۳- ہر خط کے ساتھ خط سابق بھی رکھ دیا جائے۔ (اشرف علی)

مضمون: بحمد اللہ معمولات سب کا اکثر حصہ خشوع کے ساتھ ہوتا ہے۔

جواب: مبارک ہو

مضمون: اور حسب ارشاد حضرت اقدس اعراض نفس کی ایک فہرست تبلیغ دین سے تیار کر لی ہے۔ ان میں پہلا عرض غصہ ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ غصہ کی حالت بحمد اللہ ایسی تو

نہیں ہوتی کہ بحالت غضب نفس قابو میں نہ رہے۔ اور جنون جیسی حالت ہو جائے مگر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ غصہ کا اثر قلب پر زیادہ دیر تک رہتا ہے اور غصہ کی زیادتی وجہ سے بسا اوقات طبیعت کھانے پینے سے رک جاتی ہے اور نیند بھی کم ہو جاتی ہے اور قلب پر اضطرارا ایک قسم کی پریشانی ہو جاتی ہے۔ قلب کو اگر اس سے دوسری جانب متوجہ کیا جائے تو متوجہ نہیں کر سکتا اور غصہ کے بعد ندامت بہت جلد ہوتی ہے اور طبیعت اس کے لئے بے قرار ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ شخص جس پر غصہ ہوا جلد از جلد راضی ہو جائے اس کے راضی ہونے کے بعد قلب کی پریشانی اضطراری میں کمی ہو جاتی ہے اس کے متعلق جو ارشاد ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

حضرت اقدس سے اصلاح نفس کی اور مرضیات الٰہیہ میں مشغول ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے فقط والسلام۔ ۱۱۔ رجب ۷۴ھ (خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از مظاہر علوم سہارنپور)

جواب: جس غصہ کے آثار معاصی ہوں وہ واجب العلاج ہے اور جو آثار یہاں تحریر فرمائے ہیں وہ معاصی نہیں لہٰذا واجب العلاج نہیں۔ البتہ چونکہ اس سے طبعی کلفت اور ضرر ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے اس کی تدبیر کرنا چاہیے۔ مگر یہ تدبیر بتلانا مصلح دین کا کام نہیں ہر تجربہ کار بتلا سکتا ہے۔ سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ اس مغضوب علیہ کے پاس سے فوراً جدا ہو جائے اور فوراً کسی ایسے شغل میں لگ جائے جس سے فرحت ہو۔

مضمون: اور جس غصہ کے آثار معاصی ہوں ان آثار سے ان کے علاج سے بھی اگر متنبہ فرمایا جائے تو بوقت اتفاقاً وقوع ایسے غصہ کے اس علاج پر عمل کر کے ان معاصی سے محفوظ رہ سکوں گا۔

جواب: ایسے غصہ کے وہ آثار اختیار ہوں گے کیونکہ معصیت کوئی غیر اختیاری نہیں۔ جب اختیاری ہیں تو ان سے رکنا بھی اختیاری ہے۔ اور اصل علاج یہی کف ہے لیکن اس کف کی اعانت کیلئے امور ذیل مفید ہیں۔ نمبر۱۔ معاصی پر جو وعید ہے اس کا استحضار۔ نمبر۲۔ اپنے ذنوب و عیوب یاد کر کے یہ سوچنا کہ اگر ان پر اللہ تعالیٰ مواخذہ فرمانے لگے تو کیا ہو اور یہ سوچنا کہ جس طرح میں اپنے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرماوے اسی طرح مجھ کو چاہیے کہ اس شخص کو معاف کر دوں اور ایک تدبیر مشترک وہی ہے جو پہلے عرض کی گئی۔

مضمون: بجز وظیفہ اسم ذات کے کہ اس میں پورا کرتے وقت طبیعت پر گرانی ہوتی ہے اور طبیعت کو مجبور کر کے ادا کیا جاتا ہے شوق سے ادا نہیں ہوتا اس میں کچھ حرج تو نہیں اگر کچھ حرج ہو تو دعائے تسہیل کے بعد اس کے لئے کچھ علاج تجویز فرمایا جائے۔

جواب: بجائے اسم ذات کے تہلیل کا شغل کر لیجئے۔

مضمون: حسد کے زوال کے لئے جو علاج حضرت سلمہ تجویز فرماویں اس سے مطلع فرمایا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔ حضرت سے دعائے توفیق اعمال خیر کی استدعا ہے۔ فقط والسلام۔ (بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ۔ ۱۹۔ شعبان ۴۷ھ)

جواب: جس پر حسد ہوتا ہو اس کے ساتھ احسان و اکرام کا معاملہ کرنا یہ ایک مختصر اور مؤثر تدبیر ہے امید ہے کہ مفصل تدبیر کی حاجت نہ ہوگی۔

مضمون: حسد کے زوال کا علاج جو حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا اگر کسی عارض سے اکرام و احسان اس شخص سے جس پر حسد ہوتا ہو دشوار ہو مثلاً وہ شخص بالفعل پاس موجود نہ ہو بلکہ کہیں دور دراز مسافت پر ہو یا اس سے تعارف نہ ہو یا ایسا عالی قدر ہو جس سے اکرام و احسان کرنے کی ہمت نہ ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔

جواب: مجمع میں اس کی خوبیاں بیان کی جاویں۔

مضمون: حسد کے علاج کے متعلق حضرت والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کاربند رہوں گا ریا کے دفع کے لئے کوئی علاج تجویز فرماویں ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرتا رہوں گا۔

جواب: مصلحت و سہولت یہ ہے کہ حسد کا علاج چند مواقع پر عمل میں آجائے اس کے بعد دوسرے امر کی طرف توجہ فرمائی جائے تاکہ اس کے علاج میں کوئی نئی بات پیش آئے اس کا بھی فیصلہ ساتھ ساتھ ہو جائے۔

مضمون: بسا اوقات ریا کے اندیشہ سے عمل بھی چھوڑ دیتا ہوں اب کے رمضان میں اعتکاف کا ارادہ کر رہا تھا مگر ریا کے وساوس کی وجہ سے نہیں کر سکا۔

جواب: ایسا نہ کیا جائے۔ بس اتنا کافی ہے کہ قصداً ریا نہ ہو۔ اس سے زیادہ کا انسان مکلّف نہیں۔

مضمون: مگر بندہ کو جو حضرت سلمہ کی توجہات کی برکات سے تھوڑا بہت اللہ کے نام لینے اور ذکر کرنے کی توفیق ہوئی احقر صرف اس کو بھی از بس غنیمت سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا احسان سمجھتا ہے۔ اگر اتنا ہی کافی ہے تو فبہا ورنہ حضرت والا جو ارشاد فرمائیں گے۔ اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا فقط والسلام (خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور ۲۲۔ ذوالحجہ ۴۷ھ)

جواب: مواظبت علی الاعمال سے خود ترقی ہو جائے گی۔ دل سے دعا ہے (اشرف علی)

مضمون: نیز اس کے لئے بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ کے ساتھ تعلق و محبت زیادہ کرے۔ اور اس زیادتی تعلق کے لئے بھی کوئی علاج تجویز فرماویں۔

جواب: جو محبت مطلوب ہے وہ بلکہ اس سے زائد حاصل ہے اور جس کی تمنا ہے وہ مطلوب نہیں۔ یہ مسئلہ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ کی فرع ہے۔

مضمون: چونکہ اہل اللہ کے ساتھ تعلق و محبت بھی نجات کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس لئے اس کے متعلق دعا کی درخواست حضرت سلمہ سے کی گئی۔

جواب: بقاء کی دعا کرتا ہوں۔

ریاء کی حقیقت:

مضمون: دفع ریاء کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ارشاد ہوگا اس پر عمل کروں گا۔ بسا اوقات اندیشہ ریاء کی وجہ سے عمل بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ اور بہت سے اعمال میں ریاء کے وساوس پیش آتے ہیں خصوصاً جہر میں۔ اگر ریاء کی حقیقت کلیہ سے (جس کو بسہولت افراد پر منطبق کرسکوں) اور اس کے مذموم ہونے کے مواقع سے (کہ شرعاً کہاں مذموم ہے اور کہاں زیادہ مذموم) مطلع فرمایا جائے تو شاید اس قسم کے وساوس سے بچنے میں سہولت ہو فقط والسلام۔

جواب: ریاء کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی دین کا کام کرنا غرض دنیوی کے لئے گو وہ غرض مباح ہو یا دنیا کا کام کرنا غرض غیر مباح کے لئے اور غرض ہونے کے معنے یہ ہیں کہ قصد اس کام سے اسی غرض کا ہو اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ریاء فعل اختیاری ہے اور جب ہوگا قصد سے ہوگا پس اگر بلا اختیار کوئی ناجائز غرض قلب میں آ جائے اور اس کو اختیار سے باقی بھی نہ رکھا جائے تو وہ وسوسہ ریاء ہے جس پر اجر ملتا ہے ریاء نہیں ہے جس پر مواخذہ ہوتا ہے۔

امید ہے کہ اب سب اشکالات رفع ہو گئے ہوں گے۔ (والسلام اشرف علی)

مضمون: البتہ ریاء کے مفہوم کے دوسرے جزو میں تردد ہے (یعنی یا دنیا کا کام کرنا غرض غیر مباح کے لئے) اس کا دخول ریا شرعی میں سمجھ میں نہیں آیا اس کو اگر کسی خاص مثال سے واضح فرمایا جائے تو شاید تردد رفع ہو جائے۔

جواب: جیسے بڑے پیمانہ پر خرچ کرنا شہرت و نمائش کے لئے

مضمون: اور تردد کا سبب یہ ہے کہ پہلے سے ذہن میں چونکہ یہ امر راسخ ہوا ہے کہ

ریاءشرعی یہ ہے کہ دین کا کوئی کام کسی غرض دنیوی مباح یا غیر مباح کے لئے کرنا جو شرعاً غیر مشروع ہے صرف بوجہ ریا ہونے کے سودنیا کا کوئی کام جو فی نفسہ مباح ہو اگر غرض غیر مباح کے لئے کیا جائے تو اس کا غیر مشروع ہونا بوجہ ریاء ہونے کے نہ ہوگا بلکہ بوجہ اس غرض غیر مباح کے ہوگا جس کے ساتھ سب وہ مباحات شریک ہیں جو مفضی الی القبائح ہوں امید ہے کہ اطمینان کے لئے اس کے متعلق چند حروف حضرت سلمہ تحریر فرماویں گے فقط والسلام۔

جواب: وہ غرض غیر مباح ریاء ہی تو ہے کمافی المثال المذکور وعلی سبیل التنزل اگر وہ ریاء لغوی ہو ریاء شرعی نہ ہو تب بھی مقصود کو کچھ مضر نہیں کیونکہ مقصود تو اس کا معصیت واجبۃ التحرز ہونا ہے خواہ اس کا نام اصطلاح میں ریاء ہو یا نہ ہو۔

مضمون: حضرت کے ارشاد سے ریاء کے مفہوم میں جو شبہ تھا وہ رفع ہوگیا دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ریاء سے بچائے اور اس مرض کو زائل فرماویں۔ علاج جو حضرت سلمہ نے تجویز فرمایا ہے وہ کافی شافی ہے اس کے ساتھ اگر کچھ اور معین بھی ارشاد فرمایا جائے تو بچنے میں اور زیادہ سہولت ہوگی۔

جواب: ان اللہ ینظر الی قلوبکم کا استحضار۔ اس سے غیرت آئے گی کہ اللہ تعالیٰ قلب میں غیر مرضی خیال دیکھیں۔

اخلاق کی اصلاح:

مضمون: بندہ کے اخلاق بہت ہی ناشائستہ ہیں۔ اخلاق کی اصلاح کے لئے دعا فرماویں فقط والسلام بندہ احقر انحد ام عبدالرحمٰن غفرلہ ۲۳۔ صفر ۴۸ھ)

جواب: یہی خیال انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کی علۃ تامہ کے مثل ہے۔

مضمون: ریاء کے متعلق حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا اس کے متعلق اگر کچھ اور مزید ضروری ہدایات ہوں تو ان سے مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اکثر پوچھنے پر کچھ خیال میں آجاتا ہے ابتداء کم سمجھ میں آتا ہے۔

تکبر کی حقیقت اور اس کا علاج:

مضمون: مرض کبر کے دفع کیلئے علاج تجویز فرمایا جائے۔ انشاء اللہ اس پر کاربند رہونگا۔

جواب: موقوف ہے اس کی حقیقت سمجھنے پر اس پر کار بند رہوں گا۔ وسوف یأتی

مضمون: نیز کبر کی حقیقت سے بھی متنبہ فرمایا جائے تا کہ انطباق علی الافراد میں سہولت ہو۔

جواب: کسی کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ اس کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ علاج یہ سمجھنا اگر غیر اختیاری ہے اس پر ملامت نہیں بشرطیکہ اس کے مقتضاء پر عمل نہ ہو یعنی زبان سے اپنی تفضیل دوسرے کی تنقیص نہ کرے دوسرے کے ساتھ برتاؤ تحقیر کا نہ کرے اور اگر قصداً ایسا سمجھتا ہے یا سمجھنا تو بلا قصد ہے لیکن اس کے مقتضائے مذکور پر بقصد عمل کرتا ہے تو مرتکب کبر کا اور مستحق ملازمت وعقوبت ہے اگر زبان سے اس کی مدح و ثناء کرے اور برتاؤ میں اس کی تعظیم تو اعون فی العلاج ہے۔

نیز اس سے آگاہ فرمایا جائے کہ کبر میں اور تکبر وحب جاہ ورعونت وشہرت میں کیا فرق ہے

مضمون: اگر طبیعت میں صرف اپنے کو بڑا سمجھتا (ہو) یا صرف دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھتا (جو کسی اپنے کمال کی وجہ سے ہو) اس کو بھی شرعاً کبر کہا جائے گا یا نہیں اور اس پر مواخذہ ہو گا یا نہیں۔ فقط والسلام خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ۳۔ ربیع الاول ۴۸ھ)

جواب: یہ عُجب ہے جو حرمت میں مثل کبر کے ہے۔ کبر میں اصل یہی ہے۔

مضمون: اور اس کا شرعاً کوئی خاص نام ہے یا نہیں۔

جواب: اول عجب' ثانی کبر

مضمون: نیز کبر سے اجتناب کیلئے کوئی معین ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اپنے عیوب کا استحضار دوسرے کے کمالات کا استحضار

مضمون: رعونت وشہرت و جاہ ونخوت وتکبر کا کبر سے اگر کچھ تغایر ہے اس کو ظاہر فرمایا جائے اور یہ پانچوں اگر آپس میں متغائر ہیں تو رعونت کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے اور اس کی حقیقت سے بھی مطلع فرمایا جائے اور اگر سب متحد ہیں تو سب کے لئے مشترک علاج تجویز فرمایا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کار بند رہوں گا۔

جواب: خواہ لغۃً کچھ فرق ہو مگر محاورات میں سب متقارب ہیں اور اگر کچھ تفاوت بھی ہو تب بھی عجب و کبر کے علاج سے ان کا بھی علاج ہو جاتا ہے۔

مضمون: وظیفہ اسم ذات کیلئے چونکہ دوسرا کوئی وقت تخلیہ اور فراغت کا نہیں ملتا اس لئے اس کے واسطے بندہ نے تہجد کے بعد نماز صبح تک کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔ صلوٰۃ تہجد تو بحمد اللہ اطمینان سے

ادا ہو جاتی ہے مگر وظیفہ اسم ذات میں اکثر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وظیفہ با اطمینان نہیں ہوتا اس کے متعلق حضرت سلمہ کا جو ارشاد ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔ فقط والسلام۔

جواب: جس قدر بآسانی ہو کافی ہے۔ (اشرف علی)

مضمون: حب مال اور بخل کیلئے علاج تحریر فرمایا جائے جس پر عمل کرنے سے بخل کا ازالہ ہو جائے ان شاء اللہ تعالیٰ حسب ارشاد حضرت سلمہ اس پر کاربند رہوں گا۔ اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ بخل اور حب مال کے جمیع افراد شرعاً مذموم ہیں یا اس میں کچھ تفصیل ہے۔

۲۶۔ جمای الاولیٰ ۴۸ھ۔ (خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور)

جواب: حب مال اگر طبعاً ہو مگر اس کے مقتضاء پر کہ کسب حرام و امساک عن الواجب ہے عمل نہ ہو معصیت نہیں اور اگر عقلاً ہو کہ مقتضائے مذکور پر عمل ہو معصیت ہے۔ اور یہ مقتضاء پر عمل کرنا چونکہ اختیاری ہے تو اس کی ضد بھی اختیاری ہے۔ ضد پر بتکلف عمل کرنا اور بار بار عمل کرنا اس داعیہ کو ضعیف کر دیتا ہے اور یہی علاج ہے۔

مضمون: بخدمت مخدوم محترم بندگان دامت الطافکم وعمت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ۔ معمولات فرمودۂ حضرت اقدس بحمدہ تعالیٰ حتی الوسع حضرت کی دعا سے پورا کرتا ہوں حضرت سلمہ سے دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اصلاح فرمائیں اور اپنی مرضیات میں مشغول رکھیں۔ بندہ کے اخلاق بہت ہی خراب اور نادرست ہیں اخلاق کی درستگی کے لئے بھی دعا فرماویں بخل کیلئے جو علاج حضرت اقدس نے تجویز فرمایا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا بسا اوقات عمل انفاق میں طبیعت پر انفاق گراں ہوتا ہے ایسی صورت میں اگر انفاق کیا جائے تو ثواب نہیں ہوتا کیونکہ خلوص نہیں ہوتا اور اگر انفاق نہ کیا جائے تو بخل ہے اس کے لئے حضرت سلمہ کچھ تحریر فرمائیں تاکہ اطمینان ہو جائے فقط والسلام۔ خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۱۴۔ جمادی الاخریٰ ۴۸ھ)

جواب: بشاشت وخلوص میں تلازم نہیں بشاشت نہیں ہوتی خلوص ہوتا ہے اس لئے انفاق کرنا چاہیے۔

مضمون: بخدمت گرامی مخدوم محترم بندگان حضرت اقدس دامت افضالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ۔ معمولات فرمودہ حضرت اقدس اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت سلمہ کی دعا سے بجالاتا ہوں۔ اور بحمد اللہ سب معمولات میں خوب جی لگتا ہے سب اوراد شوق سے

ہوتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور حضرت سلمہ کی توجہات کی برکت ہے۔

جواب: مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبارک ہو

مضمون: حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کی اصلاح فرمائے اور اعمال خیر کی توفیق مرحمت فرمائے اور حسن خاتمہ سے فائز فرمائے۔

جواب: دل وجان سے

مضمون: بخل کے لئے جو علاج حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرتا رہوں گا۔

جواب: اللہ تعالیٰ آسان فرماویں۔

مضمون: دنیا کی محبت کے ازالہ کے لئے حضرت سلمہ کی کچھ علاج مرحمت فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کاربند رہوں گا۔

جواب: محبت جو بدرجہ میلان ہے وہ ذمیمہ نہیں اور جو اس میلان کے مقتضاء پر عمل ہوا گر وہ عمل مباح ہے تو اس میں صرف انہماک مذموم ہے اور اگر غیر مباح ہے تو نفس عمل ہی مذموم ہے اور انہماک اور عمل دونوں اختیاری ہیں ان دونوں کی مخالفت بار بار کرنا اس میلان کو مضمحل کر دیتا ہے یہی علاج ہے۔

مضمون: نیز دفع بخل کیلئے اگر کچھ اور معین ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

جواب: مراقبہ واستحضار فنائے مال کا اور بقائے اجر انفاق کا۔

مضمون: تہلیل فرمودہ حضرت اقدس ایک ہزار تک اور کبھی کچھ زائد پڑھتا ہوں نصف کے قریب بعد نماز مغرب اور بقیہ حصہ بعد صلوٰۃ تہجد اذکار میں جی لگتا ہے مگر اذکار سے قلب کی حالت میں کچھ تغیر نہیں جس سے شوق ومحبت میں اضافہ ہو یا قلب میں کچھ رقت پیدا ہوگئی ہو اگر یہ غیر محمود ہے تو اس کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔

جواب: بالکل غیر محمود نہیں اصلی مقصود اصلی اجر و رضا ہے یہ چیزیں زائد علی المقصود ہیں ان کا فقدان ذرہ برابر موجب قلق نہیں۔

اعمال واخلاق کب درست ہوں گے:

مضمون: حضرت بندہ کی حالت بہت ہی گندی ہے۔ نہ اعمال اچھے نہ اخلاق درست۔ دعا

فرماویں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی حالت درست فرمائے اور بندہ کی حالتِ پریشان پر رحم فرمائے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ کام کرتے کرتے سب درستی ہو جائے گی۔

انہماک واعتدال:

مضمون: حب دنیا کے علاج میں جو حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر عمل مباح ہے تو اس میں انہماک مذموم ہے۔ انہماک کا مفہوم شرعی تحریر فرمایا جائے کہ کسی فعل میں اعتدال کہاں تک ہوتا ہے اور انہماک کا درجہ کہاں سے شروع ہوتا ہے۔

جواب: کسی فعل مباح کا خاص اہتمام کرنا کہ وقت کا معتد بہ حصہ اس میں صرف ہو یا ایسی رقم خرچ ہو جس کے خرچ کے بعد فرض یا حقوق واجبہ میں تنگی ہو جائے یا قلب اس میں مشغول ہو کر آخرت سے غافل ہو جائے یہ انہماک ہے۔

عمل مباح وغیر مباح:

مضمون: اور عمل مباح وغیر مباح کو اگر چند امثلہ سے واضح فرمایا جائے تو انطباق میں زیادہ سہولت ہو گی۔

جواب: مباح جیسے اکل وشرب ولبس وغیرہا غیر مباح جیسے معاصی

حُبّ دنیا کے علاج کیلئے معاون مراقبہ:

مضمون: نیز دفع حب دنیا کے علاج میں اگر اور کچھ معین ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے فقط والسلام۔ بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم۔ ۸۔ شعبان ۴۸ھ

جواب: تذکیر موت بکثرت

مضمون: حصول توکل علی اللہ کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے قلب میں مادہ توکل بالکل نہیں۔ اسباب پر نظر زیادہ رہتی ہے اسباب کے فوت ہونے سے پریشانی ہوتی ہے اور افسوس ہوتا ہے۔ قلب میں گویا اسباب ہی پر بھروسہ رہتا ہے اور کچھ ہے نہیں۔ حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی حضرت کے فیوض عامہ وخاصہ سے مستفیض فرمائے۔

جواب: یہ طبعی کیفیت ہے جس کا منشاء اتفیاد بالاسباب ہے اس پر ملامت نہیں نہ انسان اس کے ازالہ کا مکلّف ہے بلکہ ایسا شخص اس کا مامور ہے کہ اسباب کا تہیہ رکھے تاکہ

قلب مشوش نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر کا ذخیرہ کر کے اس کو سنت کر دیا۔

مضمون: حصول توکل کیلئے حضرت سلمہ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ اس لئے گزارش خدمت اقدس ہے کہ حصول توکل کیلئے علاج تحریر فرمائے نیز اس کے لئے بھی علاج تحریر فرمایا جائے کہ اسباب پر زیادہ نظر نہ ہو۔ فقط والسلام۔ ۲۷۔ شوال ۴۸ھ خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جواب: یہ درجہ مستحب ہے واجب نہیں اول تمام اخلاق واجبہ سے فراغت کر لی جائے پھر مستحبات کا سلسلہ شروع ہونے کا وقت ہوگا اس وقت معلوم ہوگا کہ ان کا زیادہ حصہ تو واجبات کی ساتھ ہی ساتھ حاصل ہو گیا اور بہت کم حصہ باقی رہ جائے گا جو ادنیٰ اہتمام سے راسخ ہو جائے گا اس وقت صرف اس حصہ کا طریق عرض کر دیا جائے گا۔

مضمون: خوف کی تفسیر جو احقر کے ناقص ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت وجلال کا قلب میں ایسا اثر ہو جس سے ادائے فرائض میں کوتاہی نہ ہو اور ارتکاب معاصی پر قلب کو بلا خوف لومۃ لائم کسی طرح جرأت نہ ہو۔

جواب: یہ اثر اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے یا بلفظ دیگر مامور بہ ہے یا غیر مامور بہ۔ ظاہر ہے کہ خوف مامور بہ ہے اور مامور بہ کا اختیاری ہونا لازم ہے تو کیا اس کی تفسیر مفہوم غیر اختیاری وغیر مامور بہ سے ہو سکتی ہے۔

مضمون: جو مصداق ہو اللّٰھم اقسم لنا من خشیتک ماتحول بہ بیننا و بین معاصیک

جواب: کیا اس حیلولۃ کے لئے قصد و اختیار شرط ہے یا نہیں

مضمون: واقعی یہ اثر جو احقر نے خوف کی تفسیر میں لکھا ہے غیر اختیاری ہے اور اس سے خوف کی تفسیر جو اختیاری ہے صحیح نہیں یہ بندہ کی غلطی ہے مگر اس کے سوا کوئی ایسا مفہوم معلوم نہیں جو خوف کی تفسیر اور جامع مانع ہو کر اختیاری بھی ہو اس لئے حضرت اقدس سلمہ سے استدعا ہے کہ حضرت ہی اس کی تفسیر بھی بتلا دیں اور علاج بھی ارشاد فرما دیں اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے ثمرات قلب میں نہیں جس سے خوف کا سلب معلوم ہوتا ہے۔ اللّٰھم اقسم لنا من خشیتک ماتحول بہ بیننا و بین معاصیک میں حیلولۃ کے لئے قصد و اختیار شرط ہے۔ امید ہے کہ حضرت علاج تجویز فرمائیں گے۔ فقط والسلام۔ ۲۵۔ ذوالقعدہ ۴۸ھ احقر عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم

جواب: احتمال المکروہ من العتاب والعقاب اصل ہے خوف کا اور اس کا استحضار

اختیاری ہے اسی طرح اس کے مقتضاء پر عمل کرنا یعنی کف عن المعاصی اختیاری ہے اس کف میں اولاً تکلف ہوتا ہے مگر اس کے تکرار سے تکلف کم ہو کر عادت ہو جاتی ہے پھر اس کا ملکہ ہو جاتا ہے کہ کف عن المعصیۃ سہل ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس سے بقیہ سوالات کا جواب بھی حاصل ہو جائے گا۔ (اشرف علی)

مضمون: حق تعالیٰ کے خوف کے متعلق جو حضرت سلمہ نے ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آ گیا۔ خداوند تعالیٰ کا خوف چونکہ قلب میں بالکل نہیں اور قلب میں ضعف اور جبن بے حد زیادہ ہے اس لئے حضرت سلمہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت سلمہ اس کے متعلق احقر کے حق میں دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کا کچھ حصہ احقر کو بھی مرحمت فرمائے اور قلب میں خوف الٰہی کے پیدا ہونے کی جو تدابیر ہوں ان سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

جواب: کیا قلب میں یہ احتمال بھی نہیں کہ شاید معاصی پر عقاب یا عتاب ہونے لگے چونکہ یہ احتمال ضرور ہر مومن کے قلب میں ہے اس لئے خوف حاصل ہے۔ اسی احتمال کا استحضار اور کف عن المعاصی بالاستمرار یہ خوف کو ملکہ بنا دیتی ہیں۔

مضمون: سفر میں تو عموماً اور حضر میں کبھی کبھی معمولات کل یا بعض ناغہ ہو جاتے ہیں ان کی قضا کیسے کروں۔ فقط والسلام۔

جواب: تھوڑی مقدار میں کر لیا کیجئے۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کے خوف کے پیدا ہونے کیلئے اگر کچھ معین ہو اس کو بھی تحریر فرمایا جائے۔

جواب: وہی استحضار و کف عن المعاصی بالاستمرار قوی معین ہے۔

مضمون: صبر کے پیدا ہونے کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے مصائب کا تحمل قلب پر بہت ہی گراں ہوتا ہے بلکہ کوئی بات خلاف طبع پیش آ جائے اس سے قلب میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور قلب میں اس کی وجہ سے طرح طرح کے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اس کیلئے علاج مرحمت فرمائیں گے۔

جواب: نہ سبب مذموم ہے نہ مسبب دونوں غیر اختیاری ہیں ولا یذم مالا اختیار فیہ۔ اس لئے ضرورت معالجہ کی نہیں البتہ حدود شرعیہ سے بالاختیار تجاوز کرنا یہ مذموم ہے اور بے صبری اسی کا نام ہے۔

مضمون: اور بسا اوقات اس کی وجہ سے دینی امور فرائض و واجبات میں خلل واقع

ہونے لگتا ہے۔ جواب: خلل غیر اختیاری یا اختیاری

مضمون: نیز جو مصیبت قلب پر عادۃً شاق ہوتی ہے جیسے والدین یا اولاد کا انتقال اگر کسی کو بوجہ قساوت کے لئے ایسے مصائب پر کچھ گرانی قلب پر نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ اس کو تکلیف ہوگی اور نہ صبر نہ اس پر ثواب ایسی صورت میں تحصیل ثواب کی کیا صورت ہے یا یہ شخص اس مصیبت پر صبر کے ثواب سے محروم رہے گا۔

جواب: یہ عزم رکھنا کہ اگر مصیبت پر قلق ہوا تو صبر کروں گا۔ یہ بھی تحصیل ثواب صبر کے لئے کافی ہے۔

مضمون: جس کے معنی صرف یہی ہیں کہ جزع فزع اور خلاف شرع اقوال سے بچے یا کچھ اور جواب: جی ہاں مصائب کے وقت حقوق شرعیہ میں خلل کبھی تو اختیاری ہوتا ہے۔

جواب: جامع الکمالات دام فیضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس کا تدارک تو اختیاری ہے کرنا چاہیے۔

مضمون: اور کبھی غیر اختیاری کہ قلب ایسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ذہول اور غفلت کی وجہ سے دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔

جواب: تو اس سے کوئی ضرر دینی نہیں اور مہتم بالشان ایسے ہی ضرر سے بچنا ہے۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر کے لئے علاج ارشاد فرمایا جائے۔

جواب: علاج تو ازالہ کیلئے ہوتا ہے یہ تو تحصیل کی چیز ہے اور اختیاری۔ استعمال اختیار اس کی تدبیر ہے۔

مضمون: اور نیز اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ شکر کی حقیقت شریعت میں کیا ہے۔

جواب: جو حالت طبیعت کے موافق ہو خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو اس حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی لیاقت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا جوارح سے گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے۔

مضمون: قساوت کی تفسیر یہ ہے کہ طاعت کی طرف طبیعت کی رغبت نہیں۔

جواب: طبعی یا قصدی استحضار سے۔

مضمون: اور نہ معاصی سے طبیعت میں نفرت (ہے)

جواب: طبعی یا قصدی استحضار سے۔

مضمون: اور نہ نصوص وعدوعید کے دیکھنے یا سننے سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔

جواب: طبعی یا قصدی استحضار سے۔

ریاء کی ایک صورت:

مضمون: بلکہ بسا اوقات طاعات واجبہ مخلوق کے خوف سے اور ان کے طعن ولعن کے خوف سے ادا ہوتی ہیں۔ جواب: یہ تو ریاء ہے۔

مضمون: اور ایسا ہی اجتناب عن المعاصی بھی مخلوق کے خوف سے ہوتا ہے۔

جواب: یہ بھی ریاء ہے۔

مضمون: احقر کا مقصود بھی تحصیل شکر کیلئے علاج پوچھنا تھا امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے تحصیل کا طریقہ اور معین ارشاد فرمائیں گے۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس کی ماہیت کے اجزاء سب افعال اختیاریہ ہیں ان کو بہ تکرار صادر کرنا یہی طریقہ تحصیل اور یہی طریق تسہیل ہے۔

حالت نماز میں رونا وغیرہ:

مضمون: قساوت سے مقصود بندہ کا یہ ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ حالت صلوٰۃ میں رونے لگتے ہیں۔ قرآن شریف پڑھتے ہیں رونے لگ جاتے ہیں۔ وعظ میں وعید کے مضامین سن کر رقیق القلب ہو کر گریہ وبکاء میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ احقر کو نہ نماز میں رونا آتا ہے نہ قرآن پڑھنے سننے سے رقت قلب ہوتی ہے یہ حالت اگر غیر محمود ہے تو حضرت سلمہ اس کے لئے علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: یہ امور غیر اختیاریہ ہیں اور ایسے امور میں غیر محمود کا تحقق نہیں ہوتا۔

طاعات کی طرف اعتقادی رغبت

مضمون: اور طاعات کی طرف نہ طبعی رغبت ہوتی ہے اور نہ قصدی استحضار سے اور ایسے ہی معاصی سے نفرت۔

جواب: رغبت ونفرت طبعیہ غیر مطلوب ہے رغبت ونفرت اعتقادی کافی ہے یہی مامور بہ ہے اس کے مقتضاء پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت ونفرت بھی ہو جاتی ہے اگر نہ ہو تو بھی مضر نہیں۔

مضمون: تحصیل زہد کے لئے حضرت والا علاج اور طریق تسہیل مرحمت فرماویں اور اس کی ماہیت شرعیہ بھی ارشاد فرمائی جائے۔

جواب: قلت رغبت فی الدنیا اس کی ماہیت ہے طریق تحصیل مراقبہ اسکے فانی ہونے کا اور غیر ضروری کی تحصیل میں انہماک نہ ہونا اور طریق تسہیل صحبت۔ زاہدین کی اور مطالعہ حالات زاہدین کا

مضمون: صدق واخلاص کے حقائق شرعیہ اور ان کے حصول کیلئے علاج اور معین تحریر فرمایا جائے۔

جواب: جس طاعت کا ارادہ ہو اس میں کمال کا درجہ اختیار کرنا یہ صدق ہے اور اس طاعت میں غیر طاعت کا قصد نہ کرنا۔ یہ اخلاص ہے۔ اور یہ موقوف ہے مابہ الکمال کے جاننے پر اسی طرح غیر طاعت کے جاننے پر اس کے بعد صرف نیت اور عمل جز واخیر رہ جاتا ہے یہ دونوں اختیاری ہیں طریق تحصیل تو اسی سے معلوم ہو گیا آگے رہا معین وہ استحضار ہے وعدہ ووعید کا اور مراقبہ نیت کا۔

مضمون: اخلاص وصدق کے متعلق حضرت سلمہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آ گیا مگر مزید انشراح کیلئے اگر حضرت سلمہ ان کے حقائق کو امثلہ سے شرح فرماویں تو انطباق میں زیادہ سہولت ہو گی۔

جواب: مثال صدق کی نماز کو اسی طرح پڑھنا جس کو شریعت نے صلوٰۃ کاملہ کہا ہے یعنی اس کو مع آداب ظاہر و باطنہ کے ادا کرنا علی ہذا تمام طاعات میں جو درجہ کمال کا شریعت نے درجہ بتلایا ہے مثال اخلاص کی نماز میں ریاء کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے رضائے غیر حق کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے اور اس کے متعلقات ظاہر ہیں۔

البتہ اخلاص وخشوع کے فرق کے بیان میں جو حضرت اقدس کا ارشاد ہے (اگر چہ ان حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو) اس میں اتنا شبہ ہے کہ جب وہ حرکات منکرہ ہیں تو ان میں نیت طاعت کی نہیں ہو سکے گی ان میں بہر صورت نیت غیر طاعت ہی کی ہو گی۔

جواب: لازم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی چیز کی بھی نیت نہ ہو عبث حرکات ہوں جو بے

پروائی یا عادت کے سبب صادر ہوں خواہ جوارح کی حرکات ہوں یا قلب کی

مضمون: کسی طاعت میں غیر طاعت کا تو قصد نہ ہو مگر دوسری طاعت کا قصد ہو جیسے نماز کی حالت میں ریاء کا قصد تو نہیں اور نہ کسی اور فعل غیر طاعت کا قصد ہے مگر نماز کی حالت میں قصداً کسی شرعی مسئلہ کا مطالعہ کرتا ہے یا کسی اور سفر طاعت کا نظام اس حالت میں قصداً سوچتا ہے۔

جواب: یہ مسئلہ دقیق ہے قواعد سے اس کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اس وقت دو حدیثیں میری نظر میں ہیں ایک مرفوع جس میں یہ جزو ہے صلی رکعتین مقبلاً علیھما بقلبہ۔ دوسری موقوف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول جس میں یہ جزو ہے انی لاجھز جیشی و انا فی الصلوٰۃ۔ مجموعہ روایتین سے اخلاص کے دو درجے مفہوم ہوئے ایک یہ کہ جس طاعت میں مشغول ہے اس کے غیر کا قصداً استحضار بھی نہ ہو اگر چہ وہ بھی طاعت ہی ہو۔ دوسرا درجہ یہ کہ دوسری طاعت کا استحضار ہو جائے اور ان دونوں میں یہ امر مشترک ہے کہ اس دوسری طاعت کا اس طاعت سے قصد نہیں ہے مثلاً نماز پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نماز میں یکسوئی کے ساتھ تجہیز جیش کریں گے پس حقیقت اخلاص تو دونوں میں یکساں ہے اس میں تشکیک نہیں عوارض کے سبب ان میں تفاوت ہو گیا۔ اور درجہ اول اکمل ہے اور دوسرا درجہ اگر بلا عذر ہے تو غیر اکمل ہے اور اگر عذر سے ہے تو وہ بھی اکمل ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ضرورت تھی اور اس کا معیار اجتہاد ہے لیکن ہر حال میں اخلاص کے بالکل خلاف نہیں البتہ خشوع کے خلاف ہونا نہ ہونا نظری ہے میرے ذوق میں بصورت عذر یہ خلاف خشوع بھی نہیں اگر ضرورت ہو (اسی کو اوپر عذر کہا گیا ہے ۱۲) اب اس پر سوال کو منطبق کر لیجئے۔

مضمون: کئی دفعہ طبیعت کا تقاضا ہوا کہ حضرت سلمہ کے لئے کوئی تھوڑی سی چیز بطور ہدیہ حاضر خدمت اقدس کروں مگر چونکہ حضرت کی طبیعت مبارک کے خلاف ہے اس لئے نہ پیش کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ عرض کرنے کی ہمت اس لئے درخواست ہے کہ اگر حضرت والا اجازت فرماویں تو صرف دو روپیہ کی کوئی چیز (جو حضرت سلمہ پسند فرماویں) اپنے ساتھ لا کر حاضر خدمت کروں۔ یا اگر احقر کا حاضر ہونا کسی عذر سے ملتوی ہو گیا تو کسی ایسے شخص کے ہاتھ بھیج دوں جو حضرت سلمہ کا خادم ہو فقط والسلام۔ خادم بندہ عبدالرحمٰن از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم۔ ۱۵۔ جمادی الاخریٰ ۴۹ھ

جواب: حجاب بھی ہوتا ہے مگر آپ کے تبرک سے محرومی بھی گوارا نہیں۔ کوئی خاص چیز ذہن میں نہیں۔ بے تکلف عرض ہے کہ نقد انفع ہے مگر اس سے نصف یعنی ایک روپیہ

مضمون: رضا بر قضا کے حصول کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے اور اس کا معیار اور مقدار بھی ارقام فرمایا جائے کہ انسان اس کے متعلق کس قدر کا مکلف ہے اور اس کا شرعی مفہوم مصطلح کیا ہے۔

جواب: رضا بالقضاء کی حقیقت ترک اعتراض علی القضا ہے اگر الم کا احساس ہی نہ ہو تو رضا طبعی ہے اور اگر الم کا احساس باقی رہے تو رضا عقلی ہے اور اول حال ہے جس کا عبد مکلّف نہیں اور ثانی مقام ہے جس کا عبد مکلّف ہے۔ تدبیر اس کی تحصیل کی استحضار رحمت و حکمت الٰہیہ کا واقعات خلاف طبع ہیں۔ (اشرف علی)

مضمون: ثم الحمد للہ کہ اعراض نفس جس قدر تھے (جن کی فہرست حسب ارشاد تبلیغ دین سے مرتب کی تھی) ان کے متعلق حضرت سلمہ کی خدمت بابرکت میں جو کچھ عرض معروض کرنا تھا اس کا ضروری حصہ ختم ہو چکا۔

جواب: آپ سے زیادہ مجھ کو مسرت ہے اللہ تعالیٰ یوماً فیوماً برکت واستقامت عطا فرماوے۔

مضمون: اس وقت ایک پرانا عریضہ بھی ارسال خدمت ہے جس میں حضرت سلمہ نے درجات مستحبہ کے طریق تعلیم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اس کے متعلق بھی کچھ ارشادات فرمائیں گے۔ جس سے فرائض پر عمل کرنا سہل ہو جائے۔ ۶۔ رجب ۴۹ھ

توکل مستحب کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے فطرۃً قوت قلب۔ اور حقوق واجبہ کا ذمہ نہ ہونا یا اہل حقوق کا بھی ایسا ہی ہونا۔ کیا یہ شرائط متحقق ہیں۔

حضرت سلمہ کے ارشاد پر معروض ہے کہ شرائط توکل مستحب کے متحقق نہیں نہ تو قوت قلب ہے نہ اہل حقوق ایسے ہیں۔

جواب: پس واجب پر اکتفا فرمائے اور اس سے زائد کی دعا کیا کیجئے خود قصد نہ کیجئے۔

اصلاحی خطوط

مفتی اعظم حضرت مولانا

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے مکاتیب

بنام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکاتیب حکیم الامت

مکتوب: یہ مکتوب چونکہ جوابی کارڈ کے جواب میں تھا اس لئے اصل خط تو واپس نہ آیا صرف حضرت اقدس والا نامہ جو جواب میں صادر ہوا وہ لکھا جاتا ہے اسی سے اصل خط کے مضمون کا بھی کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔

جواب: عزیزم۔ السلام علیکم! معلوم ہوتا ہے کہ ضعف ہے تقویت کی تدبیر کیجئے۔ دلجمعی مقصود نہیں کام مقصود ہے بعد مغرب بھی مضائقہ نہیں تلاوت قرآن کا امتحان تک ناغہ کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا یوں تو کچھ نہ کچھ مقتضیات پیش آتے ہی رہتے ہیں باقی دعا خیر کرتا ہوں اشرف علی۔

مکتوب: رسالہ ہذا یعنی ''اوجز السیر لخیر البشر'' (یعنی سیرت خاتم الانبیاء ناشر) جو حال میں احقر نے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختصر انداز میں لکھا ہے کہ ارسال خدمت ہے امید کہ ملاحظہ فرما کر قابل اصلاح امور سے احقر کو مطلع فرمائیں گے تاکہ آئندہ طباعت میں تصحیح کر دی جائے نیز اگر حضرت مناسب خیال فرمائیں تو چند سطریں بطور تقریظ تحریر فرمادیں۔

جواب: (یہ جواب تو اصل خط پر حسب عادت تحریر فرمایا ہے اور دوسرا جواب جو اس کے بعد منقول ہے مستقل بطور تقریظ تحریر فرمایا گیا ہے ۱۲ منہ) از احقر ارد الخلق اشرف علی عفی عنہ۔

السلام علیکم، جواب میں دیر اس لئے ہوئی کہ شروع کر کے چھوڑنے کو جی نہ چاہا اور فرصت ہوتی نہیں اس لئے جب سب دیکھ لیا اس وقت جواب لکھا آپ کے جواب کیلئے ٹکٹ کا مطلق انتظار نہ تھا رسالہ دیکھ کر جیسی خوشی ہوئی ہے اسکی حد تو کیا بیان کروں بجائے حد بیان کرنے کے یہ دعا دیتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ ایسی ہی خوشی اس کی جزاء سے آپ کو

دے، میں نے جو کچھ اس کے متعلق لکھا ہے اس میں ایک حرف تکلف سے نہیں لکھا گیا اس سے زائد میرے مذاق کے خلاف ہے اگر پسند ہو شائع کرنے کی اجازت ہے' اشرف علی'

از اشرف علی عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ القاب اس لئے نہیں لکھا کہ سمجھ میں نہیں آیا آپ کے والد ماجد صاحب دام فیضہم کے تعلق اخوۃ پر نظر کر کے عزیزم لکھنے کو دل چاہتا تھا مگر آپ کے کمالات کو دیکھ کر اس لکھنے کو بے ادبی سمجھا اور اگر کمالات پر نظر کر کے اس سے بڑھا کر لکھوں تو حضرت استاد جی مولانا محمد یعقوب صاحب کا ملفوظ مبارک اس سے روکتا تھا ارشاد فرمایا کہ زیادہ تعظیمی الفاظ اپنے مخصوصین کو لکھنا موہم اجنبیت ہے اس کو بھی دل گوارا نہ کرتا تھا آخر سلام ہی کو القاب سے مغنی سمجھا اب اصل مدعا عرض کرتا ہوں آپ کا رسالہ مع محبت نامہ کے پہنچا جس میں کئی درخواستیں ہیں ایک اصلاح یہ درخواست تو ایسی ہے جیسے اعرج سے مشی کو کہا جائے۔ (جیسے لنگڑے کو پیدل چلنے کو کہا جائے) نظر و حافظہ پہلے بھی برائے نام تھا اور اب تو وہ بھی رخصت ہوا البتہ بعض جگہ تو سہو کاتب نظر آیا جو آپ کی نظر ثانی سے درست ہو سکتا ہے مثلاً ایک جگہ ابوطلحہ ہی باپ کا نام اور ابوطلحہ ہی بیٹے کا نام نظر آیا بعض جگہ روایات میں ایسا کرنا پڑتا ہے کہ راجح کو کسی اتفاق سے چھوڑ دیا گیا ہے مگر یہ احکام نہیں ہیں جنہیں ایسا کرنا مضر ہو پھر آپ کی ادنیٰ توجہ سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے دوسری درخواست تقریظ کی علی سبیل التخییر ہے میں دیکھتا ہوں کہ حقیقی تقریظ میں تو خود مقرظ کی مہارت فی الفن شرط ہے جس کا فقدان مجھ میں بین ہے اور عرفی تقریظ رسم پرستی اور محض دلجوئی ہے مستدعی کی جو طبعاً پسند نہیں اس لئے بجائے تقریظ کے ان واقعات کا ذکر کر دوں جو رسالہ کے مطالعہ تفصیلہ کے وقت پیش آئے جو بالکل سچے اور سادھے ہیں اشتراک اثر یا غرض کے اعتبار سے خواہ اس کو تقریظ خیال فرما لیا جائے ورنہ ان پریشان خیالات کو کالائے بد بریش خاوند کی فہرست میں داخل کر کے نظر انداز کر دیا جائے وہی ہذا'

۱۔ مضامین پڑھنے کے وقت بے تکلف ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہر واقعہ میں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور واقعات کا معائنہ کر رہا ہوں اس کا سبب بیان کی بلاغت ہے۔

۲۔ جب رسالہ ختم کر چکا ہوں واقعات کا مرتب نقشہ ایسا مجتمع معلوم ہوتا تھا کہ میں

خود اگر اس کی کوشش کرتا تو اس درجہ کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔

۳- اجازت کے ساتھ جامع اس قدر معلوم ہو جاتا کہ گویا کوئی ضروری واقعہ نظر سے اوجھل نہیں ہوا۔

۴- ہر واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان نظروں میں پھر جاتی کہ پہلے سے بہت زیادہ حضور کی محبت وعظمت قلب میں بڑھ گئی" زادھا اللہ تعالیٰ زیادات تتناھی وھذا کلہ ببرکۃ ھذا التالیف. (اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں غیر متناہی اضافے فرمائے اور یہ سب اس تالیف کی برکت سے ہوا)

۵- جو واقعات اسباب یا آثار کس قدر محل توجہ سمجھے جاتے تھے وہ نہایت صفائی سے محقق اور بغایت قریب اور واجب الوقوع نظر آنے لگے۔

اور بھی بہت سے وجدانی امور ذوقاً مطالعہ سے پیدا ہوئے جن میں سے بعض اس وقت مستحضر نہیں رہے اور بعض کی تعبیر میں تکلف ہوتا ہے۔

ہاں ایک اور یاد آ گئی کہ مولف سلمہ سے محبت بڑھ گئی اور ایسے نظر آنے لگے کہ پہلے سے ایسا نہیں سمجھتا تھا خصوصی عبادت کا انداز جس سے واقعات اصلی حالت پر جاندار نظر آتے تھے اور نہ ایسا پرانا جس کو اس وقت چھوڑ دینے کی رائے دی جاتی ہے نہ ایسا نیا جو حقیقت کو ملتبس کر دیتا ہے بہر حال رسالہ ہر پہلو سے محبوب ودلکش اور اپنے مولف کے کمالات کا روشن آئینہ ہے اب اس کو ختم کر کے جازم رائے دیتا ہوں کہ اس کے درس سے کسی کو خالی نہ چھوڑا جائے اور میرے مشورہ سے جو اس رائے کو قبول کریں گے ان سب سے پہلے میں اپنے مولف سلمہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کر دیں جن میں ایک تو آ چکا ہے نو اور بھیج دیں تا کہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کیلئے دوں۔ والسلام' از تھانہ بھون' ۲۰/ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

تعمیل حکم اور حضرت کا دوسرا والا نامہ

کتاب کے دس نسخے حسب الحکم احقر نے روانہ کئے تو سخت فکر میں پڑا کہ امر ویلو کرنے کا ہے دل یہ چاہتا ہے کہ بطور ہدیہ پیش کروں جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو بغیر ویلو کے کتابوں کا پارسل بھیج دیا اور اپنی حیرانی علیحدہ خط میں لکھ دیں جب کے جواب میں حضرت

اقدس نے کتابوں کی نصف قیمت کا منی آرڈر فرمایا کوپن میں یہ مضمون تحریر فرمایا۔

مشفقم جامع الکمالات زید فضلہ۔ السلام علیکم!

پارسل دس نسخے کا مع محبت نامہ پہنچا جس پہ آپ فکر میں رہے کہ قیمت لوں یا نہ لوں میں بھی آپ کی تحریر دیکھ کر فکر میں پڑ گیا کہ قیمت دوں یا نہ دوں اور کئی روز اسی سوچ میں لگ گئے بالآخر دونوں جہت یعنی ہدیہ وبیع کا لحاظ کر کے نصف قیمت بھیجنا عدل الطرق معلوم ہوا امید ہے کہ بے تکلف قبول فرمائیں گے جیسا میں نے نصف بے تکلف لے لیا۔ اشرف علی تھانہ بھون۔

مکتوب: اسباق شروع کرنے سے پہلے حضرت سے استدعا ہے کہ برکت فی العلم و العمل اور حقوق کتاب وطلباء کے کما حقہ ادا ہونے کے لئے دعا سے سرفراز فرمائیں گے۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں اور کیوں نہ کرتا جب دل اندر سے خوش ہے' اللہ تعالیٰ برکات اضعافا مضاعفہ فرمائیں۔

مکتوب: اب اس سال میں نظام الاوقات اس طرح رکھنے کا خیال ہے یا جس طرح حضرت فرمائیں اس کی تعمیل کروں ہدایہ چونکہ عموماً گھنٹہ کے سبق میں ناتمام رہ جاتی ہے اس لئے خیال ہے کہ بعد نماز صبح گھنٹہ سے پہلے ہدایہ کتاب النکاح سے اور گھنٹہ میں ابتداء سے پڑھاؤں پھر پہلے گھنٹہ میں ہدایہ دوسرے میں مطالعہ ہدایہ' اور تیسرے میں مشق تحریر عربی اور چوتھے میں مقامات' اس کے بعد دوپہر کو ڈیڑھ دو گھنٹہ اپنا تجارتی کام' اور ایک گھنٹہ قیلولہ' اور بعد نماز ظہر تلاوت ایک پارہ قرآن مجید' اس کے بعد ایک گھنٹہ تک کوئی رسالہ یا مضمون لکھنا پھر ایک گھنٹہ سبق حماسہ' نماز عصر کے بعد بطور تفریح باہر جانا' بعد المغرب حسب الارشاد ذکر اسم ذات جواب بارہ تسبیح تک التزاماً ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ زائد بھی' بعد نماز عشاء مطالعہ کتب' اس میں جو حذف واز دیاد حضرت مناسب سمجھیں ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی تعمیل کروں گا۔

جواب: ان امور میں حسب اصل امام ھمام رای مبتلی بہ کی اصل ہے کہ چار روز میں تجربہ سے بقاء یا تغیر کا فیصلہ ہو جائے گا۔

مکتوب: طبیعت چاہتی ہے کہ (تھوڑا سا وقت آخر شب کا۔۱۲ منہ) شئی من الدلجتہ بھی نصیب ہو' لیکن آنکھ نہیں کھلتی اگر کبھی کھل بھی جاتی ہے تو کسل ایسا غالب کہ اٹھنا بھی بے سود سا معلوم ہوتا ہے اس لئے اس وقت تک چار رکعت بہ نیت تہجد مابین سنت عشاء

اور وتر کے پڑھ لیتا ہوں لیکن طبیعت یہی چاہتی ہے کہ آخر رات کا کوئی حصہ مل جائے۔

جواب: تہجد تو بعد عشاء ہی پڑھ لیا کیجئے لیکن اگر آخر میں آنکھ کھل جائے تو بستر پر بیٹھ کر کچھ اسم ذات جب تک بیٹھنے کی ہمت ہو پڑھ لیا کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے راہ نکلے گی۔

مکتوب: گزارش یہ ہے کہ غلبہ نوم کی وجہ سے پریشانی تھی اور ارادہ تھا کہ حضرت سے اس کی شکایت کروں گا جس کا دفع دخل حضرت نے پرسوں فرما دیا تھا جس سے بحمد اللہ پریشانی رفع ہوئی لیکن تراویح میں بھی جب غلبہ نوم ستاتا ہے تو بہت تکدر ہوتا ہے امید کہ اس کے لئے دعا و علاج سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

جواب: دعا کرتا ہوں اور میں نے اکثر احباب کو یہ تدبیر بتلائی ہے کہ سیاہ مرچیں پاس رکھیں جب غلبہ ہو ایک دو دانہ منہ میں ڈال کر چبالیں بہت دیر تک کے لئے علاج ہو جاوے گا اور دماغ کے لئے نافع بھی ہے۔

مکتوب: دوسری گزارش یہ ہے کہ حضرت احقر کو ذکر اسم ذات کی تلقین فرمائی تھی لیکن بوجہ طالب علمی مفرد اسم ذات پر طبیعت قناعت نہیں کرتی تھی اس لئے اکثر تصور میں کوئی نہ کوئی صفت آ جاتی ہے مثلاً **اللہ ھو الموجود. یا ھو الوکیل فی الامور. یاھو الملک المتصرف. الی. غیر ذلک**۔ لیکن یہ سب محض تصور میں ہوتا ہے آج جو حضرت نے مفرد اسم ذات کے ذکر کی تحقیق ذکر فرمائی اس کے بعد طبیعت میں صرف مفرد پر قناعت ہو گئی اب اگر یہ تصور یا اس کے امثال کچھ مفید ہو تو باقی رکھا جائے ورنہ ترک کیا جائے۔

تحقیق: جی ہاں مفید ہے۔

مکتوب: نیز یہ کہ ذکر کے وقت کسی قسم کا کوئی تصور ذہن میں ہونا مناسب ہے یا نہیں؟

تحقیق: جس سے زیادہ دلچسپی ہو خواہ عدم تصور یا تصور، پھر تصور میں خواہ ذات کا تصور یا الفاظ ذکر کا تصور، یا یہ تصور کہ زبان کے ساتھ قلب بھی ذکر میں مشغول ہے۔

مکتوب: بالفعل احقر کا وظیفہ حسب ذیل ہے اخیر شب میں چار یا آٹھ رکعتیں تہجد اور اس کے بعد ذکر اسم ذات بضرب و جہر خفیف بارہ سو مرتبہ پھر بعد نماز صبح تسبیح، تحمید، تکبیر، تحلیل، استغفار، صلاۃ ہر ایک سو بار طلوع آفتاب تک پڑھنے کے بعد چار رکعت ضحیٰ اور پھر ایک پارہ

تلاوت قرآن مجید' اس کے بعد تحیۃ المسجد اس کے بعد قیلولہ اور پھر نماز ظہر اور تا عصر حاضری خدمت عالی۔ عصر کے بعد الحزب الاعظم' پھر مغرب کے بعد ایک ہزار مرتبہ ذکر اسم ذات بضرب و جہر خفیف' پھر نماز عشاء اور اس کے بعد سونا اس میں حضرت جو ترمیم فرمائیں اسکی تعمیل ان شاء اللہ تعالیٰ بدل و جان کروں گا و بیدہ التوفیق و علیہ التکلان۔

جواب: سب کافی وافی ہے صرف دو امر قابل توجہ ہیں ایک چلتے پھر کوئی ذکر وافضلہ لاالہ الا اللہ' دوسرے تلاوت میں بقدر امکان کچھ بیشی کہ رمضان میں خصوصاً زیادہ موجب برکت ہے۔

مکتوب: گزارش ہے کہ میرا حال زار یہ ہے کہ

شعبان بگذشت و ایں دل زار ہماں ۔۔۔ رمضان بگذشت و ایں دل زار ہماں

(شعبان گزر گیا اس بے چارہ دل کا وہی حال رہا' پھر رمضان بھی گزر گیا اور اس دل کا وہی حال ہے)

نہ گلم نہ یاسمینم نہ درخت سایہ دارم ۔۔۔ در حیرتم کہ دھقان بچہ کار کشت مارا

(نہ پھول ہوں نہ چنبیلی نہ سایہ دار درخت ہوں' حیران ہوں کہ مالی نے اس گلشن میں مجھے کس کام کیلئے اگایا ہے)

البتہ حضرت کی عنایات سے اتنی بات محسوس ہوتی ہے کہ روز بروز دنیوی جھگڑوں سے طبیعت متنفر ہو جاتی ہے اور اکثر خلوت میں طبیعت لگتی ہے اور میں بیقین جانتا ہوں کہ یہ محض حضرت کی توجہ و ہمت کا ثمرہ ہے۔

جواب: یہ تو جڑ ہے تمام دولتوں کی' ان شاء اللہ تعالیٰ حرمان نہ ہوگا۔

مکتوب: حضرت کہ امروزہ وعظ سے الحمدللہ بہت سے خطرات کا تو اطمینان ہو گیا اور خوب مستحضر ہو گیا کہ اصل مطلوب ذکر ہے۔ لذت وغیرہ مطلوب نہیں لیکن نماز وغیرہ میں دلجمعی اور استحضار نہ ہونے سے تکدر رہتا ہے امید کہ اس غریق فی المعاصی کے حال پر خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔

جواب: احضار قلب جتنا قدرت میں ہے اس کا اہتمام کافی ہے بتدریج اس میں ترقی ہو جاتی ہے پریشان نہ ہوئے حالات سے اطلاع ضرور ہوتی رہنا چاہئے میں دل سے دعا کرتا ہوں کیونکہ میرے دل میں خاصی محبت ہے۔

مکتوب: انہیں ایام میں احقر کا بڑا لڑکا محمد مشفع نامی جو عرصہ سے بیمار تھا انتقال کر گیا'

میرے ساتھ خصوصاً زیادہ مانوس تھا اس لئے زیادہ پریشانی کا باعث ہوا۔

جواب: انا اللہ اللہ تعالیٰ صبر واجر ونعم البدل عطا فرمائے۔

خواب: انہیں ایام میں احقر نے دو خواب دیکھے تھے امید کہ ان کی تعبیر سے مطلع فرمایا جائیگا ایک رات میں نے دیکھا کہ میں کسی باغ میں ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی جہاد سے واپسی ہوئی ہے اور میں ایک طرف جا کر باغ کے کنارہ پر دم لینے کیلئے بیٹھ گیا ہوں اس عرصہ میں سامنے سے ایک شخص پہنچتا ہے جو ارباب مدرسہ اور بالخصوص مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا بھیجا ہوا ہے کہ چلو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو اس میدان میں تشریف فرما ہیں تمہیں طلب فرماتے ہیں، میں فوراً خوش خوش ان کے ساتھ ہولیا۔ سامنے ڈیرے پڑے ہوئے نظر آئے، مجھے بتلایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہیں تشریف فرما ہیں اور راستہ ہی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی اور جہاد کی تیاری ہے اور مجھے بھی اسی لئے طلب فرمایا گیا ہے اور کچھ لوگ میرے عمل کی تحسین بھی کر رہے ہیں کہ ابھی تو ایک جہاد سے فارغ ہوا تھا اور ابھی دوسرے کیلئے مستعد ہو گیا میں راستہ ہی میں تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور زیارت سے مشرف نہ ہونے کا سخت افسوس ہوا۔

تعبیر: ان شاء اللہ آپ کو دینی خدمات کی توفیق عطا ہوگئی اور وہ نافع بھی ہوگی۔

خواب: دوسرا خواب اس کے چند روز بعد دیکھا اور میں اس وقت بحالت جنابت تھا کہ حجر اسود مکہ معظمہ سے ہمارے گھر میں کچھ لوگ اپنے سر پر لائے ہیں جب گھر میں پہنچے تو میری اہلیہ آگے بڑھی کہ اس کو لے لے مگر بوجھل ہونے کی وجہ سے ان سے سنبھل نہ سکا اور زمین پر گر گیا، میں یہ سارا واقعہ اپنے کوٹھے پر سے دیکھ رہا تھا رکن کو گرتے دیکھ کر دوڑا اور ٹوٹنے کا اندیشہ ہوا مگر جب پاس آیا تو دیکھا کہ بحمد اللہ اس میں کوئی شکست نہیں آئی البتہ جیسا کہ سنا گیا ہے۔ (اس وقت تک احقر کو زیارت نصیب نہ ہوئی تھی ۷۶ھ میں حاضری ہوئی ۱۲ اش) کہ تتار کے فتنہ میں اس میں کوئی حصہ ٹوٹ گیا تھا اور اس کو پتھروں کے ذریعے جوڑا گیا ہے ویسا ہی چاروں طرف سے ایک تہرے کا احاطہ اس میں ہے رنگ سیاہ چمکدار ہے میں یہ دیکھ کر خوش بھی ہوں اور متحیر بھی کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں حجر اسود یہاں کیسے پہنچا، اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

تعبیر: کسی وقت آپ کو ایک گونہ مرکزیت خدمات دینیہ کی عطا ہوگی۔

مکتوب: میری سیہ کاری اور تباہ کاری اس وقت حضرت کی بہت توجہ کی محتاج ہے یہ تو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وظیفہ مقررہ بلا کسی خاص مجبوری کے قضا نہیں ہوتا مگر ذکر و عبادت میں حلاوت کا کوئی حصہ نصیب نہیں ہے امید کہ مزید نظر کرم اور دعا سے سرفراز فرمایا جائے گا کیونکہ اس عالم اسباب میں فتن اور نفس و شیطان کے مکائد سے حضرت کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

جواب: ماجعل الله داء الاوقدجعل له دواء

(اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے دوا بنائی ہے) اظہار داء آپ کا کام ہے اخبار عن الدواء میرے ذمہ اس کے سوا کوئی تدبیر میرے ذہن میں نہیں۔

مکتوب: بحضرت سیدی سندی شیخی و معتمدی دامت برکاتہم الشاملۃ الکاملۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جواب: (رسالہ نزول مسیح علیہ السلام) بہت دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو عام و تام فرمادے۔

مکتوب: اگر ملاحظہ فرما کر چند سطریں بھی تحریر فرمادیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کتاب کے افادہ میں بہت بڑی زیادتی ہو جائے گی اور احقر کے لئے بھی ایک گراں بہا نعمت ہو گی۔

جواب: باوجود اپنی عدم صلاحیت کے کچھ لکھ دیا ہے اسکو درست کر لیجئے مجھ کو مہارت نہیں۔

وبعدفقد نظرت فى رسالة التصريح وفجدتها ممتازة عن سائر الرسائل فى هذاالباب، لكونهاميزة اى تميز للمسيح عليه السلام عن غيره بحيث يزول عنه كل ارتياب، كماقدوقعت من المصنف اليه الاشارة، فى هذاالعبارة، فانظر هل غادر: الى قوله : ان لايسمعها مسلم ص ١٠ وص ١١ : وهذا التمييزهوالروح لجميع المباحث، لكل منقر وباحث، والعمرى لقد اغنت عن سائر الصحف، فليطف، حولها من لم يطف، وادعو الله عزوجل ان ينفع به الطالبين للصواب، من اهل العلم واولى الالباب، كتبه العبد المفتقر الى رحمته ربه الولى، محمدن المدعوباشرف على، عفى عنه ذنبه الخفى والجلى، للاول اسبوع من جمادى الاولى ١٣٤٥ھ

مکتوب: اکثر طبیعت چاہتی ہے کہ کوئی عریضہ ارسال خدمت کروں لیکن پھر یہ سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں کیونکہ کوئی حال ہو تو لکھا جائے لیکن بالآخر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس

بحالی ہی کی اطلاع دوں۔

جواب: یہی چاہئے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع سے خالی نہیں۔

مکتوب: احقر کے رسالہ ختم نبوت کا تیسرا حصہ چھپنے سے باقی تھا حال میں تیار ہوکر آیا ہے جس کا ایک نسخہ بذریعہ ڈاک ارسال خدمت کیا ہے امید ہے کہ ملاحظہ سے مشرف فرمایا جائے گا نیز جو بات قابل اصلاح نظر آئے اس پر نشان فرمایا جائے گا۔

جواب: دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر۔ (دوست کو تو بجز اس ایک ہنر کے کچھ نظر نہیں آتا) مجھ کو تو سب خوبیاں ہی نظر آئیں۔

مکتوب: نیز اگر بار خاطر عاطر نہ ہو اور وقت میں گنجائش ہو تو چند سطریں بطور تقریظ بھی تحریر فرمادی جائیں تو میرے لئے تبرک اور رسالہ کے فوائد میں تضاعف کا سبب ہوگا۔

جواب: بلاشائبہ تکلیف کہتا ہوں کہ ارادہ یہ تھا کہ اول سے تھوڑا سا حصہ دیکھ کر باقی کو اس پر قیاس کر کے کچھ لکھ دوں گا مگر دیکھنا جو شروع کیا تو حظ پر حظ بڑھتا گیا جس نے رسالہ ختم ہی کرا کر چھوڑا۔ ماشاء اللہ ہر پہلو سے کافی ہے خصوص جہاد مسیلمہ سے جو استدلال کی تقریر کی ہے عجیب اور بے نظیر ہے کہ طالب حق کے لئے تو سب دلائل سے مغنی ہیں پھر مرزا کے شبہات کا جواب دیکھ کر تو علوم سلف کا لطف آ گیا کہ قوت کے ساتھ سادگی اور بے تکلفی کو جمع کر دیا جزاکم اللہ تعالیٰ اس طرز کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر کرے آپ سے مسلمانوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا اشرف علی ۱۵/محرم ۴۶ھ۔

یہی بچی عبارت کافی تقریظ ہے۔

مکتوب: اذکار و اشغال و نماز وغیرہ میں دل نہ لگنے کی جو شکایت بوقت حاضری حضرت سے کی تھی وہ الحمدللہ کہ حضرت کے فیض صحبت سے تقریباً رفع ہوگئی۔

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار　　　کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

(اے ابر بہار چمن تیرے فیض کا شکر کیسے ادا کرسکتا ہے کانٹے ہوں یا پھول سب تیرے پروردہ ہیں)

بحمد اللہ! اب نماز و ذکر میں طبیعت لگتی ہے آخر شب میں بھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ طمانیت نصیب ہوجاتی ہے۔　　　جواب: مبارک ہو۔

مکتوب: لیکن دن بھر ایک کیفیت مسرت کی سی رہتی ہے جس میں مجھے تمیز نہیں ہوتی

کہ یہ اعجاب بالعبادہ ہے یا طاعت کے لازمی آثار میں سے ہے۔

جواب: تلک عاجل بشری المومن. (یہ مومن کے لئے نقد خوش خبری ہے) اعجاب امر اختیاری ہے اور یہ غیر اختیاری ہے سو اعجاب ہونے کا احتمال بھی نہیں۔

مکتوب: نیز آثار عبادت کے ظہور سے دل خوش ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاء ہے۔

جواب: اس میں بھی وہی فیصلہ ہے۔

مکتوب: کل بروز بدھ ۱۹/ شوال ۴۶ھ ان شاء اللہ آٹھ بجے صبح کو جہاز بمبئی سے روانہ ہو جائے گا جہاز کا نام دارا ہے مگر ہمارے لئے تو عالم اسباب میں صرف حضرت کی ہمت و دعا کا سہارا ہے یہی ہمارا دارا ہے یہی سکندر

ازما بجز حکایت مہرو وفا مپرس ماقصہ سکندر ودار انخواندہ ایم

(ہم سے محبت اور وفا کے قصوں کے علاوہ کچھ مت پوچھو ہم نے سکندر و دارا کے قصے نہیں پڑھے)

اس وقت ہندوستان سے ناکارہ خادم کا یہ آخری عریضہ ہے اگر حق تعالیٰ نے خیریت سے پہنچا دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد مکہ معظمہ سے یہ شرف حاصل کرسکوں گا دعا کی ضرورت تو ہر وقت ہے اور اس وقت بہت زیادہ ہے وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ (میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک وہ بندوں کو دیکھ رہا ہے) بدنام کنندہ چند نکونا مے احقر محمد شفیع از بمبئی ۱۸/ شوال ۴۶ھ

جواب: مشفقم السلام علیکم بسفر رفتنت مبارک باد سلامت روی وباز آئی۔ (آپ کا سفر میں جانا مبارک، سلامتی سے جائیں اور واپس آئیں) ان شاء اللہ تعالیٰ دعا سے نہ بھولوں گا اپنے لئے بھی ایک درخواست ہے جو عزیز محترم صاحبزادہ سے آپ کو معلوم ہوگی۔ اشرف علی۔

مکتوب: اگر کوئی ورد بھی فتن سے محفوظ رہنے کے لئے تحریر فرمادیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔

جواب: اللھم انا نعوذ بک من الفتن ماظھر منھا وما بطن. ا(اے اللہ میں ہر قسم کے فتنوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں چاہے ظاہر ہوں یا باطن)

مکتوب: نیز موجودہ فتنہ روزانہ ترقی پر نظر آرہا ہے، طلباء بھی اکثر اسٹرائیک میں شریک ہوگئے ہیں اور جو باقی ہیں وہ برابر ٹوٹ کر اس طرف جارہے ہیں سخت پریشانی ہے

امید ہے کہ جناب کے ارشادات باعث طمانیت ہوں گے۔

جواب: مولانا دوسرے کے افعال پر نظر ہی نہ چاہئے۔

القادر بقدرۃ الغیر لیس بقادر۔ (دوسرے کی قدرت کے سہارے قادر ہونے والا خود قادر نہیں سمجھا جاتا) اپنے افعال درست کر کے بے فکر ہو جانا چاہئے۔

مکتوب: گراموفون کے متعلق حضرت کا نہایت کافی وشافی مفصل والا نامہ باعث شفاء صدر و اعزاز ہوا لیکن ایک دوجگہ کچھ خلجان باقی رہ گیا ہے۔ حضرت کی عنایات کی وجہ سے عرض کرتا ہوں۔

جواب: عنایت کی کیا بات ہے یہ تو دین کی خدمت ہے' خدمت لینے والے کا میں خود ممنون ہوتا ہوں' خصوصاً جبکہ مقصود تحقیق ہی ہو کمار زقتم۔

خواب: تقریباً پندرہ روز گزرتے ہیں کہ احقر نے خواب میں دیکھا کہ میں آخر شب میں اٹھا ہوں آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو جانب شمال میں آسمان پر یا آسمان کے نیچے فضاء میں (اس میں شبہ ہے) نہایت خوشخط اور جلی قلم سے نور کی روشنائی سے ایک سطر میں یہ عبارت لکھی ہے محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ اس سے پہلے بھی کوئی لفظ جیسے مولوی یا اس کے مثل تھا جو مجھے یاد نہیں رہا اور بعد میں بھی دو لفظ کچھ اور تھے وہ بھی یاد نہیں رہے اُمید ہے کہ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے گا۔

تعبیر: مبارک ہو ان شاء اللہ تعالیٰ بشارت عفو ظاہر ہے۔

مکتوب: گزارش یہ ہے کہ حضرت کی توجہ کی برکت سے بفضلہٖ تعالیٰ اب ذکر میں اور خلوت میں دل لگتا ہے ہر وقت قلب کا یہی تقاضا رہتا ہے کہ کہیں علیحدہ بیٹھوں اور ذکر کروں نماز میں بھی الحمدللہ خطرات بہت کم ہو گئے ذکر سے اٹھنے کے بعد تو بالکل یہی جی چاہتا ہے کہ کسی سے نہ ملوں نہ کلام کروں۔

جواب: سب خیر ہے کہ مبارک ہو' دعائے برکت کرتا ہوں۔

مکتوب: آخر شب میں نوافل پڑھتے ہوئے جہاں کہیں قرآن کریم میں اس قسم کا مضمون آتا ہے **ھذا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ**. یہ نصیحت ہے جو چاہے اس نصیحت کو یاد کرلے (تو بے ساختہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے اللھم لانشاء الا ان شاء۔ (اے اللہ آپ کے چاہے بغیر ہمارے چاہنے کی کیا حقیقت ہے؟) اسی طرح دوسرے مواقع ترغیب وترہیب میں دعا کرنے کو جی چاہتا ہے ایسی حالت میں دل دل میں دعا کی جائے یا لفظ بھی کہہ سکتے ہیں۔

تحقیق: جس کا تقاضا ہو۔

مکتوب: بعض محض وساوس اور بے ضرورت خیالات ہوتے ہیں بالخصوص جب کبھی کچھ قرض ہو جاتا ہے یا کوئی معاملہ الجھتا ہے تو اس کی اور زیادتی ہوتی ہے پرسوں سے گھر کے آئے ہوئے چند خطوط کی بناء پر یہی صورت درپیش ہے قرض کے تقاضا کے چند خطوط پہنچے جن کی وجہ سے تشویش ہوئی اب گزارش یہ ہے کہ اس تشویش کی وجہ سے کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اس تجارت ہی کو چھوڑ دوں لیکن میری تنخواہ معاش کے لئے کافی نہیں (یعنی جس طرح اب گزر کرتے ہیں اس طرح کافی نہیں اگر مصارف میں کچھ تنگی کی جائے تو ہو سکتی ہے) اس کے متعلق حضرت کا جو ارشاد ہو اس پر عمل کروں)

تحقیق: چھوڑنا مناسب نہیں اور جس تعلق سے الجھن ہو وہ زیادہ مضر نہیں اگر کسی قدر انضباط کام کا ممکن ہو تو مصلحت ہے اور عارضی تشویش ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی رفع ہو جائیگی۔

خواب: نیز خواب میں ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت والا کے ساتھ دیکھتا ہوں کل دیکھا کہ حضرت احقر کے مکان میں ہیں اور کچھ ضعیف سے ہیں استنجا کے لئے جانا چاہتے ہیں کہ دفعتاً ایک غشی سے طاری ہوئی جس کے متعلق مجھے اس وقت یہ یقین نہیں کہ یہ کوئی حالت باطن ہے یا کسی مرض کے سبب سے ہے میں نے یہ حالت دیکھی تو بے ساختہ میری زبان سے آہ نکل گئی اور رونے لگا اور پھر حضرت کو اپنے سینے سے لگا کر اٹھا اور جائے قیام پر لے آیا یہ عجیب ہے کہ اس اٹھانے اور لانے میں ذرا ثقل مجھے معلوم نہیں ہوا پھر دیکھتا ہوں کہ بفضلہ تعالیٰ حضرت کی طرف آئے اور بالکل تندرست ہیں کوئی مضمون شائع کرنے کیلئے دے رہے ہیں۔

تعبیر: مبارک خواب ہے خصوصیات سے قطع نظر خود معیت کا مشاہدہ فال نیک ہے۔

خواب: نیز تین چار روز ہوئے احقر کی اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت گنگوہیؒ اور حضرت والا تینوں حضرات ہمارے مکان میں جمع ہیں اور کچھ مشورہ فرما رہے ہیں۔ تعبیر: ان کو مبارکباد دیجئے اس کی تعبیر کا کیا پوچھنا۔

مکتوب: وہ تشویش جو قرض اور معاملات تجارت کے متعلق قلب میں تھی الحمد للہ اب ایک گونہ رفع ہوگئی۔ جواب: اللہ تعالیٰ بقیہ کو بھی رفع فرمادے۔

مکتوب: کل آخر شب میں کچھ کسل غالب تھا لالٹین روشن کرنے کے بعد پھر لیٹ

گیا تو دفعتاً دیکھتا ہوں کہ حضرت والا کسی دوسرے شخص کو کوئی تنبیہ فرما رہے ہیں کہ کام نہیں کرتے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مجھے بھی سنانا منظور ہے یہ دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور سارا کسل وغفلت کافور ہو گیا وللہ الحمد' بندہ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است۔ (میں اس پیر میخانہ کا غلام ہوں جس کی مہربانی ہمیشہ رہتی ہے) تحقیق: مبارک ہو

مکتوب: آج عشاء کے وقت اہلیہ کے مکان میں تنہا ہونے کی وجہ اس انتظام میں دیر لگی کہ محلّہ میں سے کسی عورت کو یہاں بلا لیا جائے جماعت عشاء میں سے صرف قعدہ اخیرہ ملا اور پھر انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے تراویح بھی گھر میں پڑھنا پڑی جس سے سخت رنج ہوا۔

جواب: اس رنج میں بھی حکمت ہے طالبین کے اس سے درجے بڑھتے ہیں۔

مکتوب: آخر شب میں اٹھا تو گریہ طاری تھا' نوافل پڑھنا بھی دشوار ہو گیا۔

جواب: یہ بھی منجملہ اس کی حکمتوں کے ہے۔

مکتوب: احقر کا خیال مدت سے یہ تھا کہ اس وقت ایک اربعین۔ (ایک چلہ) خدمت اقدس میں گزارے اور اسی لئے قبل رمضان المبارک اس کی کوشش بھی کی کہ کسی طرح ۱۹ یا ۲۰ تاریخ شعبان تک پہنچ جائے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ بالآخر ۲۱ شعبان کو پہنچا اب والدہ صاحبہ کا تقاضا ہے کہ عید دیوبند کر' مجھے یہاں پر صبح وشام کی عید چھوڑ کر جانا ایک تو خود ہی گراں معلوم ہوتا ہے پھر یہ دیکھتا ہوں کہ ۲۹ رمضان المبارک کی شام کو بھی گیا تو یہ دن یہاں پہنچے ہوئے انتالیسواں دن ہے اگرچہ گھر سے نکلے ہوئے چالیسواں ہو جاتا ہے اس لئے بھی دل نہیں چاہتا۔

جواب: ان شاء اللہ اس میں بھی اربعین کی برکت میسر ہو گی گھر سے نکلنا انتظار صلوٰۃ صلوٰۃ اربعین میں داخل ہے۔

مکتوب: لیکن ہر حال میں حضرت کا فیصلہ واجب العمل ہے اس سے مطلع فرمایا جائے۔

جواب: والدہ کی خوشی اربعین سے بڑھ کر ہے پھر یہاں تو دونوں جمع ہو گئے کماذکر۔

مکتوب: والدین کے اصرار پر گھر جانے کا ارادہ کر لیا مگر جوں جوں وقت قریب آتا ہے حسرت بڑھتی جاتی ہے۔

جواب: یہ بھی نافع ہے گر نیست غیبتے ندھد لذتے حضور۔ (اگر دوری نہ ہوتی تو

حضوری کی لذت کا کیا احساس ہوتا؟)

مکتوب: نماز میں بالخصوص آخرشب میں ایک حظ عجیب ہوتا ہے اور کبھی کبھی گریہ جاری ہوتا ہے جو رکن صلوٰۃ شروع کرتا ہوں اس کو چھوڑنے کو اس وقت تک دل نہیں چاہتا جب تک بدن تھک نہ جائے بالخصوص سجدہ میں زیادہ ٹھہرنے کو دل چاہتا ہے۔

جواب: یہ تو بعض دفعہ بڑوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا اور کیا چاہئے۔

خواب: کل شب آخرشب میں جو بیدار ہوا تو ایک خواب دیکھ رہا تھا کہ میں اپنے مکان کی چھت پر ہوں اور وقت بین العشائین کا سا معلوم ہوتا ہے میں نماز عشاء کے لئے اٹھا تو دیکھتا ہوں کہ ہمارے مکان سے مشرق کی جانب میں آسمان پر نہایت جلی قلم سنہری حرفوں میں (یااللہ) لکھا ہوا ہے اس کے قریب دو تختیاں سنہری معلق ہیں جن پر کچھ تحریر لکھی ہے مگر دور سے پڑھی نہیں جاتی اور کچھ اور کلمات تختیوں سے علیحدہ بھی بخط طغری مختلف شکلوں میں لکھے ہوئے ہیں میں یہ تماشا دیکھ ہی رہا تھا کہ ان تختیوں میں سے ایک اپنی جگہ سے علیحدہ ہوئی اور میرے پاس مکان کی چھت پر آ کر رکھی گئی، میں دوڑا کہ اٹھاؤں لیکن دل میں یہ یقین ہے کہ اس لوح کا احترام ایسا ہی فرض ہے جیسے قرآن مجید کا اور یہ بھی خیال ہے کہ مجھے اس وقت وضو نہیں اس لئے ایک رومال سے پکڑ کر میں نے اس سنہری لوح کو اٹھایا اول نظر میں چند کلمات نظر پڑے جن میں سے (اللوح المحفوظ) بھی ہیں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ دولت تو حق تعالیٰ نے عطا فرما ہی دی ہے میں اس کو اطمینان سے بعد نماز پڑھوں گا تاکہ جماعت عشاء نہ جاتی رہے اس لئے اس لوح کو اپنے نماز کے تخت پر احتیاط سے رکھ کر نماز عشاء کو چلا گیا پھر آنکھ کھل گئی اگر تعبیر بیان فرما دی جائے تو قضا تعجب ہو کر باعث طمانیت ہوگا اور اگر حضرت کے مذاق کے خلاف ہو تو اتباع مذاق حضرت والا سب سے مقدم ہے۔

تعبیر: میرے خیال میں تو یہ قلب ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت کا نقش ثبت کر دیا گیا۔ مبارک ہو۔

مکتوب: کئی روز سے بطفیل حضرت والا یہ بات محسوس کر رہا ہوں کہ اپنے عیوب پر نظر ہونے لگی قدم قدم پر جو گناہ اور غیر مرضی افعال صادر ہوتے رہتے ہیں کرنے کے وقت معاً تنبہ ہو جاتا ہے جیسے کوئی بیدار کر دے اور الحمدللہ باز رہتا ہوں۔ **جواب**۔ مبارک ہو۔

مکتوب۔ احقر اپنے اندر عیوب وامراض محسوس کر رہا ہے (نتواں نہفتن درد از طبیباں)۔ (طبیب سے اپنی بیماری نہیں چھپائی جاسکتی) اس لئے دل چاہتا ہے کہ حضرت والا سے بتدریج عرض کر دوں لعل اللہ یرزقنی صلاحاً۔ (شاید اللہ تعالیٰ مجھے نیکی نصیب فرمادیں) ان میں ایک یہ ہے کہ اپنے اندر امراء کی طرف میلان معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی بڑا آدمی اپنی طرف ذرا مائل نظر آتا ہے تو مسرت ہوتی ہے یہاں تک تو صرف قلبی مرض تھا بعض اوقات اس کا اثر جوارح پر بھی اسطرح ظاہر ہوجاتا ہے کہ کوئی اچھا کام کرتے ہوئے اگر وہ سامنے ہے تو خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیکھ لے۔

جواب: ایسے وقت اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا اہتمام کے ساتھ استغفار کیا جاوے کہ وہ میرے اس میلان اور رعایت میلان کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بڑی غیرت کی بات ہے کہ وہ اس حالت میں مجھ کو دیکھیں اور اگر پوچھنے لگیں تو کیا جواب دوں گا اس سے خودبخود طبیعت ہٹ جاوے گی۔

مکتوب۔ احقر نے حضرت والا کی مجلس میں ملفوظات لکھنے شروع کئے لیکن اب یہ محسوس کرتا ہے کہ لکھنے کی طرف توجہ کرنے میں وہ حظ باقی نہیں رہتا جو محض سننے کی طرف توجہ کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ خیال گزرتا ہے کہ لکھنے سے دوسروں کا فائدہ متصور ہے مگر اپنا ضرر نظر آتا ہے۔

جواب: حظ مقصود بھی نہیں پھر جب بعد ضبط دوبارہ اسکا مطالعہ ہوگا اس سے زیادہ حظ مل جائیگا۔

مکتوب: احقر آج کل تربیت السالک کا مطالعہ کر رہا ہے ایک طرف خدام حضرت والا کے عجیب وغریب حالات وارادات دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اپنے جمود وخمود پر نظر پڑتی ہے تو حسرت ہوتی ہے ہر چند کہ یہ حالات مقصود نہیں لیکن امارات مقصود ہونے کی وجہ سے باعث تسکین ہیں اور فقدان کی صورت میں طبعاً تسحر وافسوس ہوتا ہے۔

جواب: نصوص سے بڑھ کر کوئی امارت نہیں جب نصوص شاہد ہوں قرب یا حصول مقصود کے تو دوسرے امارات کو جن میں التباس بھی ہوجاتا ہے لیکن کیا کریں گے راستہ یہی ہے جس پر سفر ہو رہا ہے اسی سے سب ہو رہے گا۔

مکتوب: مگر حضرت والا نے سابقہ پرچہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ (چندے انتظار کیا جائے اگر یہ خمود رفع نہ ہو تو پھر مشورہ دیا جائے گا)

جواب: میں نے جو چندے انتظار کو کہا تھا مقصود یہی تھا کہ اگر طبیعت حسب خواہش متاثر ہوگئی طبعی سکون ہو جاوے گا ورنہ عقلی سکون کا طریقہ بتلا دیا جاوے گا چنانچہ بتلا دیا کہ راستہ یہی ہے الخ نیز گاہے جمود و خمود ہی علاج ہوتا ہے بہت سے امراض کا اور خصوصیت کے ساتھ عجب و دعوے کا۔

مکتوب: آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ تھانہ بھون کی حاضری کے بعد سے بطفیل نظر کیمیا اثر یہ بات غیر معمولی طور پر محسوس کر رہا ہوں کہ اپنی حقیقت کا انکشاف اور اپنے عیوب کا استحضار بڑھ رہا ہے اور اب یہ حال ہے کہ خانقاہ میں داخل ہو کر جس پر نظر ڈالتا ہوں اپنے سے افضل پاتا ہوں اگرچہ یہ یقین ہے کہ یہ محض (تواضع گدا) ہے لیکن جہل مرکب سے نجات ہونا بھی غنیمت معلوم ہوتا ہے۔

جواب: صرف غنیمت ہی نہیں بلکہ مستقل نعمت۔

مکتوب: یہ ناکارہ بدنام کنندہ چند نکونامے اکثر جب اپنا کوئی حال لکھنے بیٹھتا ہے تو نفس پر اعتماد نہیں ہوتا کہ جس حال کو میں اس وقت محسوس کر رہا ہوں یہ واقعی میرا حال ہے یا کسی سنی یا دیکھی ہوئی بات کا تخیل اس لئے ڈرتا ہوں کہ خلاف واقع بیان نہ ہو جائے۔

جواب: الحمدللہ بہت مدتوں میں اپنے ایک دوست کی یہ حالت دریافت ہوئی جو بعینہ میری بھی حالت ہے خواہ کیسی ہی ہو مگر میرے ساتھ توافق کی ضرور دلیل ہے خیر دو تو ایک حالت میں شریک ہوئے۔

مکتوب: اور اسی بنا پر اکثر بہت سے وقتی احوال پیش کرنے میں کھٹک رہتی ہے جب تک کہ اس پر کسی حد تک استمرار نہ ہو اب معلوم نہیں کہ میرا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط۔

جواب: اگر میری بھی یہ حالت نہ ہوتی تو شاید جواب دے سکتا اب بجز اس کے کیا کہوں کہ اس کو میری سی حالت سمجھ کر صحیح سمجھئے اور میں آپ کی سی حالت سمجھ کر صحیح سمجھوں اگر صحیح بھی نہ ہو اے اللہ اس کو صحیح کر دیجیے۔

مکتوب: آخر شب کے نوافل میں الحمدللہ اکثر شوق و رغبت اور سکون و طمانیت نصیب ہوتا ہے اور بعض اوقات کیفیت گریہ حالت اضطرار کو پہنچ جاتی تھی لیکن چونکہ یہ حالت مستمر نہ رہتی اس لئے میں اس کو خمود ہی سے تعبیر کرتا تھا آج دفعتاً خیال ہوا کہ مبادا یہ ناشکری میں داخل ہو اس لئے

اصل حقیقت عرض کردی آخر شب میں طول قیام اور طول سجدہ میں ایک خاص لذت پاتا ہوں اور جس رکن کو شروع کرتا ہوں جب تک تھک نہ جاؤں اس سے منتقل ہونے کو جی نہیں چاہتا۔

جواب: مبارک ہو میرے لئے بھی اس کی دعا کیجئے۔

مکتوب: حضرت والا کی مجلس میں بھی دل طبعاً اسی طرف مائل ہوتا ہے کہ گم صم بیٹھا رہوں مگر لذت خطاب اس پر غالب آجاتی ہے نیز یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ حضرت والا سے جتنا قریب ہوتا ہوں اتنا ہی انوار و برکات قلب میں سکون وطمانیت کے رنگ میں پائے جاتے ہیں گھر سے زیادہ خانقاہ میں اور پھر خانقاہ کے اور اطراف سے حضرت کی مجلس میں اور پھر اطراف مجلس میں سے حضرت کے قریب میں بتفاوت درجات متفاوت معلوم ہوتے ہیں یہ تو وہ الطاف ہیں جو یقیناً اس ناکارہ کے کسی عمل کا ثمرہ نہیں بلکہ صرف حضرت والا کی عنایات کے نتائج ہیں۔

جواب: مطمئن رہئے کہ یہ بھی اسی کلی کی ایک جزئی ہے جس کو آپ نے اوپر کی سطروں میں الطاف ونتائج کی تعبیر کیا ہے بلکہ اس کے افراد میں سب سے اولیٰ اور اول ہے **اللھم زدفیہ**۔ جس کی حقیقت انکسار وافتقار واضطرار و فیہ قیل۔

جز خضوع و بندگی واضطرار' اندریں حضرت ندارد اعتبار۔ (خشوع وخضوع اور بندگی و بے چارگی کے سوا' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی چیز کا اعتبار نہیں)

مکتوب: حال اس ناکارہ آوارہ کا یہ ہے کہ اگر کبھی کسی وقت خواب غفلت اور خمود سے نجات ملتی ہے اور اپنی حقیقت پر نظر پڑتی ہے اور پھر حضرت حق جل وعلا کی عظمت کا تصور ہوتا ہے تو ایک عجیب حیرت کا عالم سامنے آجاتا ہے اور اپنے نفس کو محض مجبور پاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا سمندر کی موجوں میں ایک تنکا ہے جو می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست۔ (جہاں اس کا دل چاہتا ہے لے جاتا ہے) کا مظہر بنا ہوا ہے اپنا کوئی قول وفعل اپنا نظر نہیں آتا اس حالت میں اگر قرآن مجید پڑھتا ہوں تو فضائل کی ترغیب اور رزائل کی ترہیب پر یہ سوچتا ہوں کہ یا اللہ کچھ بھی میرے بس میں نہیں **الا ان یشاء اللہ** اور ایسے وقت اکثر یہ دعا کرتا ہوں:

اللھم ان قلوبنا ونو اصینا بیدک لم تملکنا منھاشیئافاذاانت فعلت ھذافکن انت ولینا۔ (اے اللہ یقیناً ہمارے دل اور ہماری پیشانیاں آپ ہی کے قبضہ میں ہیں آپ نے ہمیں ان میں سے کسی چیز کا مالک نہیں بنایا اے اللہ جب آپ نے ایسا کیا ہے تو آپ ہی

ہمارے مددگار بن جایئے) اور کبھی اللھم واقیة کو اقیة الولید. (اے اللہ ویسی حفاظت فرما جیسے نومولود کی حفاظت کی جاتی ہے) زبان پر آتا ہے البتہ یہ عجیب تر ہے کہ عین اس حالت میں جبر محض کا عقیدہ نہیں ہوتا اس انکشاف مجبوریت ومقہوریت کو وجدانی طور پر مسئلہ اختیار کا مزاحم نہیں سمجھتا ایک روز غلبہ مجبوریت وہیبت میں اپنے کو "بلبل ہوں پھر شکستہ فتادہ چمن سے دور" کا مصداق پاتا تھا اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا تھا۔

کیف الوصول الی سعاد و دونہا　　　قلل الجبال ودونہن خیوف

(شعار (محبوب) تک کیسے پہنچوں درمیان میں اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں اور ان سے پہلے خوفناک گھاٹیاں) یہاں تک غلبہ یاس ہونے لگا مگر الحمد للہ معاً رحمت الٰہیہ کی وسعت سامنے آ گئی اور ذہن اس طرح متوجہ ہو گیا کہ اپنی طاقت وقوت نے نہ اس حد تک پہنچایا ہے اور نہ آگے اس کی رسائی کی توقع ہے۔ جس رحمت نے یہاں دروازے پر لا ڈالا ہے وہی کسی روز مدد کرے گی تو سب کچھ ہو رہے گا۔

طاعت وتوفیق طاعت ہم زتو: ہم دعا زتو اجابت ہم زتو۔ (اطاعت ہو یا اطاعت کی توفیق سب تیری طرف سے ہے دعا (کی توفیق) بھی آپ کی طرف سے ہے اور اس کی قبولیت بھی آپ کی طرف سے)

جواب: الحمد للہ دریا میں حوض عطا ہوا یہ اسی کی موجیں ہیں جو زیر وزبر کر رہی ہیں اگر اس میں غرق ہو گئے یونس کی سنت نصیب ہوئی اور اگر پار ہو گئے موسیٰ کی سنت نصیب ہو گئی دونوں حالتیں مبارک ہیں میں تو بہت خوش ہوا اپنے احباب کے لئے ان ہی حالتوں کے معلوم کرنے کا مشتاق رہتا ہوں۔

مکتوب: کئی روز سے ارادہ کرتا ہوں کہ اپنا کوئی حال لکھوں تو حال بیحالی کے سوا کوئی سرمایہ پیش کرنے کے قابل نظر نہ آتا کیونکہ خانقاہ میں پہنچ کر جس پر نظر ڈالتا ہوں کام میں لگا ہوا دیکھ کر اپنی بیکاری وبیماری کا استحضار ہو کر بعض اوقات تو رونے کو جی چاہتا ہے مگر پھر حضرت کے الطاف وعنایات کی طرف نظر ہوتی ہے تو کچھ دل بڑھتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی ڈر لگتا ہے کہ میری اس سیہ کاری کے ساتھ حضرت کے الطاف کہیں مجھ پر حجت ہو کر نہ قائم ہوں الغرض اب حال یہ ہے کہ کچھ حال نہیں اور کام یہ ہے کہ کچھ کام نہیں۔

دوسرا عرض حال یہ ہے کہ احقر بعد التہجد یا بعد نماز فجر جب کسی ذکر وتلاوت میں مشغول ہوتا ہے تو اکثر بین النوم والیقظہ مختلف صورتیں اور خواب کے طرز پر واقعات دیکھتا ہے بارہا حضرت والا کو بھی خطاب کرتے ہوئے دیکھا جو اس وقت یاد نہیں رہا پرسوں دیکھا کہ مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی میرے پاس کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہمت وتوفیق کا نسخہ لینا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ ضرور میں اسی کا خواستگار ہوں میں متنبہ ہو گیا غالباً کل دیکھا کہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے غلبہ نوم ہونے لگا تو حضرت والا کسی قدر عتاب کی صورت میں سامنے تشریف فرما ہیں فوراً چونک کر کام میں مشغول ہو گیا۔

جواب: اول حال سے آخر تک یہی امارات ہیں قطع مسافت کے جس پر وصول مرجو ہے ان شاءاللہ تعالیٰ، بجوشید ونوشید ومستی کنید۔ (اُبلتے رہئے، پیتے رہئے اور مست ہوتے رہئے)

مکتوب: تہجد کے بارہ میں احقر کی عادت یہ تھی کہ کم از کم نصف پارہ اور زیادہ سے زیادہ ایک پارہ آٹھ رکعتوں میں روزانہ پڑھتا تھا پھر اکثر نشاط نصیب ہوتا تو سجود ورکوع میں بھی دیر لگتی اسی لئے اکثر وقت اسی میں خرچ ہو جاتا تھا اور ذکر کی مقدار اس لئے بہت کم ہوتی تھی پرسوں ترسوں حضرت والا سے یہ سنا کہ مبتدی کے لئے کثرت ذکر زیادہ نافع ہے اسی لئے بعض مشائخ نے تہجد میں صرف سورۃ اخلاص پر اکتفا کرنے کا مشورہ دیا ہے اس وقت سے یہ خیال ہے کہ اس کا پابند ہو جاؤں کیونکہ ذکر اسم ذات جو قصد السبیل میں عالم مشغول کے لئے بارہ ہزار مرتبہ تجویز فرمایا گیا ہے احقر سے ایک دن بھی بارہ ہزار پورا نہیں ہو سکا۔

جواب: اس احتمال کا خطور نہایت نافع اور ضروری تھا چنانچہ واقعی وہ عام قاعدہ آپ کی حالت کے مناسب نہیں آپ تہجد میں اختصار نہ کریں ذکر میں اختصار ہو جاوے اکثار ذکر سے جو مقصود ہے وہ بفضلہ تعالیٰ آپ کو تقلیل میں بھی حاصل ہے۔

عرض: ایک عرض یہ ہے کہ اگر بلا تکلیف وتامل ممکن ہو تو احقر کے لئے کوئی مختصر جامع نصیحت کا جملہ تحریر فرما دیا جائے جو اس طریق میں احقر کی مدد کر دے۔

جواب: میرے تجربہ سے جو چیز سب سے زیادہ نافع ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں ایک گھڑی رہنے کا بھی بھروسہ نہیں وہاں کے لئے تیار رہنا چاہئے **وھو الذی امربہ فی الحدیث اذا اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء واذا امسیت فلا تحدث**

نفسک بالصباح وعدنفسک من اصحاب القبور۔ (یہ وہی بات ہے جس کا حدیث میں حکم دیا گیا کہ ''جب صبح ہو تو شام کا غالب گمان نہ رکھو اور جب شام ہو تو صبح کا غالب گمان نہ رکھو اور اپنے آپ کو اصحاب القبور (مردوں) میں شمار کرو)

مکتوب: اس ناکارہ وآوارہ غریق فی المعاصی والغفلۃ کا حال یہ ہے کہ آخر شب میں تین بجے اُٹھنے کا معمول ہے مگر کسل کی وجہ سے اکثر دیر ہو جاتی ہے اور اسی وقت سے انضباط اوقات میں خلل پڑنا شروع ہو جاتا ہے ذکر جہر جو بعد التہجد معمول ہے وہ اکثر بالکل یا نصف رہ جاتا ہے پھر صبح کی نماز کے بعد نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو سو رہنے کے سوا چارہ نہیں ہوتا اُٹھ کر اگر تلاوت قرآن کا معمول جو تین پارے ہے اگر پورا کرتا ہوں تو ذکر باقی ماندہ رہ جاتا ہے اور اگر ذکر میں مشغول ہوں تو اکثر تلاوت کم ہوتی ہے غرض یہ کہ بتلائے غفلات ولذات یہاں آ کر بھی الان کما کان۔ (جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب بھی ہے) کا مصداق ہے۔

جواب: ایسے حالت وانقلابات اکثر پیش آتے ہیں کام میں لستم پستم لگا رہنا چاہئے۔

مکتوب: حضرت والا نے احقر کو ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی ہے اور یہی جاری ہے لیکن ذکر کے وقت اکثر ذہن اس مفرد نام پر اکتفا نہیں کرتا تصور میں اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی' اللہ حسبی۔ (اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' اللہ میرے ساتھ ہے' اللہ مجھے کافی ہے) وغیرہ جملے کبھی اختیار سے اور کبھی بے اختیار پیدا ہو جاتے ہیں۔

جواب: یہ زیادہ مطلوب ہے۔

مکتوب: پرسوں ترسوں یہ صورت پیش آئی کہ لفظ اللہ کے ساتھ حسبی وغیرہ کا تصور ذہن میں تھا دفعتہ قلب میں یہ آیت وارد ہوئی وما مسنا من لغوب۔ (سورۃ ''ق'' کی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے ''اور ہمیں کچھ تکان نہیں ہوئی'') پھر معلوم نہیں کہ یہ محض تخیل تھا یا کچھ اور اسی طرح ایک روز ذکر کرتے ہوئے ہلال نو کی صورت سامنے آئی مگر اس کی روشنی نہایت قوی اور دل خوش کن تھی جو ابتدائی تاریخوں کے ہلال میں عادتاً نہیں ہوتی۔

جواب: ایسے حالات اہل طریق کو پیش آتے اور محمود ہیں گو مقصود نہیں۔

مکتوب: ان دنوں غلام زادہ کی علالت (محمد زکی سلمہ مراد ہیں) اس قدر طویل اور شدید ہوئی کہ دن رات میں کوئی گھنٹہ بھی اطمینان نہ ملا مجھے اس بچہ سے زیادہ انس ہے

طبیعت نہایت بے چین رہی۔

جواب: یہ بھی مجاہدہ تھا جو باطن کو نافع ہوتا ہے۔

مکتوب: حق تعالیٰ کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ اس نے حضرت کی دعا سے ان مختلف شدید امراض کی الجھنوں سے نکال دیا۔

جواب: یہ مشاہدہ ہے نعمت کا جو صحت اصل کے زمانہ میں نظر سے غائب تھا اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہے۔

درد از یارست ودرماں نیز ھم　　　　دل فدائے اوشد وجاں نیز ھم

(درد بھی دوست کی طرف سے ہے اور دوا بھی اسی کی طرف سے دل بھی اس پر قربان جائے اور جان بھی)

مکتوب: اس کے بعد تعطیل عید الاضحیٰ پر ارادہ حاضری کو محول کیا تھا جس کا ہر روز اسی خیال میں گزر گیا کہ آج چلا جاؤں لیکن آج تعطیل کا صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے۔

جواب: بعد صوری بعض اوقات قرب معنوی کو زائد کر دیتا ہے

فان اصل القرب المحبة وقد تزید المحبه فی البعد الظاهری.

مکتوب: قوت وصحت کے کم ہو جانے سے اکثر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آکر حسرت ہوتی ہے کہ **نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ**. (دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں پڑے رہتے ہیں ایک صحت اور دوسرے فراغت (فرصت) اب جی چاہتا ہے کہ کوئی دین کا کام کروں مگر ضعف اور کسل سے مجبور ہونا پڑتا ہے۔

جواب: غالباً اس حدیث کی تفسیر میں ذہن کو کچھ ذھول ہوا اگر اس کی تقریر لکھ کر مع اس خط کے بھیجئے تو پھر میں کچھ عرض کروں اور آپ کے تردد کا جواب اسی پر موقوف ہے۔

مکتوب: ادھر مدرسہ کے حوادث وفتن بھی باوجود انتظامی امور سے بالکل یکسو ہونے کے طبعی طور پر رنج دہ ہو رہے ہیں۔　　جواب: طبعی امر ہے۔

مکتوب: اس وقت دہلی سے آکر یہ معلوم ہوا کہ حضرت والا نے (دار العلوم کی سرپرستی سے استعفاء دے دیا ہے تو اس رنج وتکلیف کی حد نہ رہی۔

جواب: ہرگز عقلاً رنج نہ ہونا چاہئے کیونکہ اس میں خود مدرسہ کی مصلحت ہے کسی

موقع پر عرض کر دوں گا یا اس کے قبل مشاہدہ ہو جائے گا۔

مکتوب: اب تو یہی جی چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ میرے لئے بھی کوئی ایسی صورت فرما دیں کہ اس بند سے خلاصی ہو۔

جواب: اس کو "بند" کیوں سمجھا جائے اگر خلاف طبع بھی کوئی امر ہو تو اس کو "پند" سمجھئے۔

مکتوب: اسکی تفصیل معلوم نہیں ہوئی کہ حضرت والا کے استعفا کے جدید اسباب کیا ہوئے۔

جواب: ابھی میں نے بجز مولوی طیب کے کسی پر ظاہر نہیں کیا مصلحت مدرسہ کے خلاف ہے چندے اور دیکھ لوں پھر آپ سے بھی ظاہر کر دوں گا۔

مکتوب: لیکن ملازمت مدرسہ سے سخت دل برداشتہ ہے۔

جواب: ہرگز ہرگز ایسا خیال نہ کیا جائے مدرسین کا ان قصوں سے کیا تعلق۔

اجازت بیعت و تلقین

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

مشفقی مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند سلمہ اللہ، السلام علیکم

بے ساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو مع دوسرے بعض احباب کے بیعت و تلقین کی اجازت ہو پس توکلا علی اللہ اس وارد پر عمل کرنے کے لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق آپ سے اس کی درخواست کرے تو قبول کر لیں اس سے متعلم کے ساتھ معلم کو بھی نفع ہوتا ہے میں بھی دعا کرتا ہوں اور اپنے خاص محبین پر اس کو ظاہر بھی کر دیجئے بنظر احتیاط بیرنگ لفافہ بھیجتا ہوں۔ والسلام۔ بندہ اشرف علی از تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

مکتوب: والا نامہ گرامی صادر ہوا دیکھ کر حیرت میں رہ گیا کہ ناکارہ و آوارہ شفیع اور بیعت و تلقین کی اجازت "صلاح کار کجا و من خراب کجا" (اصلاح حال کہاں، اور مجھ جیسا تباہ حال کہاں) میں تو واللہ باللہ کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا بھی سلیقہ نہیں رکھتا سلوک کے ابتدائی مراحل سے بھی روشناس نہیں کسی دوسرے کو کیا تلقین کروں گا اور پھر ایسا کون بے وقوف ہوگا جو مجھ سے درخواست بیعت کرے گا بار بار والا نامہ کو دیکھتا اور اپنی سیہ کاری پر نظر کرتا ہوں تو حیرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور یوں معلوم کہ مجھ جیسے غفلت شعار سیہ کار کو

اتنے بڑے منصب سے نوازنا کہیں اس منصب کی بدنامی کا سبب نہ ہو اسی خیال سے یوں جی چاہتا ہے کہ اس کی اشاعت نہ ہو تو اچھا ہے۔

جواب: یہی تو بنا ہے اس اجازت کی کہ آپ اپنے کو ایسا سمجھتے ہیں۔

مکتوب: اس والا نامہ کے بعد سے ہر قدم پر اپنی ناکارگی کا مزید احساس ہونے لگا۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا۔

مکتوب: جب سے حضرت والا نے خطاب خاص سے معزز فرمایا ہے میری سست اور کمزور طبیعت کے لئے ایک تازیانہ ہو گیا ہے کسی وقت اس کا تصور ذہن سے نہیں جاتا کہ مجھ جیسا ناکارہ وآوارہ طریق سے قطعاً ناآشنا اور بزرگوں کی یہ عنایات کہیں مجھ پر حجت نہ ہوں بالخصوص جب سے دیوبند میں غیر اختیاری طور پر اس کا چرچا ہوا ہے ہر وقت اس سے ڈرتا ہوں کہ لوگ مجھے دیکھ کر میرے بزرگوں کو بدنام کریں گے اس کا الحمدللہ اتنا فائدہ بھی ہوا کہ گناہوں سے بچنے کی کچھ ہمت بڑھ گئی اور نماز میں کچھ منجانب اللہ تعالیٰ حضور کی ایک کیفیت پیدا ہونے لگی جو پہلے نہیں تھی بلکہ پہلے یہ کیفیت گاہ گاہ ہوتی تھی اور اب الحمدللہ اکثر رہنے لگی۔ جواب: مجھ کو یہی امید تھی۔

مکتوب: احقر نے اپنے ایک سابق عریضہ میں حدیث مغبون فیھما کثیر من الناس الصحة والفراغ الحدیث لکھ کر اپنی کمزوری و بیماری کی وجہ سے اظہار حسرت کیا تھا میرا یہ خیال چونکہ حدیث کے معنی غلط سمجھنے پر مبنی تھا حضرت والا نے تنبیہ فرمائی تھی اور دریافت کیا تھا کہ اس کی تفسیر تیرے ذہن میں کیا ہے سو عرض ہے کہ اس حدیث کی تفسیر احقر کے خیال میں یہ تھی کہ بہت لوگ ان دونوں گرانقدر نعمتوں کی وقت پر قدر نہیں کرتے اور بیکار کھو دیتے ہیں بعد میں افسوس وندامت کا شکار ہوتے ہیں جو غیر نافع ہے حضرت والا کی اس تنبیہ سے کچھ تنبہ ہوا اور خیال ہوا کہ غالباً اس کا جزو ثانی یعنی تعقیب حسرت وندامت حدیث کا مدلول نہیں بلکہ مقصود حدیث صرف یہ ہے کہ ان دونوں نعمتوں کی ان کے وقت میں قدر کرنی چاہئے اور ان سے کام لینا چاہئے۔ جواب: یہی مقصود ہے اور مدلول

مکتوب: نہ یہ کہ بعد الفوت اس کے فوات پر حسرت وغم میں مبتلا ہوں۔

جواب۔ یہ حدیث کا مدلول نہیں ہے مستقل مسئلہ ہے۔

مکتوب: دعا و ہمت سے دستگیری کی احتیاج بھی اور زیادہ محسوس ہونے لگی۔

جواب: میں حاضر ہوں۔

مکتوب: یہاں تو ہنوز روز اول ہے۔

جواب: نہایت کی تفسیر عود الی البدایۃ (کمال کا مطلب ہی ابتداء کی طرف لوٹنا ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ یہ روز اول وہی ہدایت ہے۔

مکتوب: مگر الحمد للہ حضرت والا کی عنایات قدیمہ اور منن جسیمہ کے طفیل سے حضرت اقدس کا تصور کبھی قلب سے نہیں جاتا اور اسی کو سرمایہ سعادت سمجھتا ہوں اور اس کو بھی محض حضرت والا کی عنایات کا فیض سمجھتا ہوں ورنہ اپنے اعمال واحوال تو اس قابل کہاں ہیں۔

من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم (میں اس قابل کہاں کہ اس معطر دل میں میرا گذر ہو)

جواب: یہی احوال ہیں جن کے لئے بے ساختہ دل سے نکلتا ہے۔

احوال یہ اللہ کرے اور زیادہ

مکتوب: الحمد للہ تعالیٰ نماز میں بہ نسبت سابق حضور اور دلجمعی کی کیفیت اکثر پیدا ہو جاتی ہے اور ہر کام میں اور ہر حال میں یہ دھیان اکثر رہنے لگا ہے کہ یہ سب حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہیں اسی لئے لوگوں کی دوستی ودشمنی کی طرف زیادہ التفات نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے بڑی راحت میں ہوں۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ استقامت بھی ہوگی اور ترقی وبرکت بھی ہوگی۔

مکتوب: ایک گزارش ہے کہ عرصہ سے پابندی جماعت میں اکثر قصور ہو رہا ہے ہر نماز کے لئے مستقل ارادہ کرتا ہوں کہ وقت سے پہلے مسجد میں پہنچوں لیکن کچھ مشاغل کی کثرت سے اور کچھ غفلت اور شرارت نفس سے اکثر دیر ہی ہو جاتی ہے۔

جواب: خاص طور پر ہمت کی حاجت ہے' سہل یہ ہے کہ بہت پہلے سے تیار ہو جانا چاہئے اور پھر چاہے اسی کام میں لگ جائیں اگر اس قابل کام ہو مسجد میں بیٹھ کر کر لیں۔

مکتوب: بہ نسبت مفرد اسم ذات کے کلمہ طیبہ کا ذکر زیادہ پسند ہے۔

جواب: یہی میرا مذاق ہے خود بھی اس پر عمل ہے۔

مکتوب: اس کے علاوہ جب کبھی کچھ فراغت ملتی ہے بارہ تسبیح معمول مشائخ کو جی

چاہتا ہے اور تمام عبادات میں نوافل کی طرف طبعاً زیادہ رغبت ہے۔

جواب: وہ بھی ذکر ہی ہے۔

خواب: کل شب جمعہ میں سحر کے بعد احقر لیٹا ہوا تھا اور اذان کی آواز سن رہا تھا کہ بین النوم والیقظہ (سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں) دیکھا کہ مرشد المرشدین سید الواصلین حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کی قبر شریف کسی مکان میں ہے جس کے متعلق یہ خیال ہوا کہ یہ تھانہ بھون ہی میں ہے قبر شریف خام مٹی کی بنی ہوئی ہے (علی خلاف مازرتہ فی مکۃ المکرمہ) (مکہ مکرمہ میں قبر کی جیسی زیارت کی تھی اس کے برخلاف) اور دیکھا کہ قبر شریف سرہانے کے جانب سے کچھ شکستہ ہے میرے مرشد حضرت والا دامت برکاتھم اپنے دست مبارک سے اس کی اصلاح و مرمت فرما رہے ہیں اور یہ ناکارہ خادم حضرت کے ساتھ مٹی جمانے میں شریک ہے۔

تعبیر: سر اصول میں سے ہے حضرت کے اصول کو بعض نافہم شکستہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کی توفیق بخشیں۔

مکتوب: عرض حال اس بے احوال و اعمال کا یہ ہے کہ خانقاہ میں حاضر ہو کر بھی باوجود یہ کہ ہر وقت کام کرنے والوں کو دیکھتا ہوں کچھ کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی البتہ حسرت ہے اور اس کی امید کہ ''لعل اللہ یرزقنی صلاحا'' (شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیکی عطا کر دیں) دیوبند سے مع اہل و عیال شدرحال کرنے کی وجہ سے ایک چرچا ہوتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ عبادت و ریاضت کے لئے جا رہا ہے اور یہاں دونوں کا صفر ہے ڈرتا ہوں کہ ''یحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا'' (جو کام نہیں کیا اس کی تعریف کے خواہشمند ہیں) کی فہرست میں نہ آ جاؤں اور یہ میری حاضری مجھ پر حجت نہ ہو جائے۔

جواب: کس دھندے میں پڑ گئے بقدر وسع کام کئے جائیں جو کوتاہی ہو جائے استغفار سے تدارک کیجئے جب مربی دیکھتا ہے کہ بچہ دوڑ کر آنا چاہتا ہے مگر گر گر پڑتا ہے اس وقت وہ اس کو آغوش میں اٹھا کر مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

''گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید خیرہ یوسف وار می باید دوید (اگرچہ بظاہر (بچ نکلنے کا) عالم میں کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا لیکن حضرت یوسفؑ کی طرح دوڑ لگا دینی چاہئے (راستہ خود کھل جائے گا)

مابدان مقصد عالی نتوانیم رسید   ہاں مگر پیش نہد لطف شما گامے چند

(ہم اس بلند منزل تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اگر آپ کا لطف چند قدم ہمارا ساتھ دے (تو منزل کچھ دور نہیں)

مکتوب: احقر حضرت گنگوہیؒ کے مزار پر دو مرتبہ حاضر ہوا اور اسی طرح حضرت شیخ کے مزار پر بھی، پہلی مرتبہ میں کوئی خاص اثر محسوس نہ تھا مگر دوسری مرتبہ حضرت گنگوہیؒ کے مزار پر یوں محسوس ہوتا تھا کہ غایت شفقت سے متوجہ ہیں۔ جواب: تعجب ہی کیا ہے۔

مراز ندہ پندار چوں خویشتن

من آیم بجان گر تو آئی بہ تن' (مجھے اپنی طرح ہی زندہ سمجھو' تم اگر جسم کے ساتھ آؤ گے تو میں روح کے ساتھ آؤں گا)

مکتوب: اور وہ کیفیت جس کی شکایت حضرت والا سے کی تھی الحمد للہ اسی وقت سے رفع ہو کر رقت وانبساط کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ جواب: مبارک ہو۔

مکتوب: یہاں آ کر جس دم بھی کرنا شروع کیا کئی روز سے کرتا ہوں مگر ہنوز تین منٹ سے زائد کی طاقت نہیں ہوتی جس میں تقریباً سو مرتبہ اسم ذات ہو جاتا ہے حسب ارشاد تین مرتبہ کرتا ہوں مگر زیادہ کرنے پر بھی قدرت پاتا ہوں۔

جواب: کچھ سانس زیادہ کر لیجئے مثلاً دو

مکتوب: اور اس کے بعد دیر تک یہ اثر محسوس کرتا ہوں کہ ذکر کی رغبت اور اختلاط و مکالمہ سے نفرت تقریباً بدرجہ اضطراب ہو جاتی ہے۔

جواب: الحمد للہ علی النفع (الحمد للہ کہ نفع ہوا)

مکتوب: صبح کو ذکر بارہ تسبیح میں اکثر ایک نعاس کی سی کیفیت پیدا ہو کر مختلف آوازیں اور مختلف اشکال نظر پڑتی ہیں نعاس بھی اس درجہ کی کہ ذکر بند نہیں ہوتا بلکہ آواز کا نغمہ بھی نہیں بدلتا۔

جواب: خیر تربیت کا یہ بھی ایک طریقہ ہے جس کا سامان غیب سے ہو گیا۔

مکتوب: گنگوہ میں خانقاہ کی مسجد میں بعد نماز صبح ذکر میں مشغول تھا تو دیکھا کہ کوئی بزرگ معاملات مدرسہ کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی فکر کی چیز نہیں صرف بیس دن کی بات ہے (ہذا او مثلہ تقریباً) پرسوں ترسوں ایسے ہی حال میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو دیکھا کہ نہایت شاداں وفرحاں آ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ معاملات مدرسہ کے

متعلق بشارت دے رہے ہیں۔ جواب: اللہ صادق کرے۔

مکتوب: کل اسی صورت میں ایک اور عجیب سی صورت نظر آئی دیکھا کہ کسی ہندو کا سر کٹا ہوا میرے سامنے رکھا ہے (اگر یہ محض متخیلہ کے مخترعات نہیں اور اس کی حقیقت پر احقر کو مطلع کرنا خلاف مصلحت بھی نہ ہو تو اس عجوبہ کی تعبیر معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے۔

جواب: زیادہ تر اثر ہے ہندوؤں کا نیا رنگ اس کا سر کٹنا اس رنگ کا فنا ہونا ہے ان شاءاللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

مکتوب: الحمدللہ کہ احقر کو ان چیزوں کی طرف التفات نہیں ہوتا بلکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ حاجب مقصود نہ ہوں اور اس لئے عرض بھی کیا ہے کہ اگر یہ کوئی مضر صورت ہے تو اس کا علاج ارشاد فرمایا جائے۔

جواب: ھو ترک الالتفات فحسب (بس ترک التفات ہی چاہئے)

مکتوب: ایک حال کچھ دنوں سے یہ ہے کہ میرے سامنے میری کوئی کتنی ہی مدح کرے اس کا ذرا اثر نہیں ہوتا بلکہ (خجل از پائے زشت خویش) (اور وہ (مور) خود اپنے بدصورت پاؤں سے شرمندہ ہے) کی کیفیت ہو جاتی اور یہ خیال ہوتا ہے کہ۔

وکیف تنام العین وھی قریرۃ　　　ولم تدرفی ای المحلین تنزل

(آنکھ پرسکون ہو کر کیسے سو جائے؟ جبکہ یہی پتہ نہیں کہ جنت اور دوزخ میں سے کہاں جا کر ٹھہرنا ہے)

مدح کے متعلق تو الحمدللہ یہ کیفیت ہے مگر مذمت و تقبیح کا اثر طبیعت پر اب بھی کافی ہوتا ہے گو جذبہ انتقام کو محکوم صبر کر دینے پر الحمدللہ قدرت ہو جاتی ہے وما ذالک الا بفضل عنایاتکم السامیۃ۔ (یہ سب کچھ آپ کی بلند و بالا توجہات وعنایات کی بدولت ہے) (وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم) (ورنہ میں تو وہی خاک (مٹی) ہوں جو کہ تھی)

جواب: یہ سلامت فطرت کی دلیل ہے۔

مکتوب: ایک اور حال یہ ہے کہ ایک مدت سے حضرت والا کی توجہات کو ایک شعاع نوری کی شکل میں متشکل اس طرح کا محسوس پاتا ہوں کہ حضرت کی سمت سے نکلتی ہے اور اس نالائق خادم کے قلب پر پہنچتی ہے اور اس رشتہ کی وجہ سے میں کسی شہر میں کسی جگہ ہوں

حضرت کی جائی اقامت کی سمت کو بغیر کسی غور وفکر کے محسوس کرتا ہوں اور ایک ایسا جاذبہ پاتا ہوں جیسے قطب نما کو جانب قطب' اور بعض اوقات تو اس کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ شام کو جنگل کی طرف نکلتا ہوں تو یوں جی چاہتا ہے کہ تھانہ بھون کی سمت اختیار کروں تا کہ جس قدر بھی قرب ہو اور بعد کم ہو غنیمت سمجھوں۔ جواب: یہ مناسبت تامہ کا اثر ہے۔

مکتوب: جس وقت زائد از حاجب مکالمہ ومخالطت سرزد ہو جاتی ہے اسی وقت سے ان سب حالات میں کمی محسوس ہونے لگتی چنانچہ آج شب سے بھی یہی صورت ہو رہے ہیں رات کو دیر سے سونا ہوا آخر شب کی نفلیں ناغہ ہوگئیں وقت ضحیٰ میں قضا کی۔

جواب: ایسے امور سب کو پیش آتے ہیں۔ ان شاءاللہ سب خیر ہے' دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: جب سے تعلیم کا کام شروع ہوا ہے بارہ تسبیح کا ورد مکمل نہیں ہوتا آخری دو چار تسبیحات باقی رہ جاتی ہیں اور چونکہ خلوت بھی کم ملتی ہے قلب کی وہ اگلی سی کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔

جواب: ایسے تقلبات واسباب تقلبات سب کو پیش آتے ہیں جس سے اصل مقصود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

مکتوب: حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے مدینہ طیبہ کو قاصد برائے ابلاغ اسلام بھیجنے کی روایت اب تک متداولہ میں تو نظر نہیں آئی لیکن خلاصہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ جو جلیل القدر محدث سمھودی کی تصنیف ہے اس میں اس روایت کو نقل کیا ہے جن کے الفاظ علیحدہ پرچے پر لکھ کر ملفوف ہیں تا کہ اگر ضرورت ہو تو اپنے پاس رہنے دیا جائے۔

جواب: رکھ لیا اور غنیمت سمجھا ابن تیمیہ کو خیالی خطاب ہے۔

مکتوب: نیز آداب الاخبار میں جو حضرت نے ایک کلیہ تحریر فرمایا ہے کہ ہر کلام کے قلم سے لکھنے کا وہی حکم ہے جو زبان سے کہنے کا بل ہو اشد' اس کے متعلق عمدہ القاری شرح صحیح میں نیز شرح فارسی للمشکوٰۃ شیخ عبدالحق دھلوی میں حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ الحدیث کے تحت میں نقل صریح نظر پڑی اس کے الفاظ بھی اسی پرچہ پر نقل کر کے مرسل ہیں۔ جواب: وہ بھی ذخائر میں رکھ لیا۔

مکتوب: یہ ناکارہ خدام بدنام کنندہ چندنکونام کسی وقت بھی کثرت ذکر وحلاوت فکر سے کسی معتد بہ وقت کے لئے بہرہ اندوز نہیں ہوا جس کا سبب یہی ہے کہ۔

ماندا ریم مشامے کہ تو انست شنید ورنہ ہر دم وزد از گلشن وصلت نفحات

(ہم وہ حواس نہیں رکھتے کہ سونگھ سکیں، ورنہ آپ کے گلشن وصل سے تو ہر وقت خوشبودار ہوائیں چلتی ہی رہتی ہیں)

لیکن جس طرح تھا افتاں خیزاں چل رہا تھا مگر ایک عرصہ سے یہ کیفیت ہے کہ اول تو علائق ومشاغل سے فرصت نہیں ہوتی اور جو کوئی مختصر سا وقت قبل از نماز صبح ذکر کے لئے رکھا ہے اس میں بھی نیز بعد نماز صبح بھی جب ذکر کے لئے بیٹھتا ہوں اس قدر غلبہ نوم ہوتا ہے کہ معمول پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اس میں ضعف قوی اور طاقت سے زائد کام دن میں کرنے کو بھی شاید دخل ہو مگر زیادہ تر محض کسل وغفلت معلوم ہوتی ہے امید کہ دعاء سے دستگیری فرمائی جائے گی اور اگر کوئی علاج بھی ارشاد ہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جواب: دعا بھی کرتا ہوں اگر وقت یا مقدار ذکر کی بدل دی جائے نفس مقصود حاصل رہے لگے لپٹے رہنے سے حرمان نہیں رہتا پھر بھی کسل کا شائبہ یا شبہ ہو متفرق اوقات میں استغفار سے تدارک کرتے رہنا چاہئے اور یاس و پریشانی کو نہ آنے دینا چاہئے۔

مکتوب: ایک ضروری عرض اس وقت یہ ہے کہ مدرسہ میں موجودہ مفتی صاحب کے متعلق ارباب حل وعقد کو عام شکایت ہے اس لئے وہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں پہلے بھی اس سلسلہ میں ایک مرتبہ میرا نام لیا گیا تھا مگر نامکمل بات ہو کر رہ گئی تھی اس مرتبہ پھر یہ سلسلہ اٹھا ہے اور یہاں اکثر حضرات مجھے اس کام کے لئے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔

جواب: قبول کر لینا چاہئے حدیث ان اکرھت علیھا اعنت علیھا (اگر تمہیں زبردستی یہ کام سپرد کر دیا گیا تو منجانب اللہ تمہاری مدد ہوگی (اصل حدیث کے لئے دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح باب النذ ور والایمان الفصل الاول اور کتاب الامارۃ کی الفصل الاول) اوکما قال میں وعدہ ہے۔

مکتوب: ترجمہ قرآن مجید شروع کرانے کے بعد سے یہ عجیب بات محسوس کرتا ہوں کہ جو تکلیف ومحنت مجھے مدرسہ کے چھ سبق میں ہوتی تھی اب ایک اور سبق اضافہ ہو جانے کے باوجود اتنا تعب محسوس نہیں ہوا اور قوت وغفلت کی بھی جو کیفیت پہلے تھی اب اتنی نہیں معلوم ہوتی۔

جواب: ہذا من برکات القرآن ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (یہ قرآن کی برکات میں سے ہے ان شاء اللہ تعالیٰ)

حضرت قدس سرہ نے زوجہ مفقود کے متعلق اپنا ایک فتویٰ دارالعلوم دیوبند میں تصدیق کے لئے احقر کی معرفت بھیجا تھا اس پر یہاں کے حضرات کے دستخط کرا کر واپس کیا بعض مواقع میں کچھ شبہات تھے ان کی نشاندہی کے لئے احقر نے عریضہ لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مکتوب: یہ معمولی شبہات تھے جو اس لئے عرض کر دیئے کہ حضرت والا کی عادت شریفہ معلوم ہے کہ بار خاطر نہ ہوگا۔ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

اور دوسری ضروری گذارش یہ ہے کہ آخر شب کی نفلیں بالکل ناغہ ہو رہی ہیں گھڑی میں الارم لگا کر رکھتا ہوں آنکھ بھی کھل جاتی ہے مگر غلبہ نوم وکسل کے باعث اٹھنے پر قدرت نہیں ہوتی امید ہے کہ دعا وہمت سے دستگیری فرمائی جائے گی۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' فتویٰ مسجل ہو کر پہنچا سب حضرات کے لئے دل سے دعا کی شبہات کی یادداشت رکھ لی سب مشورے کام کے ہیں اجمالاً دیکھ لیا اطمینان ہے سب مواقع کو ان ہی مشوروں کے موافق درست کرلوں گا اسی لئے وہ حصہ خط کا اپنے پاس رکھ لیا ہے خدا نہ کرے بار کیوں ہوتا بے حد مسرت ہوئی طبعاً بھی جس کی وجہ خصوصیت مذاق ہے اور عقلاً بھی جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علامت ہے بغور دیکھنے کی بھی اور دینی مصالح پر نظر کرنے کی بھی اور میری خیر خواہی پر بھی۔ آپ کے دستخط کو تاثر کا نتیجہ سمجھ سکتا تھا قیام لیل حسب تمنا کے لئے بجز ہمت کوئی تدبیر نہیں اگر ہمت کام نہ دے تو حسرت سے بھی اس کی ایک گونہ تلافی ہو جاتی ہے۔ از اشرف علی ۲۴/ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

مکتوب: حضرت کا یہ ناکارہ خادم بفضلہ تعالیٰ عافیت وراحت سے بسر کرتا ہے اگرچہ حقیقی عافیت وراحت سے محروم ہے۔

جواب: محرومی کا علم مقدمہ ہے عدم حرمان کا' کیونکہ یہ علم تنبیہ ہے اور تنبیہ سے توجہ ہوتی ہے اور عدم کی توجہ سے حضرت حق کی توجہ ہوتی ہے اور حق کی توجہ کے بعد محرومی کہاں؟

مکتوب: **وماعافیته من عمره ینقص وذنوبه تزید** (اس شخص کی کیا عافیت جس کی عمر کم ہوتی جارہی ہے اور گناہ بڑھتے جا رہے ہیں (امام مالکؒ کے مقولہ کی طرف اشارہ ہے جسے شرح موطا میں علامہ زرقانی نے ج اص ۳ پر نقل کیا ہے) (**قال مالک رحمه الله زرقانی**) حال وقال سب ابتر ہیں بحیرتم کہ سرانجام من چہ خواہد بود۔ (حیرانی اور

پریشانی میں ہوں کہ میرا انجام کیا ہوگا) بزرگوں کے انتساب نے اور بھی (بزمینم در کرد (اور بھی زمین میں دھنسا دیا ہے) کا حال کر دیا ہے خداوند عالم اپنے ہی فضل سے رحم فرمادیں تو نجات کی صورت نکل سکتی ہے ورنہ اپنے عمل سے تو غرق و ہلاک ہونے میں کسر نہیں۔ تو مگر از طرف رحمت خود نزدیکی' ورنہ من از عمل خویش بغایت دورم (اگرچہ آپ اپنی رحمت کے لحاظ سے مجھے بہت قریب ہیں مگر اپنے عمل کی بدولت آپ سے بہت دور ہیں) حضرت والا کی عنایات و توجہات کی دستگیری کے سوا عالم اسباب میں کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا اسی نے پہلے تاریکیوں سے نکالا تھا یہی ان شاء اللہ اب بھی میری غفلت و قسوت کا خاتمہ کرے گی بار دیگر ما غلط کردیم راہ۔ (پھر ہم سے راستہ میں چوک ہوگئی)

جواب: یہ سب امارات ہیں کامیابی کے ان شاء اللہ۔

مکتوب: آخر شب کی نوافل عرصہ دو ماہ سے تقریباً نصیب نہیں ہوتی اگرچہ ان کو قضاء کر لیتا ہوں مگر وظیفہ وقت تو فوت ہوا۔

جواب: فان ذلک وقتھا (اشارہ ہے حدیث شریف کی طرف کہ "جو آدمی کسی نماز سے سو گیا یا بھول گیا تو جب اسے یاد آئے تو اسی وقت وہ نماز پڑھ لے کیونکہ (اب) یہی اس کا وقت ہے") تو اس کو بھی وقت ہی بتلا رہا ہے۔

مکتوب: کچھ دنوں سے کاموں میں مشغول ہو کر جماعت نماز کے بھی اجزاء تو اکثر اور بعض اوقات کل بھی فوت ہو جاتی ہے۔ جواب: یہ امر قابل اہتمام ہے۔

مکتوب: زمانہ فتنہ اختلاف کا ہے لوگوں کی حکایت و شکایت سے قلب و زبان بھی سالم نہیں رہتی۔

جواب: ایسا ہو جائے تو استغفار و اصلاح سے تدارک کر لیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعائے حفاظت۔

مکتوب: انجکشن کے متعلق حضرت کے ارشاد کے موافق کتب فن کی طرف مراجعت کی اور ایک تحریر لکھ لی ہے جو بغرض ملاحظہ ارسال خدمت ہے اگر صحیح ہے تو دستخط فرما دیئے جائیں ورنہ غلطی پر متنبہ فرما کر ممنون فرمایا جائے۔

جواب: میرے نزدیک تو صحیح ہے ہی اتفاق سے کئی علماء اس وقت جمع تھے سب نے دیکھ کر اتفاق کیا دستخط کر دیئے گئے۔

مکتوب: اگر صحیح اور قابل اشاعت سمجھا جائے اور مولوی شبیر علی صاحب کی رائے ہو

توالنور کے لئے اس کی نقل کرالی جائے۔

جواب: مولوی شبیر علی سے نقل کے واسطے کہہ دیا بعد نقل مرسل ہے اس وقت نقل دیکھ لی اور تصحیح ومقابلہ بھی کرلیا۔

مکتوب: یہ ناکارہ ونالائق غلام بدنام کنندہ چند نکونامان مدت سے ایک ایسی بے حسی وجمود وخمود کی حالت میں ہے کہ معمولات اول تو کچھ ہیں ہی نہیں اور جو ہیں وہ بھی دقت و تکلف کے ساتھ پورے ہوتے ہیں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوکر ارادہ ہوا کہ کوئی پرچہ لکھوں۔ لیکن شرم آتی ہے کہ کیا لکھوں پھر آج یہ خیال کیا کہ حال بے حالی بھی کی اطلاع دوں کہ نتواں نہفتن درد از طبیبان (طبیب سے درد نہیں چھپانا چاہئے) حضرت کے افادات وعنایات اور نظر کیمیا اثر کی تاثیرات تو مشاہد ہیں کہ تمام اہل خانقاہ ان سے بہرہ اندوز ہیں لیکن اپنے اندر مادہ قابل ہی نہ ہوتو اس کا کیا علاج۔

ماندا ریم مشامے کہ توانست شنید ورد ہر دم وزد از گلشن وصلت نفحات

(ہم وہ حواس ہی نہیں رکھتے کہ جس سے سونگھ سکیں، ورنہ آپ کے گلشن وصل سے تو کرم کی ہوائیں چلتی ہی رہتی ہیں) لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی ہے کہ۔

داد حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت دادا اوست

(اللہ تعالیٰ کی عطا کیلئے انسان کی قابلیت شرط نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء انسان کی قابلیت کیلئے شرط ہے) اس لئے اپنے آقائے کریم اور طبیب مہربان کی خدمت میں عرض ہے۔

تو دستگیر شوای خضر پے خجستہ کہ من پیادہ میروم وہمرہان سوار انند

(اے مبارک قدم والے خضر! میری دستگیر کر، کیونکہ میں پیدل چل رہا ہوں اور میرے ہمراہی سوار ہیں)

ساقیا یک جرعہ زاں آب آتش گوں کہ من درمیان پختگان عشق او خام ہنوز

(اے ساقی مجھے اس آتشی رنگ والی شراب عشق کا ایک گھونٹ پلادے کیونکہ عشق میں تمام پختہ کاروں کے درمیان ایک میں ہی اب تک خام ہوں)

اس وقت تک اپنا کوئی نظام الاوقات بھی صحیح طور پر مرتب نہ ہوا تھا اب رمضان المبارک شروع ہوگیا اب یہ ارادہ ہے کہ نظام الاوقات اور معمولات حسب تفصیل ذیل رکھوں یا اگر حضرت کی رائے

مبارک میں کوئی ترمیم مناسب ہوتو اس کی تعمیل کروں آخر شب میں کچھ نوافل اور پھر ذکر۔
ذکر کے متعلق حضرت والا نے بارہ تسبیح معمول مشائخ کی تلقین فرمائی تھی اور پھر بوجہ قلت فرصت وکمزوری، دماغ اس میں اختصار کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اس لئے مدت سے یہ معمول ہے کہ لا الہ الا اللہ دوصد بار، اور الا اللہ دوصد بار اسم ذات دوضربی دوصد بار، یک ضربی یک صد بار یہ دائمی معمول ہے اور زیادہ فرصت ونشاط کے وقت زیادہ کر لیتا ہوں اس وقت یہ دریافت کرنا ہے کہ یہی معمول یہاں بھی رکھا جائے یا کچھ ترمیم وتغیر مناسب ہے۔

جواب: کافی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: نماز صبح کے بعد اکثر رمضان المبارک میں غلبہ نوم ستاتا ہے اس لئے غالباً ایک گھنٹہ اس میں بھی صرف ہوگا سوکر اٹھنے اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر کا کوئی ضروری کام ہوا تو کر دیا ورنہ تحریر فتاوی میں کتب خانہ میں حاضر ہوکر مشغول ہو گیا اور قبل فتاوی کے ایک پارہ قرآن شریف تلاوت کرنا بھی معمول رکھنے کا ارادہ ہے اور پھر اگر شرف حاضری مجلس نصیب ہوا تو دوپہر تک اس میں ورنہ فتاوی ہی میں وقت خرچ ہوگا بعد ظہر حاضری مجلس اور بعد مناجات مقبول کا وظیفہ اور پھر گھر کے متفرق کام یا جنگل کی طرف چلا جانا بعد مغرب مولوی محمد طیب کے ساتھ ایک پارہ قرآن شریف صلوٰۃ الاوبین میں سننا۔ اور ہر نماز فرض حضرت کے اقتداء میں پڑھنے کے بعد عدالت والی مسجد میں مولوی طیب صاحب کے ساتھ دوبارہ قرآن شریف تراویح میں سننا۔ پھر بعد تراویح بقیہ فتاویٰ کی تحریر یہاں تک کہ غلبہ نوم پیدا ہو اس نظام الاوقات میں اگر کچھ ترمیم کی ضرورت ہوتو مطلع فرمایا جائے اور اگر یہی مناسب ہوتو برکت اور مداومت کی دعا سے سرفراز فرمایا جائے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔

مکتوب: بارگاہ سامی مین حاضر ہوکر حضرت کی جوتیوں کی طفیل سے الحمد اللہ یہ تو ہوا کہ غرور سے ایک گونہ نجات ہوئی اور اپنے کچھ مصائب گویا متمثل ہوکر کے شرمندہ مثل زنگی آئینہ دیدہ ہوں۔ (اس حبشی کی طرح جس نے پہلے پہل آئینہ دیکھا تھا) کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

جواب: یہ استدلال متکلم فیہ ہے یہ ایسا استدلال ہے کہ ستارہ کہے کہ جب آفتاب کے سامنے بے نور ہوں تو شب کو کس قدر بے نور ہوں گا بعض اوقات بعض احوال کا ظہور

قرب میں نہیں ہوتا بعد میں ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان فکروں میں نہ پڑنا چاہئے جو ہو سکے کرتا رہے نہ ہو سکے نادم رہے۔

مکتوب:

ازاں رحمت کہ وقف عام کر دی — جہاں را دعوت انعام کر دی

نمی دانم چرا محروم ماندم — رہیں ایں چنیں مقسوم ماندم

(جس رحمت کو آپ نے وقف عام کر دیا ہے تمام جہاں والوں کے لئے دعوت انعام کر دی میں نہیں جانتا کہ اس دعوت سے میں کیسے محروم رہوں اور ایسا بد قسمت کیسے رہوں؟)

جواب: جب نمی دانم ہے پھر فکر ہی نہیں مصیبت تو میدانم میں ہے۔ (یعنی جب آپکی طرف سے ''میں نہیں جانتا'' ہے تو پھر کیا فکر ہے؟ مصیبت یہ سمجھنے میں ہے کہ ''میں جانتا ہوں'')

مکتوب: امید ہے کہ اس نالائق خادم کی خاص طور پر دستگیری فرمائی جائے گی کہ مستحق کرامت گناہ گارانند (گناہگار ہی نگاہ کرم کے مستحق ہیں)

جواب: مطمئن رہنا چاہئے کہ بعض ترقی اطمینان ہی پر موقوف ہے۔

مکتوب: عریضہ منسلکہ کل احقر نے بکس میں ڈالا تھا اور صبح کی نماز کے وقت جبکہ غالباً حضرت والا نے اس کو ملاحظہ فرمایا تقریباً اسی وقت میں احقر مسجد میں بیٹھا ہوا ذکر بارہ تسبیح میں مشغول تھا آخری تسبیح پڑھتے ہوئے بغیر کسی قسم کے نوم کے آنکھیں بند تھیں ایک عبارت دوھرے حرفوں میں لکھی ہوئی سامنے آئی جس میں سے صرف یہ لفظ احقر نے پڑھا اور اس کی ہیئت بھی پوری طرح یاد رہی (کنت) اس کے بعد پھر ایک عبارت سامنے آئی جو پڑھی نہیں گئی اس سے فارغ ہو کر حضرت والا کا جواب منبر پر سے اُٹھا کر پڑھا تو گویا ثلج صدر ہو گیا اور حضرت نے جو امر اطمینان فرمایا تھا گویا عین اطمینان ہو گیا اللہ تعالیٰ اس دولت کو تا دیر خیر و عافیت کے ساتھ ہمارے لئے قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

جواب: آپ کی خوشی سے خوشی ہوئی ادامہا اللہ تعالیٰ بکلینا (ہم دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ یہ خوشی باقی رکھیں) اور گو اس ''کنت'' کا سیاق و سباق معلوم نہیں لیکن کنت کا مدلول اکثر وہ حالت ہے جو پہلے تھی اب بدل گئی اور آپ کا حاصل مضمون یہ تھا کہ تاریکی نہیں گئی اور میرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جاتی رہی گو ظہور موخر ہو تو ان قرائن سے ظاہراً ''کنت''

اپنے مدلول مذکور کے اعتبار سے میرے جواب کی تائید ہے کہ **کنت مظلمافیما سبق ولم تبق کذالک الان** (یعنی تم پہلے تاریکی میں تھے مگر اب ایسے نہیں رہے) واللہ اعلم

مکتوب: حضرت کے ارشادات ملفوظ و مکتوب کے بار بار استحضار سے پریشانی الحمدللہ بالکل رفع ہوگئی اور اب حال یہ ہے کہ اس کا گویا مشاہدہ کرتا ہوں کہ سارے اہل خانقاہ مجھ سے افضل ہیں اور اکثر (بلکہ اگر کل بھی کہوں تو شاید غلط نہ ہو) کے متعلق یہ احساس ہوتا ہے کہ افضیلت کے ساتھ مجھ سے اکمل بھی ہیں اور ان سب کے مجمع میں اپنا وجود ننگ وعیب معلوم ہوتا ہے۔

الحمدللہ کہ جہل مرکب سے جہل بسیط کی طرف آ گیا اور اب کسی کام کی اہلیت اپنے اندر نہیں پاتا اور اس کی وجہ سے پریشانی تھی لیکن حضرت کے ارشاد کے بعد وہ تو رفع ہوگئی اور یہ کہہ کر دل بہلاتا ہوں کہ مدارج علیا کی طلب اس کم ہمتی وضعف کے ساتھ محض طلب عبث ہے تیرے لئے تو یہی کافی ہے کہ طالبین کی فہرست میں تیرا نام ہو اور ان کے طفیل میں جان بخشی ہو جائے۔ **جواب:** مبارک مبارک۔

مکتوب: لیکن اس کا یہ اثر ضروری ہے کہ اس وقت فتویٰ لکھنا ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام میرے بس کا نہیں۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے خشیت کا یہ غلبہ دیا ہے تو اعانت بھی ہوگی جیسا احادیث میں وعدہ ہے اگر مدت معتد بہا کے بعد اس کی ضرورت محسوس ہوگی بعد میں مشورہ ہر وقت ممکن ہے۔

مکتوب: حضرت والا نے احقر کو ذکر لا الہ الا اللہ کی تلقین فرمائی تھی اور تعداد کو اس پر محمول کیا تھا کہ جس قدر آسانی بمداومت ہو سکے چند روز تک کیا تو چھ سو مرتبہ ہو سکا نیز ذکر بارہ تسبیح معمول مشائخ کو بھی کبھی چاہتا تھا ان دونوں میں کر کے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ اس پر بھی مداومت کر سکتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ اس لئے عرض ہے کہ ذکر بارہ تسبیح یا صرف کلمہ طیبہ چھ سو مرتبہ ان دونوں میں سے کس کی مداومت احقر کے لئے انفع ہے تا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو معمول بنالوں۔ **جواب:** سال بھر تک بارہ تسبیح پھر تہلیل۔

مکتوب: یہ نالائق غلام بدنام کنندہ خانقاہ اس کی توقع نہیں رکھتا کہ اپنے سے کبھی بھی کوئی عمل ایسا ہو سکے گا جو ذریعہ وصول ہو کیونکہ کمند کوتہ و بازوی سست و بام بلند۔ (کمند چھوٹی' بازو کمزور اور چھت اونچی) سارے ہی اسباب ناکامی جمع ہیں اس لئے اکثر یہ شعر پڑھا کرتا ہوں۔

کیف الوصول الی سعادودنہا. قلل الجبال ودونہن خیوف (سعاد (محبوب) تک کیسے پہنچوں جبکہ درمیان میں پہاڑوں کی چوٹیاں اوران سے پہلے خوفناک گھاٹیاں ہیں) لیکن حضرت والا کی عنایات وفیوض وبرکات کاشکریہ کس زبان سے اداکروں کہ بایں ہمہ پریشانی نہیں اوراس کادل میں تقریباً یقین ہے کہ ان شاءاللہ محروم نہ رہوں گا۔

جواب: ان شاءاللہ تعالیٰ۔

مکتوب: اور یہ سمجھتا ہوں کہ اگر محروم رکھنا ہوتا تو یہاں آنے ہی کی توفیق نہ ہوتی۔

جواب: بیشک۔

مکتوب: اب حال یہ ہے کہ جو کچھ لکھا پڑا تھا تقریباً سب سے ایک ڈھول سا معلوم ہوتا ہے سوائے اس کے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہوں یا تنہائی میں پڑا رہوں کسی کام میں جی نہیں لگتا تمام متعلقہ کاروبار ایک آفت نظر آتے ہیں۔

جواب: اسی حالت میں کام کرنا مجاہدہ کا کام دے گا۔

مکتوب: اب گھر جانے کا وقت قریب آ گیا لیکن جب اس کا تصور بھی آتا ہے جو سخت اذیت ہوتی ہے اس کو کسی طرح جی نہیں چاہتا کہ یہ حالت کم بھی ہو اور پھر یہ سوچ ہے کہ اگر یہی حال رہا تو کام فتاویٰ وغیرہ کا کیسے چلے گا۔ جواب: خوب چلے گا۔

مکتوب: آج مدت کے بعد آخر شب کی نماز میں حضرت کی برکت سے وہ کیف محسوس ہوا کہ جو شاید **لجادلوھم بالسیوف** (اشارہ ہے حضرت ابراہیم ابن ادھم کے مشہور مقولہ کی طرف **واللہ انالفی لذۃ الوعلمہا الملوک لجادلوناعلیہا بالسیوف** " خدا کی قسم ہم ایسی لذت میں ہیں کہ اگر بادشاہوں کو اس لذت کا پتہ چل جائے تو وہ اس کی خاطر تلواریں سونت کر ہم پر چڑھ دوڑیں (فتح الملہم ص ۶۳۲ ج ۱) کہنے والوں کے حال کا کوئی حصہ تھا۔ قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے۔ (میں تیری نگاہ کے قربان ایک نگاہ اور)

جواب: ایک باز کیا بہت سے باز ان شاءاللہ تعالیٰ۔

مکتوب: امید کہ بقاء ورسوخ کی دعا فرمائی جائے گی۔ جواب: دل سے۔

مکتوب: کئی روز سے دفعتاً خیال آیا کہ میں نے اس کی طرف کبھی ہمت ہی صرف نہیں کی اور نہ تفصیلاً اعمال باطنہ میں غور کیا کہ کس کس کی اصلاح میرے لئے زیادہ ضروری تا بتصحیح

مقامات چہ رسد (کیونکہ مقامات کی تصحیح تک تو کہاں پہنچوں گا) اس لئے عرض ہے کہ مجھے اس معاملہ میں کیا کرنا چاہئے ان اعمال کی تفصیل میں اب غور کروں یا نہیں اور اگر کروں تو اس کی کیا صورت ہے اگر کوئی کتاب دیکھنے کی ضرورت ہو تو حضرت ہی تجویز فرمادیں۔

جواب: کسی مستقل اہتمام کی حاجت نہیں میرے مواعظ کا مطالعہ میں رکھنا کافی ہوگا ان شاء اللہ۔

مکتوب: احقر نے عرصہ ہوا کہ خطبہ جمعہ کے بارہ میں ایک رسالہ بجواب استفتاء لکھا تھا جی چاہتا تھا کہ حضرت کی نظر فیض اثر سے گزارنے کا شرف حاصل کروں۔

جواب: الاعجوبه فی عربیة خطبة العروب۔ گو بہت سلیس تو نہیں مگر زیادہ عویص (مشکل) بھی نہیں اور موضوع پر کافی دال ہے اور عربیہ وعروبہ میں صنعت تجنس بھی ہے عروبہ بمعنی جمعہ مشہور ہے منکر و معروف دونوں طرح مستعمل ہے۔

مکتوب: اور اگر کہیں کہیں سے ملاحظہ بھی فرمالیا جائے اور تصدیقی دستخط ہوجائیں تو زہے شرف۔

جواب: میں ان دونوں امر کے لئے خود بے چین ہوں ضرور کروں گا۔

خواب: جناب مولوی محمود صاحب رامپوری دیوبند تشریف لائے تھے انہوں نے دو خوابیں احقر کے متعلق بیان فرمائے ایک یہ کہ دارالافتاء میں جس جگہ احقر بیٹھتا ہے وہاں پر حضرت گنگوہیؒ کو آرام فرما دیکھا۔

دوسرا یہ کہ احقر ایک جگہ کھڑا ہے اور مولوی صاحب بھی ہیں اور پاس ایک مٹکا رکھا ہے جس میں شراب ہے مولوی محمود صاحب نے فرمایا کہ یہ تو حرام ہے میں نے کہا ہاں حرام کیا بلکہ نجس بھی ہے اس کے بعد ہی میں نے ایک گلاس بھر کر اس میں سے پی لیا۔

تعبیر: حرام اس وقت مومن کے پینے کے لائق ہوتا ہے جب وہ متبدل بہ حال ہو جائے اشارہ ہے کہ رذائل متبدل بفضائل ہونے والے ہیں۔

بقیہ خواب: اور پھر مولوی محمود صاحب نے بھی پیا کہ جب مفتی پی رہا ہے تو ہمیں کیا عذر ہے اور پھر وہ اس اندیشہ میں رہے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے نشہ ہوگا اور کیا کیا حلال ہوگا۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔ انتہی۔

تعبیر: کچھ نہ ہونا موید ہے اسی تعبیر کا کہ وہ شراب نہ رہی تھی۔

مکتوب: یہ ناکارہ و نالائق بدنام کنندہ چند نکونا نے اپنے اسی حال بے حالی میں ہے زیادہ حسرت

اس کی ہے کہ جب کبھی غور کرتا ہوں تو خود طلب ہی کا فقدان محسوس ہوتا ہے تا مطلوب چہ رسد۔

جواب: احساس فقدان یہ بھی ایک قسم ہے طلب بلکہ وجدان کی۔

بلا بودے اگر این ہم نبودے۔ (اگر یہ بھی نہ ہوتا تو مصیبت ہوتی)

مکتوب: لیکن حضرت کا ایک ملفوظ مبارک یاد ہے جس سے کچھ دل کو تسلی سی ہو جاتی ہے اور پھر اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ تسلی خود محمود نہیں ملفوظ یہ ہے کہ یہ وہ دربار ہے جہاں بھیک ملنے کے لئے زنبیل لانا اگرچہ شرط ہے مگر زنبیل بھی خود اس دربار سے تقسیم ہوتی ہے اس لئے اہل طلب کو تو مطلوب کی تلاش ہوگی اور میرا مرض چونکہ عدم مرض ہے اس لئے مجھے تو خود طلب کی تمنا ہے اور اس کا بھی کوئی سامان بغیر حضرت کی دعا و ہمت کے نظر نہیں آتا۔

جواب: سب ہو رہے گا لگا لپٹا رہنا چاہئے۔

مکتوب: اپنی محرومی پر اس لئے اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ بڑوں کا نام بدنام ہونا ہے۔

جواب: اور اگر انہیں بدنامی ہی میں مزا آئے۔

مکتوب: آخر شب کی نوافل تو مدت سے وقت پر نہیں ہوتیں صبح کو صلوٰۃ ضحیٰ کے ساتھ قضاء کرتا ہوں نتوان نہفتن درد از طبیبان' میرا وجود اگر میرے ہی لئے باعث تنگ ہوتا تو اتنا فکر نہ ہوتا مگر شرم اس کی آتی ہے کہ حضرت والا کی غلامی کی نسبت لوگوں میں مشہور ہوگئی۔

جی چاہتا ہے کہ کوئی اس نسبت کو نہ سنتا تو اچھا ہوتا اس لئے دعا و ہمت کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔

جواب: اس کا سبب ضعف جسمانی ہے جس کا اثر عزم پر طبعاً ہوتا ہے جس میں ایک گونہ غیر اختیاریت کا بھی درجہ ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس کا احساس ہے اور اس کا قلق ہے اسی میں لگا رہنا چاہئے ان شاء اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے درجہ مطلوبہ بھی میسر ہو جائے گا حقیقتاً یعنی وقوعاً یا حکماً یعنی لیکن چھوڑ خوباں سے چلی جائے اسد' گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی چلنے سے نہ رکیں۔

خواب: شب گزشتہ میں احقر گھر والی میں میں آکر لیٹ گیا تھا لیٹنے کے متصل ہی اول توجہ دیکھا کہ والد صاحب مجھے یکا یک فرماتے ہیں کہ تیری ترقی ہوگئی۔

تعبیر: حضرت معاویہؓ کو شیطان نے تہجد سے سلا دیا پھر اگلی شب جگانے کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ روئے پیٹے بہت اور درجہ بڑھ گیا شاید اسی حسرت مذکورہ بالا پر اجر بڑھا ہو۔

مکتوب: میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کے خدام میں سب سے زیادہ ضعیف الھمۃ والقوۃ اور سخیف الحال یہی نا کارہ ہے۔

جواب: یہ سمجھنا ہی تو بڑی نعمت ہے۔

مکتوب: بہاولپور ریاست میں قادیانی سے مسلمان عورت کا نکاح فسخ ہو جانے کا مقدمہ عدالت میں چلا اس کی پیروی کے لئے استاذ محترم حضرت شاہ صاحب کافی روز پہلے بہاولپور پہنچے دوسرے علماء کو بھی بلایا گیا جن میں میرا بھی نام تھا' میں حاضر ہوا اور بحمد اللہ بیان بھی دیا حضرت شاہ صاحب کی بیان کی بھی ترتیب تھی واپسی پر طبیعت علیل تھی حضرت کو اطلاع دی حسب ذیل جواب آیا۔

جواب: از اشرف علی' السلام علیکم' سعی بہاولپور مبارک ہو حق تعالیٰ کے نزدیک تو ان شاءاللہ مشکور ہی ہے خلق میں بھی مشکور ہو اور جماعت حقہ منصور ہو اور اس کی موافق قانون منظور ہو آمین۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ صحت ہوئی اللہ تعالیٰ قوت بھی بخشے یہاں ان شاءاللہ تعالیٰ کوئی تعب نہ ہوگا آزادی و بشاشت سے جتنا کام ہو سکے کیا جائے گا اگر رہ جائے گا کسی دوسرے وقت میں مکمل کر دیا جائے گا اب کی بار جی چاہتا ہے کہ سفر کا کرایہ بھی قبول کیجئے اور مدت قیام میں کھانا بھی' خواہ گھر کا پکا ہو خواہ ملاجی کے کھانے کی قیمت اور وہاں کسی طبیب سے اپنے مزاج کے موافق کوئی حریرہ یا کسی چیز کا شیرہ' خواہ کوئی غذا و غیرہ جس سے قلب و دماغ کو قوت پہنچے تجویز کرا لیجئے یہاں اس کا انتظام کیا جائے گا اس میں تکلف نہ کیا جائے اور اگر مدرسہ تنخواہ وضع کرے اتنی مقدار بھی پیش کی جائے گی بخدمت والد صاحب و جمیع اہلبیت سلام و دعا' اشرف علی۔

مکتوب: مکان کے متعلق اس دعا کی بھی سخت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ مبارک فرما دے اور اس وسعت مکان کو مکان حقیقی کی وسعت کا ذریعہ بنائے اور اپنی مرضیات میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب: سب دعائیں کرتا ہوں۔

(ضروری تکلیف) صوفی محمود نے اپنے دواخانہ کی فہرست بھیجی ہے بعض ادویہ میری ضرورت کی ہیں کیا کسی موثوق بہ ذریعہ سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے یہ مبالغہ نہیں اگر اطمینان ہو جائے تو پھر منگا لوں میری ضرورت کا حال تقویت اعضاء و ہضم

طعام وتقویت اعصاب ہے خواہ ان ہی سے رائے لے لی جائے۔

مکتوب: اکثر یہی ہوتا ہے کہ جہاں آستانہ عالیہ سے جدائی ہوئی اس قسم کی کیفیات بھی آہستہ آہستہ رخصت ہوجاتی ہیں اور طبیعت ادب پر غالب آ کر پھر وہی قدیم حالت قائم کر دیتی ہے۔

جواب: یوں ہی رسائی ہو جاتی ہے بچہ کی اگر صحت بھی مختلف رہتی ہو تب بھی ایک دن بالغ ہو جاتا ہے۔

مکتوب: کئی روز ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت والا کے سر مبارک میں محراب کی ٹکر سے چوٹ آ گئی سخت پریشانی ہوئی لیکن ساتھ ہی زخم کے اندمال اور شفا کی خبر بھی سن لی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جواب: اخیر کی حالت تو قابل شکر ہے ہی اول کی حالت بھی اس لئے قابل شکر ہے دیر تک خون جاری رہنے سے تو معلوم ہوتا تھا چوٹ ہے لیکن الم ذرہ برابر نہ تھا۔

مکتوب: زیادہ افسوس اس کا ہے کہ جس راستہ میں حضرت کے زیر نظر قدم رکھا تھا اس میں کوئی قدم نہ چل سکا کچھ تو مشاغل ایسے ہیں کہ فرصت نہیں ملتی کچھ ضعف طبیعت اور مزید اس پر غفلت' غرض کچھ کام نہ کبھی ہوا اور نہ ہوتا نظر آتا ہے اس لئے ناکارہ غلام زیادہ محتاج' دعا وتوجہ ہے کہ ایسی حالت میں یہی سرمایہ نجات نظر آتا ہے۔

جواب: ان شاء اللہ حرمان نہ ہوگا اگر سیر سے قطع نہ ہوگا اللہ تعالیٰ طیر سے قطع فرما دیں گے۔

(یعنی اگر راستہ چلنے سے قطع نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ آپ کو اڑا کر راستہ پورا فرما دیں گے)

مکتوب: شرح فقہ اکبری میں مضمون استواء علی العرش وغیرہ مفصل ہے احقر کے پاس یہ کتاب اپنی ذاتی بلا جلد کے موجود ہے اس کے اوراق بھیجنے میں کسی قسم کا ضرر نہ تھا بہتر معلوم ہوا کہ مع سیاق وسباق کے مطالعہ فرمانا زیادہ باعث اطمینان ہوگا۔

جواب: بہت کام چلا جزاکم اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: دارالعلوم میں جدید انتظامات کا شباب ہے سکوت وصموت کے سوا کوئی چیز مفید نظر نہیں آتی اگر یہی صورت قائم رہے تو بھی غنیمت معلوم ہوتی ہے کہ یکسوئی سے زندگی بسر ہو خطرہ اس کا ہے کہ کہیں اس طرح بسر کرنا بھی مشکل نہ ہو جائے دعا کی سخت احتیاج ہے۔

جواب: ضرورت تو دو چیزوں کی تھی دوا اور دعا' لا سبیل الی الاول فتعین الثانی

مکتوب: احقر کے گھر میں چند روز سے شدید دردسر کا دورہ ہوتا ہے بعض اوقات تمام

شب نیند نہیں آتی۔

جواب: اگر طبیب رائے دیں تو روغن کدو و روغن خشخاش کی مالش کی جائے۔

مکتوب: اپنی حالت تباہ کو بار بار لکھتے ہوئے شرم بھی آتی ہے اور اس سے چارہ بھی نہیں کہ کوئی کام نہیں ہوتا ہمت اور ارادہ پر ضعف وکسل کا غلبہ ہے دنیا کے کام تو دوسروں کے تقاضوں سے ہو بھی جاتے ہیں اور مدرسہ کا کام بھی فی الجملہ اسی سلسلہ میں داخل ہے مگر اپنا ذاتی کام اور معمولات بالکل مختل ہیں دعا کی سخت ضرورت ہے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سب سے اچھے بن جائیں گے بقول مولانا۔

طفل تا گیرا وتا پویا نبود: مرکبش جز گردن بابا نبود۔ بچہ جب تک بولنے کے قابل نہیں ہوتا تو باپ کی گردن ہی اس کی سواری رہتی ہے۔

تدبیر کا تو اثر دیکھ لیا اب تفویض کو دیکھنا چاہئے

مکتوب: ایسے وقت میں کہ تمام پیشہ ور قومیں تو الگ منظم طور پر مقابلہ پر کھڑی تھیں اور اپنی جماعت کی کمزوری اور افتراق جدا رنگ رکھا رہا تھا صرف حضرت والا کے مبارک والا نامہ احقر کے مدار اطمینان و تسلی ہوئے جب تشویش ہوتی ان کو بار بار پڑھ لیتا۔ الحمد للہ مختلف طلباء نے حضرت گنگوہیؒ اور حضرات نانوتویؒ کو اس قصہ میں بعبارات مختلفہ احقر کی تائید کرتے ہوئے دیکھا۔ **جواب:** تو یہ بلا بمعنی نعمت تھی۔

مکتوب: بالخصوص حضرت نانوتویؒ کو مع ایک جماعت علماء کے یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اسکا بھی وقت تھا اور اسی طرح کرنا چاہئے تھا اور یہ تو جب کوئی جس وقت بھی اس مسئلہ کو شائع کرتا شور وشغب ہونا ضروری تھا۔ **جواب:** بڑی تسلی کی بات تھی۔

مکتوب: یہ احقر تقریباً ایک عشرہ سے بیمار ہے ایک ہفتہ سے مدرسہ بھی نہیں جاسکا خفیف حرارت روزانہ ہو جاتی ہے اور نزلہ کی شکایت شدید ہے اور ضعف و نقاہت کچھ ایسا غیر معمولی ہے کہ ایک خط لکھنے سے بھی عاجز ہو رہا ہوں ذرا سا دماغی کام کرتا ہوں تو سر کو چکر آتا ہے چلنا پھرنا بھی دشوار ہے کسی کسی وقت بمشکل مسجد میں پہنچتا ہوں حضرت سے دعاء صحت کی درخواست ہے ضعف و اضمحلال تو اول سے بھی کچھ طبعی ہو گیا ہے اور اب تو روز بروز بڑھتا جاتا ہے حوادث و نوازل کی پریشانیوں نے الگ ضعیف کر دیا ہے بڑی فکر اس کی

ہے کہ قوی کا خاتمہ ہو گیا اور زادِ آخرت سے بالکل صفر الیدین ہوں۔

جواب: کیا قوی کا خاتمہ ہو جانا زادِ آخرت میں داخل نہیں کیا اجر اعمال ہی پر موقوف ہے حوادث اضطراریہ پر اجر نہیں ملتا؟ اس سے تو اطمینان رکھئے اب صحت کی دعا کیجئے تا کہ دوسرا اجر بھی ملے۔

مکتوب: حضرت کی دعا و عنایت کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔

جواب: دل سے دعاء فلاح و صلاح مادی و روحانی کی کرتا ہوں۔

دار العلوم دیو بند کے ارباب حل و عقد میں باہمی اختلاف کے ایک موقع پر حضرت کی خدمت میں دعا اور مشورہ کی درخواست پر مشتمل عریضہ بھیجا تھا جس کا تفصیل جواب آیا اس کے چند جملے ذیل میں درج ہیں؟

از اشرف علی بخدمت مولوی محمد شفیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دو فرمائشیں کی گئی ہیں ایک دعاء اس کے لئے تو ہر وقت بال بال مشغول دعا ہے قبول ہو جانا بھی محتمل ہے مگر عادۃ اللہ یوں ہے کہ محل دعا اگر فعل اختیاری ہو اور اختیار سے کام نہ لیا جائے تو دعا بھی قبول نہیں ہوتی جامع صغیر میں ایک حدیث کا ٹکڑا ہے کہ اگر متاع و اسباب قصداً غیر محفوظ جگہ میں رکھ دیا جائے تو من جانب اللہ اس کی حفاظت نہیں فرمائی جاتی یعنی اگر چہ حفاظت کی دعا کرے او کما قال اس لئے اس کی دعا کی اجابت میں بھی شبہ ہے مگر پھر بھی کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ میری تو اختیار سے باہر ہے شاید اس لئے قبول ہو جائے دوسری فرمائش مشورہ کی ہے اس کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ:

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

(عقل حیرت سے جل اُٹھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟)

اور قدرے تفصیل یہ ہے کہ یہاں کوئی مشورہ متعین نہیں کیونکہ دو حالیں ہیں عجز اور قدرت، بہر حالت کے متعلق جدا مشورہ ہے۔

دار العلوم کی سرپرستی سے استعفاء بمعرفت احقر

از اشرف علی، بعد تحریر خط ہذا مولوی محمد طیب کا خط باطلاع تجویز انعقاد جلسہ شوریٰ پہنچا جس میں تجویز طے شدہ متعلق التواء جلسہ کے خلاف کیا گیا اور اس خلاف کے متعلق نہ اجازت لی گئی نہ اطلاع کی گئی میں شکایت سے نہیں کہتا کیونکہ بعض مقامی مجبوریاں مقتضی

خلاف کو ہوتی ہیں اسی طرح مدت سے تجاویز کے خلاف کا سلسلہ جاری ہے اور چونکہ آئندہ بھی مجبوریوں کے سبب اس سلسلہ کا اجراء محتمل ہے اس لئے کوئی مشورہ تجویز کرنا عبث ہے اور مقصود سرپرستی سے یہی تھا پس سرپرستی محض بیکار بلکہ موجب مضار ہے اس لئے بدون کسی رنج کے من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه پر نظر و عمل کر کے استعفاء کا مسودہ بھیجتا ہوں جس سے مقصود استشارہ نہیں کیونکہ مدت متطاولہ کے تجربہ کے بعد اب اس کی گنجائش نہیں مقصود محض اطلاع اور استدعاء دعائے برکت ہے اگر کوئی صاحب وعدہ کریں کہ ہم جلسہ شوریٰ میں پیش کر دیں گے فبہا ورنہ جلسہ سے پہلے اس کو شائع کر دوں گا اور جلسہ میں اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دوں گا میرا اصلی مذاق یہ ہے کہ۔

خود چہ جائے جنگ و جدل نیک و بد　　　کیں دلم از صلحہا ہم میرمد

(اچھے اور برے میں جھگڑا کرنے کی مجھے کہاں فرصت' میرا دل تو مصالحتوں سے بھی بھاگتا ہے) مہتمم صاحب کو دکھلا دیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انما المومنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون. الاية

حامداً و مصلیاً احقر اشرف علی عرض رسا ہے چونکہ آج کل مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے ارکان میں بعض مسائل انتظامیہ میں غیر معمولی اختلاف ہے جس کو بنا بر حسن ظن اختلاف اجتہادی کہنا احوط ہے اور منجملہ ان مسائل کے احقر کی سرپرستی کی نوعیت کا مسئلہ بھی ہے جو میری آزادی پسند طبیعت پر سب سے زیادہ گراں بھی ہے اور آئندہ ناگوار آثار کے ترتب کا بھی احتمال ہے اس لئے احتیاطاً و اخذاً بالعزیمۃ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سنت کی اتباع میں نفس سرپرستی ہی سے اپنے کو معزول کرتا ہوں جو حقیقت میں تجدید و اعادہ استعفاء سابق ہے امید ہے کہ اس کے بعد بقیہ مسائل جلدی سہولت سے طے ہو جائیں گے لیکن مدرسہ کی ہر خدمت مقدورہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ تباعد نہ ہوگا واللہ الموفق ۴ رجب ۱۳۵۴ھ یوم جمعہ مقام تھانہ بھون۔

نوٹ: اس کی نقل میرے پاس ہے اشرف علی۔

اطلاع۔ یہ جو کچھ میں نے کیا ہے مدتوں کے تامل اور دعائے استخارہ کے بعد اور متعدد احباب کے استشارہ کے بعد جو مجھ سے زیادہ مدرسہ کے بھی خیر خواہ اور آپ حضرات کے محبّ ہیں۔

مکتوب: اس وقت ہم خدام اور بالخصوص یہ ناکارہ ایسے حالات میں گزر رہے ہیں کہ کوئی راہ عمل ہی سمجھ میں نہیں آتی۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت خفیہ ہے ضیق ہی کے بعد انفراج ہوتا ہے اذا ضاقت بکم البلوی ففکروفی الم نشرح (جب کوئی مصیبت تمہیں گھیر لے تو سورہ الم نشرح میں غور وفکر کیا کرو) بزرگوں کا قصیدہ معمولہ اس طرح شروع ہوا اشتدی ازمۃ (منادی) تنفرجی (اے مصیبت تو سخت ہو جا' جلد دور ہو جائے گی) اس میں اشتداد کو طلب کیا ہے انفراج کے ترتب کے لئے۔

مکتوب: پرسوں اہل شہر کے بعض حضرات نے حاضری آستانہ کا مقصد اس غرض کے لئے کیا کہ حضرت سے واپسی استعفاء کے لئے عرض کریں اور حضرت کو دیوبند لانے کی دعوت دیں احقر اور حضرت میاں صاحب مدظلہم کی رائے اس جزو کے خلاف تھی کہ حضرت والا کو ایسے ہڑبونگ کی حالت میں یہاں تشریف لانے کی تکلیف دیں اس لئے حضرات اہل شہر سے اس کی معذرت کر دی کہ ہم اسے مناسب نہیں سمجھتے۔

جواب: میرا متاثر نہ ہونا آپ کے اور حضرت میاں صاحب کے مافی الضمیر کا فیض تھا ورنہ بہت زور لگایا ضابطہ کا عذر بھی کرتا رہا کہ جب کوئی کام کرنے والا نہیں تو واپسی استعفاء و حاضری سے فائدہ بھی کیا۔

مکتوب: بعد مغرب چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین کا معمول زمانہ طالب علمی سے ہے اور الحمد اللہ کہ اس پر دوام نصیب ہے نماز عشاء کے ساتھ وتر سے پہلے چار رکعت بہ نیت قیام اللیل کا معمول بھی مدت سے ہے اور الحمد اللہ یہ بھی اکثر ناغہ نہیں ہوتی بعد العشاء حسب ضرورت کتب بینی یا کسی تحریر کے لکھنے کی گھنٹہ ڈیڑھ تک عادت ہے آخر شب میں صبح سے ایک گھنٹہ قبل اٹھنے کا معمول ہمیشہ رکھنا چاہتا ہوں مگر اس پر قابو نہیں ہوتا کبھی آنکھ کھل جاتی ہے کبھی نہیں۔ گرمی کے موسم میں تو اکثر نہیں کھلتی جاڑے کے ایام میں کھل جاتی ہے تو چار چھ رکعات تہجد نصیب ہو جاتی ہے ذکر کا وقت بھی بعد نماز تہجد مقرر کر رکھا ہے جب اس میں خلل آتا ہے تو ذکر بھی چھوٹ جاتا ہے جس کو آدھا تہائی بعد نماز صبح بقدر فرصت کرتا ہوں ذکر میں حسب تلقین حضرت والا بارہ تسبیح کا ذکر معمول ہے لیکن اس گڑبڑ میں اکثر چھ تسبیحات سے زائد کبھی نہیں

ہوتا الا قادراً۔ الغرض نماز تہجد اور ذکر پر نہ مداومت نصیب ہے اور نہ ذکر پورا ہوتا ہے۔

جواب: جس موسم میں کامیابی ہو جاتی ہو اس میں تو اصل معمول پر عمل رہے اور جس میں کامیابی اکثر نہ ہو تہجد بعد عشاء اور ذکر خواہ بعد العشاء یا بعد المغرب وھذا اولی ان لم یمنع مانع ولیکن التعشی بعد الذکر (اور مغرب کے بعد زیادہ بہتر ہے اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو اور بہتر ہے کہ کھانا ذکر کے بعد کھائیں)

مکتوب: بعد نماز صبح طلوع آفتاب تک ذکر جس قدر ہو سکے کرنے کے بعد چار رکعت صلوٰۃ ضحیٰ کا معمول ہے اور اس پر الحمد للہ مداومت نصیب ہے اس کے بعد دن بھر سوائے فرائض وسنن کے اور کوئی ذکر یا نفل معمول میں نہیں ہے صرف تلاوت قرآن مجید نصف پارہ بعد ظہر کا معمول ہے وہ بھی ہجوم مشاغل کے وقت اکثر رہ جاتا ہے۔

جواب: اتنا ہی چلتے پھرتے پڑھ لیا جائے خواہ ترتیب سے خواہ دو حزب بنا لئے جائیں۔

مکتوب: ذکر میں طبعاً تو ذکر بارہ تسبیح سے دلچسپی ہے او چلتے پھرتے بھی ذکر لا الٰہ الا اللہ سے دلچسپی بہ نسبت مجرد اسم ذات کے زیادہ ہے۔

جواب: الحمد للہ طبیعت اصل کے موافق ہے۔

مکتوب: لیکن بارہ تسبیح میں تکان اکثر ہو جاتا ہے یہ وجہ بھی بعض اوقات ذکر پورا نہ ہونے کی ہو جاتی ہے۔ **جواب:** جہر وضرب کا التزام چھوڑ دیں۔

مکتوب: اب درخواست یہ ہے کہ آج کل تو وقت خالی ہے ذکر بارہ تسبیح بھی آسانی سے پورا ہو سکتا ہے اور دوسرے اذکار بھی ان میں جو اور جس قدر اس ناکارہ کے لئے انسب ہو وہ تجویز فرما دیا جائے اور اوقات تغیر تبدل کی ضرورت ہو تو وہ بھی اور ہر حال میں دعاء توفیق کی سخت حاجت ہے۔

جواب: ان سب میں اپنا فراغ اور تحمل دیکھ لیا جائے جدید ذکر سے معمول قدیم میں اضافہ انفع ہے۔ جس جزو میں دلچسپی زیادہ ہو اور خصوصی رمضان میں تلاوت قدرے زیادہ کی جائے۔

مکتوب: ملفوف گرامی اور ترجمہ التعرف کے اوراق وصول ہوئے ترجمہ میں جو لفظی ومعنوی اصلاحات تحریر فرمائی تھیں ان میں سے ایک ایک کو پڑھتا جاتا تھا اور اس کے لطف لفظی ومعنوی سے اس قدر محظوظ ہوتا تھا کہ بیان مشکل ہے میں اب تک اس غلط فہمی میں تھا کہ حضرت کے معانی کو ہم اپنے الفاظ میں ڈھال سکتے ہیں مگر اب روز بروز یہ حقیقت کھلتی جاتی

ہے کہ تصنیف میں بلکہ عام گفتگو میں بھی جو الفاظ حضرت کی زبان وقلم سے نکلتے ہیں کچھ ایسے جامع مانع ہوتے ہیں کہ ان کی جگہ کیسے ہی بہتر الفاظ لائیں وہ جامعیت پیدا نہیں ہوتی۔

جواب: یہ آپ کی محبت اور قدردانی ہے ورنہ بے تکلف میری تو یہ حالت ہے کہ۔

نہ بنقش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم　　نفسے بہ یاد تو میزنم چہ عبارت وچہ معانیم

(نہ نقش ونگار بنا کر مجھے کچھ تشویش ہے نہ حرف جوڑ کر خوش ہوں، بس آپ کی یاد میں سانس لے رہا ہوں کیا میری عبارت اور کیا اس کے معانی؟)

مکتوب: حضرت نے اصلاحات کے بیان میں اپنے اوپر تعب برداشت فرما کر بیان اس قدر سہل فرمادیا تھا کہ مجھے اس کی درستی میں ذرا سوچنے کی ضرورت باقی نہ چھوڑی تھی۔

جواب: کچھ تعب نہیں ہوا بس اتنا ہوا جیسے کھانا کھانے میں لقمہ توڑنے سالن لگانے منہ میں رکھنے سے ہوتا ہے۔

مکتوب: پہلے عریضہ میں یہ شکایت لکھی تھی کہ قلب پر ایک حجاب سا معلوم ہوتا ہے الحمد للہ کہ اگلے ہی روز سے یہ حجات رفع ہو کر ایک نشاط عمل پیدا ہو گیا۔

جواب: بارک اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: جس سے مجھے یقین ہوا کہ آج حضرت کی خدمت میں عریضہ پہنچا ہے اور ابھی حضرت والا کی توجہ اس طرف ہوئی ہے اسی وقت یہ اثر زائل ہو گیا اور الحمد للہ کہ یہ ناکارہ غلام ذرا قلب کی طرف توجہ کرتا ہے تو سمت تھانہ بھون سے اپنے قلب تک نورانی شعاعوں کی مثل ایک تار سا لگا ہوا پاتا ہے۔　　جواب: حسن ظن کے ثمرات ہیں۔

مکتوب: پہلے بھی ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں چند روز حاضری کے بعد کچھ عرصہ تک یہ کیفیت رہی تھی پھر انہماک مشاغل وذواہل سے زائل ہو گئی تھی اب بھی جب اس کے زوال کا احتمال پیدا ہوتا ہے تو جی گھبراتا ہے حضرت اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب: دعا کرتا ہوں مگر بسط کی طرح قبض بھی نافع ہے۔

مکتوب: ناکارہ خادم بفضلہٖ تعالیٰ اب بعافیت ہے مگر علالت کی وجہ سے جو معمولات چھوٹ گئے تھے اب تک ان کی پابندی نصیب نہیں ہوئی کوشش کرتا ہوں مگر کبھی ضعف کی وجہ سے اور کبھی غفلت وکسل کے سبب رہ جاتے ہیں۔

جواب: تعجیل مناسب نہیں تدریجاً التزام ہو جائے گا۔
مکتوب: جماعتیں ڈیڑھ سو دو سو آدمیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے آواز پہنچانے میں تکلیف ہوتی ہے بمشکل وقت پورا کرتا ہوں۔
جواب: ذمہ دار سے اطلاع ضروری ہے۔
مکتوب: حضرت میاں صاحب مدظلہم نے طویل رخصت لے لی ہے اور امسال کام کرنے کا قصد نہیں معلوم ہوتا ان کی رائے میری مصلحت سے یہ ہے کہ ان کو ابوداؤد میں پڑھاؤں میرا بھی دل چاہتا ہے کہ حدیث کا مشغلہ حاصل ہو جائے اس لئے بنام خدا تعالیٰ ان کی کتاب کا بھی سبق شروع کر دیا ہے حضرت بھی دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ ظاہری اور باطنی امداد فرمائیں۔
جواب: دل سے دعا ہے کہ لحن داؤدی و اخلاص داؤدی عطا ہو۔
مکتوب: دلائل القرآن کے لئے بھی ایک وقت مقرر کر رکھا ہے الحمد للہ تھوڑا تھوڑا روزانہ ہو جاتا ہے۔ جواب: اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور تکمیل فرمائے۔
مکتوب: ایک باب سجود لغیر اللہ کے متعلق کسی قدر مفصل ہو گیا ہے اس کو ملاحظہ کے لئے علیحدہ بھیجتا ہوں برائے کرم اصلاح فرما کر واپس فرما دیا جائے۔
جواب: دیکھا دل خوش ہوا کہیں کہیں پنسل سے نشان بنایا ہے وہاں نظر ثانی کر لیجئے۔
مکتوب: اگر حضرت کے نزدیک مناسب و مفید ہو تو اس کو علیحدہ بھی بشکل رسالہ مع ترجمہ شائع کر دیا جائے۔ جواب: واقعی ضرورت ہے۔
مکتوب: اس صورت میں کوئی نام بھی تجویز فرما دیا جائے۔
جواب: پیشانی خط پر لکھ دیا (المقالۃ المرضیہ فی حکم سجدہ التحیہ)
مکتوب: ان کاموں کے مشغلہ اور پھر ضعف کی وجہ سے تہجد اور ذکر تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بالکل متروک ہو رہا ہے۔
جواب: اگر حضرت محبوب مسکین محبّ کے نقص ہی میں حکمت و مصلحت رکھ دیں تو وہ نقص بحکم کمال ہی ہے۔
مکتوب: شروع سال سے احقر نے اپنا طرز عمل یہ کر رکھا ہے کہ نہ کسی مجلس میں جاتا ہوں نہ کسی سے بلا ضرورت شدیدہ ملتا ہوں یہاں تک کہ مولوی طیب صاحب اور مولوی

طاہر صاحب کے یہاں کا جانا بھی متروک ہے۔

جواب: بس امن وعافیت ان شاء اللہ تعالیٰ اسی میں ہے اگر خواہی سلامت بر کنا راست۔(اگر سلامتی چاہتے ہو تو وہ کنارہ پر ہے)

مکتوب: اس میں دشمنوں کی سازشوں اور افترات کے لئے تو یدان وسیع ہوتا ہے مگر اپنے قلب میں ایک سکون محسوس ہوتا ہے۔

جواب: معیت حق کی ساتھ کوئی چیز مضر نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: اگر حضرت کے نزدیک یہی مناسب ہو تو اس پر قائم رہوں ورنہ جیسا ارشاد ہو اس کی تعمیل کروں۔

جواب: مناسب کیا میں تو واجب سمجھتا ہوں۔

مکتوب: ناکارہ غلام کو خدمت اقدس سے واپس آنے کے بعد پھر مرض سابق کی زیادتی اور بیحد ضعف ہو گیا تھا اب الحمد للہ تین چار روز سے عافیت ہے ضعف بھی کم ہے حضرت کی دعا سے توقع ہے کہ اب مرض وضعف جلد ختم ہو جائے گا لیکن میری عملی حالت ایک مدت سے بہت خراب ہوتی جارہی ہے مولوی کہلاتا ہوں اور خدمت اقدس کی حاضری کی وجہ سے لوگ کچھ اور بھی سمجھتے ہیں لیکن میری عملی حالت ایسی سقیم ہے کہ ہر عامی سے عامی آدمی مجھ سے بہتر ہے نماز اور جماعت تک ٹھکانے سے ادا نہیں ہوتی اور اوراد واشغال اور قیام لیل کا تو پوچھنا کیا تمنا ہوتی ہے کہ کاش حضرت کی طرف احقر کی نسبت مشہور نہ ہوتی اور بالکل عامیانہ حالت میں بسر ہوتی کہ تلبیس کے گناہ سے تو محفوظ رہتا۔

جواب: السلام علیکم۔ طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق (اللہ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں جتنے مخلوق کے سانس) ان طرق میں ایک طریق بلکہ اقرب۔ (قریب ترین راستہ) طریق یہ ناکارگی بیچارگی پریشانی پشیمانی بھی ہے مگر طبعی اثر کے اعتبار سے عقرب (بچھو یعنی تکلیف دہ ہے) ہے مریض کو رائے قائم کرنے کا حق نہیں جس شخص کو طبیب سمجھا جائے اس کی تشخیص پر اعتماد ضروری ہے بس بالکل بے فکر رہئے قطع مسافت ہو رہی ہے اس کو قطع طریق نہ سمجھا جائے واللہ الھادی۔

مکتوب: البتہ محض حضرت کے فیض صحبت اور حق تعالیٰ کی رحمت سے باطنی حالت

میں ایک شکستگی ضرور محسوس ہوتی ہے۔

جواب: اوپر کافی شافی وافی فیصلہ گزر چکا بقیہ کا جواب **فلرحمن الطاف خفیہ** (رحمان کی چھپی ہوئی مہربانیاں ہیں)

مکتوب: حضرت کی زیارت کے لئے طبیعت بے چین ہے ہجوم مشاغل کی وجہ سے عریضہ بھی لکھنے کی فرصت کم ملتی ہے مگر حضرت کے الطاف کریمانہ سے توقع ہے کہ یہ ناکارہ غلام اوراس کے حوادث فراموش نہ ہوئے ہوں گے کہ دنیا وآخرت میں یہی سہارا ہے۔

جواب: مجھ کو تو فخر ہے کہ میں اہل اللہ کو ہر حالت میں دل میں رکھتا ہوں۔

مکتوب: والد صاحب مدظلہم بھی سلام عرض فرماتے ہیں اور حسن خاتمہ کی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

جواب: میرا بھی سلام کہیے اور عرض کیجئے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ معمول سے زیادہ دعا کرونگا۔

مکتوب: والد ماجدؒ کی حالت تو کئی روز سے نازک تھی آج بروز جمعہ صبح ساڑھے سات بجے رحلت فرما گئے **اناللہ و انا الیہ راجعون.**

جواب: **اناللہ و انا الیہ راجعون.**

مکتوب: یہ دن شدنی تھا ہو گیا والد کی جو شفقت اولاد پر ہوتی ہے وہ معلوم، مگر والد مرحوم کی میری ساتھ کچھ ایسی خصوصیت تھی کہ ان کی شفقت مجھ پر والدہ کی طرح تھی ہر وقت ان کی خدمت میں رہنے کا عادی تھا طبیعت بے چین ہے۔

جواب: ہونا چاہئے۔

مکتوب: مگر الحمدللہ صبر کرتا ہوں۔

جواب: **وفقکم اللہ تعالیٰ.**

مکتوب: لیکن والد مرحوم کی طرف سے اسکی بے چینی ہے کہ دیکھئے ان سے کیا معاملہ ہو۔

جواب: یہ بے چینی تو ان کے اور آپ کے حق میں رحمت ہے ورنہ دعائے مغفرت وایصال ثواب کا اہتمام کیسے ہوتا جب اہتمام نہ ہوتا تو اس اہتمام کا ثواب کیسے ملتا۔

مکتوب: الحمدللہ ظاہری حالات نہایت امید افزا ہیں کہ خالص ذکر اللہ پر خاتمہ ہوا۔

جواب: سبحان اللہ۔

مکتوب: صبح کی نماز کے لئے وضو کو بیٹھانے کے لئے فرمایا احقر نے بیٹھایا تو طاقت نہ تھی نزع کی کیفیت طاری ہوگئی لٹا دیا گیا پر کچھ دیر کے لئے ہوش سا آ گیا مگر نا تمام اس حالت میں توبہ استغفار کرتے رہے پھر بالکل آخری کلام اللہ اللہ تھا کہ ختم ہو گئے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ امید قریب یقین ہے کہ ہونا چاہئے کہ فضل و رحمت ہوگا۔

مکتوب: حضرت سے بصد نیاز التجاء ہے کہ والد مرحوم کی مغفرت اور معاملہ رحمت کے لئے خاص طور پر دعا فرمادیں۔

جواب: دعا کی بھی ہے اور کروں گا بھی ان کا تعلق میرے ساتھ من وجہ آپ سے بھی زیادہ ہے۔

مکتوب: میرا قلب زیادہ تر اس طرف لگا ہوا ہے کہ کسی طرح حق تعالیٰ اس سے اطمینان فرمادیں۔

جواب: بھی ہو رہے گا باقی اس میں جتنی دیر ہوگی وہ بھی رحمت ہے کماسبق.

مکتوب: حق تعالیٰ حضرت والا کے سایہ کو عافیت وخیر کے ساتھ احقر کے سر پر سلامت رکھے کہ میں بالکل اب بھی ایسا ہی اپنے کو پاتا ہوں جیسے والد کے زیر سایہ۔

جواب: مجھ کو بھی کچھ تعلق بڑھ گیا والسلام' اشرف علی۔

مکتوب: اس وقت سب سے بڑی پریشانی تو یہ ہے کہ سراسر گناہوں میں غرق ہوں اعمال کی تو کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی۔ ضعف کے ساتھ کسل بھی کسل بھی مل گیا ہے کہ جس قدر عمل کی قوت ہے وہ بھی پورا نہیں ہوتا۔

جواب: کیا ان فوات کا کوئی بدل نہیں' یہی پریشانی اور شکستگی بدل اور نعم البدل ہے بالکل اس کا یقین رکھیں۔

مکتوب: ادھر سب بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کا خیال بار بار آتا ہے۔

جواب: یہ بھی ایک عمل فاضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا کہ اپنے بعد مجھ کو تمہاری فکر ہے۔

مکتوب: کبھی کبھی اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں ایسے خیالات نہیں آنے چاہئیں مگر یہ خیالات پیچھا نہیں چھوڑتے۔

جواب: عبادت کا پیچھا نہ چھوڑنا تو رحمت ہے جب طاعت ہے تو کیا اس کو اہتمام

آخرت کی فکر نہ کہیں گے؟

مکتوب: افسوس ہوتا ہے کہ ساری عمر تو دنیا کے جھگڑوں میں گزار دی اب یہ وقت جو عمر کا آخری حصہ معلوم ہوتا ہے یہ بھی انہی جھگڑوں میں گزرتا ہے آخرت کا اہتمام جتنا ہونا چاہئے اس کا کوئی حصہ بھی نصیب نہیں۔

جواب: دل سے دعا ہے اور تنبیہ بالا بھی دستگیری ہے۔

مکتوب: تمنا ہے کہ ایک مرتبہ پھر حضرت کی زیارت نصیب ہو جائے۔

جواب: ایک کیا معنی؟ ہاں اگر ایک اعتباری ہو تو متعدد بھی واحد میں ہے۔

مکتوب: اس ہفتہ میں اگر کچھ بھی اطمینان نصیب ہوا تو حاضری کا قصد ہے۔

جواب: بشرطیکہ سہولت سے تحمل ہو اور کوئی ساتھ ہو اگر سید آ سکیں تو ان کا کرایہ میں پیش کر دوں گا۔

مکتوب: مرض بظاہر کوئی ایسا شدید نہیں ہے جس کو دیکھ کر طبیب نا اُمید ہو۔

جواب: بس معلوم ہوا کہ وہم ہے۔

مکتوب: مگر ضعف و اضمحلال اس قدر بڑھتا جا رہا ہے کہ یہی ایک مستقل مرض ہے۔

جواب: صحیح ہے مگر قلیل العمر۔

مکتوب: صحت ظاہری و باطنی کی دعا کے لئے بالفعل ایک روپیہ ارسال خدمت کرتا ہوں وظیفہ کے بعد دعاؤں میں احقر کا نام بھی شامل کر دیا جائے اس کے ختم ہونے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اور روپیہ بھیج دوں گا۔ جواب: بہتر و قد فعل۔

خواب: ۱۳/ شعبان روز شنبہ کی شب میں ایک خواب احقر نے دیکھا مجھے کبھی خواب یاد نہیں رہتا مگر یہ مثل رویا عین کے یاد ہے اور بظاہر عجیب سا ہے اگر کوئی تعبیر ذہن سامی میں وارد ہو تو مطلع فرمایا جائے واقعہ یہ ہے کہ آخر شب میں گھڑی نے الارم بجایا تو احقر اُٹھ کر بیٹھ گیا مگر آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے یہ آواز کان میں پڑی اذھب بقراب سلف (یعنی سلف صالحین کا بڑا تھیلا لے جاؤ (جس میں مسافر اپنا زادراہ اور اسلحہ رکھتا ہے) اور دل میں یہ واقع ہوا کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں مگر زیارت تام نہیں ہوئی کوئی حلیہ وغیرہ کچھ ذہن میں نہیں اسی آواز کے ساتھ ساتھ دیکھتا

ہوں کہ ایک چھوٹی سی سیدھی تلوار جو میان میں مستور ہے میرے ہاتھ میں دے دی گئی اور میں نے اس کو کرتہ کی داہنی آستینوں کے اندر لے لیا اسی وقت مخدومی حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دام مجدھم کو دیکھا کہ وہیں تشریف رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں یہ کیا ہے میں نے میان سے تلوار نکال کر دیکھی تو ایسی ہے جیسے کچھ مستعمل ہو مگر بہت تیز اور پھر میان میں رکھ لی اتنا واقعہ دیکھ کر نیند کا غلبہ جاتا رہا اور آنکھ کھول دی اور بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیا خواب ہے اور کیا اس کی مراد ہے اور یہ تلوار مجھے کس غرض کے لئے عطا ہوئی تو معا بلا کسی غور وفکر کے یہ آیت ذہن میں آئی۔ **ترهبون به عدوالله وعدوكم** (جس سے اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمنوں پر دھاک بیٹھے) فقط۔

تعبیر: کوئی دینی خدمت اللہ تعالیٰ کو لینا منظور ہے جس سے اسلام کو قوت اور کفر کا اضمحلال ہو مگر ابھی اس کے اعلان کا وقت نہیں اسی لئے قولاً بھی لفظ قراب فرمایا گیا اور فعلاً تلوار مع نیام عطا ہوئی اور مستعمل سے مراد معمول ومسلوک ہے خو خاصہ ہے سنت کا اور تیز ہونا حق کا ظاہر ہے واللہ اعلم۔

مکتوب: احقر کی عادت خط لکھنے میں عام طور پر یہی ہے کہ اوپر اپنا نام لکھ کر نیچے مکتوب الیہ کے القاب وغیرہ لکھتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ طریق سنت یہی ہے مگر بڑوں کو اور بالخصوص حضرت والا کی خدمت میں اس طرح لکھنے سے طبیعت ہمیشہ رکتی ہے آج بے ساختہ اس طرح لکھا گیا خیال آیا تو کاٹ دینے کا ارادہ ہوا پھر یہ سمجھ میں آیا کہ حضرت والا سے دریافت ہی کرلوں کہ یہ طبیعت کا رکنا محض رسم ورواج کی بنا پر اور غیر محمود ہے یا منشاء ادب ہونے کی وجہ سے محمود ہے امید ہے کہ حضرت والا اس پر متنبہ فرمائیں گے۔

جواب: یہ ادب کے خیال سے محمود ہے مگر بالغیر یعنی ادب اور عمل بسنت محمود بالذات ہے اور محمود بالذات کو ترجیح ہوگی محمود بالغیر پر تو اصول شرعیہ کے اعتبار سے جواب ہے اور اس میں ایک عقلی مصلحت بھی ہے کہ اپنا نام اخیر میں لکھنے میں بعض اوقات کسی عارض سے ذھول بھی ہو جاتا ہے **وقد وقع غير مرة** (اور ایسا کئی مرتبہ ہوا) اور ایک طبعی عذر سے کاتب نے کسی دوسرے سے لکھوایا ہو تو پہچاننے سے مضمون کے ہر جزو سے خاص اثر لیتا رہے گا اور ابہام کی صورت میں اس میں غلطی ہوسکتی ہے پھر اخیر میں نام دیکھ کر تبدیل خیال کی کلفت ہو

گی بہر حال شرعاً وعقلاً وطبعاً ہر طرح یہی طریقہ محمود ہے لیکن اگر کسی کو ان مقتضیات پر نظر نہ جائے اور وہ اس تقدیم سے بہ خیال ادب بچے تو اس کو تارک سنت بھی نہ کہیں گے کیونکہ یہ سنت عادت ہے سنت عبادت نہیں جس پر بالذات وعدہ اجر اور ترک میں کراہت ہو واللہ اعلم۔

مکتوب: حضرت والا سے درخواست ہے کہ کوئی تدبیر حصول طلب وشوق کی ارشاد فرمائی جائے۔

جواب: بشارات اور وعیدوں کا استحضار اور کچھ مناسب جرمانہ کا اہتمام اور حق تعالیٰ سے دعا وابہتال یہ مجموعہ ان شاء اللہ کافی ہوگا بقدر ضرورت التزام کی توفیق ہو جائے گی گو تقاضائے شدید نہ ہو کیونکہ غائب وحاضر کا برابر ہو جانا عادت وطبیعت کے خلاف ہے الا بجانب من الحق۔

مکتوب: ہر چند اس کا التزام کرتا ہوں کہ عشاء کے بعد کوئی کام نہیں کرتا فوراً سو جاتا ہوں ادعیہ منقولہ مثل اواخر سورہ کہف وغیرہ بھی پڑھتا ہوں الارم لگا کر رکھتا ہوں مگر الارم کی بھی خبر نہیں ہوتی اب بجز حضرت والا کی دعا وتوجہ کے کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

جواب: اصل تدبیر ازالہ ہے ضعف کا' دعا بھی معین ہو جاتی ہے۔

مکتوب: بعد مغرب ذکر بارہ تسبیح کرتا ہوں مگر اس وقت بھی صرف چھ تسبیح ذکر کرنے کے بعد دل ودماغ جواب دے دیتے ہیں حالانکہ ضرب وجہر خفیف ہی کا التزام کرتا ہوں الا احیاناً۔ اب ایک صورت تو یہ ہے کہ کوئی دوسرا وقت نکال کر بقیہ چھ تسبیحات اس وقت پوری کرلوں یا اسی قدر پر اکتفا کروں حضرت کے ارشاد کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا۔

جواب:

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روئے طبع　　سخت می گیرد جہاں بر مرد مان سخت کوش

(اس نے کہا کہ اپنے اوپر ان کاموں کو اختیار کرو جو آسان ہوں کیونکہ قانون قدرت یہ ہے کہ سختی اختیار کرنے والے پر جہان بھی سختی کرتا ہے)

خواب: دوسری عرض ایک خواب کے متعلق ہے کہ تقریباً ایک ہفتہ ہوا نصف شب کے وقت' حضرت والا کی زیارت سے مشرف ہوا گویا حضرت احقر کے مکان پر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تقبیل کے متعلق تم نے کتاب دیکھی ہے یا نہیں (ایسا محسوس کرتا تھا کہ حضرت نے اس سے پہلے کسی اشکال کی وجہ سے اس مسئلہ پر کتابیں دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا اس کی تاکید کے لئے اس وقت یہ جملہ فرمایا) میں نے عرض کیا کہ اب تک

دیکھنے کا وقت نہیں ملا اب دیکھوں گا اور غالباً طریقہ محمدیہ میں یہ مسئلہ مل جائے گا یہ تو حضرت سے عرض کیا اور اپنے دل دل میں یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ عالمگیری کتاب الحضر والا باحتہ میں یہ مسئلہ ہے اب اس کو بھی دیکھوں گا اس اثناء میں آنکھ کھل گئی مطلب سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے حیرت سی ہوئی کہ تقبیل سے کیا مراد ہے اور اس پر کیا اشکال ہے جس کے دیکھنے کا ارشاد فرمایا گیا اگر کوئی مطلب ذہن سامی میں وارد ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اول بار میں تو شرح صدر کے ساتھ کچھ سمجھ میں نہیں آیا گو تکلف سے کچھ حل ہوا مگر خود تکلف ہی پسند نہیں دوسری بار جو خط پڑھا بے ساختہ خیال آیا کہ اس وقت جو تقبیل ایدی کی جو اہتمام کے ساتھ عادت ہوگئی ہے میں اس کے محذورات بھی بیان کیا کرتا ہوں شاید خواب میں اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہوگا خواہ عمل کے لئے خواہ ضبط کے لئے تاکہ دوسروں کو بھی معلوم ہو جائے واللہ اعلم اگر کسی وقت اس کے متعلق کچھ لکھا جائے اس کا نام یہ مناسب ہے تقبیل (بمعنی اصلاح) الهادی یا تعدیل الهادی (لانه لم ینه عن نفس التقبیل بل عن المحذورات المنضمه الیه) فی تقبیل الایادی

(عجائب اتفاق سے ہے کہ بار بار خیال آنے کے باوجود اس رسالہ کی تصنیف تعویق میں پڑی رہی تا آنکہ آخر عمر میں جب کہ امراض بھی لگے ہوئے ہیں اس کے لکھنے کا اتفاق ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ میں ہوا لکھا گیا اور بالفعل ماہنامہ البلاغ میں اشاعت کے لئے دیا گیا۔ ۱۲ محمد شفیع)

مکتوب: محمد زکی سلمہ کیلئے الحمدللہ مرید ہونے کی کھلی ہوئی برکت ظاہر ہوئی کہ نماز کا بہت ہی شوق ہو گیا عشاء کی نماز کے وقت پہلے سو جاتا تھا اب بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہتا ہے۔

جواب: ماشاءاللہ دعا کیجئے مجھ کو بھی اس بے گناہ بچہ کی برکت نصیب ہو اور ہمت عمل و استقامت و اخلاص عطا ہو۔

مکتوب: آج ماہ مبارک شروع ہو گیا اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کس طرح اور کہاں گزرے گا۔

جواب: ہرچہ پیش سالک آید خیر است (راہ خدا پر چلنے والے کو جو حالت پیش آتی ہے وہ خیر ہی خیر ہے)

مکتوب: احقر نے اپنے عجز اور نسخ عزائم کا پیہم مشاہدہ کرنے کی وجہ سے قبل از وقت کسی کام کا قصد کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔

جواب: ایسا نہ کیجئے قصد کیجئے اور ٹوٹنے دیجئے، گو بعض کی حالت کے مناسب وہ بھی ہے جو آپ نے تجویز کیا ہے

(حضرت مفتی محمد حسن صاحب اپنے معمول کے مطابق رمضان میں تھانہ بھون حاضر تھے جب میرا یہ خط پہنچا اور حضرت نے جواب لکھا ان کا بیان ہے کہ حضرت نے میرا خط اور اپنا جواب مجلس میں سنایا اور کچھ ایسا فرمایا کہ دیکھو مولوی صاحب اس سے کیا سمجھتے ہیں؟ الحمدللہ احقر نے اس کا مفہوم سمجھ لیا تھا کہ بعض بزرگوں کے قول کی طرف اشارہ ہے کہ "اریدان لا ارید" ۱۲ محمد شفیع)

مکتوب: حسب دستور حضرت والا ایک مرض پیش کر کے اس کی اصلاح طلب کروں تمنا کا لفظ اس لئے عرض کیا ہے کہ ارادہ کے لئے قوت ارادہ وعزم واستقلال کی ضرورت ہے جس کے فقدان ہی کی وجہ سے یہ ساری آفت ہے البتہ یہ اُمید ہے کہ آنحضرت کی دعاء وتوجہ کی برکت سے حق تعالیٰ عزم وارادہ بھی عطا فرمادے اس لئے درخواست ہے کہ اگر حضرت والا کے نزدیک یہ خیال مناسب وصحیح ہے تو بنام اللہ تعالیٰ تفصیلی مجاہدہ شروع کروں اور ایک ایک مرض پیش کر کے اصلاح کی کوشش کروں۔

جواب: اگر وہ معاصی ہیں اور خود ان کے ترک پر قدرت میسر نہیں ہے تو اس کی ضرورت ہے والا فلا۔ میری رائے میں راس وساوس کا ضعف ہے اور ضعف میں قلیل بھی ضعف ہے (میری رائے میں ان سب کی بنیاد کمزوری ہے اور ضعف وکمزوری میں تھوڑے کا بھی دگنا ثواب ملتا ہے)

مکتوب: میرا یقین ہے اگر کوئی معتدبہ فرصت قیام آستانہ عالیہ کے لئے مل جاتی تو یہ مشکل بہت آسان ہو جاتی مگر اس وقت تک کوئی صورت نظر نہیں آتی وللرحمن الطاف خفیہ.

جواب: کیا فاقد الفرصۃ (جسے فرصت نہ ہو) یا فاقد القوۃ (جسے قوت نہ ہو) کی رسائی اس دربار تک نہیں۔

مکتوب: بعد تمنائے آستانہ بوسی عرض ہے کہ اس ہفتہ میں جو عریضہ اس بدنام کنندہ غلام نے ارسال خدمت کیا تھا وہ کل واپس آیا اس میں ایک پرچہ بندہ زادہ محمد زکی سلمہ کا تھا اس پر تو حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا اور احقر کا عریضہ بالکل خالی ہے اس پر کوئی لفظ جواب کا نہیں ہے ہر چند کہ اس میں کوئی جواب امر طلب نہ تھا لیکن حضرت والا کی عادت سامیہ معلوم ہے کہ ایسے خط بھی جواب سلام اور یہ کہ (کوئی بات جواب کی نہیں) تحریر فرمادیا

کرتے ہیں اس عریضہ کو بالکل خالی دیکھ کر میرے ہوش وحواس بجا نہیں کیونکہ اس سے یہ خطرہ ہوا کہ خدانکردہ آنمخدوم ومربی کو اس ناکارہ ونالائق غلام سے کوئی تکدر پیش آیا ہے جو بلاریب اس کے لئے خسران دنیا وآخرت ہے (اعاذنی اللہ و کل مسلم منہ)

جواب: توبہ مجھ کو اپنے بھول پر افسوس ہوا بجز غفلت کے جس کی وجہ ہجوم اشغال واضیاف ہے اور کوئی وجہ نہ تھی اطمینان رکھیں۔

مکتوب: ایک عشرہ ہوا کہ احقر حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم کے ارشاد پر امرتسر گیا تھا وہاں حضرت کے بہت سے خدام کا اجتماع تھا احقر ایک ایک کر کے سب کو دیکھتا تھا کہ علماً عملاً اخلاقاً سب ہی حضرت والا کے فیض سے بہرہ اندوز ہیں شاید میرے برابر کوئی اس بارگاہ میں آنے والوں میں سے محروم نہیں ہے۔ ہر عامی آدمی کی حالت یقیناً مجھ سے اچھی ہے۔

جواب: کیا یہ دولت نہیں ہے کہ اپنے کو بے دولت سمجھا جائے اس طریق میں یہی کلید ہے دولت کی۔

مکتوب: بڑی ضیق کے ساتھ ہموم متفرقہ میں گویا بہ رہا ہوں اور کوئی صورت اس کے سوا نظر نہیں آتی کہ حضرت والا کی دعا وہمت دستگیری فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

جواب: یہ سب رحمتیں ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت وہ بھی آئے گا اور قریب آئے گا کہ بے ساختہ اس کا منظر نظر میں آئے گا۔

یوسف گم گشتہ بازآید بکنعان غم مخور　　　کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

(گم شدہ یوسف ایک دن کنعان میں واپس آئے گا غم نہ کر، یہ غم کدہ ایک دن گلستان بن جائے گا غم نہ کر)

مکتوب: دن بھر دنیا کے دھندوں میں گرفتار اور رات کو تھک کر خواب غفلت میں، کوئی مخلص نظر نہیں آتا کہ ہجوم مشاغل میں تخفیف ہو کہ کچھ کام آخرت کے لئے کر سکوں جب تخفیف کا قصد کرتا ہوں اور اس کی کوئی تدبیر کرتا ہوں اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ مخدومی یہ ناکارہ غلام بہت ہی محتاج دعا وتوجہ ہے۔

جواب: دعا سے کیا عذر ہے مگر طلب دعاء کے علاوہ یہ بھی وظیفہ عبودیت ہی ہے کہ

چونکہ برمیخت بہ بندو بستہ باش　　　چوں کشاید چابک وبرجستہ باش

(جب تجھے کھونٹے سے باندھ دیں تو بندھ جا اور جب تجھے کھول دیں تو چست اور چاق وچوبند ہوجا)

کیا احادیث میں خفیف فکروتشویش پر وعدہ اجر نہیں ایسی تشویش منقص لطف تو بیشک ہے مگر منقص اجر تو نہیں (یعنی لطف ولذت میں تو کمی آتی ہے مگر ثواب میں کمی نہیں ہوتی) اب خود فیصلہ کرلیجئے کہ مقصود اجر ہے یا لطف۔

مکتوب: یہ ناکارہ ہجوم مشاغل وافکار میں تو مبتلا رہتا ہے چند روز سے کچھ طلباء اصرار کررہے تھے کہ ترجمہ قرآن مجید بعد مغرب پڑھادیا کرو۔ مگر اتفاق یہ ہوا کہ یہ خبر سن کر طلباء کا ہجوم بہت بڑھ گیا اپنی مسجد میں شروع کیا تھا وہ تنگ ہوگئی تو جامع مسجد میں منتقل ہونا پڑا وہاں اہل شہر میں بھی چرچا ہوا تو شہر کے بھی کچھ لوگ آنے لگے۔ اگرچہ اس وقت تک بالکل ظاہری حالات سے الحمدللہ کوئی زیادہ ضعف وتکان معلوم نہیں ہوتا بیان القرآن وغیرہ مطالعہ میں ہے اور کچھ کلمات حضرت سے سنے ہوئے یاد ہیں انہی سے بفضلہٖ تعالیٰ کام چلتا ہے۔

جواب: بیحد خوشی ہوئی خدمت کلام اللہ سے بھی اور اس سے بھی کہ مدعیان استغناء حاجت لیکر دروازہ پر آئے۔

مکتوب: چھوٹی ہمشیرہ جس کی علالت کی وجہ سے پریشان تھا اور پہلے عریضہ میں اطلاع دی تھی کل بروز دوشنبہ دفعتاً اسکی حالت کچھ متغیر ہوئی اور تھوڑی دیر میں انتقال کرگئی مجھے بلاکر نماز روزہ کی وصیت کی اور کہا کہ بس اب میں کلمہ پڑھتی ہوں اور بہت صاف کلمہ طیبہ پڑھا اور برابر اللہ اللہ کہتی ہوئی ختم ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جواب: اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کریں اور متعلقین کو صبروسکون عطا فرمائے آپ کی سب پریشانیوں کو رفع کرے بقلم شبیر علی میری انگلیوں میں رتح کا اثر ہے اس لئے خود نہیں لکھا۔ بقلم شبیر علی۔

مکتوب: بعد تمنائے قدموسی عرض ہے کہ عرصہ دراز سے اس خیال میں تھا کہ رمضان المبارک میں حاضری آستانہ عالیہ نصیب ہوگی لیکن امسال چونکہ فتویٰ کی خدمت احقر کے سپرد کر دی گئی ہے اور اس کام میں رمضان کی تعطیل نہیں ہوتی۔ سب حضرات سے بار بار کرچکا ہوں اسی لئے وہ حضرات بھی بجائے میری مصلحت کے مصالح مدرسہ کو پیش کرتے ہیں الغرض حاضری رمضان سے محروم ہوگیا عمل کی تو ہمت تھی ہی نہیں، صرف زیارت کی برکات حسب حوصلہ حاصل

ہو جاتی تھی اس سے بھی محرومی ہوئی ادھر ضعف کی شدت کی وجہ سے روزہ رکھنا بھی سخت دشوار ہو رہا ہے تمام دن کوئی کام نہیں ہوتا پھر شب کو غذا کے بعد بھی حرکت دشوار معلوم ہونے لگی غرض بالکل بیکار ہو گیا اس وقت حضرت والا کی دعاء توجہ کا سخت محتاج ہوں وسط رمضان میں چار پانچ روز کے لئے رخصت لیکر حاضری کا ارادہ ہے حق تعالیٰ اسے پورا فرمائے۔

جواب: معلوم نہیں کیسے درد سے خط لکھا ہے میرے اندر درد پیدا کر دیا اللہ تعالیٰ درمان کی صورت پیدا فرمائے میرے خیال میں خط کا جواب ہو گیا۔

مکتوب: بعد سلام مسنون نیاز مشحون عرض ہے کہ عرصہ دراز سے متنبّی کی نصیحت اقل سلامی حب ماخف عنکم۔ (سلام بھی کم کرتا ہوں اس خیال سے کہ آپ کی طبیعت ہلکی رہے) کا کچھ ایسا غلبہ ہوا کہ حضرت والا کے شرف خطاب و کتاب ہی سے محروم ہو گئی‘ حضرت کی خیریت دوسرے حضرات کو لکھ کر معلوم کرتا رہتا ہوں۔

جواب: آپ کی رعایت پر دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: کئی روز سے شرف مکاتبت سے محرومی کا افسوس غالب ہوا اور یہ کہ اپنی حالت کی اطلاع دینا نفع سے خالی نہیں تو یہ عریضہ لکھنے کی جرات کی۔

جواب: تقاضا کے بعد رکنا نہ چاہئے کیونکہ وارد کا اتباع سنت طریق ہے۔

مکتوب: میرے کہیں نہ جانے اور کسی سے نہ ملنے کی بنا پر کچھ آدمی یہ کہتے ہیں کہ متکبر ہے مگر میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ یہ بات معلوم نہیں ہوتی تاہم کید نفس (یعنی ”نفس کا دھوکہ) کا خوف دامنگیر ہے۔

جواب: کید نفس کا احتمال غیر ناشی عن دلیل ہے فلا یعباء بہ (یعنی نفس کے دھوکے کے احتمال کسی دلیل پر مبنی نہیں لہٰذا اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔

مکتوب: اب خلاصہ میری حالت کا یہ ہے کہ تعلق غیر سے تو ایک حد تک قلب فارغ معلوم ہوتا ہے مگر تعلق مع اللہ بہت ہی کم ہے۔

جواب: ہم لوگ اتنے بھی مستحق نہیں پھر شکر کیا جائے اور کوتاہی پر دعائے توفیق۔

مکتوب: میرے پاؤں میں نقرس کا درد کل سے پھر شروع ہو گیا طبیب کی رائے مسہل دینے کی ہے اس سے فارغ ہو کر ان شاء اللہ تعالیٰ تھانہ بھون حاضر ہوں گا حضرت کی جوتیوں کے

طفیل سے بحمد اللہ استعفاء دارالعلوم دیوبند دینے کے بعد سے قلب کو بالکل مطمئن پاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے میرے دیرینہ تمنا پوری فرمادی کہ کچھ عرصہ آستانہ عالیہ پر رہنے کی توفیق ہو جائے احقر کے گھر میں اور سب بچے سلام عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

جواب: ہر خیر ظاہری و باطنی کی دعا کرتا ہوں جتنا حصہ خیر کا ظاہر ہو چکا ہے اس پر مبارک باد لکھتا ہوں سب کو دعا و سلام۔

مکتوب: کئی ماہ سے ایک خاص صورت خواب میں واقع ہوتی ہے کبھی بین النوم والیقظہ بھی، وہ یہ کہ سوتے سوتے کوئی آیت زبان پر خود بخود جاری ہو جاتی ہے اس میں آنکھ کھل جاتی ہے اور بیداری کے بعد بھی وہ آیت جاری رہتی ہے سب سے پہلے دیوبند میں جب جھگڑا چل رہا تھا تو ولقد کتبنا فی الزبور من بعدالذکران الارض یرثھاعبادی الصالحون (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵ ترجمہ: اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یاہ لکھ دیا کہ میرے نیک بندے زمین کے مالک ہونگے") اس طرح زبان پر جاری ہوئی تھی پھر ایک شب اسی طرح آیت (اس وقت آیت یاد نہ آئی) اب اس سفر میں مراد آباد میں ایک شب اس طرح آیت "انامن المجرمین منتقمون" (سورۃ الم السجدہ آیت ۲۲ ترجمہ: اور بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں) بین النوم والیقظہ زبان پر جاری ہوئی اور دیر تک جاری رہی۔ وجدانی طور پر یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ آیت میرے تسلی کے لئے جاری فرمائی گئی ہے لیکن الفاظ کے عموم کی وجہ سے بیداری ہونے کے بعد خوف بھی ہوا اور جب کبھی اسطرح دھیان جاتا ہے تو ایک قسم کی تشویش پیدا ہو جاتی ہے اگر اس کے متعلق ذہن سامی میں کچھ وارد ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

جواب: کلام الٰہی کا قلب پر عبور اور ورود ہر حال میں رحمت ہے خواہ وہ انداز تخویف ہی ہوتا ہو کیونکہ وہ بھی ہدایت کا ایک شعبہ ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر شکر ادا کرنا چاہئے اور اس میں جو پہلو ہدایت کا سمجھ میں آئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

مکتوب۔ بعد سلام مسنون نیاز مشحون عرض ہے کہ بعض خانگی (۱۵ جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ سے اوائل رجب ۱۳۶۲ھ تک قیام تھانہ بھون میں رہا، اتفاقاً دیوبند میں ایک شخص نے میرے خلاف ایک دعویٰ شفعہ کا دائر کر دیا اس کی وجہ سے رجب کی ٦ تاریخ کو دیوبند

واپس آنا پڑا پھر احقر نے اپنا حق چھوڑ کر جلد اس مقدمہ کو ختم کیا تا کہ تھانہ بھون جلد واپس جاسکوں مگر مقدر نہ تھا وفات سے پہلے نہ پہنچ سکا رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر' یک لحظہ غافل گشتم وصد سالہ راہم دور شد' انا للہ وانا الیہ راجعون 'ثم انا للہ وانا الیہ راجعون. ۱۲ اش) ضروریات کی وجہ سے دیوبند آ تو گیا مگر حضرت والا کی علالت کی وجہ سے ہر وقت دل بے چین رہتا ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ پریشانی کی ضرورت نہیں' دعا کافی ہے۔

مکتوب: حق تعالیٰ اس سایہ رحمت کو تا دیر ہمارے سر پر بعافیت قائم رکھے۔ آمین۔ اگر مختصر کیفیت مزاج سے مطلع فرمایا جائے تو عین کرم ہوگا۔ اس وقت دیوبند آنے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ احقر نے اپنے باغ کے ملحق ایک مختصر سی زمین خریدی تھی جس کے سب شرکاء نے بیع نامہ کر دیا تھا اور ایک جزوی شریک نے مجھے بمرات وکرات اس خریداری کی اجازت علانیہ دے دی تھی مگر اب اس نے شفعہ کا دعویٰ کر دیا۔ میں اس فکر میں ہوں کہ کسی طرح باہمی تصفیہ ہو جائے مگر ہنوز کوئی امید نہیں اور مقدمہ کی تاریخ ۱۶ جولائی جمعہ کا دن ہے احقر حضرت والا سے ایک ہفتہ کی اجازت لے کر حاضر ہوا تھا بدھ کے روز واپس ہونا چاہئے تھا لیکن اگر باہمی تصفیہ نہ ہو تو جمعہ تک یہاں ٹھہرنا ضروری ہوگا۔ حضرت کی اس علالت کے وقت یہ تاخیر خود ہی سخت تکلیف دہ ہے مگر غیر اختیاری طور پر مبتلا ہو گیا ہوں۔ حق تعالیٰ ضرر اور ذلت سے محفوظ رکھے اور جلد اس سے نجات عطا فرمائیں۔ والسلام۔

جواب: مقدمہ کے لئے دعا کرتا ہوں

(یہ حضرت والا کا آخری گرامی نامہ ہے جو مجھے دیوبند میں ۱۰ رجب ۱۳۶۲ھ کو وصول ہوا اور ۱۶ کو حضرت کی وفات ہوگئی۔

علیہ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً

اصلاحی خطوط

مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے مکاتیب بنام...... حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

عکس تحریر: حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقل خط مولوی سید سلیمان صاحب ندوی
بسلسلہ رسالہ کشف الدجی

از مدرسہ دار العلوم' **حضرة العلامة المفضال متع الله المسلمين بطول بقائكم' السلام عليكم ورحمة الله وبركاته**

رسالہ النور متضمن رسالہ کشف الدجی مع ہدایت نامہ سرفرازی کا باعث ہوا' میں اپنے لئے اس کو سعادت کا طغری سمجھتا ہوں کہ آپ اس ظلوم وجہول سے تقریظ لکھنے کو فرمائیں خدا گواہ ہے کہ میں اپنے کو اس سے کمتر سمجھتا ہوں کہ آپ کی کسی تحریر پر تقریظ لکھوں مجھے یہ بھی شک ہے کہ میرا طریقہ تحریر اور طرز استدلال پسند خاطر اشرف ہو مگر بحکم "**الامر فوق الادب**" تعمیل کروں گا اگر میرا یہ عذر قابل پذیرائی نہ ٹھہرا ساتھ زبان کے متعلق فیصلہ ہو کہ عربی ہو یا اردو' جواب کے لئے لفافہ وٹکٹ کی حاجت نہیں حضرت مستفتی میرے استاد وشیخ ہیں یہ رسالہ انہوں نے مجھے حیدرآباد میں خود دیکھنے کے لئے دیا تھا اور میں اس کو بغور پڑھنے کے لئے اپنی ساتھ لایا تھا پڑھ کر میں نے الفاظ کے ساتھ اس کو واپس کیا کہ آپ جس کو مکروہ سمجھتے ہیں تو میں اس کو عین ربوا کہتا ہوں اور میرے نزدیک تو قیل وقال' وروایت کشی سے زیادہ مضبوط ومستحکم دلیل عمل سلف کرام ہے کہ یہ ایک ایسا کھلا اور شدید الاحتیاج مسئلہ ہونے کے باوجود کسی نے اس کو جائز نہیں بتایا اور نہ اس پر بہرہ مند ہوا طرز عبارت اور انشاء کی سلاست اور ادبیت نور علی نور ہے۔

بار بار میرا دل جب زمانہ کے فتن وحوادث سے گھبرا اُٹھتا ہے اور بے اختیار کسی طمانیت کے مامن کی تلاش ہوتی ہے تو خانقاہ امدادیہ کی یاد آتی ہے لیکن ڈرتا کہ معلوم نہیں اجنبیت وبیگانگی سے میرے متعلق کیا کیا اب تک پہنچا ہو اور آپ مجھے تخاطب کا اہل بھی

سمجھیں یا نہیں میں تو اس رسالہ استفتاء کا ممنون ہوں کہ اس اجنبیت و بیگانگی کی جگہ اس کی بدولت موانست دیکجہتی کی صورت پیدا ہوئی اب میں اس کشمکش کی منزل میں ہوں جس میں علوم ظاہری تسکین کے باعث نہیں بنتے دعا کا طالب و ہمت کا خواستگار ہوں۔ والسلام

نقل جواب از حضرت رحمہ اللہ

مولانا المحترم دامت فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' عجیب بات ہے کہ انبساط کا قصد نہ میرا تھا نہ جناب کا' دونوں طرف اتفاقاً ہی اس کے اسباب پیش آ گئے اس طرف کا واقعہ تو جناب نے تحریر ہی فرما دیا اس طرف یہ واقعہ ہوا کہ میں نے بالیقین کسی بزرگ کے پاس رسالہ بھیجنے کو نہ کہا تھا دو وجہ سے ایک یہ کہ مجھے بزرگوں کی فہرست ہی غیر مکمل معلوم ہے دوسرے کسی کو ایسی تکلیف دیتے ہوئے ہمت نہیں ہوتی خصوصاً اگر میرا کلام ہو تو بے حد حجاب ہوتا ہے یہ رسالہ میرے ہمشیرہ زادہ نے لکھا ہے اگر چہ میرے ہی کہنے سے لکھا چونکہ آج کل عام طبائع کی حالت پر نظر کر کے اس استفتاء کی مضرت عامہ کا قوی اندیشہ تھا اس کے انسداد کی سبب سے انفع تدبیر علماء کی موافقت کا حاصل کرنا ذہن میں آیا کہ عوام پر اس کا خاص اثر ہوتا ہے اس لئے میں نے عزیز موصوف کو مصارف دیکر مشورہ دیا کہ جہاں جہاں مناسب ہو بھیج دیا جائے میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے جناب کو بھی تکلیف دیکر اس کا موقع دیا کہ میں جناب کا مخاطب بن سکا۔

(لفافہ واپسی پر بھی عبارت انہی کی ہے کہ جس کی نہ مجھ کو خبر نہ میں اپنا معتقد اور اب تو کیا جب کے سب لکھا پڑھا بھی تقریباً غائب ہو گیا' جب برائے نام علمی خدمت میں مشغول تھا تب بھی ایسے وساوس سے اللہ تعالیٰ نے بچایا) غرض یہ واقعہ ادھر سے بہر حال حجابات مرتفع ہونے کے بعد اب مضامین محبت کا جواب عرض کرتا ہوں جناب کی تواضع نے ضرور مجھ کو ایک معتد بہ درجہ میں معتقد بنا دیا اور غالب یہ ہے کہ آئندہ اس میں اضافہ اور قوت ہو باقی طرز عبارت یا استدلال کی پسندیدگی و عدم پسندیدگی اس کے متعلق اعتقاد دلی سے ایک نظیر عرض کرتا ہوں کہ سادے کپڑے پہننے والے کو میری رائے میں کسی طرح یہ حق نہیں کہ رنگین کپڑے پہننے والے کو ایک عذر مانع ہے اردو زبان تو جناب کی شان سے گری ہوئی ہے اور عربی سے میری شان گری ہوئی ہے کیونکہ میں عربی میں لکھنے پر قادر نہیں اس لئے اس کو

جناب ہی کی رائے پر چھوڑتا ہوں مسئلہ کے متعلق جس عنوان سے رائے سابق ظاہر فرمائی ہے غالباً اس سے سہل اور دل میں اُتر جانے والا عنوان کم ذہن میں آتا ہے۔ بارک اللہ فی معارفکم' عبارت کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے اس سے میں کاتب عبارت کا زیادہ معتقد ہو گیا کہ ماہر کی شہادت ہے باقی اپنی حالت قصور باغ فی الحربتہ کو اوپر عرض کر چکا ہوں اس لئے کاتب کے متعلق اپنے اعتقاد کو غیر ماہر کی شہادت ہونے سے شہادت ناقصہ سمجھتا تھا آخر میں جو خانقاہ کے متعلق اپنا انجذاب اور اس کے ساتھ کچھ مواقع مجتملہ کا ذکر فرمایا ہے اگر خانقاہ میں حضرت شیخ قدس اللہ سرہ رونق افروز ہوتے تو یہ سب مضامین حقیقت پر منطبق ہوتے' لیکن اب محض حسن ظن پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آگے ہیچ' البتہ زیادہ تکلف کرنے کو بھی اعادہ حجات مسابق اور موھن انبساط لاحق سمجھ کر پسند نہیں کرتا اس لئے بلا تکلف معاملہ کی سچی بات عرض کرتا ہوں کہ جناب کا یہ حسن ظن اگر کسی روایت پر مبنی ہے تو لایوثق بہ' اور اگر ذوقی و وجدانی ہے تو دوستی کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مجھ کو علوم میں مخاطب نہ بنایا جائے کہ ان سے معری ہونے کو اوپر ظاہر کر چکا ہوں والصدق ینجی۔ والسلام

التماس: جناب کا الطاف نامہ رکھ لیا ہے اگر اجازت ہوگی اس کے بعض جملے جن کا تعلق مسئلہ سے ہے تقریظ کے ساتھ منضم کر دیئے جائیں گے یہ کاتب کی درخواست ہے جس کے قبول فرمانے میں جناب بالکل آزاد ہیں اگر مصلحت یا طبیعت کا ذرا بھی خلاف ہو ممانعت پر بھی وہی مسرت ہوگی جو اجازت پر ہوگی۔ فقط

ناکارہ آوارہ ننگ انام' اشرف برائے نام از تھانہ بھون

اعظم گڑھ: نقل خط سید سلیمان صاحب ندویؒ

حضرت اقدس دام فضلکم' السلام علیکم ورحمۃ اللہ (۱) نادم ہوں کہ دیر کے بعد حاضر ہو رہا ہوں رمضان المبارک سے کچھ دن پہلے والا نامہ مع رسالہ تسہیل قصد السبیل شرف افزا ہوا تھا رسالہ تو اسی زمانہ میں ایک روز میں پڑھ لیا اور اس کے مطالب کو سمجھ لیا (۲) رمضان المبارک کے ایام مبارکہ میں تکلیف دینے سے احتراز کیا اور مولوی ظفر احمد صاحب کو اس کی اطلاع اور رسالہ کی رسید بھیج دی شوال میں خط لکھنے کا ارادہ تھا مگر اوائل شوال سے آج سے

چند از پیشتر تک سفر میں گذرا اور موقع نہ ملا (۳) رسالہ تسہیل کو پڑھ کر سب سے پہلا اثر جو دل پر ہوا یہ تھا کہ یہ راہ سخت مشکل ہے۔ (۴) دوسری چیز یہ معلوم ہوئی کہ ان جزئیات فقہ کا جن کا اس میں ذکر ہے میرے لئے تحقیق طلب تھا میں نے بات صفائی سے لکھ دی ان اللہ لایستحی من الحق (۵) رمضان المبارک کے عشرہ اواخر میں بعد سحر و نماز صبح میں کچھ دیر کے لئے سوتا تھا میں نے اس میں دو دن خواب دیکھا اپنے کو دیکھا کہ میں مدراس میں ہوں حضرت والا بھی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک مکان میں فروکش ہیں آپ کے ہاتھ میں بہت بڑی تسبیح ہے آپ کے ایک ہمراہی مولوی ظفر احمد صاحب ہیں جو الگ بیٹھے ہیں جن کی وضع قطع داڑھی کی تراش خراش اہل پنجاب کی سی ہے انہوں نے مجھ سے کچھ اردو ادبیات پر گفتگو کی مگر آپ کے دوسرے ہمراہی جو ضعیف العمر معلوم ہوئے وہ مصلیٰ بچھائے نہایت خضوع کے ساتھ مصروف نماز ہیں ان کی نسبت معلوم ہوا کہ یہ آپ کے خادم خاص ہیں اس کے دو دن کے بعد ۲۳ کو پھر اسی وقت خواب دیکھا کہ میں ریل میں سوار کہیں جا رہا ہوں کہ ایک جگہ گاڑی کھڑی ہوئی معلوم ہوا کہ یہ تھانہ بھون ہے جی میں آئی کہ اتر جاؤں چنانچہ اتر گیا اور سامان لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ یہاں تو جگہ بہت کم ہے یہاں نہیں ٹھہر سکتے میں نے عرض کیا کہ اس کی فکر نہ فرمائیے میں نے راستہ میں ایک مسجد دیکھی ہے میں اس میں ٹھہر جاؤں گا۔ (۶) میری حالت میں استقامت نہیں ہے اور اسی کی مجھے فکر رہتی ہے میری حالت یہ ہے کہ گھے برطارم اعلیٰ نشیم گھے بہ پشت پائے خود نہ بینم (۷) اس کے لئے دعا فرمائیے (۸) اور کسی مناسب دعا یا ورد کی تلقین فرمائیے (۹) مولوی عبدالحئی صاحب سہارنپوریؒ نے دم آخر ایک آپ کا رسالہ بھیجا آئینہ تربیت اور ساتھ دوسرے تیسرے دن وفات کی اطلاع ملی غفرہ الاحدؒ والسلام، سلیمان، ۲۶ شوال ۱۳۴۸ھ

جواب: از اشرف علی بخدمت مولانا دام مجدھم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، (۱) دیر پر ندامت کا مبنیٰ غالباً احتمال ہے میری کلفت انتظار کا، (۲) اسی طرح رمضان المبارک میں خطاب سے سبکدوش رکھنے کا مبنیٰ بھی وہی احتمال ہے میری تکلیف کا اور ان احتمالوں کا سبب غالباً محض محبت اور اسی محبت کا حق اپنے ذمہ یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ اطلاع دیکر بے فکر کر دوں

کہ مجھ کو بے حسی کے سبب ایسا انتظار ہی نہیں ہوتا اور قلت اوراد کے سبب رمضان میں بھی مکاتیب سے تکلیف نہیں ہوتی۔ (۳) تسہیل کا سبب تعسیر ہونا اور جزئیات فقہیہ کا قابل تحقیق ہونا جو تحریر فرمایا ہے اگر یہ اطلاع مکاتبت فی الباب کا خاتمہ ہے تو صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست اور اگر اس سے کسی مانعیت کی اطلاع اور اس کی مانعیت کا رفع مقصود ہے تو کسی قدر واضح تقریر کی حاجت ہے یعنی یہ کہ طریق میں کون سا امر دشوار معلوم ہوا اور کون سا مسئلہ سبب تباعد ہوا تا کہ ان کا جواب امتثال کرسکوں (۵) دونوں منقول خواب ذوقار متبرات ہیں مگر علمی کم مائگی کے سبب باقاعدہ تعبیر سے قاصر ہوں۔ (۶) استقامت کے نسبت جو تحریر فرمایا ہے اس کے اور اس کے امثال کے متعلق رقیمہ سابقہ میں عرض کر چکا ہوں (اگر وہ میرے روبرو ہوتا تو زیادہ مکمل حوالہ دے سکتا اسی لئے میں ہر خط کے ساتھ پہلے خط کا آنا مصلحت سمجھتا ہوں اور شاید اسی خط میں یہ مشورہ بھی عرض کیا ہے کہ مقصود اور مامور بہ افعال ہیں' انفعالات نہیں اگر یہ معروضہ رائے سامی میں مجمل ہو تو کچھ مفصل بھی عرض کرسکتا ہوں (۷) دعا للاخوان کو سعادت سمجھتا ہوں (۸) باقی ورد کی تجویز میرے نزدیک اس کا درجہ تربیت میں مسائل پر کلام کے بعد ہے آگے جیسے ارشاد ہو' حاضر ہوں (۹) آئینہ تربیت مولانا کی یادگار ہے مگر یہ صرف ایک مختصر فہرست ہے جو کہ مفصل مضامین دیکھنے کے بعد یادداشت کے لئے اشارات ہیں وہ مفصل مضامین تربیت السالک میں ہے اطلاعا عرض کیا گیا۔

والسلام' از تھانہ بھون ۲۹/شوال ۱۳۴۸ھ

نوٹ: پھر جواب نہیں آیا۔

مضمون خط

حضرت ھادی طریقت متع اللہ المسلمین بطول بقائکم' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ جو لطف وعنایت سے بھرا ہوا تھا وارد فرما ہوا۔ اس سے ایک پریشان ومتشت البال کی سکینت ہوئی مولانا میں آپ کی دعا و دعوت کا بہترین مستحق ہوں مسائل علمی کے الجھن سے نجات کا خواستگار نہیں بلکہ روح کی الجھن سے نجات کے لئے دعا وہمت کا طالب ہوں میں نے اعتزال سے لیکر سلفیت تک بمدارج ترقی کی ہے عقائد میں امام

مالکؒ کے اسی اصول کا پیرو ہوں الاستواء معلوم والکیف مجھول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعة سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ کی تالیف وتدوین میں خواہ مجھ سے غلطیاں ہوئی ہوں مگر اس مصروفیت نے ذات نبوی کے ساتھ ایک جذبہ محبت پیدا کر دیا وللہ الحمد فقہ میں متاخرین کا متبع نہیں مگر اہل حدیث بالمعنی المتعارف نہیں' آئمہ رحم اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے ادب کرتا ہوں اور کسی رائے میں ان سے کلیۃ عدول حق نہیں سمجھتا' میرا خاندان صوبہ بہار میں علم ظاہر و باطن کا جامع رہا پھر والد مرحوم ابوالعلائی المشرب تھے' بھائی صاحب مرحوم مجددی تھے اور دونوں صاحب حال وسنت تھے بچپن ان بزرگوں کے آغوش میں بسر ہوا ذکر و مراقبہ اسی سن سے شروع کر دیا مگر برا ہو علم باطل کا جس نے مدتوں کے لئے اس راہ سے ہٹا دیا اور خدا جانے کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھائیں اور اب جب مرحلہ اربعین سے گذر کر ہوش آیا ہے تو ان بزرگوں کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے میں نے یہ کیفیت اس لئے لکھ دی تا کہ جناب میرے مستقبل کی اصلاح میں میرے ماضی سے باخبر رہیں میرے لئے کوئی ایسا نسخہ تجویز فرمائیں کہ مجھ میں استقامت وتثبت ورغبت الی الطاعات پیدا ہو۔

فرائض کا پابند ہوں' بدعات سے نفور ہوں کبھی کبھی ذوق سجود کی لذت بھی پاتا ہوں' امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور ان کے سلسلہ سے عقیدت تامہ ہے خرافات وطامات صوفیہ کا منکر ہوں صالح نہیں لیکن اصلاح حال کا دل سے خواستگار ہوں یورپ کے مذہبی و علمی حملوں کے مقابلہ میں اسلام کی خدمت کا ولولہ ہے اب تک پچیس برس کا زمانہ انہی مشاغل میں گزرا اب آپ سے دعا کا طالب ہمت کا خواستگار اور حصول اخلاص اور صلاح قلب کے لئے کسی نسخہ کا سائل ہوں۔

جواب اشرف

از خاکسار اشرف علی عفی عنہ' بخدمت مکرمی محترمی دام فیضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' الطاف نامہ نے مع تقریظ مسرور فرمایا اور تقریظ نے علوم مفیدہ میں اضافہ فرمایا اللہ ہمیشہ آپ کو مسرور رکھے مسرت ظاہرہ وباطنہ۔

سب سے اول اس عنوان کے تبدیل کے متعلق درخواست کرتا ہوں کہ جس سے مجھ کو

خطاب فرمایا ہے یعنی ہادی طریقت' اس کو دیکھتے ہی یہ ذھن پر وارد وا۔

او خویشتن گم است کہ مرا راہبری کند　　صلاح کار کجا ومن خراب کجا

بیا جامی رہا کن شرمساری　　زصاف ودورد پیش آر آنچہ داری

اگر جامی کا یہ شعر فوراً ذہن میں نہ آجاتا تو عجب نہیں کہ یہی عنوان خطابت غایت درجہ کے خجلت زا ہونے سے عرض جواب سے عذر مانع ہو جاتا مگر اب صرف اس درخواست پر اکتفا کرتا ہوں کہ جو عنوان خود میں نے آپ کے لئے اختیار کیا ہے اس سے تجاوز نہ کیا جائے گو میں اس کے بھی اہل نہیں اس کے بعد الطاف نامہ کا جواب عرض کرتا ہوں مگر اس کے ساتھ یہ شرط یا درخواست ہے کہ میرے معروضات کو قول فیصل نہ خیال فرمایا جائے بلکہ **خذماصفا ودع ماکدر** پر عمل رہے اور اس انتخاب سے مجھ کو مطلع فرمانا بھی ضروری نہیں اب بے تکلفی سے جواب عرض کرتا ہوں۔

مجھ کو اس بات سے خاص مسرت ہوئی کہ میرا معروضہ کسی درجہ میں موجب سکینت ہوا اور بالیقین یہ اثر میرے عریضہ کا نہیں بلکہ جناب کے حسن ظن کا ہے اور عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ حسن ظن کے محل سے عطایا تقسیم فرماتے ہیں اس حسن ظن سے مجھ کو بھی ان شاءاللہ تعالیٰ اپنے نفع کی امید ہے۔

جناب نے جو بے تکلف اپنا مسلک تحریر فرمادیا اس سے میری عقیدت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو گیا دو وجہ سے ایک صدق وخلوص پر دال ہونے سے اور دوسرے خود مسلک کے پاکیزہ ہونے سے تمام اہل حق کا یہی مسلک ہے کسی جزئی تفاوت سے حقیقت نہیں بدلتی صرف رنگ بدلتا ہے چنانچہ احقر پر دو جگہ دوسرا رنگ ہے ایک یہ کہ میں بوجہ اپنی قلت روایت ودرایت کے متاخرین کا بھی متبع ہوں دوسرے یہ کہ صوفیہ کے اقوال واحوال کو متحمل تاویل سمجھتا ہوں۔

شرف وبرکات خاندانی سے حقیقۃ الحقیقت تک وصول کی بہت جلدی اور قوی امید ہو کر خاص طمانیت ومسرت حاصل ہوئی اس ضمن میں میں نے بھی اپنا کچا چٹھا اس لئے عرض کر دیا کہ آپ کو **خذ ماصفا ودع ماکدر** پر عمل فرمانے میں سہولت ہو دوسرے یہ طبعاً چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے اپنا کوئی راز مکتوم نہ رہے میری رائے میں اس سے تعلق بڑھتا ہے اور یہ خاص نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی کہ دو مسلمانوں میں خاص اور خالص تعلق رہے اور اس مصلحت سے آج ہی ایک رسالہ جو میرے رسالہ کی تسہیل ہے روانہ خدمت کر رہا ہوں اس سے میرا مسلک جو طریق کے متعلق ہے ضروری درجہ میں واضح ہوگا۔

اصلاحی خطوط

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ

بنام.... حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب: بندہ جب ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اکثر اپنی غربت ومسکنت کے خیالات آتے ہیں کہ جب یہاں سے فارغ ہوں گا تو اپنے استاذ المکرّم کو عرض کروں گا کہ مجھے کہیں ملازمت یا امامت پر مقرر فرمادیں یا کسی ذریعے سے روپیہ مہیا کردیویں جس سے ایسے خیالات پریشان کرتے ہیں۔

کیا اب تک معلوم نہیں کہ غیر اختیاری خیالات مضر نہیں؟ باقی دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: اس پر ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ کو پھر عرض کیا۔ اس وقت حال یہ ہے کہ جس وقت نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ابھی آواز آنے کو ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ او مردود او نالائق میرے سامنے کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے دور ہو جا اور جب سجدے میں سر رکھتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ آسمان سے کڑک بجلی کی مجھ پر گرنے کو ہے اس حالت میں دل چاہتا ہے کہ چیخ نکل جائے پھر فوراً خیال کرتا ہوں کہ حضرت کے طفیل وبرکت سے بچ جاؤں بس آنسو جاری ہوتے ہیں کبھی چیخ مارنے سے یہ خیال مانع ہوتا ہے کہ کہیں حضرت والا کو تکلیف نہ ہو ذکر کے وقت زمین یا پہاڑ وغیرہ جو چیز خیال میں آتی ہے ایک ریگ اور پانی سی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حضرت اس ناکارہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ایسے حالات وتغیرات سب اہل طریق کو پیش آتے ہیں نہ مقصود ہیں نہ مضر کام کئے جاؤ دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: ۴ محرم ۱۳۵۷ھ کو ایک عریضے میں وہ اپنی حالت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں احقر بفضل ایزد متعال وبرکات حضرت والا اپنے معمولات بدستور اپنے اپنے وقت پر ادا کرتا ہے دل چاہتا ہے کہ معمولات میں بوقت شوق اضافہ کرلوں۔ جواب: مبارک

مکتوب: آگے دعائے طویل مانگا کرتا تھا اب دل چاہتا ہے کہ دعائے مختصر مثل رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا کے مانگ کر بجائے دعا کے ذکر لا الہ الا اللہ کرلوں

مناسب ہے یا نہیں۔ جواب: افضل ہے۔

مکتوب: اکثر جی میں آتا ہے کہ کاش میں موجود نہ ہوتا یا کوئی غیر مکلف چیز ہوتا تاکہ بار امانت سے بچ جاتا کبھی کبھی دعا کرتا ہوں خدائے قدوس مجھے مارے اور خاتمہ ایمان سے ہو جاوے اگر زیارت مدت حیات ہوئی تو خطرہ ہے کہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جاوے جس سے حق سبحانہ تعالیٰ زیادہ ناراض ہو جاویں ایسی دعا کرنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

جواب: اس تکلف خلاف سنت کی ضرورت نہیں خطرہ تو ایک ساعت کا بھی ہے عمر طویل پر موقوف نہیں حفاظت از معصیت و خاتمہ بالخیر کی دعا کافی ہے خواہ عمر قصیر ہو یا طویل۔

حضرت والا! ابندہ گندہ کیلئے دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔

خواب: ۱۱ محرم ۱۳۵۷ھ کو ایک خواب کی حالت اس طرح بذریعہ تحریر پیش کی بندہ نے ایک خواب شب گزشتہ دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ وکیل صاحب پٹنہ والے جو حال میں خانقاہ شریف میں مقیم ہیں انہوں نے ایک لباس جو اعلیٰ قسم کا سفید ہے اس میں بنیان بہت عمدہ اور ایک قمیض بہت سفید اور طویل پائجامہ اس سے زیادہ گھٹیا سفید دیا ہے میں اس کو پہن رہا ہوں اور خواجہ صاحب اور وکیل صاحب مذکور تشریف فرما ہیں میں نے لے لئے اس لینے پر حضرت ناراض ہو گئے میں نے ناراضی معلوم کر لی دوسرے لوگ اس کو نہ جان سکے میں معافی چاہنے کو حاضر ہوا اور معذرت اور زاری کی حضرت نے معاف کر دیا میں نے پھر واپس وطن جانے کا ارادہ کیا میرے پاس ایک بہت اعلیٰ قسم کا گھوڑا ہے اس پر زمین کسا ہوا ہے اور باگ میرے ہاتھ میں ہے پھر خواجہ صاحب نے ایک عمدہ دری دی اور کوئی مسئلہ مجھے بتلایا میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے یاد نہیں رہتا انہوں نے فرمایا کہ اچھا مسئلہ بہشتی زیور میں ہے میں تم کو بہشتی زیور ہدیۃً دیتا ہوں انہوں نے ایک نسخہ بہشتی زیور مجھے دیا حضرت والا کو معلوم ہو گیا اس پر حضرت والا بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ بہشتی زیور اور دری کیوں لیا اس پر بندہ نے بہت عاجزی اور زاری سے معافی طلب کی مگر حضرت نے معاف نہیں فرمایا اور پھر فرمایا کہ جاؤ تمہارے سب اعمال ضبط ہو گئے تم کو کوئی نفع نہیں ہوگا میں بہت رویا اور اسی رونے کی حالت میں بیدار ہو گیا۔ طبع پریشان ہے

جواب: اول تو ہم جیسوں کے خواب ہی کیا اور اگر بالفرض خواب ہی ہو تو تعبیر میں بہت سے احتمالات ہو سکتے ہیں پھر پریشانی بے بنیاد اور ظنی تعبیر پر قناعت ہو تو اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ بجز اپنے مصلح کے کسی سے نفع کی توقع یا طمع نہ رکھنا چاہئے ممکن ہے ایسا کوئی وسوسہ ہو کہ صلحا سے کوئی ظاہری یا باطنی نفع حاصل ہو ایسے خواب کے بعد استعاذہ واستغفار کافی ہے پھر مضر خواب کا بھی ضرر نہیں ہوتا۔

بقیہ حصہ خواب والے خط کی تحریر کا یہ ہے:

اور رات اور دن اسی میں گزر گئے باقی عریضہ سابق میں حضرت والا نے فرمایا تھا کہ اس تکلف خلاف سنت کی ضرورت نہیں اس تنبیہ اور ہدایت سے بندہ نے اس تکلف کو چھوڑ دیا ہے بوقت فرصت دعا خاتمہ ایمان کی مانگتا ہوں حضرت بھی دعا فرمادیں۔ جواب: کافی ہے۔

مکتوب: (۷ا محرم ۱۳۵۷ھ کو پھر ایک تحریر پیش کی وہ یہ ہے)

حضرت اقدس کی قدر وہ جان سکتا ہے جس پر الم ومصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور حضرت والا اس کو رفع فرمادیں بندہ سے پریشانی بالکل رفع ہوگئی۔ جواب: الحمدللہ

مکتوب: اب اس کہنے پر مجبور ہوں کہ حضرت والا نے جو تعبیر خواب فرمائی دیدہ فرمائی ایک صاحب سے ظاہری اور ایک صاحب سے باطنی نفع کی توقع وطمع ہوگئی تھی اب عاجز نے بالکل طمع وتوقع دیگر حضرات صالحین سے بجز ذات اقدس حضرۃ والا کے قطع کردی ہے۔

جواب: بارک اللہ

مکتوب: ویسے دیگر حضرات صالحین سے گونہ محبت رکھتا ہوں۔

جواب: ضروری ہے۔

مکتوب: دیگر حال یہ ہے کہ جب حضرت والا کسی پر توجہ فرماتے ہیں تو بندہ کو بہت خوف طاری ہوتا ہے اور ہمہ تن حضرت حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

جواب: تو خوف بھی رحمت ہوگیا۔

عرض: دل میں خیال ہوتا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ حضرت شیخ کے تکدر سے بچادیں پھر منجانب حق خیال آتا ہے کہ مت ڈرو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہتا۔

جواب: یہ بشارت مبارک ہے۔

عرض: جب تلاوت قرآن کرتا ہوں یا حضرت والا نماز میں کلام اللہ پڑھتے ہیں تو مضمون وعید پر خوف آتا ہے تو معاً حضرت والا کی طرف توجہ ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں ڈرو نہیں یہ مضمون فساق و کفار کے لئے ہے پھر سکون ہو جاتا ہے۔

جواب: سکون طبعی راحت ہے مگر خوف عقلی یعنی احتمال گو ضعیف ہو ضروری ہے۔

عرض: حضرت احقر کے لئے دعا فرما دیں کہ جہنم سے نجات ہو اور جنت میں صلحاء کی جوتیوں میں جگہ نصیب ہو۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو جاوے گا۔

مکتوب: (۲۴ محرم ۱۳۵۷ھ کو اس طرح عرض کیا)

حضرت والا کی تحریرات قدر دانوں کے لئے سونے کے ٹکڑے بلکہ اس سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں جب میں اپنی بداعمالیوں اور سستی پر نظر کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت والا کی علوشان و رحمت و شفقت کا خیال کرتا ہوں تو پانی پانی ہو جاتا ہوں۔

حضرت والا نے عریضہ سابقہ احقر میں تحریر فرمایا ہے کہ سکون طبعی راحت ہے مگر خوف عقلی یعنی احتمال گو ضعیف ہو ضروری ہے اس تحریر بے بدل کی بدولت یہ ہیچ مدان گمراہی سے نکل گیا میں اس سے پہلے نہایت افراط و تفریط میں مبتلا تھا بحمد اللہ تعالیٰ تحریر حضرت والا سے اعتدال ہو گیا ہے اور صراط مستقیم پر آ گیا ہوں جب اللہ تعالیٰ کے احکام مامور بہ کو ادا کرتا ہوں جو کہ محض ایک صورت ہوتی ہے جس میں روح رواں کا نام و نشان نہیں ہوتا تو نہایت خوف زدہ ہوتا ہوں کہ تم نے مامور بہ کو جیسا مطالبہ باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہے ادا نہیں کیا مغفرت کیسے ہوگی جبکہ مامور بہ کو پورے طور سے ادا نہیں کیا جاتا مگر ساتھ ہی پھر خیال آتا ہے کہ مغفرت محض رحمت سے ہوگی عمل سے نہ ہوگی پھر خیال ہوتا ہے کہ مورد رحمت باری وہ شخص ہوتا ہے جو کہ مامور بہ کی تعمیل جیسا کہ مطالبہ ہے ادا کرے جب وہ تم میں نہیں ہے تو رحمت کا امیدوار ہونا سراسر خامی ہے پھر سخت خوف ہوتا ہے حضرت دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ اہوال قیامت سے محفوظ فرما دیں۔

جواب: ماشاء اللہ تعالیٰ سب حالات محمود ہیں اللہ تعالیٰ ترقی و استقامت بخشے بالکل آخری مضمون کے متعلق لکھتا ہوں کہ رحمت بے علت بھی ہو جاتی ہے بس سرکشی نہ ہو استغفار و انکسار رہے۔

مکتوب: (یکم صفر المظفر ۱۳۵۷ھ کو اپنی حالت کا اس طرح اظہار کیا)

اس سے پہلے ذکر بڑے ذوق وشوق سے کرتا تھا وہ معمولات سے زیادہ ہو جاتا تھا پھر بھی سیری نہیں ہوتی تھی مگر اب دو دن سے ذکر کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ دل مردہ ہو گیا ہے واللہ اعلم اس بندہ گندہ سے کوئی حضرت والا کو تکلیف پہنچ کر تکدر اس کا باعث ہے۔

جواب: بالکل وہم باطل..... یا کیا وجہ ہے۔

یہ حالت قبض کہلاتی ہے یہ کبھی معاصی کے اثر سے ہوتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے مگر احتمال پر استغفار ضروری ہے اور اکثر ملال طبعی یعنی ایک کام کرتے کرتے طبیعت اکتا جاتی ہے یہ نہ محمود ہے نہ مذموم اور یہ از خود رفع ہو جاتا ہے اور کبھی امتحان محبت ہوتا ہے کہ یہ سخت عمل لذت کے لئے کرتا تھا یا ہمارے حکم سے اور یہ حالت رفیعہ ہے اس پر صبر وشکر کرنا چاہئے یہ ذرا دیر میں مرتفع ہوتا ہے مگر ہو جاتا ہے۔

عرض: میں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

جواب: یہ تو ہر حال میں ضروری ہے۔

حضرت والا دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرمادیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں

مکتوب: (۸صفر المظفر ۱۳۵۷ھ کو پھر اس طرح عریضہ پیش کیا)

حضرت والا کی دعا کی برکت سے اب میلان الی المعصیت جو کہ پہلے تھا نہیں رہا الحمد باقی اب تک ذکر میں لذت وشوق جو پہلے تھا اس نے عود نہیں کیا مگر حضرت والا کی صحبت کی برکت سے یہ معلوم ہو گیا کہ لذت وشوق بوجہ غیر اختیاری ہونے کے خود مقصود نہیں ہے باقی ذکر کرنا جو کہ اختیاری امر ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اگرچہ طبیعت پر جبر کرنا پڑے ادا کر لیتا ہوں۔

جواب: الحمد للہ

عرض: یہ سب حضرت والا کی دعا کی برکت ہے ورنہ از دست ہیچ مدان چہ آید۔

حضرت! جب فرشتے نار کے جو کہ یفعلون مایؤمرون کا مصداق ہیں خیال ہوتا ہے کہ وہ بہرے ہیں کبھی پکارنے والے کی پکار نہیں سنتے اور جب دوزخ کے عذاب کی چیزیں مثلاً سانپ اور بچھو جو کہ خچر کے برابر ہیں اور دوزخ کی گہرائی جو کہ چالیس سال کی راہ پتھر گرانے کی ہے قرآن کریم میں جب جہنم کا لفظ آتا ہے تو یہ سارا نقشہ دوزخ کا پیش

ہوجاتا ہے بلا سوچنے کے تو اس قدر خوف طاری ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے گرنے کے قریب ہوجاتا ہوں کبھی کبھی یہ حالت ہوتی ہے ایسے وقت میں کیا کروں۔

جواب: اللھم اغفرلی اللھم ارحمنی کا تکرار کیا جائے اور مغفرت ورحمت کی اُمید رکھی جاوے پھر جہنم سے نجات لوازم مغفرت ورحمت سے ہے۔

مکتوب: مرقومۂ بالا عریضہ کے جواب کے بعد اپنی حالت اس طرح بیان کی حضرت والا نے جو علاج اور تدبیر برائے ازالہ خوف معرط تحریر فرمایا اس سے بحمد اللہ فائدہ حاصل ہو رہا ہے احقر اس پر عمل کر رہا ہے اب عرض یہ ہے کہ نماز کی حالت میں جب غلبہ خوف ہوتا ہے تو اللھم اغفرلی وارحمنی کا تصور باندھتا ہوں۔

جواب: کافی ہے۔

عرض: دوسری حالت یہ ہے کہ حضرت والا کا تصور ذکر میں اور غیر ذکر میں دونوں حالتوں میں اکثر رہتا ہے بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ تنہائی میں حضرت کے تصور میں پاؤں تک نہیں پھیلا سکتا۔ بس وہی حالت ہوتی ہے جو مجلس شریف میں ہوتی ہے۔ اس میں کچھ شرعی حرج تو نہیں۔

جواب: نہیں مگر قصد نہ کیا جاوے اور کسی پر ظاہر نہ کیا جاوے۔

عرض: تیسری حالت یہ ہے کہ حضرت والا کا خوف اتنا ہے کہ گویا حق تعالیٰ کا خوف اتنا اپنے اندر نہیں پاتا اگر حضرت والا کے مزاج کے خلاف کوئی کام ہوجاوے تو اتنی خشیت ہوتی ہے کہ زمین پھٹ جاوے اور اس میں سما جاؤں اور امر حق کی مخالفت سے اتنا خوف نہیں ہوتا۔ اس سے ڈرتا ہوں کہ گناہ تو نہیں۔

جواب: نہیں کیونکہ یہ غیر اختیاری ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غائب کا خوف عقلی ہے اور حاضر کا طبعی اور تفاوت خاصیتوں کا ہے۔

مکتوب: الحمد للہ والمنۃ۔ حضرت والا کا ارشاد فرمودہ علاج خوف اور تجویز فرمودہ تدبیر سے خوف کا حال بالکل اعتدال پر آ گیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ احقر کی اس بات کے جواب میں کہ شیخ سے اتنا خوف جتنا اللہ سے نہیں ہے جو تحریر فرمایا۔ اس سے اس قدر مسرت اور تسلی ہوئی کہ حد تحریر سے خارج ہے۔ فجزاکم اللہ عنی خیر الجزاء)

جواب: ''ھنیئا لکم العلم''

عرض: اب حضرت والا سے ایک جدید حال عرض کر کے علاج کا خواستگار ہوں۔ حضرت والا اگر دستگیری نہ فرمائیں گے تو یہ احقر ہلاک ہو جائے گا۔ عرض یہ ہے کہ مجھ کو ایک جدید وسوسہ پیدا ہو گیا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ جب اعمال صالحہ کا پابند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کو حکم فرماتے ہیں کہ اس میرے بندے سے تم بھی محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور آسمانوں میں منادی کرو کہ اہل آسمان اس میرے بندے سے محبت کریں اور علیٰ ہذا زمین والوں سے بھی کہہ دو حتی یوضع القبول فی الارض او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں "ان الذین آمنو وعملوا الصلحٰت سیجعل لھم الرحمان ودا" یہ حدیث وارد ہوئی اور حضرت والا کے مصنفہ انیقہ جزاء الاعمال میں بھی ایسا ہی ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

"من تقرب الی شبراً الحدیث" اب دونوں حدیثوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جو اپنے کو مقبولین میں نہیں پاتا ہوں یعنی جب یہ علامتیں موجود نہیں پاتا ہوں تو وسوسہ ہوتا ہے کہ تیرا کوئی عمل مقبول نہیں ورنہ مطابق حدیثین شریفین کے کچھ تو آثار ظاہر ہوتے۔ واذا لیس فلیس۔ حضرت یہ وسوسہ مجھ کو بہت ستا رہا ہے اور تنگ کر رہا ہے۔ اللہ رحم میرے اوپر۔ میں نفس کو جواب دیتا ہوں یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ تیرے اختیار سے خارج ہے تو کیوں پریشان ہوتا ہے مگر اس سے بھی پوری تسلی نہیں ہوتی ہے یہ بھی سمجھاتا ہوں کہ بندے کو بندگی سے مطلب، تجھے ان باتوں کی فکر ہی کیوں پڑی۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتے ہوں اور تجھے اس کی خبر نہ ہو۔ اب حضرت والا اس نحیف وزار کے حال زار پر رحم فرمائیں اور کوئی تدبیر ایسی ارشاد فرمائیں کہ یہ خبیث وسوسہ جس سے زائل ہو جاوے اور نیز احقر کے لئے دعا فرمائیں۔

جواب: حدیث میں یہ لفظ ہے حتی یوضع لہ القبول فی الارض جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ فی نفسہ خاصیت ہے محبوبیت کی لیکن ہر خاصیت کا ظہور مشروط ہوتا ہے۔ شرائط خاصہ سے اور اس میں بڑی شرط یہ ہے کہ وہ اہل ارض خالی الذہن ہوں۔ ان میں نہ اسباب عداوت ہوں نہ اسباب مودت۔ پھر خود لفظ قبول مرادف نہیں محبوبیت کا تو حاصل یہ ہوا کہ ایسے خالی الذہن لوگ اس کے مخالف نہ ہوں اور اس کو مردود نہ سمجھیں گو محبت نہ ہو۔ اب یہ بات ہر صالح کو نصیب ہو جاتی ہے گو اعلیٰ درجہ کا متقی نہ ہو اور تم میں بھی اس کا تخلف نہیں۔ پریشانی بے بنیاد ہے۔

مکتوب: (۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ کو اس طرح عرض پیرا ہوئے)
فی الحال بحمد اللہ معمول بدستور جاری ہے اور کیفیت جدیدہ یہ ہے کہ آج کل حضرت والا کی توجہ کی برکت سے ذکر میں اس قدر لذت اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ خارج از بیان ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر رگ و ریشہ اور ہر اعضا بلکہ ہر سر مو میں ایک ایک زبان ہو اور ان زبانوں سے محبوب حقیقی کی یاد اور ذکر نکلا کرے گو یہ کیفیت وغیرہ مقصود نہیں مگر تاہم محمود ہونے کی حیثیت سے آنحضرت کو اطلاع کر دی۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کرتا ہوں۔
جواب: زادکم اللہ تعالیٰ۔
عرض: دوسری حالت یہ کہ فی الحال برخلاف سابق کے (کہ خوف جہنم اور رغبت جنت سے رونا آتا تھا) ابتغائے رضائے مولیٰ میں رونا آتا ہے کہ مالک راضی ہو جاوے مجھ پر اور طلب رضا میں دل تڑپتا ہے، بے چین رہتا ہے اور ہر وقت اسی دھن اور اسی دھیان میں لگا رہتا ہوں بلکہ بعض اوقات ایسا خیال ہوتا ہے کہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گر جاؤں اور یہ عرض کروں کہ حضرت اب مجھ سے صبر نہیں ہوتا ہے۔ ذرا سی رضا اللہ میاں کی مل جاوے تو میں بادشاہ ہو جاؤں۔
جواب: یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔
عرض: یا سیدی و مرشدی فداک ابی و امی و روحی و مالی۔ مجھے تو حضرت والا اپنے سینہ مبارک میں سے باطنی دولت میں سے تھوڑی سی عنایت فرمایئے میں نہال ہو جاؤں گا۔

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابنائے جنس الخ

جواب: جو طریق افادہ کا جاری ہے کیا اس کے سوا کوئی دوسرا طریق دولت دینے کا ہے؟
مکتوب: فی الحال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں قلب مضطرب اور بے چین ہے اور قلب میں حرارت سی محسوس ہونے لگتی ہے اور آنکھوں میں اکثر آنسو بھی رہتی ہے۔ سوزش سی ہونے لگتی ہے بس ابتغائے رضائے مولیٰ کا منتظر رہتا ہوں اور آج کل تدبیر اور تفکر مصنوعات باری تعالیٰ میں خود بخود استغراق رہتا ہے یہاں تک کہ نیند کم ہونے لگی ہے اور بس حیران ہو کر گویا یہ کہنے لگتا ہوں چہ باشد آں نگار خود کہ بندد ایں نگار ہا۔ دل یہی چاہتا ہے کہ بجائے ذکر کے فکر تدبر مصنوعات کرتا رہوں۔
جواب: تدبر مصنوعات کی مثال جزئی لکھو۔

عرض: احقر کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا حاصل ہوجائے۔

جواب: یہ بے ادبی اور استغنا ہے۔ رضائے الٰہی کامل مطلوب ہے۔ البتہ اپنے اعمال میں اگر قلت ہو مثلاً کہا جاوے کہ محبت اگر قلیل بھی نصیب ہو جاوے تو غنیمت ہے اس کا مضائقہ نہیں غرض قلت اپنی صفت میں ہو ان کی صفت میں نہ ہو۔

مکتوب: اس کے بعد اس طرح تحریر کے ذریعے سے عرض کیا۔

بندہ نے لکھا تھا کہ تھوڑی سی رضامندی حاصل ہو جائے یہ بوجہ عدم علم و جہل کے تحریر میں آیا تھا۔ الحمدللہ جناب کے طفیل سے بہت بڑا عظیم الشان سر معلوم ہوا اور ایک بڑا قانون معلوم ہو گیا جسکے مقابل میں ہفت اقلیم کی بادشاہت ہیچ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہر صفت پر غور کروں گا اور اس غلطی سے توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ معاف کریں۔

جواب: ”ھنیئاً لکم العلم“

عرض: اور تدبر مصنوعات کی جزئی مثال یہ ہے کہ جیسے انسان اس کی حقیقت کو جب میں سوچتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی کتنی بڑی قدرت و علم کمال ہے کہ ایک قطرے سے کیسے پری رو انسان شکل میں پیدا کیا جس کی ہر شے عجیب ہے اگر فقط ایک چہرا کو غور و فکر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کیا کیا قدرت کاملہ ہے۔ آنکھوں کو نور بینائی کی اور کان کو شنوائی کی اور ناک کو قوت شامہ کی اور زبان کو بولنے کی توفیق بخشی اور ہر ایک میں اس قدر خوبیاں ہیں جو انسان کی قدرت سے باہر ہے کہ اس کی خوبیاں بیان کرے اور ایسے ہی جب ایک شجر عظیم کو فکر کرتا ہوں تو اس کی حقیقت ایک چھوٹا سا دانہ ہے جو خدا کی قدرت کاملہ سے اتنا بڑا عظیم الشان شجر ہے کہ لاکھوں ثمر کے ساتھ موجود ہے اور ایسے ہی آسمان کو بے ستون کس قدر بلندی میں کھڑا کیا ہے مدت گزر گیا کہ اب تک پیوند در کنار پرانا بھی نہیں ہوا اور اس چھت کو ستاروں سے مزین و منور کیا جس سے حضرت انسان بھی ہدایت پاتا ہے۔ الغرض ان اشیاء میں اکثر اوقات سوچنے کو دل چاہتا ہے۔ ذکر کو چھوڑ کر۔

جواب: اگر یہ فکر ذکر کے ساتھ جمع ہو سکے۔ مضائقہ نہیں ورنہ ذکر اس فکر سے زیادہ نافع ہے۔ اس فکر میں خدائے تعالیٰ کے حسن و جمال و قدرت کاملہ و علم و حکمت معلوم ہو کر لطف حاصل ہوتا ہے۔

مکتوب: (اس جواب کے بعد یہ عریضہ پیش کیا)

حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا جمع بین الذکر والفکر کر سکو تو مضائقہ نہیں ورنہ ذکر انفع ہے فکر سے مگر احقر کا آج کل حال یہ ہے کہ عین ذکر میں کچھ ایسی محویت اور بے خودی سی ہوتی ہے کہ ماسوائے مذکور کے اس وقت اپنی جان کا ہوش بلکہ اپنی ہستی اور وجود کی خبر تک نہیں رہتی ہے بس مذکور ہی باقی رہتا ہے۔

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت   مرحبا اے عشق شرکت سوز رخت

ہاں البتہ دیگر خالی اوقات میں بغیر ذکر کے تفکر کرتا ہوں۔ پیشتر اس سے البتہ جمع بھی کرسکتا تھا لیکن آج کل ذکر کے ساتھ جمع نہیں کرسکتا ہوں اس میں جو حضرت والا کا ارشاد ہو گا۔ بجان ودل تعمیل کروں گا۔

جواب: اب فکر کی مستقلاً ضرورت نہیں۔ صرف استدلال علی الصانع کے لئے فکر فی المصنوع مطلوب ہے ورنہ اصل مقصود ذکر ہی ہے۔

عرض: آج کل حال یہ ہے کہ عظمت شان باری تعالیٰ کا تصور ہوتا ہے چنانچہ نماز کی حالت میں یہ تصور بندھ جاتا ہے کہ ماقدروا اللہ حق قدرہ اور عظمت سے دل گھبرا کر کانپ جاتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی عظمت والی ذات کی مخالفت میں عمر صرف کی اور ہمارے جو نیک اعمال ہیں وہ بھی ان کی شان عظمت کے لائق نہیں بلکہ جو مطلوب علیٰ وجہ الکمال ہے اس کے بھی عشر عشیر نہیں ہے بس اس وقت رحمت کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں رونا آجاتا ہے ایسی حالت میں مرشدی ومولائی دستگیری فرمایئے اور میری رہنمائی فرمایئے۔

جواب: اس میں کوئی چیز قابل تغیر نہیں۔

عرض: مجھ کو سب سے بڑا غم یہ ہے جو کہ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ سے بھی مانگتا ہوں کہ یا اللہ میرے پیر ومرشد مدظلہ العالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔

جواب: بس دعا کے بعد غم کو دور کر دیا جائے۔

عرض: اور احقر کے لئے فلاح دارین کی دعا فرما دیں۔

جواب: دل سے۔

ضروری اطلاع (خلافت نامہ)

خود بخود قلب میں وارد ہوا کہ میں تم کو تلقین وبیعت دونوں کی اجازت دے دوں

چنانچہ توکلاً علی اللہ تعالیٰ اجازت دینا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی طالب حق درخواست کرے انکار نہ کریں اور اپنے خاص دوستوں کو اس کی اطلاع کر دیں اور مجھ کو اپنا پتہ جس سے ڈاک پہنچ سکے لکھ بھیجیں۔ میں اپنی یادداشت میں اس کو درج کروں گا۔

فقط: اشرف علی

اس پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ جناب مولوی شبیر علی صاحب کے ذریعے سے دوسری اطلاع ارسال فرمائی اور تحریر فرمایا کہ ''یہ پرچہ مولوی فقیر محمد سرحدی کو دے دیا جاوے اگر موجود ہوں ورنہ تلف کر دیا جائے''۔ (وھو ہذا)

از اشرف علی مشفقم مولوی فقیر محمد سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بے ساختہ میرے قلب میں وارد ہوتا ہے کہ تم کو بیعت اور تلقین کی اجازت توکلاً علی اللہ تعالیٰ دے دوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم سے نفع پہنچاوے۔ سو اگر تم سے کوئی طالب بیعت اور تلقین کی درخواست کرے تو تم انکار نہ کرنا انشاء اللہ تعالیٰ جانبین میں برکت ہوگی اور اپنے خاص خیر خواہوں کو اس اجازت کی اطلاع کر دینا اور اپنا پتہ جس سے ڈاک کا خط پہنچ سکے لکھ کر میرے پاس بھیج دینا میں اہل اجازت کے پتے اپنے پاس منضبط رکھتا ہوں اور موقع پر شائع کر دیتا ہوں۔ والسلام۔

از لکھنؤ امین آباد پارک نمبر ۳۷ معرفت شیخ محمد حسن صاحب۔

باقی خیریت ہے الحمدللہ صحت ہوگئی صرف ضعف کسی قدر ہے۔

اللہ تعالیٰ دوستوں سے جلد ملا دے۔ ۹ رجب ۵۷ھ

اصلاحی خطوط

(اصلاح دل مکتوبات وملفوظات اشرفیہ)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ جو تقسیم کے بعد ملتان میں رونق افروز ہوئے آپ کی خود نوشت سوانح جو آج کل ''اصلاح دل'' کے نام سے مطبوعہ ہے الحمدللہ یہ کتاب ہزاروں افراد کی اصلاح کا ذریعہ بنی اور وقت کے اکابر مشائخ نے اس سے خوب استفادہ کیا اس مبارک کتاب سے چند اصلاحی خطوط پیش خدمت ہیں۔جس میں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اور ان کی اہلیہ کے خطوط اور حکیم الامت رحمہ اللہ کے حکیمانہ جوابات ہیں تفصیلی خطوط اور حالات کیلئے آپ بھی اصلاح دل کا مکمل مطالعہ کر کے اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کر سکتے ہیں (مرتب)

حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کو

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اجازت نامہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیعت کی درخواست

۸ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ کی شب تھی۔ میرا یہ چھٹا خط تھا جس کا مضمون یہ تھا ''حضرت والا! اس ناچیز کی زندگی کا بہترین حصہ دنیوی اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں گذر گیا تقریباً چھ سال تک ایک آریہ سکول میں بھی پڑھتا پڑھاتا رہا۔ دینی تعلیم سے محروم رہا۔ تھوڑے عرصہ سے ایک نیک بندے کی صحبت میسر ہوئی ہے۔ اسی وقت سے حضرت والا کی مختلف تصانیف اور مواعظ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے روز بروز دینی شوق بڑھتا گیا، حرام اور حلال میں تمیز ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی دھن لگی۔ یوں تو یہ ناچیز عرصہ سے حضرت والا سے تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ایک ہفتہ حضرت والا کی صحبت میں بھی رہ چکا ہے اور خطوط کے ذریعے حضرت والا سے ضروری مسائل بھی دریافت کرتا رہا ہے اور حضرت والا رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔ لیکن باقاعدہ تعلیم کے لئے درخواست نہ کر سکا اور حضرت والا کی توجہ خاص سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج عرض کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ یہ ناچیز بیعت کے لئے درخواست کرتا لیکن چونکہ شروع ہی میں حضرت والا اس چیز کو پسند نہیں فرماتے اس لئے یہ عرض کرنا خلاف ادب سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ادب وہی ہے جو حضرت پسند فرمائیں حضرت والا یہ ناچیز نہایت ہی نکما ہے۔ مگر توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرت والا کی دعاؤں کی برکت سے یہ ناچیز رضائے مولا حاصل کرنے سے محروم نہ رہے گا۔ حضرت والا! اس ناچیز کو تعلیم فرمائیں۔ میرا مقصود اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ اور حضرت والا سے اللہ تعالیٰ کے احکام دریافت کرنا ہے جن سے رضائے مولا حاصل ہوتی ہے۔

اتفاق یہ کہ چوتھے ہی روز عین اسی وقت جب میں داڑھی منڈوا رہا تھا حضرت اقدسؒ کی طرف سے جواب آ گیا۔ داڑھی منڈوا کر لفافہ کھولا اور حضرت اقدسؒ کا جواب پڑھا۔ عقل دنگ رہ

گئی حیرانی ہوئی بے پایاں محبت کے جذبات موجزن تھے۔ حضرت اقدسؒ نے قبول فرمالیا تھا اور تحریر فرمایا "جزاک اللہ، میں حاضر ہوں۔ رسالہ تبلیغ دین کا مطالعہ کر کے اس میں جو عیوبِ نفس کے لکھے ہیں، ان میں سے ایک ایک کا علاج پوچھتے رہو اور مواعظ کے مطالعہ کی پابندی رکھو"۔

ایک دفعہ اپنے حال زار کے بارے میں میں نے عریضہ لکھا "حضرت! میں اپنی حالت کو کتوں سے بدتر سمجھتا ہوں، اس عبادت پر سزا نہ ہو تو غنیمت ہے۔ چہ جائیکہ اجر کی امید رکھوں"

حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا "عبدیت یہی ہے کہ لیکن اس عبدیت کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ اعتقاد رکھے کہ وہ مانگنے والے کو محروم نہیں فرماتے"

آگے میں نے لکھا "افسوس کہ مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا"

جواب تحریر فرمایا "ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ اس سمجھنے پر فضل ہو جاتا ہے اور اس فضل سے تھوڑا سا حق ادا کرنے کو بھی قبول فرما لیتے ہیں"

ایک اور خط پر تحریر فرمایا "سب ٹھیک ہو رہا ہے۔ دو امر ملحوظ رکھنا چاہئیں۔ ایک یہ کہ امکان بھر سعی اصلاح کی رکھی جاوے۔ دوسرے یہ کہ جیسے بھی اعمال ناقصہ کی توفیق ہو اس کو اللہ کی نعمت سمجھا جاوے کہ ہم تو اس کے بھی قابل نہ تھے"۔

حضرت کا تحریر فرمودہ آخری خط

حضرت ان دنوں صاحب فراش اور بہت علیل تھے۔ یہ خط چونکہ میرے ہونہار بیٹے کی وفات پر سخت صدمہ کا تھا حضرتؒ نے تسلی دینے کے لئے خط ملتے ہی جواب لکھ کر خادم کو دیا کہ ڈاک خانہ میں دے آئے۔ ان دنوں خطوط کا جواب حضرت اقدسؒ کے لکھوانے پر مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہ لکھا کرتے تھے مگر یہ خود دست مبارک سے لکھا اور ایک دن پہلے پہنچ گیا۔ اس سے حضرتؒ کی نوازشات اور شفقتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں اپنی ان حاضریوں اور خطوط کے جوابات کی کچھ تفصیل آئندہ چل کر عرض کروں گا اس جگہ یہ آخری خط اور حضرت کا جواب نقل کرتا ہوں جو میرے نزدیک بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

میرے خط کا مضمون: حضرت اقدس! میرا لڑکا دفعتہً صرف دو تین دن بعارضہ سخت بخار سرسام بیمار رہ کر فوت ہو گیا ہے۔ لڑکا بہت ہونہار اور ہمیں بہت محبوب تھا۔ حضرت اقدس، طبیعت کا قرار اٹھ گیا ہے خصوصاً اہلیہ کو کسی پہلو قرار نہیں آتا حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر دیں۔

حضرت اقدس کا جواب باصواب

''اللہ تعالیٰ صبر واجر ونعم البدل دے اور اس کو ذخیرہ آخرت بنادے''

خط کا بقیہ مضمون: حضرت اقدسؒ، کوئی علاج ارشاد فرمائیں جس سے ہمارے دلوں کو قرار آئے۔

جواب حضرت اقدس: قرار طبعی کی کوئی تدبیر نہیں تدریجاً وہ خود ہو جاتا ہے۔ اور قرار عقلی کا علاج اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کا مراقبہ ہے۔

بشارت

اس جواب کو پڑھ کر حضرت مولانا شیر محمد صاحب (مرحوم) نے فرمایا تھا کہ یہ تو نیک بیٹا عطاء ہونے کی دعا ہے اور یہی بات میرے دل میں آئی تھی۔ چنانچہ حسب بشارت حضرت والا اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرزند ارجمند عطاء فرمایا جس کا حضرت ہی کا تجویز کردہ نام محمد عفیف رکھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے واقعی بہت نیک ہے۔

اہلیہ کے خطوط

حضرت کی طرف سے جواب آنے کے بعد اہلیہ نے حضرت کی خدمت میں عریضہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

مضمون: حسب ارشاد میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤں گی۔

جواب حضرت اقدس: شاباش

مضمون اہلیہ: حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جہیز کا اکثر حصہ محفوظ ہے۔ صرف ایک زیور کی قیمت کے برابر خرچ ہوا ہے۔ اس کے بدلے اپنا زیور دے دوں گی۔ یہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ تھوڑا ہی دینا پڑا۔

جواب حضرت اقدس: خدا تعالیٰ کی نعمت ہے خوش ہونا ہی چاہیے کہ دنیا و آخرت کے خسارے سے بچالیا۔

مضمون اہلیہ: اگر زیادہ دینا پڑتا تو نفس کو بہت دکھ ہوتا۔ (اور نفس پر شاق گذرتا) دنیا کے مال کی محبت بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: یہ مرض نہیں بلکہ اس میں حکمتیں ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ ایک

حکمت یہ بھی ہے کہ اگر رنج طبعی بھی نہ ہو تو عمل کرنے میں مجاہدہ نہ ہو۔ مجاہدہ سے اجر بڑھتا ہے۔ محبت مال وہ مذموم ہے کہ وہ محبت عمل سے روک دیتی اور چونکہ نیت کرلی تھی کہ باوجود زیادت مقدار کے بھی عمل کریں گے اس نیت کے سبب مجاہدہ کا ثواب بھی ملے گا۔

مضمون اہلیہ: اگر مقدار زیادہ ہوتی دل ضرور خراب ہوتا۔

جواب حضرت اقدس: وہ خرابی رنج طبعی ہوتا۔ جس پر ملامت نہیں امر فطری ہے جس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

حضرتؒ کے جوابات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ آپ مسائل کے حل فرمانے کے ساتھ ساتھ شریعت اور طبیعت دونوں کی کس طرح رعایت فرمارہے ہیں۔ یہ اتنی باریک بینی حکیم الامت ہی کا حصہ ہوسکتی ہے۔

(۲) بہت روز بعد اہلیہ نے حضرتؒ کی خدمت عالیہ میں عریضہ لکھا جس میں تعمیل ارشاد کا بھی تذکرہ تھا اور حضرت والا کے ارشاد کی بجا آوری پر جو نعمت ملی تھی اس کا بھی ذکر تھا (اہلیہ کا خط نمبر ۴۵، ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

مضمون: میرے شوہر صاحب مستعمل جہیز کے بدلے میرا زیور لے کر بھائی کی اہلیہ کے پاس گئے اور ساری بات سمجھا کر زیور پیش کردیا اور یہ بتایا کہ باقی سارا جہیز محفوظ پڑا ہے۔ جلد واپس پہنچا دیا جائے گا۔ میرے بھائی کی بی بی نے کہا، مجھے سلطان بی بی (میری اہلیہ سلمہا کا نام) سے بہت محبت ہے۔ اب میں کچھ بھی واپس نہ لوں گی۔ سارا جہیز میرے ماں باپ نے مجھے دیا تھا، اب میں نے دل سے معاف کردیا۔ بہت کچھ کہا لیکن اس نے زیور نہیں لیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے خوشی سے معاف کردیا۔ میرے شوہر صاحب اس معاملہ میں مجھ سے ایسے خوش ہوئے کہ ایک اور زیور مجھے انعام میں دیا۔ میں نے اللہ کا شکر کرتے ہوئے قبول کرلیا۔

جواب: حضرت والا: دونوں نعمتیں نصیب ہوئیں، دنیا کی بھی، دین کی بھی، مبارک ہو۔

مضمون خط اہلیہ: دل بہت خوش ہوا کہ میرا زیور بچ گیا اور انعام بھی ملا۔ اس سے مال کی محبت کا شبہ ہوا۔ جواب: حضرت والا: یہ محبت مضر نہیں، کیونکہ نعمت کا شکر ہے۔

(۳) جیسا کہ عرض کرچکا ہوں، میری اہلیہ اپنی طبع نیک کی بناء پر میرے لئے بہت

ممدو معاون ثابت ہوئی۔ اس کی دینداری اس کے خطوط سے معلوم ہو رہی ہے میری اہلیہ نے اپنے خط نمبر ۲۵ میں ہدیہ بھیجنے کی (میری معرفت) اجازت چاہی۔

جواب: حضرت اقدس: خوشی سے لے لوں گا، تمہارے خلوص پر قلب شہادت دیتا ہے۔ ہدیہ میں اصل انتظار اسی کا ہوتا ہے سب قواعد اسی انتظار کی تحقیق کے لئے ہیں۔

(۴) اہلیہ کا خط نمبر ۳۶ ملاحظہ فرمایئے: اگر میرے شوہر صاحب کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو جائیں تو میں منت سماجت کر کے منالیتی ہوں، تب آرام آتا ہے لیکن بعض اوقات جب اپنی غلطی دل کو نہیں لگتی تو معافی مانگنے کو جی نہیں چاہتا، حضرت ارشاد فرمائیں ایسے وقت کیا کروں؟

جواب: حضرت والا: خواہ غلطی سمجھو یا نہ سمجھو، اقرار کر کے شوہر سے پوچھ لیا کرو کہ غلطی ہے یا نہیں اگر وہ غلطی بتلادیں عذر کر لیا کرو۔

حضرت کے اس ارشاد سے بس پھر کیا تھا، مجھے ایک جادو ہاتھ لگ گیا اور اہلیہ نے اس ارشاد پر عمر بھر پوری طرح عمل کیا اور میری جنت بن گئی۔ اگر میرا اپنا قصور بھی ہوتا تو اہلیہ کو پیار محبت سے بٹھاتا اور کہتا کہ حضرتؒ کا ارشاد یاد کرو، معافی مانگ لو وہ فوراً معافی مانگ لیتی محبت پہلے سے کہیں بڑھ جاتی۔

اہلیہ پر بیعت کے اثرات

میری پہلی اہلیہ مرحومہ سے دو بچیاں تھیں۔ موجودہ اہلیہ کے دل میں خوف خدا سرایت کر چکا تھا۔ جس کے باعث ہر وقت گھر میں دین کا چرچا رہتا تھا اس زمانہ میں شاید میں اکیلا ہی ایسا شخص ہوں گا کہ سوتیلی ماں کے ہاتھوں سوتیلی بیٹیوں سے ذرہ بھر بے مروتی و بے رخی نہ دیکھی۔ بچیوں کو احساس تک نہ ہونے دیا کہ حقیقی ماں کا سایہ ان کے سر سے اٹھ چکا ہے۔ واقعی خوف خدا انسان کو نہ صرف ظلم و زیادتی سے باز رکھتا ہے بلکہ دل میں رحمت و رافت کا مادہ بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اہلیہ کے دل میں اللہ نے یہ ڈال دیا کہ ان بچیوں کی ماں نہیں ہے تو کیوں نہ میں ان کی خدمت کر کے ثواب لوٹوں۔

میں نے کہا، معاملہ بڑا آسان ہے کیوں نہ ساری بات حضرت اقدسؒ سے پوچھ لیں۔ اس دربار عالی سے جو جواب آئے۔ دونوں کے سر آنکھوں پر۔ تو

اہلیہ نے حضرت کو خط لکھا کہ بچیوں کو بغرض اصلاح ڈانٹتی ہوں، اس میں مجھے اپنی

غلطی سمجھ میں نہیں آتی حضرت ارشاد فرماویں کہ کیا کروں؟

خط کا جواب آگیا تحریر فرمایا تھا۔

''رائے موقوف ہے خبر پر اور خبر پاس والے کو زیادہ ہوگی یا دور والے کو؟''

اب اہلیہ نے حضرتؒ کے جواب آنے پر پھر دوبارہ خط لکھ کر اور اپنی حالت بتائی کہ حضرت اقدسؒ سابقہ خط لکھنے کے بعد پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ میری حماقت کو دیکھو، اگر حضرت ناراض ہو گئے تو ٹھکانا کہاں ہوگا؟ کانپ کر دن گذارے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑا قیمتی سبق ملا کہ جب حضرتؒ کی ناراضی کا اتنا خوف ہوا تو اللہ کی ناراضی سے بہت بچنا چاہئیے کیونکہ ان کو تو میری ہر بات کی خبر ہے۔ توبہ پہلے ہی کر چکی تھی اب شکرانے کے نفل پڑھے والا نامہ کو سر پر رکھا۔ دست مبارک کے لکھے ہوئے الفاظ کو آنکھوں سے لگایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو سلامت رکھیں۔ حضرت والا، آئندہ خواہ اپنی غلطی سمجھوں یا نہ سمجھوں، شوہر صاحب کی تنبیہ پر اقرار کر کے معافی مانگا کروں گی۔ حضرت اقدس دعاء فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری اصلاح فرماویں، دین و دنیا میں میری حفاظت فرماویں۔ حسن اعتقاد، حسن عمل اور حسن خاتمہ عطا، فرماویں۔

جواب: حضرت اقدس: تمہاری خوش فہمی سے دل خوش ہوا دعاء کرتا ہوں۔

میرے خط کا مضمون: میرے قلب میں اہلیہ کی محبت بہت زیادہ ہے۔ بعض دفعہ حضرت کے پاس ہوتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ حضرت کو چھوڑ کر اہلیہ کے پاس جلد چلا جاؤں، ارشاد فرمائیں کہ اس قدر محبت مذموم تو نہیں؟

جواب: حضرت: نہیں لیکن کسی موقعہ پر اس کی رعایت کرنے میں دین کا ضرر ہو تو اس وقت کس کو ترجیح دیں گے۔ دین کو یا اہلیہ کو:؟

میرے خط کا مضمون: حضرت ایسے موقع پر تو یہ ناچیز یقیناً دین کو اہلیہ پر ترجیح دیتا ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ ایسے مواقع ہی کم آتے ہیں اہلیہ نہایت سلیم طبع رکھتی ہے۔ دین کا شوق ہے۔ غلطی ہو جانے پر فوراً توبہ کر لیتی ہے اور مجھے بھی جب تک راضی نہ کرے چین نہیں آتا۔

جواب حضرت اقدس: بس تو وہ محبت مذموم نہیں۔ اس طرح میری دنیا بھی جنت بن گئی۔

حقوق العباد کے بارے میں

وظیفہ کے متعلق پوچھنے پر ارشاد فرمایا ''معتدل آواز سے ذکر کیا کریں اور وہ بھی اس

طرح کہ کسی نائم (سونے والے) یا مصلی (نماز پڑھنے والے) کو تشویش نہ ہو"۔

میانی افغاناں سکول میں ریڈ کراس سوسائٹی ڈسپنسری کا انچارج تھا۔ ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ خاص ادویہ مجھ سے ناجائز طور پر گھر لے جاتے تھے یا کان، آنکھ وغیرہ میں بلا معاوضہ ڈلواتے تھے۔ انکار کرتا تو اندیشہ فساد تھا "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" میں عجیب کشمکش سے دوچار تھا۔ میں نے حضرتؒ سے اس بارہ میں عرض کیا تو تحریر فرمایا "اگر کوئی معین اور ارزاں دواء ہو تو خود خرید کر رکھ لیجئے اور ڈال دیا کیجئے اگر گراں ہو تو میری طرف سے خرید لیجئے میں اس کی قیمت بخوشی پیش کردوں گا"

میں نے لکھا کہ حضرتؒ کی شفقت پر قربان جاؤں تحریر فرمایا "شفقت کیا، ہر مسلمان کا ہر مسلمان پر حق ہے"

اس سے آگے میں نے لکھا، دواء معین اور بالکل ارزاں ہے میں خود خرید کر رکھ لوں گا اور ڈال دیا کروں گا؟ تو تحریر فرمایا "سب سے بہتر"

میں نے لکھا کہ طلباء سے کام لیتا ہوں، اگرچہ باضابطہ معاوضہ ادا نہیں کرتا۔ تاہم کچھ دے دلا کر انہیں خوش کر دیتا ہوں۔ اس پر حضرتؒ نے تحریر فرمایا "کیا ان لڑکوں کے والدین کو خبر اور ان کی اجازت ہے۔ کیا معتمد مزدور نہیں مل سکتے؟ کیا ان کو اتنے ہی پیسے دیئے جاتے ہیں جتنے دوسرے مزدوروں کو؟

اس کے بعد میں نے چند نادار اور مفلس طلباء کے والدین سے اجازت لی اور حضرتؒ کی خدمت میں لکھا کہ آئندہ ان کو اتنا ہی معاوضہ ادا کیا کروں گا جتنا دوسرے مزدوروں کو حضرت نے تحریر فرمایا "جزاکم اللّٰہ وبارک اللّٰہ"

اسی طرح نا معلوم شدگان کی ادائیگی کا طریق معلوم کیا: دھوبی سے کپڑے جو دھلوائے تو اس نے ایک دھوتی اور پگڑی بدل دیئے حضرت سے پوچھا کہ ان کا رکھنا اور استعمال جائز ہے یا نہیں؟

حضرت نے فرمایا: بالکل نہیں، کیونکہ وہ دھوبی کی نہیں، غیر کا مال بدوں اس کے اذن کے کیسے جائز ہوگا؟ جس سے وصول ہوئی ہیں اسی کو واپس کی جاویں پھر یہ اس کے ذمہ ہے کہ مالک کو پہنچادے۔

پھر میں نے لکھا کہ وہ چیزیں کچھ استعمال کر چکا ہوں کیا بطور جرمانہ کچھ اپنے پاس سے ادا کروں؟ تحریر فرمایا، ”ہاں مساکین کو“۔

اس طرح ایک اور خط لکھا کہ میں جب لاہور میں زیر تعلیم تھا تو ایک ماہ تمام طلباء کے روپوں میں (جو مال مشترک تھا) سے کسی قدر بچالیا اور ایک قمیض اور شلوار بنالی: یہ بھی ”حق العبد“ تھا۔ حضرتؒ سے رہنمائی چاہی کہ مجھے بالکل علم نہیں کہ وہ کون کون تھے اور کہاں کہاں ہیں:؟ اور نہ ہی پتہ لگ سکتا ہے ارشاد فرماویں کہ یہ حقوق کس طرح ادا کروں؟ حضرت نے تحریر فرمایا ”اس کے اندازے سے مساکین کو دام دیدو اور لڑکوں کی طرف سے دینے کی نیت کرلو“۔

حضرتؒ سے پوچھا کہ آیا کافر و مسلمان کے حقوق اداء کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ”ہاں“ آگے پوچھا: وہ طریقہ کیا ہے؟ تحریر فرمایا ”اندازہ کر کے مالکوں کی طرف سے خیرات کر دیا جائے“

اسی پہاڑ پر ایک سرکاری جنگل تھا۔ لوگ وہاں سے چوری لکڑیاں کاٹ کر بیچتے تھے اور دو سال میں نے خرید کر جلائیں۔ حضرتؒ سے پوچھا اگر ناجائز تھا تو کیا تدارک کروں؟ تحریر فرمایا ”ناجائز تھا قیمت کا اندازہ کر کے اس محکمہ میں کسی ترکیب سے داخل کریں جس محکمہ کا تعلق اس جنگل سے ہو“

زندگی بھر جتنے ریل کے سفر بغیر ٹکٹ کئے تھے اس کے تدارک کے بارے میں پوچھا: حضرتؒ نے فرمایا ”اتنی قیمت کے ٹکٹ لے کر پھاڑ دو“

میں نے اپنا فرض محنت سے ادا کرتا ہوں لیکن پھر بھی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں اس لئے میں نے اپنے دینوی اور انگریزی کتابیں سکول لائبریری میں دے دی ہیں تا کہ کوتاہیوں کا تدارک ہو جائے، تحریر فرمایا ”یہ خیانت کا تدارک نہیں ہو سکتا“

ایک دفعہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم نے دریافت کیا کہ جماعت میں میں اپنے لڑکے سے بعض اوقات سوال زیادہ پوچھتا ہوں حضرتؒ نے تحریر فرمایا ”یہ خیانت ہے“

عجب وخود پسندی کا علاج

مضمون: والدین کے گھر گئی۔ اکثر مردوں اور عورتوں کو بے نماز پایا۔ میں باقاعدہ نمازیں پڑھتی تھی، تہجد بھی پڑھتی تھی۔ بہت دفعہ خیال آتا تھا کہ میں ان بے نماز مرد عورتوں

سے اچھی ہوں۔ یہ فضول وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں عبادت کر لیتی ہوں۔ حضرت اقدس! ارشاد فرمائیں کہ ناچیز کیا کرے کہ دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا عیب دور ہو۔

جواب: حضرت والا: اس میں تو انسان مجبور ہے کہ اپنے نمازی ہونے کا اور ان کے بے نمازی ہونے کا خیال آوے۔ لیکن اس میں مجبور نہیں بلکہ اختیاری بات ہے اور اس اختیار سے کام لینا چاہئے اور یوں سوچے کہ گو میں نمازی ہوں اور یہ بے نماز ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر نمازی ہر بے نمازی سے اچھا ہوا کرے۔ ممکن ہے کہ بے نمازی کے پاس کوئی ایسا عمل نیک ہو اور نمازی کے پاس کوئی ایسا عمل بد ہو جس سے مجموعی طور پر وہ بے نمازی اس نمازی سے افضل ہو۔ دوسرے ممکن ہے کہ انجام میں یہ نمازی بے نماز ہو جاوے اور بے نماز نمازی ہو جاوے۔ بہر حال حالاً بھی اس بے نماز کے افضل عند اللہ ہونے کا احتمال ہے اور مآلاً بھی پھر حق کیا ہے اپنے کو افضل سمجھنے کا:؟ البتہ نماز ایک نعمت ہے جو حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھ کو عطاء فرمائی ہے اور بے نماز ہونا ایک مرض ہے۔ جس میں یہ بے نماز مبتلا ہے تو جس طرح صحت والے کو شکر کرنا واجب ہے اور مریض کو حقیر سمجھنا جائز نہیں بلکہ اس پر رحم کرے اور اس کے لئے صحت کی دعاء کرے اسی طرح مجھ کو بھی چاہئے گو وہ مریض اپنی بے احتیاطی سے مریض بنا ہو مگر خود مرض کی حالت قابل ترحم کے ہے اس طرح بار بار خیال کرنے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔

زینت کے درجات میں اعتدال محمود ہے

مضمون خط اہلیہ: جب کسی عورت کو عمدہ کپڑا پہنے دیکھتی ہوں تو دل بہت چاہتا کہ اس قسم کا بھی لے لوں کبھی فرمائش کر بھی دیتی ہوں۔ حضرت والا! یہ مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت والا: زینت کے درجات میں افراط و تفریط مذموم ہے اور اعتدال محمود ہے اس میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بنات۔ اگر توقف کرنے سے ذہن سے نکل جائے تو فبہا اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت وہی پسند کیا ہوا کپڑا بنا لو۔ اگر اتفاقاً وہ اس وقت نہ مل سکے تو جانے دو اور اگر دیکھو کہ اس مدت تک طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت۔ بناؤ اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرروت ہو۔

تا کہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جاوے کہ شوق بھی پورا ہو جاوے اور اقتصاد بھی فوت نہ ہو اور اگر تمہارے شوہر تم کو علاوہ ضروری نان ونفقہ کے جیب خرچ کے طور پر کچھ دیتے ہیں تو پھر اس انتظام میں اتنا اور اضافہ کیا جاوے کہ ایسا کپڑا اپنے جیب خرچ کی رقم سے خریدو تا کہ نفس حدود میں محصور رہے۔

حقوق وحظوظ میں اعتدال

مضمون خط اہلیہ: حضرت اقدس! ہمارے گھر میں کھانے پینے کی فراغت رہتی ہے کئی عورتوں نے مجھے کہا ہے کہ تم فضول خرچ ہو حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ کس حد سے تجاوز اسراف کہلاتا ہے اور انسان فضول خرچ بن جاتا ہے نیز اس فضول خرچی کا علاج کیا ہے؟

جواب: حضرت: جزئیات کو تو صاحب معاملہ ہی سمجھ سکتا ہے مگر کلی طور پر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ابتداء میں ضروری خرچ پر اکتفاء کرنے کی عادت ڈالنا چاہیئے۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ ضروری کس کو کہتے ہیں۔ سو ضروری کا مفہوم یہ ہے کہ اگر موقع پر خرچ نہ کریں تو کوئی ضرر لاحق ہو جاوے۔ مثلاً فی الحال کوئی تکلیف ہونے لگے جیسے بھوک سے کم کھانے میں یا کپڑے کی کمی سے سردی کی تکلیف ہو یا بہت موٹا کپڑا پہننے سے گرمی کی تکلیف ہو یا فی الحال تو نہ ہو مگر آئندہ تکلیف ہو وعلی ہذا یہ تو ضرورت کا درجہ ہے ابتداء میں اس کی عادت ڈالی جاوے۔ یہ ضرور ہے کہ اس میں نفس کو مارنا پڑے گا سو بدوں اس کے علاج نہیں ہوتا البتہ بدن کو مارنا نہ چاہیئے کہ وہ حق ہے اور نفس کو خوش کرنا یہ حظ ہے۔ سو حظوظ قابل تقلیل ہیں اور حقوق قابل تحصیل اور تقلیل کا مطلب یہ ہے کہ ان حظوظ کو بالکل حذف نہ کرے نفس گھبرا جاتا ہے۔ کمی کر دے۔ یعنی اپنی آمدنی میں سے ایک مناسب حصہ الگ کر کے اس میں قدرے حظوظ کو پورا کرے جیسے مثلاً موسمی چیزیں کھانا۔ بس اس سے تجاوز نہ کرے یہ تو حظوظ کی حد ہے اور حقوق کی حد پہلے لکھ چکا ہوں کہ ضرورت پر اکتفاء کرے اور طریق اس پر عمل کرنے کی سہولت کا یہ ہے کہ جب کچھ خرچ کرنا ہو تو خرچ سے قبل قریب قریب اوقات میں سوچے کہ اگر ہم خرچ نہ کریں تو ہم کو کیا ضرر پہنچے۔ اگر سمجھ میں آجائے کہ فلاں ضرر پہنچے تو خرچ کرے ورنہ نہ کرے اور اسی صورت میں امید ہے کہ کچھ پس انداز ہوتا رہے گا سو اس کو محفوظ کر کے اہل اسباب کے لئے قدرے ذخیرہ رکھنا مصلحت ہے جب معتد بہ ذخیرہ ہو جاوے اہل تجربہ کے

مشورہ سے اس سے آمدنی کی کوئی صورت نکال لینا مناسب ہے۔ تا کہ قلب غنی رہے۔ فقط۔

یاد کی تمنا بھی یاد ہی کی قسم ہے

مضمون خط اہلیہ: حضرت اقدس! میں بعارضہ سرسام سخت بیمار ہوگئی تھی چاہئے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں اور اکثر وقت غفلت میں گذرتا ہے۔ جواب: حضرت اقدس: یہ غفلت مذموم نہیں۔

بقیہ مضمون: حضرت ارشاد فرماویں کہ مجھے کس طرح یاد رہا کرے تا کہ اکثر وقت اللہ کی یاد میں گذرے میرے پاس تو سوائے حسرت کے کچھ نہیں۔

جواب: حضرت اقدس: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت، یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔

میں نے لکھا: حضرت کی عمر زیادہ ہوگئی، اس لئے دل کو چین نہیں آتا، ارشاد فرمائیں کہ طبیعت میں قرار کیسے ہو؟ جواب: حضرت اقدسؒ: میں معصیت کا علاج بتلاتا ہوں نہ کہ مصیبت کا!

مخالفین کی کتب دیکھنے سے شک وتردّد پیدا ہوتو ترک کردیں

مضمون: مخالفین کے اعتراضات سن کر یا ان کی کتب دیکھ کر طبیعت متردد ہو جاتی ہے سمجھتا ہوں کہ گویا منافق ہوگیا ہوں۔ ارشاد فرمائیں کہ یہ مرض کس طرح دور ہو؟

جواب: حضرت: ایسی چیز مت دیکھو جس سے شک یا تردد پیدا ہو اور جو بلاقصد ایسی بات کان میں پڑ جائے اور یہی حالت پیدا ہو جاوے تو اس کو کسی خاص تدبیر سے زائل کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اہتمام سے پریشانی بڑھے گی اور ہمیشہ کے لئے ایک مستقل شغل ہو جائے گا بلکہ بجائے تدبیر کے اس سے بے التفاتی اختیار کرو اور کتنا ہی وسوسہ ستاوے بالکل پرواہ مت کرو۔ البتہ دعاء اور تضرع کرتے رہو اور اس کو کافی سمجھو ان شاءاللہ تعالیٰ بہت جلد طبیعت صاف ہو جاوے گی اور جب یہی عادت ہو جاوے گی تو وہ ایسی چیزوں سے متاثر نہ ہوگا۔ یہ ہے وہ حکمی نسخہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی دو چار ہی دن ہوئے عطاء ہوا ہے جو بہت بڑا علم ہے۔ بحمد اللہ!

جو کھانے سبب غفلت ہوں وہ باعث وبال ہیں

مضمون: رسالہ ”تبلیغ دین“ پڑھ کر ہر وقت دل میں کھٹک رہتی ہے کہ اچھے کھانے

قیامت کے دن مصیبت ہی ثابت نہ ہوں؟

جواب: حضرت اقدسؒ: اس رسالہ میں غلبہ حال کے سبب سختی زیادہ کی گئی ہے مگر مراد اس سے وہ ہے جو کھا کر معاصی یا غفلت میں مبتلا رہے۔

ذکر اللہ سے حجاب دور کرنا چاہئے

مضمون: بعض اہل بدعت کو دیکھ کر بہت غصہ آتا ہے البتہ جن کے عقائد اچھے ہیں ان کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔

جواب: حضرت: یہ خوشی اور رنج گو معصیت نہ ہو مگر حجاب ہے ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا چاہئے تا کہ حجب مرتفع ہوں۔

دل کہ اوبستہ غم وخندیدن است تو بگو کے لائق ایں دیدن است

محبت عقلی واعتقادی

مضمون: معلوم ہوتا ہے دل محبت سے خالی ہے۔

جواب: کونسی محبت سے، اعتقادی وعقلی سے یا انفعالی اور طبعی سے۔ اگر شق ثانی ہے تو مضر نہیں اگر شق اول ہے تو اس میں خالی ہونے کا افسوس نہیں ہوتا۔ یہ افسوس خود دلیل ہے کہ آپ اس سے خالی نہیں۔

ماتم کا دن

مضمون: جیسی حالت ہونی چاہئے ویسی بالکل نہیں ہے

جواب: حضرتؒ: وہ دن ماتم کا ہوگا جس دن یہ سمجھو گے کہ جیسی حالت چاہئے تھی ویسی ہو گئی۔ کیونکہ اس درگاہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حالت کے متعلق یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ جیسی حالت چاہئے ویسی نہیں ہے۔

مضمون: دل چاہتا ہے کہ کوئی بڑا بے شک نہ سمجھے، لیکن ایسی بات نہ کرے جس سے ذلت ہو۔

جواب: حضرت: یہ شریعت میں بھی حکم ہے "لاینبغی للمومن ان یذل نفسہ" جب تک حالت غالب نہ ہو یہی طریق ہے مگر جب حال غالب ہو جاتا ہے تو ذلت کو عزت

سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے مگر وہ غیر اختیاری ہے اگر نہ ہو تمنا نہ کرے اگر ہو جائے ازالہ نہ کرے۔

مضمون: حضرت کو کھانسی کی شکایت تھی، اب کیا حال ہے؟

جواب: حضرت: اس کو پھانسی بھیج دیا۔

مضمون: دو ماہ قیام کے ارادہ سے جب تھانہ بھون حاضر ہوا تو حضرت سے پوچھا کہ اب کیا دستور العمل رکھوں؟

جواب: حضرت: اب مدت قیام کے لئے ''قصد السبیل'' سے دستور العمل عالم فارغ کا شروع کر دیا جاوے۔ پھر جو وقت بچے اطلاع کر کے مشورہ کیا جاوے۔

مناسب الفاظ کب نکلتے ہیں

مضمون: حضرت! میں اپنے آپ کو برا بھلا کہتا رہتا ہوں لیکن حضرت کا تعلق کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ اب تو اس دولت نے بادشاہ بنا دیا ہے لیکن اپنے آپ کو اکثر یہ خطاب کر کے کہتا ہوں کہ تو ڈوب کر مر جا تجھے شرم وحیا کچھ بھی نہیں۔ کس حوصلہ سے اللہ کی زمین پر پھرتا ہے۔ ایک دن روٹی نہ ملے تو تجھے ہوش آ جائے۔

جواب: حضرت: جب معنی مناسب ہوتے ہیں تو الفاظ بھی خود بخود مناسب ہی نکلتے ہیں اور معانی بفضلہٖ تعالیٰ سب مناسب ہیں۔ یہی معانی تو مطلوب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ برکت اور استقامت بخشیں۔

تربیت السالک کا مطالعہ

مضمون: حضرت میں ان دنوں کس کتاب کو زیادہ زیر مطالعہ رکھوں؟

جواب: حضرت: تبویب تربیت السالک جو حال ہی میں چھپی ہے جس قدر آسانی سے ہو سکے توجہ سے دیکھ لی جاوے اس کے بعد پھر مشورہ کیا جاوے۔ غالباً مدرسہ سے عاریۃً مل سکے گی۔ اگر وہاں موجود نہ ہو، میں دے دوں گا۔

مضمون: دستور العمل عالم فارغ شروع کر دیا ہے تلاوۃ کلام مجید منزل مناجات مقبول اور پچیس ہزار روزانہ اسم ذات کا ورد رکھتا ہوں: تبویب تربیت السالک اور احیاء العلوم کے چند صفحے دیکھتا ہوں رات تین بجے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔

جواب: حضرت: ماشاء اللہ سب کافی وافی ہے۔

قبض وبسط دونوں غیر اختیاری ہیں

مضمون: کبھی تو ذوق شوق معلوم ہوتا ہے اور کبھی شدید بے قراری، حضرت ارشاد فرمائیں کہ دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت بہتر ہے اور اس کو قائم رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: حضرت: دونوں غیر اختیاری حالتیں ہیں اور دونوں محمود اور مقدمات مقصود ہیں ایک بسط اور ایک قبض ہے۔ ان کے نہ باقی رکھنے کی کوئی تدبیر ہے نہ زائل کرنے کی۔

مضمون: حضرت اقدس! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سا نالائق دنیا میں کوئی نہیں صاف نظر آتا ہے کہ میں کتے سے بھی بدتر ہوں مگر پھر بھی ذلت کی برداشت نہیں۔

جواب: حضرت: یہی ہے اعتدال مطلوب۔

مضمون: حضرت اقدس! قبض اور بسط جاری ہیں۔ کسی وقت ذکر میں خوب دل لگتا ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا کوئی حال بھی قابل قبول نہیں لیکن حضرت والا کے ارشادات کو پڑھ کر کبھی امید بھی ہو جاتی ہے۔

جواب: حضرتؒ: یہی اعتقاد مطلوب اور کلید مطلوب ہے۔

مضمون: جب غفلت ہوتی ہے تو طبیعت پر ایک چوٹ سی لگتی ہے۔ سو کر اٹھتا ہوں تو دل خالی معلوم ہوتا ہے مستقل حالت کوئی نہیں جلد جلد حالت بدلتی ہے۔ توجہ بھی پوری قائم نہیں رہتی۔ جواب: حضرت: یہ سب حالات رحمت حق ہیں سب اسی طرح کام بن جاتا ہے۔

مضمون: حضرت اقدس! میں نے آج تک بیعت کی درخواست ہی نہ کی تھی تعلیم کی درخواست کی تھی حضور والا نے منظور فرمائی تھی۔ اب حضور والا کی "بشارت مناسبت" کے بعد دل چاہا کہ بیعت کی دولت سے بھی محروم نہ رہوں۔ اگر حضرت والا مناسب خیال فرماویں تو بیعت فرمالیں۔

چنانچہ اسی روز بعد مغرب حضرت نے نہایت شفقت بھرے الفاظ سے بیعت فرمالیا۔

مضمون: حضرت نے مجھے بیعت فرمالیا۔ مجھے یہ بے بہا دولت نصیب ہوئی ہے واللہ حضرت اقدس سے تعلق ہوتے ہی قلب کی حالت تبدیل ہونے لگتی ہے۔ حضور کی یہ ایسی کرامت ہے جو اظہر من الشمس ہے۔

جواب: حضرت: یہ سب حسن ظن ہے ورنہ مجھ کو اپنی حقیقت معلوم ہے۔

بقیہ مضمون: میں کھلی آنکھوں حضرت کی برکات دیکھتا ہوں۔ اب کسی ناجائز چیز کی طرف نظر نہیں اٹھتی۔ جواب: حضرت: سب حالات محمود ہیں مبارک ہو۔

بقیہ مضمون: حضرت مجھ میں صبر کی بالکل ہمت نہیں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے ورنہ مجھے اپنا کوئی اعتبار نہیں۔

جواب: حضرت: خدا تعالیٰ سے دعاء کرنا چاہیئے کہ امتحان سے بچادیں اور ایسا وقت ہی نہ آوے اور اگر ایسا وقت آ بھی گیا وہ خود مدد فرماتے ہیں اور صبر کی توفیق عطاء فرمادیتے ہیں۔ کسی خاص تدبیر کی ضرورت نہیں ان کے ساتھ جب تعلق درست رہتا ہے وہ ہر حال میں دستگیری فرماتے ہیں۔

خوف ورجاء

مضمون: احیاء العلوم میں پڑھا ہے کہ جوانی میں خوف غالب ہونا چاہیئے مگر حضرت کے ارشادات سے کچھ ایسی تسلی ہوتی ہے کہ اپنے میں رجاء غالب پاتا ہوں۔

جواب: حضرت: حضرت امام کا ارشاد باعتبار غالب طبائع کے ہے کہ رجاء میں کام نہیں کرتے وہ ان کا علاج ہے اور جو رجاء میں زیادہ کام کرتے ہوں ان کے لئے نہیں۔

اس کے بعد میں ایک ہفتہ کے لئے واپس سکول چلا گیا۔ اہلیہ تھانہ بھون ہی میں رہیں۔ وطن سے میں نے ایک خط لکھا جس پر ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ کی تاریخ درج ہے۔

بیعت وتلقین کی اجازت

اس پر حضرت نے ''بشارت'' کا لفظ تحریر فرما کر تحریر فرمایا بے اختیار قلب پر تقاضا ہوا کہ تو کلاً علی اللہ تعالیٰ آپ کو اجازت دوں کہ اگر کوئی طالب حق آپ سے بیعت وتلقین کی درخواست کرے منظور کرلیں۔ اس میں آپ کی بھی اصلاح میں مدد ملے گی۔ اشرف علی۔

آپ کے گھر میں بھی خیریت ہے (اس خط پر حضرت کے تین جگہ دستخط ہیں)

جواب: حضرت: بس میں اپنے دوستوں کے لئے اسی حالت کا انتظار کیا کرتا ہوں اور وقوع سے مسرور ہوتا ہوں مبارک ہو۔

بقیہ مضمون خط: حضرت! مجھے تو خود ہی کچھ نہیں آتا میں کسی کو کیا بتلاؤں گا۔ اگر وہ بات آتی ہوئی بتادوں گا ورنہ یہ کہہ دوں گا کہ مجھے نہیں آتی۔

جواب حضرت: بلکہ یہ کہہ دیا جائے کہ پوچھ کر بتلا دوں گا۔ پھر مجھ سے پوچھ لیا۔

بقیہ مضمون: حضرت دعاء فرمائیں کہ میری زندگی اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں کٹ جائے۔ جواب: حضرت: دل سے دعاء ہے۔

اس کے بعد حضرت نے خط کے نچلے حصے میں تحریر فرمایا: پرچہ سابق میں ایک بات لکھنے سے رہ گئی تھی وہ یہ کہ اس کی اطلاع اپنے خالص مخلص دوستوں سے کر دی جائے۔

مضمون: حضرت اقدس! میں خود ہی گم کردہ راہ ہوں کسی کو کیا خاک رہنمائی کروں گا؟ حضرت کوئی طریقہ ارشاد فرمائیں جس سے پریشانی دور ہو۔

جواب: حضرت: یہی پریشانی کلید جمعیت ہے۔

مضمون: بعض اوقات ذکر کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کا ان الفاظ میں شکر کرنے لگتا ہوں اے اللہ تیرا بڑا اکرم ہے کہ تو نے ہمیں دامن اشرف عطاء فرمایا۔ پھر بار بار انہیں کلمات کو دھراتا ہوں کہ اے اللہ تیرا بڑا اکرم ہے کہ تو نے ہمیں دامن اشرف عطا فرمایا۔ حضرت دل کانپتا ہے کہ میرے اس خط سے حضرت کو کوفت نہ ہو کہ یہ سب جوش کی باتیں ہیں ہوش کی نہیں ہیں۔

جواب: حضرت: اور جو اس وقت مجھ کو بھی ہوش نہ رہتا ہو؟

بقیہ مضمون: حضرت اقدس معافی کی التجاء ہے

جواب: حضرت: معافی کی جگہ فرمائش کی درخواست کرتے۔

بقیہ مضمون: بعض دفعہ ذکر چھوڑ کر دعاء مانگنے لگتا ہوں۔

جواب: حضرت: دعاء تو افضل الاذکار ہے۔

مضمون خط: حضرت، سخت بیماری کی وجہ سے سب وظائف گڑ بڑ ہو گئے۔

جواب: حضرت: بلکہ بڑھ چڑھ گئے کیونکہ وظائف کا اجر گھٹتا نہیں اور بیماری کا بڑھ گیا۔

مضمون خط: ۹۱ (یکم محرم الحرام ۱۳۵۲ھ) حضرت ارشاد فرماویں کہ حضرت کی محبت کے ساتھ اتنی ہیبت کیوں ہے؟ جواب: حضرت: اس عنوان سے سوال مناسب نہیں۔

بقیہ مضمون: یہ بھی ارشاد فرماویں کہ یہ ہیبت میرے لئے مضر تو نہیں؟

جواب: حضرت: یہ سوال البتہ مناسب ہے۔ اس کا جواب دیتا ہوں مضر کیا بلکہ نافع ہے اور یہ ہیبت غایت محبت سے ناشی ہوتی ہے۔ دراصل ہیبت وہی ہے جو محبت سے ہو جس

کا سبب ایک امر عقلی ہوتا ہے کہ کہیں محبوب ناراض نہ ہو جاوے اس کی ہیبت ہوتی ہے اور ایک امر طبعی ہوتا ہے یعنی غایت محبت سے محبّ فنا ہو جاتا ہے اور غایت فنا سے محبوب کی غایت عظمت پیدا ہوتی ہے اور غایت عظمت سے ہیبت کہ اگر مجھ پر کوئی تکلیف آ گئی تو کیا ہو گا؟ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ یہ پریشانی مذموم تو نہیں؟

جواب: حضرت: بلکہ بعض اوقات اس سے بہت پرے کی شان مل جاتی ہے۔

مضمون: حضرت مجھ میں امتحان کی طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ کوئی مصیبت آ جائے تو صبر کی طاقت معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت والا! علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ بشر نہ رہوں۔

مضمون خط: پہلے تو علماء کرام کے مواعظ سن کر دل میں جوش اور ولولہ اٹھا کرتا تھا۔ اب اس حالت میں بھی تغیر ہے بلکہ یہ کیفیت ہے کہ نہ بری بات کو دیکھ کر زیادہ رنج ہوتا ہے نہ اچھی بات کو دیکھ کر خوشی ہی ہوتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ میری مذکورہ حالت کیسی ہے؟ قابل اصلاح ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: اس طرح پوچھنا خلاف ادب ہے۔ اس میں تمام تر بار مخاطب پر ڈال دیا گیا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جس حالت کے متعلق پوچھنا ہو وہ حالت لکھ کر پھر اس میں جو شبہ ہو اس کو لکھنا چاہئے کہ اس حالت میں فلاں برائی کا شبہ ہے تا کہ مخاطب اس شبہ میں غور کر کے جواب دے۔ تم میں ادب کم ہے خلوص ہے، محبت ہے مگر قدرے بے ادب ہو گئے ہو تمہارا لہجہ ایسا ہے جیسے بالکل دل میں جھجک نہ رہی ہو۔ جیسے برابر کے دوست سے بات چیت کرتے ہوں اور میں تو ادب کے قابل نہیں مگر یہ طرز اس طریق میں مضر ہے۔ اگلے خط میں میں نے ندامت سے معافی مانگی۔ تحریر فرمایا: بہتر معاف کر دیا۔

اس سے اگلے خط میں میں نے پوچھا کہ قلب مبارک پر میری بدتمیزی کا کوئی اثر تو نہیں؟

جواب: حضرت: اثر تھا مگر کم ہو رہا ہے ممکن ہے کہ جانے کے وقت تک صاف ہو جائے، ورنہ جانے کے بعد دو چار خط تک یقیناً صاف ہو جاوے گا۔ میں نے وطن پہنچ کر خط لکھا کہ اب دل گواہی دیتا ہے کہ میرے حضرت مجھ سے خوش ہو گئے ہوں گے۔

جواب: حضرت: اللہ اللہ اپنے دل کو ایسا پاک صاف سمجھ گئے کہ اس کی شہادت غلط

نہیں ہوسکتی۔ تم میں واقعی ادب نہیں۔ اپنی عقل وتقویٰ پر ناز ہے جو مہلک ہے تواضع سیکھو۔

مضمون: حضرت والا! اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم وتعدی کرتا ہے تو میں اپنے دوست احباب سے اس کی شکایت کرتا ہوں۔ اس سے طبیعت کی گرانی جاتی رہتی ہے۔ ورنہ طبیعت پر بوجھ رہتا ہے۔ اگر یہ غیبت میں داخل ہو تو۔ حضرت والا علاج فرماویں۔

جواب: حضرت: دقیق مسئلہ ہے مگر احتیاط ہی اسلم ہے بجائے شکایت کے دعاء دیا کریں تذکرہ بھی ہو جاوے گا اور غیبت بھی نہ ہوگی۔

اسباب منافی توکّل نہیں

مضمون: حضرت میری نظر اسباب پر زیادہ ہے مسبب پر نہیں ذراسی بات پر پریشان ہوجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل معلوم نہیں ہوتا۔

جواب: حضرت: ایمان تقدیر پر اور توکل مامور بہ ہیں اور مامور بہا سب اختیاری و عقلی ہیں اور پریشانی یا نظر سب اسباب امور طبعیہ اور فطریہ ہیں۔ امور اختیاریہ وامور طبعیہ جمع ہوسکتے ہیں۔ ان میں تنافی اور تضاد نہیں یعنی باوجود توکل کے پریشانی ہوسکتی ہے۔

مضمون: جب کسی کو کوئی ہدیہ بھیجتا ہوں تو خلوص سے بھیجتا ہوں لیکن جب غور کرتا ہوں تو اپنی نیت میں اس قسم کی کچھ آمیزش ضرور پاتا ہوں کہ وہ ہدیہ سے میری طرف زیادہ متوجہ ہوں گے اس سے دل میں خوشی بھی ہوتی ہے حضرت والا، ارشاد فرماویں کہ یہ خود غرضی اور خلاف اصول شرع تو نہیں؟

جواب: حضرت: نہیں کیونکہ حدیث "تھادوا تحابوا" میں زیادۃ حب کا غایت مطلوب شرعیہ ہونا خود مصرح ہے۔ پس غایت مطلوب شرعیہ کا قصد کرنا خلاف خلوص نہیں ہو سکتا اور راز اس میں یہ ہے کہ "حب فی اللہ" دین ہے تو اس کا قصد کرنا دین کا قصد ہے دنیا کا قصد نہیں ہے اور ریاء وعدم خلوص کی حقیقت طاعت سے دنیا کا قصد کرنا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر ہدیہ بطور طاعت نہ ہو بلکہ کسی غرض کی تدبیر ہو تو مثل دوسری دنیوی تدابیر کے ہے۔ کبھی مباح جیسے دنیوی ہبہ بالعوض کبھی غیر مباح جیسے رشوت فقط۔

مضمون خط: دوسرے کی تکلیف کو دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہوں اور اس خیال سے پریشانی اور بڑھ جاتی ہے کہ اگر مجھ پر کوئی تکلیف آگئی تو کیا ہوگا؟ حضرت اقدس ارشاد

فرمائیں کہ یہ پریشانی مذموم تو نہیں۔

جواب: حضرت: بلکہ بعض اوقات اس سے بہت پرے کی شان مل جاتی ہے۔

مضمون: حضرت مجھ میں امتحان کی طاقت نہیں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے کوئی مصیبت آجائے تو صبر کی طاقت معلوم نہیں ہوتی، حضرت والا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب حضرت: اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ بشر نہ ہوں۔

مضر اور غیر مضر کی حس:

مضمون: اب رشتہ داروں کو ملنے سے وحشت ہوتی ہے۔ کبھی دل میں آتا ہے کہ رشتہ داروں سے ملنا چاہئے تا کہ ان کو نفع ہو۔ حضرت اس کے متعلق کوئی معیار بتلائیں کہ کہاں جانا چاہیے اور کہاں نہیں؟

جواب حضرت: کل کو پوچھنا کہ پہلے پاخانہ کھل کر ہوتا تھا اب رک کر ہوتا ہے اب کیا کروں؟ کیا تم کو مضر غیر مضر کی حس نہیں۔ جب تک عقل نہ آوے خط بند اٹھارہ روز بعد میں نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ حضرت والا کے ارشاد کو پڑھ کر میرے ہوش ہی ٹھکانے نہ رہے۔

جواب: حضرت: پہلے ہی ٹھکانے نہ تھے۔ اسکے بعد ندامت سے معافی مانگی تو معاف فرمادیا۔ ایک دفعہ مجھ سے مخاطبت میں غلطی ہو گئی تھی۔ حاضری کے وقت مخاطبت و مکاتبت کی اجازت چاہی تو تحریر فرمایا ایک بار تجربہ ہو چکا، بس معاف کیجئے ایک اور خط میں تحریر فرمایا اگر خواہی سلامت بر کنار ست۔

علاج اختیاری کا استعمال اختیار ہے

مضمون: حضرت والا میری طبیعت میں اعتدال نہیں ہے حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: علاج اختیاری کا استعمال اختیار ہے۔ بار بار اس کا استعمال کیا جاوے اسی سے عادت ہو جاتی ہے اور کوئی مستقل علاج نہیں افسوس کیا اب تک ایسی موٹی باتیں بھی معلوم نہیں؟ خواہ مخواہ دوسرے شخص کو پریشان کرتے ہو۔ اگر ایسے ہی سوالات رہے تو عجب نہیں مکاتبت بالکل بند کر دی جائے۔

مضمون: اگر گھر میں کوئی صاحب ثروت عورت آئے تو دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اہلیہ دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے ایک دو موقعوں پر تو فرمائش کر کے اہلیہ کو میں

نے صاف اور اجلے کپڑے پہننے کو بھی کہا غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے امتیازی حالت میں دیکھنے کی خواہش غالب معلوم ہوتی ہے۔ اس خواہش میں حب جاہ کی آمیزش بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت والا، اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: یہ فرق منتہی کو تو مضر نہیں۔ وہ علماً وعملاً حفظ حدود پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اسلم یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے اگر کوئی حقیر سمجھے اس کو گوارا کرے۔

مضمون: حضرت اقدس! یہ ناچیز انگریزی کا ماسٹر ہے۔ اگر کوئی مجھے ''حاجی صاحب'' یا حضرت کہہ کر پکارتا ہے تو دل خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی ''ماسٹر'' کہہ کر پکارتا ہے تو وہ خوشی حاصل نہیں ہوتی حضرت اقدس اگر یہ حالت مذموم ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: جیسے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیتیں رکھی ہیں، اسی طرح الفاظ میں بھی اور ان کے وہ آثار طبعی ہیں اور ان کا احساس ایسا ہی ہے جیسے شیریں اور تلخ چیزوں کا۔ تو اگر کسی کو پختہ انار شیریں معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ حرام ہی کا ہو اور کریلا تلخ معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ حلال ہی کا ہو تو جیسے یہ احساس مذموم نہیں اسی طرح خاص الفاظ میں القاب کے آثار کا احساس بھی۔ البتہ خلاف واقع کو اپنے قصد سے پسند کرنا اور واقع کو اپنے قصد سے ناپسند کرنا یہ مذموم ہے۔ سو اس سے بچنا اختیاری امر ہے اور اس کا اسہل اور اسلم طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مدحیہ الفاظ استعمال کرے فوراً ہی ان کی نفی اور ان سے نہی سے کام لے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے ایسے اقوال کے شر سے پناہ مانگے۔

مضمون: حضرت والا نے دنیا ہی میں جنت کیسی خوشیاں دکھلا دیں۔

جواب: حضرت: خوش فہمی مبارک ہو۔

دوسرے خطوط

مضمون: مصیبت کے موقعوں پر بہت پریشانی ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ناچیز میں صبر اور رضا بر قضا نہیں ہے۔

جواب: حضرت اقدس: جس پریشانی میں حدود شرع سے تجاوز نہ ہو وہ صبر اور رضا

برقضا کے خلاف نہیں۔ جواب: مرض کہتے ہیں معصیت کو کیا یہ معصیت ہے؟

مضمون: پریشانی کے وقت طبیعت ذکر کی طرف نہیں آتی۔

جواب: خود نہیں آتی یا لانے سے بھی نہیں لاتے۔

مضمون: پریشانی حجاب معلوم ہوتا ہے حضرت اقدس یہ حجب کس طرح مرتفع ہو؟

جواب: اس کو حجاب کس اعتبار سے کہا جاتا ہے اور اگر کسی تاویل سے حجاب ہے تو اس میں دینی ضرر کیا ہے؟

مضمون: اکثر تو یہ ٹوٹ جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ زبان کو نہ چلانا اختیار میں ہے۔ لیکن چلا دیتا ہوں؟ حضرت اس مرض کا ازالہ کس طرح ہو؟ جواب: استحضار و ہمت

مضمون: معلوم ہوتا ہے صرف اسباب پر ہی نظر ہے۔ مسبب پر نہیں ہے تقدیر پر ایمان ہے مگر ذرا سی تکلیف پر پریشان ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل معلوم نہیں ہوتا۔

جواب: ایمان تقدیر پر اور توکل مامور بہ ہیں اور امور مامور بہا سب اختیاری و عقلی ہیں اور پریشانی یا نظر بر اسباب امور طبعیہ وفطریہ ہیں۔ امور اختیاریہ و امور طبعیہ جمع ہو سکتے ہیں ان میں تنافی و تضاد نہیں یعنی باوجود توکل کے پریشانی ہو سکتی ہے۔

مضمون: میں سب کو سلام کہتا ہوں۔ بدعتیوں تک کو لیکن بدعتیوں کے مقتداؤں کو سلام کرنے کو دل نہیں چاہتا کہ لوگ سند پکڑیں گے۔ ان کے متعلق طبیعت میں انقباض ہوتا ہے۔ اپنی بڑائی کا شبہ بھی ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر کیا طریقہ اختیار کروں؟

جواب: ایسوں سے ترک سلام ہی مناسب ہے اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

مضمون: حضرت اقدس دعا فرمائیں حق تعالیٰ اس نالائق کو کسی ٹھکانے لگائیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پر توکل چاہیے۔

مضمون: اپنی حالت پر اطمینان سا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں یہ عجب تو نہیں۔ جواب: یہ امید ہے عجب نہیں مگر ساتھ ہی خوف کا بھی استحضار ضروری ہے۔

مضمون: میں لوگوں سے اپنے عیوب کا اظہار نہیں کرتا۔ صرف حضرت والا کو بتاتا ہوں۔ حضرت ارشاد فرمائیں یہ تکبر تو نہیں۔ اگر تکبر ہو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: نہیں، دوسروں کے سامنے تو اظہار برا بھی ہے کہ بلا ضرورت معصیت کا

اظہار ہے اور مصلح کے سامنے ضرورت ہے معالجہ کی۔

مضمون: میں نے چوبیس گھنٹے کا بھرپور نظام الاوقات حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا اور منظوری چاہی۔

جواب: حضرت والا: بالکل کافی ہے کیا کوئی راحت اور تفریح کا وقت رکھنے کا ارادہ نہیں؟

آگے میں نے لکھا وقت تھوڑا ہے کتابیں مطالعہ کے لئے زیادہ ہیں کیا کروں،

جواب: حضرت والا: ایک روز ایک کتاب ایک روز ایک کتاب۔

مضمون: حضرت اقدس سخت حماقت ہوئی حضور سے عہد کیا تھا کہ کبھی جھگڑا نہ کروں گا عہد شکنی ہوئی سخت ندامت سے تجدید توبہ اور عہد کرتا ہوں۔ جواب: حضرت: اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

مضمون: واقعہ یوں ہوا ایک مسلمان دکاندار نے سخت بے دینی بے ادبی کے کلمات کہے مجھے جوش آ گیا کہ اسے ہوش میں لانا چاہیے میں بھی خوب لڑا۔ وہ جہل کا اقرار بھی کرتا تھا مگر اسے حق مطلوب نہ تھا اسلام پر اعتراضات کئے جاتا تھا۔ آخر لڑنا فضول سمجھ کر میں چل دیا۔

جواب: حضرت: ایسا بھی ہو جاتا ہے مگر اس کا علاج یہی استحضار و تجدید استغفار و اصلاح ہے۔

بقیہ مضمون: اب چاہئے تھا کہ ایسے شخص سے اللہ کے واسطے بغض رکھا جاتا مگر مجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ پھر میں جھوٹ موٹ ایک چیز اس سے خریدنے گیا کہ دلوں میں کدورت نہ رہے۔ سلام بھی کہا۔ یہ بھی برا کیا اس سے جھوٹ کو تقویت ہوئی۔ حضرت میں نے بہت غلطیاں کیں۔ کس طرح تدارک کروں؟ اس بات سے بھی ڈرتا ہوں کہ یہ واقعہ ذریعہ فساد اور مسلمانوں میں تفریق کا باعث نہ بن جائے۔

جواب: حضرت: جس غلطی میں اچھی نیت ہو۔ اس کی تحقیق کی زیادہ ضرورت نہیں اجمالاً استغفار اور آئندہ کے لئے عدم عود کافی ہے۔

بدعتیوں سے مدارات

بقیہ مضمون: ہمارے گاؤں میں کئی لوگ فرقہ ''زید اوست، بکر اوست'' والے ہیں کبھی کبھی وہاں جانا ہوتا ہے۔ ان کو سلام کہنا۔ سلام کا جواب دینا خیریت مزاج پوچھنا سب کچھ ہوتا ہے چونکہ پیدا ان ہی میں ہوا کچھ تعلق سا معلوم ہوتا ہے اور ترک سلام سے تکبر معلوم ہوتا ہے۔ ایک دن ان کے مقتداؤں میں ایک سخت بیمار خطرناک حالت میں تھا۔ میں

عیادت کے لئے گیا اسے پنکھا کرنے لگا۔ پاؤں دبانے کو دل چاہتا تھا۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ بدعتیوں معاندین اسلام کو سلام کرنا پنکھا کرنا سخت بیماری میں ان کے پاؤں دبانے کو تیار ہوجانا گناہ گمراہی اور نافرمانی کی مدد تو نہیں اگر یہ باتیں میرے لئے مضر ہوں تو آئندہ کیا طریقہ اختیار کروں؟

جواب: حضرت والا: وہی اوپر والا جواب ہے اور معالجہ نفس کے لئے ایسے امور کہ ضابطہ سے کچھ نکلے ہوئے ہوں مضائقہ نہیں مگر صریح خلاف شرع نہ ہوں۔

وساوس

مضمون: حضرت اقدس اطمینان قلبی پھر مفقود ہے۔ وساوس پھر موجود ہیں۔ عدم التفات کی کوشش کی لیکن بے سود، بدترین حالت ہے مستحق عذاب ہی کا معلوم ہوتا ہوں شاید حق تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں کانٹے کی برداشت نہیں عذاب کی کیسے برداشت ہوگی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منافق ہوں یہ موجودہ عبادت بھی اسی وقت تک ہے جب تک عمدہ سے عمدہ کھانے پیٹ میں جارہے ہیں اگر چند دن بھی نہ ملیں تو شاید کیا حالت ہو مجھے اپنی عبادت کسی کام کی نظر نہیں آتی حضرت ارشاد فرمائیں میں کیا کروں؟

جواب: حضرت والا: اس بحر طویل میں یہ کہیں نہیں بتلایا کہ معصیت کون سی صادر ہوئی۔

مضمون: حضرت اقدس مجھ میں اسراف کا مرض ہے۔ احباب بھی یہی کہتے ہیں خرچ بہت کرتا ہوں پھر پریشان ہوتا ہوں۔ مقروض تو نہیں۔ لیکن پس انداز کچھ نہیں ہوتا تنگی سے گزر ہوتی ہے حضرت میں کیا کروں؟

مضمون: حضرت اقدس اسراف سے شفا نہیں ہوئی۔ جب سوچتا ہوں تو اندر سے جواب ملتا ہے کہ یہاں خرچ کرنا کوئی گناہ نہیں پھر خرچ کرلیتا ہوں۔ حالت وہی ہے جو پہلے تھی حضرت میں کیا کروں؟

جواب: حضرت: سوچنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا معصیت نہ ہونا سوچ لیا کرے بلکہ یہ سوچا جائے اور ہر خرچ سے پہلے تین بار سوچا جاوے کہ اگر یہاں نہ خرچ کریں تو کوئی ضرر دنیوی یا اخروی تو لاحق نہ ہوگا۔

مضمون: آشنا ملتے ہیں بعض کو دیکھ کر اور مل کر خوشی ہوتی ہے بعض کو دیکھتے ہی قلب میں تکدر محسوس ہوتا ہے اور آنکھ بچانے کی کوشش کرتا ہوں بلالیں تو بتکلف بات کرتا ہوں۔ دل میں کوئی خوشی نہیں پاتا۔ ان کو اپنے سے بہتر جانتا ہوں لیکن دل چاہتا ہے کہ چلے جائیں حضرت اقدس اللہ کے بندوں سے یہ نفرت کیسی! اگر یہ تکبر یا کوئی مرض ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: جن حالات کا منشاء اپنی بڑائی نہ ہو وہ کبر نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس میرے دل پر ہر اچھی بری بات اثر کرتی ہے۔ کسی امیر سے ملتا ہوں تو امیر بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ غریب تنگ دست سے ملتا ہوں تو وہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کھیل تماشہ دیکھ کر بھی طبیعت الجھتی ہے حضرت اقدس اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔ جواب: ہر تغیر مرض نہیں جیسے ہر حرارت بخار نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس بعض دفعہ کچھ وقت اسی سوچ میں گزر جاتا ہے کہ ہائے میں کیا کروں کس برتے پر بڑی بڑی امیدیں رکھوں۔ اگر کوئی دفعتاً حادثہ پیش آئے۔ کوئی سانپ آجائے، کتا حملہ کرے یا مکان گر پڑے یا دفعتاً پیٹ میں درد اٹھے تو تھوڑی دیر صرف گھبراہٹ ہوتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ بھی یاد نہیں ہوتے اگرچہ جلدی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ موت کا وقت تو سخت امتحان کا ہوگا۔ خاتمہ کا بہت خطرہ ہے حضرت اقدس مذکورہ حالتیں اگر قابل اصلاح ہوں تو علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: سب کو پیش آتی ہیں ان کا درجہ سیدھی سڑک کے ٹیلوں اور کھڈ سے زیادہ نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس میری طبیعت میں انہماک بہت زیادہ ہے جو اطمینان قلبی کو مکدر کر دیتا ہے طبیعت کسی سوچ میں پڑ جاتی ہے تو اس میں کچھ ایسا تکلف ہوتا ہے کہ انقباض پیدا ہو جاتا ہے بشاشت ختم ہو جاتی ہے۔ عجیب پریشانی ہوتی ہے۔ حضرت میں کیا کروں؟

جواب: طبعی خاصیت ہے۔ جو معصیت نہیں۔ اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے تو مضر نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس جب ایک مسلمان اور کافر میں مقابلہ ہو اور کافر سچا ہو تو مسلمان پر غصہ آتا ہے کہ یہ ظالم کیوں ہے اور کافر کی حمایت کرتا ہوں۔ حضرت اقدس میری یہ حالت مذموم تو نہیں؟ جواب: حضرت والا: نہیں۔

مضمون: کیونکہ اس میں مسلمان کی مخالفت اور کافر کی اعانت ہے۔

جواب: حضرت والا: حق پر یا ناحق پر۔

مضمون: حضرت عجیب بات ہے کہ میرے نا اہل ہونے کے باوجود غیر مسلم ہندو، سکھ حتی کہ مرزائی بھی عزت سے پیش آتے ہیں اور سلام بندگی آداب عرض وغیرہ کہتے ہیں میں جواب میں یہ الفاظ کہتا ہوں۔ سلام، جناب، یا صرف ہاتھ اٹھا دیتا ہوں۔ کبھی آہستہ سے ''ہداک اللہ'' کبھی صرف یہ کہتا ہوں جناب کے مزاج تو اچھے ہیں۔ ''مزاج شریف'' لیکن مروت سے پیش آتا ہوں۔ ان کو اپنے سے بہتر جانتا ہوں۔ حضرت اگر کوئی بات قابل اصلاح ہو تو ارشاد فرمائیں۔ **جواب:** سب ٹھیک ہے۔

مضمون: میں نے حضرت اقدس کو لکھا تھا کہ میں بہت ہی لالچی ہوں۔ حریصوں کی طرح کھاتا ہوں۔ ایک ایک لقمہ میں لذت چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا تھا۔

جواب: مذموم ہونے کا احتمال کیوں ہوا؟

مضمون: حضور کے اس ارشاد پر میں نے تمام پہلوؤں پر غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ یہ تمام طبعی امور ہیں اور ایک ایک لقمہ گھونٹ سانس بے بہا نعمتیں ہیں نہ ملیں تو آنکھیں کھلیں اپنے آپ کو ان نعمتوں کے لائق نہ سمجھ کر ان نعمتوں کو لینا مرض نہیں بلکہ نعمتوں کا شکر ہے۔ بشریت کے ساتھ نفس کے تقاضے مذموم نہیں اگر حرام یا مشتبہ مال سے پورے نہ کئے جائیں۔ حضرت اگر سمجھنے میں کوئی غلطی ہو تو حضور سمجھا دیں۔ **جواب:** ٹھیک سمجھے۔

مضمون: اب صرف ایک بات پوچھنے کی رہ گئی۔ حضرت کی اجازت پیٹ بھر کھانے کی ہے نیت بھر کر کھانے کی نہیں ہے اور میں تو نیت بھر بھر کھاتا ہوں۔ حضرت میں کیا کروں؟

جواب: اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زیادہ ہونے سے کوئی ضرر یعنی مرض ہو جاوے وہ حرام ہے ورنہ حلال۔

مضمون: حضرت اقدس جب میں طلباء کو پڑھاتا ہوں تو تمام تر توجہ ادھر ہی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ بھولے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یاد بھی آتے ہیں لیکن انہماک میں پھر وہی پہلا حال ہو جاتا ہے۔ حضور ارشاد فرمائیں کہ یہ ذہول تو نہیں؟

جواب: ہے تو: مگر عذر کے سبب مذموم نہیں معاف ہے۔

مضمون: حضرت اقدس طریقہ بتلائیں کہ جتنی محبت حضرت سے مجھے اب ہے اس سے زیادہ محبت کس طرح حاصل ہو؟ جواب: بلا قصد ہو جاتی ہے۔

مضمون: حضرت اقدس میں آرام طلب بہت ہو گیا ہوں۔ کام کرنا تو چاہتا ہوں لیکن اگر ایک رات بھی کم سوؤں تو اگلا سارا دن بے لطفی میں گزر جاتا ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ بالکل آرام سے رہوں۔ کھاؤں، پیئوں، پہنوں، سوؤں اور پھر جتنا ہو سکے کام کروں۔ حضرت اگر میری حالت قابل اصلاح ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: نہ محمود نہ مذموم۔ امر طبعی ہے جس کے ازالہ کا انسان مکلّف نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس میں سخت دل ہو گیا ہوں۔ ذوق شوق مدھم پڑ گئے۔ علماء کی تقریروں میں وہ اثر نہیں جو پہلے تھا۔ دین فروش واعظوں پر وہ پہلا سا غصہ نہیں بے حس سا ہو گیا ہوں: ارشاد فرمائیں یہ حالت مذموم تو نہیں؟

جواب: نہیں: مگر واجب ترک نہ ہونے پاوے۔

مضمون: بعض حضرات سے دل ملنے کو نہیں چاہتا۔ طبیعت میں رکاوٹ سی پیدا ہو جاتی ہے۔ ظاہر اً مروت سے پیش آتا ہوں۔ جائز کام کیلئے کہیں تو کر دیتا ہوں لیکن بشاشت نہیں ہوتی حضرت مجھے اپنی حقیقت معلوم، پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں سے یہ انقباض کیوں۔ اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں ویسے اپنے آپ کو ان سے کمتر جانتا ہوں۔ جواب: مرض نہیں جب ان کی تحقیر نہ ہو نہ اعتقاد سے نہ برتاؤ سے۔

مضمون: حضرت اقدس اس دفعہ میرا قیام صرف بارہ دن ہوگا۔ اس وقت یہ ناچیز ذکر دوازدہ تسبیح اور ذکر اسم ذات بلا تعداد کر رہا ہے۔ یہ دن فرصت کے ہیں۔ اگر حضرت اقدس مناسب خیال فرماویں اور جس قدر مناسب خیال فرماویں اسی قدر یہ ناچیز ذکر زیادہ کیا کرے۔

جواب: لا الہ الا اللہ کا کوئی بڑا عدد بقدر تحمل و بقدر فرصت مقرر کر لیا جاوے۔

مضمون: حضرت اقدس میری طبیعت میں اعتدال نہیں، عجلت میں کئی غلطیاں کرتا ہوں۔ جلدی میں کسی کو کوئی مشورہ دے دیا یا معمولی سمجھ کر کوئی اخفاء کی بات ظاہر کر دی بعد

ازاں نتیجہ اچھا نہ نکلا اور ندامت ہوئی کسی نے کوئی روایت کی بلا تحقیق یقین کر کے کسی پر بدظنی کی۔ بعد میں وہ روایت غلط ثابت ہوئی اور ندامت ہوئی۔

جواب: یہ معصیت ہے اس کو بالکل چھوڑ دو اور چھوڑ دینا بہت سہل ہے۔

مضمون: حضرت اقدس اس بے اعتدالی کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: العلاج بالضد و الضد بالاختیار کم.

مضمون: یہ ناچیز سب علماء کے وعظ سنتا تھا۔ مفید غیر مفید سب طرح کے مضامین کان میں پڑتے تھے اب دلچسپی نہیں رہی۔ حضرت کی کتابوں ہی کو کافی سمجھ لیا ہے۔ جلسوں وعظوں میں جانے کا کوئی اہتمام نہیں نہ ہی علماء سے ملنے کی زیادہ خواہش۔ یہی سمجھ لیا ہے کہ بس حضرت کافی ہیں۔ علماء کی بڑی شان اور یہ ناچیز نکما جاہل: پھر علماء کی اتنی بے قدری کیوں؟

جواب: یہ علماء سے استغناء نہیں بلکہ بعض کے غیر مفید مضامین سے بُعد وانقباض ہے جو مذموم نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس پہلے میں ترکی ٹوپی، نکٹائی بوٹ پہنا کرتا تھا پھر حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرمادی اور فیشن پسند دوستوں اور رئیسوں سے ملنا چھوٹ گیا۔ مگر اب بھی ان میں سے کوئی پرانا دوست یا قصبہ کا رئیس سامنے آجاتا ہے تو میری نظر فوراً اپنے لباس پر جاتی ہے کہ صاف ستھرا بھی ہے یا نہیں پگڑی کی بندش ٹھیک ہے یا نہیں اور جب پہلے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں صاحب کو ملنا ہوگا تو اپنے آپ کو کسی قدر سنوار لیتا ہوں۔ خیال آتا ہے یہ لوگ ہماری وضع کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے سامنے اچھی حالت میں آنا چاہیے۔ حضرت حُبِّ جاہ کا شبہ ہوا اگر یہ واقعی مرض ہو حضرت والا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: جب مریض کو واقعی کا علم نہیں تو مجھ کو کیسے ہو سکتا ہے مگر شبہ کی حالت میں احتیاط علاج ہی میں ہے اور وہ علاج مخالفت کرنا ہے تقاضائے نفس کی۔

مضمون: حضرت اقدس ایک بیمار دوست کو دیکھنے کے لئے باہر جانا تھا۔ کچھ اور احباب اور پرانے انگریزی دان دوست بھی وہاں موجود تھے۔ میری قمیض پر چکنائی کے داغ تھے پگڑی بھی میلی تھی۔ نفس اس بات کو تو برداشت کرتا تھا کہ جانے کا ارادہ ترک کر دوں لیکن اس گندی حالت میں جانا ناگوار تھا۔ چنانچہ پگڑی کو تو اس طرح باندھا کہ میلا حصہ

پیچوں میں چھپ گیا۔ قمیض اور پاجامہ بدل لیے۔ نفس نے تاویل کی کہ جب تیرے دل کو لوگوں کے بدبودار گندے کپڑوں سے تکلیف ہوتی ہے تو اوروں کو بھی تیری گندی حالت سے اذیت ہوگی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو ذلت سے بچنے، بلکہ اوروں کو اچھا لگنے کی خواہش اس میں موجود پاتا ہوں اور شبہ اس لئے بھی ہوا کہ آئندہ تنگی سے بچنے کی غرض سے نفس چاہتا ہے کہ حضرت والا کو بعض سخت ضرورت کے مواقع عرض کروں مثلاً افسروں کی آمد پر اگر مدرسین میلے کپڑوں میں جائیں تو وہ افسر سختی کرتے ہیں۔ نفس چاہتا ہے کہ ایسے موقعوں پر لباس بدلنے کی اجازت مل جائے اگرچہ وہ دن جمعہ کا نہ ہو۔ حضرت اقدس اگر یہ حال میرے لئے مضر ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت اقدس: یہ محض (۱) تاویل ہے، یہ (۲) مطلوب ہے، یہ (۳) مذموم ہے اس کی نیت نمبر ۱ سے بدل دی جاوے۔

مضمون: حضرت اقدس کئی روز سے دل چاہتا ہے کہ ایک کرتہ ایک پاجامہ اور ایک دستار حضور میں ہدیہ گزاروں دل چاہتا ہے کہ جوڑا قیمتی اور عمدہ ہو۔ آسانی اس میں ہوگی کہ تینوں کی قیمت ارسال خدمت کروں اور حضور حسب منشاء سلوالیں اگر زیادہ ہونے کا طبیعت مبارک پر بار ہو تو دستار کی جگہ ٹوپی سہی۔ مقصود صرف تطییب قلب مبارک ہے اور کوئی غرض نہیں۔ اگر طبیعت مبارک پر بار نہ ہو تو اندازہ فرما کر تحریر فرماویں کہ کتنے روپے ارسال خدمت اقدس کروں۔ دل تو یہ چاہتا ہے کہ دستار کی قیمت لگائیں۔ اگر پسند نہ ہو تو ٹوپی کی۔ منی آرڈر کے کوپن میں بات صاف کر کے لکھ دوں گا۔

جواب: حضرت: ٹوپی پر خط کشیدہ فرما کر حضرت نے تحریر فرمایا۔ میرا مذاق یہی ہے آگے تحریر فرمایا ۸/ میں عمدہ جوڑا بنے گا۔ گھر میں اندازہ لگوالیا۔ میں نے دو روپے آٹھ آنے بھیج دیئے۔

میں نے اپنے ایک خط میں حضرت والا کو لکھا کہ تمام دنیوی کتب سے مستغنی ہو گیا ہوں۔ حضرت کی کتب پڑھنے کو دل چاہتا ہے دل میں یہ آتا ہے کہ جو وقت گذرے حضرت ہی کی خدمت وصحبت میں گذرے۔ دوسرے علماء کرام اور بزرگان دین کو باوجود بہت افضل جاننے کے کسی کی طرف رجوع کی ضرورت مطلقا محسوس نہیں ہوتی۔

جواب: حضرت: آثار عشق ہیں اور محمود ہیں گو مقصود نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس یہ ناچیز ترکی ٹوپی پہنتا ہے ارشاد فرمائیں کہ اس کا پہننا میرے لئے مضر تو نہیں؟ جواب: حضرت: کھٹک کیوں ہوئی اس کی وجہ لکھو۔

مضمون: حضرت نے ایک دفعہ مجلس میں فرمایا تھا کہ ''کانپور میں ایک وعظ کے دوران مسلمان نوجوانوں کی ترکی ٹوپیاں دیکھ کر میں نے کہا تھا کہ آج کل بعض اشخاص کے سروں پر دم نکل آئی ہے۔ اس پر ترکی ٹوپیوں والے ٹوپی سر سے اتار کر چھپانے لگے'' اس سے طبیعت میں کھٹک پیدا ہوئی بعد ازاں حضرت والا کے خلفائے کرام میں سے ایک صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ اس کا استعمال مسلمانوں میں عام ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی پہن بھی لے تو حضرت چنداں خیال نہیں فرمائیں گے۔

جواب: حضرت: جبکہ وہ شخص مجھ سے تعلق خاص نہ رکھتا ہو۔

بقیہ مضمون: بعد ازاں حضرت کے ایک مرید سے جو عالم تھے، پوچھا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ حضرت اقدس علمائے کرام کو اجازت نہیں دیتے۔ مگر عوام الناس اور مجھ جیسے نالائقوں کو اجازت دے دیتے ہیں۔ جواب: حضرت: اوپر کی قید سے۔

نیچے میں نے لکھا: اس لئے پہن لینے کی جرات ہوتی رہی۔

جواب: حضرت: تو تعلق کا کیا انتظام کیا۔

نیچے میں نے لکھا: حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ میرے لئے اس کا پہننا مضر تو نہیں۔

جواب: حضرت: اوپر لکھ چکا ہوں۔

میں نے ترکی ٹوپی اتار دی اور پگڑی باندھنا شروع کر دیا۔ خوش ہو گیا کہ تعلق خاص ہو گیا حضرت کو اطلاع کی تو حضرت نے تحریر فرمایا۔ مبارک ہو۔

دیکھئے ذرا سی بات پر حضرت سے تعلق خاص ہو گیا، حضرت خوش ہو گئے اور مبارک باد بھی مل گئی۔

مضمون: حضرت اقدس اہلیہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ سرسام و بخار اور نمونیہ بہت علیل ہے۔ جواب: حضرت: بہت دل دکھا میرا بھی، گھر میں کا بھی۔

بقیہ مضمون: حضرت اقدس دعائے صحت و عافیت فرمائیں۔

جواب: حضرت: دل سے دعائے صحت کرتا ہوں۔

مضمون: اہلیہ نے سلام بھی عرض کیا ہے۔ **جواب:** حضرت: میری طرف سے بھی سلام۔

مضمون: حضرت اقدس ڈیڑھ ماہ سے زیادہ اہلیہ بالکل بے ہوش رہی اب حضرت والا کی دعاؤں کی برکت سے ہوش میں ہے۔ ہوش میں آتے ہی نماز شروع کر دی۔

جواب: حضرت: ماشاء اللہ۔

مضمون: اب پنج وقتہ نماز اشارہ سے ادا کر لیتی ہے۔ **جواب** حضرت: الحمد للہ۔

مضمون: بے ہوشی میں ''پیارے حضرت''، ''میرے ابا جی'' زبان پر رہے۔

جواب: حضرت: اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں اپنی محبت کاملہ عطاء فرمائے۔

مضمون: ان شاء اللہ تین چار ہفتہ تک حضرت والا کو اپنے ہاتھ سے خط لکھنے کے قابل ہو جائیگی۔

جواب: حضرت: خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔

مضمون: حضرت والا کو اہلیہ کی شدید علالت کی اطلاع کی تھی۔ دل چاہا صحت یابی کی بھی اطلاع دوں۔ **جواب:** حضرت: جزاکم اللہ تعالیٰ دل تو لگا تھا۔

مضمون: حضرت اقدس اپنی خیریت وعافیت سے بھی مطلع کریں۔

جواب: حضرت: بحمد اللہ بعافیت ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں نعمت عظمیٰ ملی۔ حضرت والا کا دامن کوئی چھوٹی چیز ہے؟

مضمون: حضرت اقدس اللہ تعالیٰ امتحان میں نہ ڈالے معاملہ ایسا ہے کہ دس روپے جائز کے مقابلے میں دس ہزار ناجائز ملیں تو ناجائز کی طرف بفضلہٖ تعالیٰ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔ گو میری حالت ناگفتہ بہ ہے مگر حضرت والا کی برکت تو ہر کام میں اس ناچیز کو ظاہر و باہر نظر آتی ہے۔ جہاں شریعت، عقل اور مروت تقاضا کریں وہاں خوشی خوشی خرچ کرتا ہوں۔ ہر ایک کی حق تلفی سے بچتا ہوں اور اگر کوئی کچھ ادھار لے لے اور واپس ملنے کی امید نہ ہو تو سچے دل سے معاف کر دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدایا اس پر رحم فرمائیو اور قیامت میں میری وجہ سے مواخذہ نہ فرمائیو۔ مگر چند باتوں سے مال کی محبت کا شبہ ہوتا ہے مثلاً ایک دکان سے کوئی چیز خریدوں اور دوسری دکان میں وہی چیز ارزاں نرخ پر ملے یا کوئی دھوکہ دہی سے پیسے

زیادہ لے لے تو اگرچہ واپس تو نہیں کرتا مگر رنج کافی ہوتا ہے۔ یا جس وقت تنخواہ آئے یا کسی ماہ خرچ کرنے کے بعد بچت ہو جائے یا کوئی چیز سستی مل جائے تو دل میں خوشی ہوتی ہے حضرت اقدس! ارشاد فرمائیں کہ اس ناچیز کو محبتِ مال کا مرض تو نہیں؟ اگر ہو تو اصلاح کس طرح ہو۔ جواب: حضرتؒ: یہ محبت مذموم نہیں، اتنی محبت طبعی ہے اور اس میں حکمتیں ہیں۔

حُبِّ جاہ کا علاج

مضمون: حضرت اقدس عام طور پر تو اس ناچیز کے دل میں امراء و روسا سے ملنے کی خواہش معلوم نہیں ہوتی۔ حتیٰ الوسع علیحدہ ہی رہتا ہوں اور نہ ہی بحمد اللہ اس بات کا انتظار رہتا ہے کہ وہ عزت کا سلوک کریں مگر بعض اوقات کچھ بیان کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو عوام کے مجمع میں اور حال ہوتا ہے اور اگر روسان شہر موجود ہوں تو اور حال ہوتا ہے۔ رئیسوں کی موجودگی میں طبیعت میں زیادہ جوش ہوتا ہے اور بات کو زیادہ قوت سے ادا کرتا ہوں مگر بات سچی ہی بیان کرتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ وہ متاثر ہوں۔ اگر اپنے حامی رئیس بیٹھے ہوں تو نفس یہ بہانہ بناتا ہے کہ آئندہ اہل بدعت کے مقابلہ میں زیادہ حمایت کریں گے اور مخالف ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ شاید مخالفت کم کر دیں۔ دل میں اس وقت خواہش ہوتی ہے کہ کوئی خاص ہی بات یاد آوے جو بیان کروں۔ خطبہ کا ترجمہ یا چھپا ہوا وعظ دیکھ کر پڑھنے میں طبیعت نہیں رکتی البتہ پرچہ پر کچھ نوٹ لئے ہوئے ہوں تو وہ کاغذ دکھانا نفس کو ناگوار گذرتا ہے۔ بہ تکلف دکھاتا ہوں۔ ایک دو دفعہ اس کے خلاف بھی ہوا کہ پرچہ نہیں دکھایا۔ ان حالات سے حب عزت اور اپنی لیاقت جتلانے کا شبہ ہوا۔ حضرت عالی! اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا اعلاج ارشاد فرماویں۔ جس طرح حضور والا ارشاد فرماویں گے دل و جان سے اس پر عمل کروں گا۔

جواب: حضرت: نیت نیک ہوتے ہوئے مرض تو نہیں مگر مقدمہ آئندہ کے مرض کا ہوسکتا ہے۔ غیر ماہر سے حدود کی رعایت دشوار ہے اس طرح سے وہ مضر ہو جاتا ہے۔ جیسے عمدہ غذاء اصول و حدود کے خلاف تناول کرنے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ لہذا امراء کے سامنے ایسے علوم ہی نہ بیان کئے جائیں۔ البتہ مفید رسالوں کا پتہ ان کو بتلا دینا مضائقہ نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس! عام طور پر تو اس ناچیز کو اپنے عیوب ہی پیش نظر رہتے

ہیں۔کوئی تعریف بھی کرتا ہے تو اپنی نالائقیاں یاد کر کے شرمندہ ہوتا ہوں۔لوگوں سے حتی الوسع علیحدہ رہتا ہوں مگر بعض اوقات ضرورۃً کہیں جانا ہوتا ہے یا بعض دوست بھی ملنے آ جاتے ہیں تو دوران گفتگو میں کوشش کرتا ہوں کہ بات اس طرح قوت سے ادا ہو کہ مخاطب متاثر ہوں۔اس وقت اگر کوئی تعریف کرتا ہے یا ان میں کوئی خاص اثر معلوم ہوتا ہے تو نفس خوش ہوتا ہے اور جب بیان کرنے سے رک جاتا ہوں تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اگر کوئی بات مناسب مقام یاد آ جاوے تو بیان کروں۔جلسہ کے برخاست کے ساتھ طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔بہت ڈر لگتا ہے اور گھبرایا ہوا پھرتا ہوں کہ ملنے والوں کا تو کچھ نفع ہو گیا مگر اپنا نقصان ہو گیا اگر یہ حب جاہ یا کوئی اور مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: شبہ سے بھی بچنا چاہیئے اس عادت کو چھوڑ دیں۔

مضمون: حضرت اقدس! یہاں سکول میں یہ ناچیز اپنے فرائض تندہی اور دیانتداری سے پورے کرتا ہے مگر سزا دیئے بغیر بعض طلباء کام نہیں کرتے۔آموختہ یاد نہیں کرتے اور طلباء کا نتیجہ اچھا نہ نکلے تو افسران بالا تنگ کرتے ہیں۔اس ناچیز نے طلباء کو سزا دینے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں۔اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طلباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا۔یاد کر کے آنا۔پھر بھی سنتے وقت طلباء کو بہت مواقع دیتا ہوں۔جس لڑکے کی نسبت ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش خوب کی مگر یاد ہوا نہیں' اسے سزا نہیں دیتا۔بعض طلباء اس قدر لاپرواہ اور ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کہ جب تک خوب تسلی بخش مرمت نہ ہو کام ہی نہیں کرتے' تو ان کو سزا دیتا ہوں۔شرارتوں پر بھی سزا دیتا ہوں۔اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے مطابق موقع ایک سے لے کر چھ تک مارتا ہوں کبھی کبھار زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔(کسی نہایت سخت شرارت پر) مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں۔اکثر غصہ نہیں ہوتا۔کبھی کبھی ہوتا بھی ہے لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے کیونکہ شک سا رہتا ہے کہ قدر حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم و ناانصافی نہ ہو گئی ہو۔پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر بوجھ سا رہتا ہے۔حضرت اقدس! کوئی ایسا اصول ارشاد فرماویں کہ جس پر کاربند ہو کر گناہ سے بھی بچ جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے

رہیں۔ جواب: حضرت: جب غصہ نہ رہے اس وقت غور کیا جاوے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے۔ اس سے زیادہ سزا نہ دی جائے اگرچہ درمیان میں غصہ آ جاوے۔

مضمون: حضرت اقدس! حضور کی تعلیم کی برکت سے اس ناچیز کی اہلیہ بہت نیک اور میری بے حد فرمانبردار ہے۔ میں بھی اسے بہت خوش رکھتا ہوں۔ عام طور پر تو بفضلہٖ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں رہتا کہ تمام عورتیں میری اہلیہ سے عزت کا سلوک کریں۔ مگر دل یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی اہلیہ کو دنیوی لحاظ سے بھی باقی عورتوں سے ممتاز دیکھوں۔ اگر کسی رئیس کے گھر سے یا اہلیہ کے گاؤں کی کوئی امیر عورت ہمارے گھر میں آنے والی ہو تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اہلیہ دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے اس وقت دو خیال دل میں ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ میری اہلیہ کو نظر حقارت سے نہ دیکھیں دوسرے یہ کہ اہلیہ کو اچھی حالت میں دیکھ کر ان کے دل میں دین کی وقعت ہوگی۔ چنانچہ ایک دو موقعوں پر فرمائش کر کے اہلیہ کو میں نے صاف ستھرے کپڑے پہنائے ہیں مگر جب غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے ممتاز حالت میں دیکھنے کی خواہش معلوم ہوتی ہے۔ دل میں کئی دفعہ کھٹک ہوئی کہ اس خواہش میں حب جاہ کی آمیزش ہے حضرت عالی! اگر یہ واقعی یہ مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں جس طرح حضور ارشاد فرما دیں گے دل و جان سے اس پر عمل کروں گا۔

جواب: حضرت: یہ فرق منتہی کو تو مضر نہیں وہ علماً و عملاً حفظ حدود پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے اسلم یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے۔ اگر کوئی حقیر سمجھے تو اس کو گوارا کرے۔

مضمون: ایک صاحب میرے ہمسایہ ہیں ان میں فلاں فلاں عیوب تو ہیں لیکن اور ہر طرح نیک ہیں۔ مفلس اور عیالدار ہیں۔ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور خدمت بھی کرتے رہتے ہیں۔ میں حتی المقدور ان کی مالی خدمت کرتا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کا ارادہ وقصد ہے۔ مگر حضرت مجھے ان سے محبت نہیں۔ جب بھی پاس بیٹھتے ہیں گرانی ہوتی ہے۔ ظاہراً میں بھی اظہار محبت کرتا ہوں۔ وہ تو محبت سے باتیں کرتے ہیں مگر ان کی گفتگو سے میرا انشراح قلب جاتا رہتا ہے۔ یہ تکبر یا اور کوئی مرض تو نہیں۔۔۔۔؟

جواب: حضرت: کوئی مرض نہیں۔

مضمون: میرے دو بڑے بھائی ہیں۔انہوں نے اولاد کی طرح میری پرورش بھی کی۔میں اس بناء پر کہ طبیعت سفر سے اکتاتی ہے ان سے بہت کم ملتا ہوں۔جس کی وجہ سے وہ شاکی ہیں۔کیا یہ بے مروتی تو نہیں؟ **جواب:** حضرت: بے مروتی تو ہے جبکہ ملاقات سے کوئی مانع شرعی نہیں۔

اہلیہ نے حضرت والا کی خدمت میں لکھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ عام عورتوں کے نزدیک میری عزت ہو۔ **جواب:** حضرت: "یہ تو برا ہے"

اس سے آگے لکھا: یہ بھی دل چاہتا ہے کہ وہ مجھے برا نہ جانیں۔

جواب: حضرت: عزت ہونے میں اور برا نہ جاننے میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

آگے لکھا کہ اگر عزت چاہنا مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: اپنے عیوب سوچا کرو تو یہ مرض جاتا رہے گا۔

اس سے اگلے خط میں پوچھا کہ میرا ذہن کام نہیں کرتا۔حضرت بتلا دیں اپنے عیوب کس طرح سوچا کروں۔ **جواب:** حضرت: تبلیغ دین میں عیوب کی فہرست ہے اس کو سن کر سوچو!

آگے اہلیہ نے لکھا: حضرت مجھ میں خودرائی کا مرض ہے۔حضرت علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: صرف خودرائی ہی نہیں، ناعاقبت اندیشی بھی، بے رحمی اور سنگدلی بھی، ان سب کا علاج کرو۔ایک ایک کر کے۔جو نہ معلوم ہو پوچھو۔

مضمون: حضرت اقدس، میں آئندہ ایسی حماقت کبھی نہ کروں گی۔کسی بچہ کو اکیلا سوتا چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔اللہ تعالیٰ کے سب حکم بجا لاؤں گی ان کی ناراضگی کی برداشت نہ کروں گی۔لیکن حضرت کی ناراضگی کے خیال سے دل بے چین ہے۔کسی پہلو قرار نہیں۔حضرت معاف فرما دیویں۔

جواب: حضرت: دل خوش ہوا کہ تم کو دین کا خیال ہے۔میں بالکل ناراض نہیں۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

آگے اہلیہ نے لکھا: اب میں حسب ارشاد ایک ایک کر کے اپنے تینوں مرضوں کا علاج کراؤں گی۔حضرت اقدس! مجھ میں خودرائی کا مرض ہے۔اپنی مرضی کے مطابق چلنا چاہتی ہوں، حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: چند روز تک ایسی عادت اختیار کرو کہ جو کام کرنا چاہو فوراً مت کرو

کم ازکم ماسٹر صاحب ہی سے مشورہ کرلیا کرو۔ مگر جو بالکل معمولی کام ہوں یا فوری کرنے کے ہوں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مجھ سے خوش ہوگئے۔ آئندہ حسب ارشاد سوچ سمجھ کر کام کیا کروں گی اور جس طرح میرے شوہر کہا کریں گے اسی طرح کیا کروں گی۔ صرف اپنی ہی رائے سے نہ کروں گی۔ جواب: حضرت: جزاک اللہ تعالیٰ۔

بقیہ مضمون: حضرت اقدس، ایک مرض مجھ میں ''ناعاقبت اندیشی'' ہے۔ کام کرتے وقت سوچتی نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ بعض اوقات کام خراب ہوجاتے ہیں۔ حضرت اقدس! اس مرض کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: جب ایسی غلطی ہوجاوے ۴ رکعت نفل فوراً وضو کر کے پڑھو۔ ان شاءاللہ نفس ٹھیک ہوجائے گا۔

بقیہ مضمون: کل میں نے اپنے شوہر صاحب کی معرفت چھوٹی پیرانی صاحبہ کے ساتھ کیرانہ جانے کی اجازت لی تھی۔ پیرانی صاحبہ فرماتی ہیں کہ تمہارے شوہر کو تکلیف ہوگی اور بڑی لڑکی جس کو گھر میں چھوڑ جانے کا ارادہ ہے، اداس ہوگی، میں سمجھ گئی ہوں کہ پیرانی صاحبہ کا فرمانا ٹھیک ہے۔ اس لیے اب دوبارہ حضرت کو اطلاع کرتی ہوں کہ میں حضرت پیرانی صاحبہ کے ساتھ کیرانہ نہیں جاؤں گی۔

جواب: حضرت: الحمدللہ! عاقبت اندیشی کے آثار شروع ہوگئے۔ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ بڑی لڑکی یہاں رہے گی ورنہ میں اس کو گوارا نہ کرتا۔ اب جو کچھ رائے قائم کی ہے، ٹھیک ہے۔

مضمون: حضرت اقدس، میرا تیسرا مرض ''بے رحمی'' ابھی باقی ہے اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: سب بچوں کے ساتھ قصداً برتاؤ رحمدلی کا کیا کرو۔ گو دل میں رحم نہ ہو۔ اس برتاؤ سے خود بخود مادہ رحم کا پیدا ہوجاوے گا۔

بقیہ مضمون: حضرت اقدس دل چاہتا ہے کہ کبھی کبھی حضرات پیرانی صاحبہ کو خط لکھ کر خیریت کا پتہ منگوالیا کروں۔ حضرت مناسب خیال فرماویں تو اجازت فرماویں۔

جواب حضرت: کچھ حرج نہیں۔

بقیہ مضمون: اگر اجازت ہوجاوے تو میں جو بھی خط پیرانی صاحبہ کو لکھوں گی اپنے شوہر

کی اجازت سے لکھوں گی لیکن اس پر میرے شوہر کے دستخط نہ ہوں گے البتہ واپس آنے والے لفافہ پر پتہ میرے شوہر کا ہوگا۔ حضرت ارشاد فرماویں کہ آیا یہ دونوں باتیں مناسب ہیں؟

جواب: حضرت: بالکل مناسب۔ میں تمہاری تہذیب سے بہت خوش ہوا ہوں۔

بقیہ مضمون: تھانہ بھون جانے والے لفافہ پر پتہ ''بخدمت چھوٹی پیرانی صاحبہ معرفت حضرت اقدس ہوگا''۔ **جواب:** حضرت: یہی صورت ہو۔

مضمون: حضرت اقدس! میں اور میرے شوہر اپنے گھر میں بہت خوش رہتے ہیں۔ شاید ہی کبھی غمی آئے۔ حضرت اقدس ارشاد فرماویں کہ زیادہ خوش رہنا مرض تو نہیں؟

جواب: حضرت: نہیں۔ بلکہ شکر ہے مگر اس شرط سے کہ اپنے کو اس نعمت کا مستحق نہ سمجھیں۔

مضمون: حضرت اقدس! مجھے آج تک حضور ﷺ کی خواب میں زیارت نہیں ہوئی۔ حضرت کی جوتیوں کے صدقہ سے اتنی بات سمجھتی ہوں کہ یہ غیر اختیاری بات ہے اس پر رنج نہ چاہئے مگر دل میں رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے جس چیز کی محبت غالب ہوتی ہے خواب میں کبھی نہ کبھی وہ چیز نظر آ ہی جاتی ہے۔ **جواب:** حضرت: اس دعوے کی کیا دلیل ہے۔

بقیہ مضمون: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہونے سے اپنی محبت کی کمی کا بہت شبہ رہتا ہے۔ **جواب:** حضرت: اس کی کیا دلیل؟

بقیہ مضمون: اس لئے دل پر بہت بوجھ رہتا ہے کہ زیارت سے محرومی کیوں ہے؟

جواب: حضرت والا: اس کا کون ذمہ دار ہوسکتا ہے اور کیا اس سے کوئی معصیت لازم آئی؟ اس کا بھی وہی جواب جو پہلی حالت کے متعلق لکھا گیا ہے۔ آئندہ اگر ایسی جہالت کا خط آیا، جواب نہ ملے گا۔

خط اہلیہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کے بھتیجے کا نکاح ہے دل چاہتا ہے کہ حضرت پیرانی صاحب کو کچھ ہدیہ دوں تا کہ اپنے بھتیجے کو کوئی چیز رومال وغیرہ لے دیں۔

جواب: حضرت: میری طرف سے ممانعت نہیں لیکن انہوں نے دینی تعلق سے کسی سے نہیں لیا۔ اس لئے میں دخل نہیں دیتا۔ اگر تمہارا دل چاہے تو خود ان کے نام خط بھیج کر پوچھ لو۔ میں ہر طرح راضی ہوں۔ اس کے بعد اہلیہ نے حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کی خدمت میں ہدیہ بھیجنے کی اجازت کا خط لکھا۔

جواب: حضرت بڑی پیرانی صاحبہ: بیٹی! ایسے موقع پر میں لیا نہیں کرتی، دیا کرتی ہوں۔

خط اہلیہ: ذکر آہستہ آواز سے کروں یا اتنی آواز سے کرلیا کروں کہ میرے شوہر سن لیں۔

جواب: حضرت: اتنے کا مضائقہ نہیں مگر شوق میں آواز نہ بڑھ جائے۔

جواب: چاہئے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں۔

جواب: حضرت: یہ غفلت مذموم نہیں۔

مضمون: ارشاد فرمائیں کہ مجھے کس طرح یاد رہا کرے تاکہ اکثر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے۔ **جواب:** حضرت: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔

مضمون: ضعف کی حالت میں جب تک ذکر باقاعدہ شروع نہ ہو اس وقت تک میں اپنا وقت کس طرح صرف کروں کہ میری توجہ اللہ کی طرف رہے۔

جواب: حضرت: دل میں لا الہ الا اللہ یا استغفار پڑھتی رہو۔

مضمون: اگر کوئی بڑے گھر کی عورت یا اپنے ماں باپ کے گاؤں کی مجھ سے ملنے کے لئے آوے یا مجھے بلاوے اور میرے کپڑے زیادہ میلے ہوں تو نفس اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس پراگندہ حالت میں ملوں۔ زیادہ بن ٹھن کر تو نہیں ملتی البتہ صاف کپڑے پہن لیتی ہوں۔ نفس بہانہ بناتا ہے کہ ذلت سے بچنا تو مشروع ہے اور نیت بھی ذلت سے بچنے ہی کی کرتی ہوں۔ لیکن نیت میں کھوٹ کی آمیزش نظر آتی ہے۔ عام حالات میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ عزت کی خواہش نہیں لیکن جب کوئی ایسا موقع ملنے کا آتا ہے تو نفس ذلت سے بچنے کی مکاری کر کے دھلے ہوئے کپڑے پہنا دیتا ہے۔ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ یہ ذلت سے بچنا ہے یا عزت کی خواہش ہے۔ حضرت اقدس! اگر میری یہ حالت بری ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔ حضرت کے ارشاد پر دل وجان سے عمل کروں گی۔

جواب: حضرت: اگر زیادہ زینت کے کپڑے موجود ہوں جو مثلاً عیدین میں پہنے جاتے۔ اور باوجود اس کے پھر معمولی مگر صاف کپڑے پہنے جاویں تو یہ مکاری نہیں اور سوال اسی حالت کا ہے۔

مضمون: حضرت اقدس کئی عورتیں گھر میں ایسی آجاتی ہیں جو اپنے آپ ہی دوسروں کی غیبت اور چغلی کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ میں غیبت سے بچتی ہوں مگر ان کو روکنے کا حوصلہ نہیں ہوتا کہ یہ ناراض ہو جائیں گی۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ اس گناہ سے کس طرح بچوں؟

جواب: حضرت والا: کسی بہانہ سے اٹھ جایا کرو اور اگر کبھی اس کا بھی موقع نہ ہو تو دل سے برا سمجھا کرو۔

مضمون: فی الحال میں نے قصد السبیل سے مشغول عامی کا دستور العمل شروع کر دیا ہے اطلاعاً عرض ہے۔

جواب: یہ تو وظائف ہیں تھوڑے بھی کافی ہیں بڑی چیز احکام کا اتباع اور اعمال کی اصلاح ہے۔

مضمون: حضرت اقدس مجھ میں غصہ زیادہ ہے بچوں کو غصہ میں مارتی ہوں۔ حضرت اقدس علاج ارشاد فرمائیں؟

جواب: غصہ حق پر آتا ہے یا ناحق اور شق اول پر بقدر حق آتا ہے یا زیادہ اور صرف غصہ ہی آتا ہے یا غصہ پر عمل بھی ہوتا ہے اس عمل کی مثال بھی لکھو؟

مضمون: حضرت اقدس اللہ کے فضل سے ناحق غصہ تو نہیں آتا حق پر آتا ہے مثلاً چھوٹی لڑکی نے مٹی کھالی یا کسی بچہ نے جھوٹ بولا یا کسی کی چیز اٹھالی یا کوئی لڑکی ننگے سر باہر چلی گئی یا کوئی لڑکی شرارت کرے یا سبق یاد نہ کرے تب مارتی ہوں۔ مارتے وقت کمر پر تین چار تھپڑ کبھی پانچ مارتی ہوں۔ مارتے وقت غصہ بہت ہوتا ہے بعد میں رنج ہوتا ہے کہ زیادہ مارا گیا۔

جواب: دو سے زیادہ مت مارو، باقی سب ٹھیک ہے اور صرف کمر پر مارو اور گھونسہ اور لکڑی مت مارو۔

مضمون: حضرت اقدس نماز میں اور قرآن شریف پڑھتے وقت کئی طرح کے خیالات دل میں آجاتے ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش پر بھی آتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس یہ خیالات کس طرح دور ہوں؟ جواب: جو خیال بلا ارادہ آوے وہ مضر نہیں۔ کچھ پروا نہ کرو۔

مضمون: یہ بھی ارشاد فرماویں کہ یہ گنہگار کیا کرے۔ جس سے نماز اور قرآن پڑھتے وقت خوب دل لگے؟ جواب: اپنی طرف سے لگاؤ۔ پھر خواہ لگے یا نہ لگے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

مضمون: حضرت اقدس میری حالت بڑی ردی ہے۔ اندھیرے کمرے یا کوٹھڑی میں جانے سے بھی بہت ڈر لگتا ہے۔ شوہر گھر میں نہ ہوں تو اکیلی رہنے میں سخت ڈر لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر پر پورا ایمان اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں ہے۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ یہ دونوں باتیں کس طرح حاصل ہوں؟

جواب: تعجب ہے ایسی موٹی بات میں غلطی۔ کیا طبعی خوف دلیل ہے تقدیر پر ایمان ضعیف ہونے کی؟ اپنے شوہر سے سمجھ لینا۔

مضمون: حضرت اقدس مجھے دین کا شوق بہت کم ہے۔ عورتوں کا دل تو بہت نرم ہوتا ہے مگر مجھے رونا بھی نہیں آتا۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں جاہل ہوں۔ جائز ناجائز تو دیکھ لیتی ہوں مگر جوش اور زیادہ شوق نہیں ہے۔ حضرت اقدس مجھے دین کا شوق کس طرح زیادہ ہو؟

جواب: شوق عقلی مقصود ہے شوق طبعی مقصود ہی نہیں اور جوش تو بعض اوقات صحت کو یا عمل کو مضر ہو جاتا ہے خاص کر عورتوں میں بوجہ ضعیف قلب کے۔ بس یہ دعا کیا کرو کہ اتنا شوق عطا ہو جائے جس سے عمل دین ہوتا رہے۔

مضمون: حضرت اقدس اب میں ذکر بارہ تسبیح اور عامی مشغول کا دستور العمل کر رہی ہوں۔ جواب: مگر ضرب نہ لگانا۔

مضمون: حضرت اقدس! میں ذکر بارہ تسبیح کیا کرتی ہوں۔ آج کل تھانہ بھون کے قیام میں فرصت کچھ زیادہ ہے۔ اگر حضرت اقدس مناسب خیال فرمائیں تو کوئی وظیفہ مدت قیام کے لئے بڑھادیں۔ جواب: بارہ تسبیح کے اجزاء میں سے جس جزو سے زیادہ دلچسپی ہو اس کی مقدار بوقت فرصت بڑھالیں۔ نئے وظیفہ سے یہ زیادہ نافع ہوتا ہے۔

مضمون: حضرت مدت سے دل چاہتا ہے کہ حضور میں کچھ ہدیہ پیش کروں مگر ڈرتی تھی کہ حضرت عذر نہ فرماویں۔ ان دنوں تقاضہ بہت ہے۔ میں نے اپنے جہیز کی کڑاہی ڈیڑھ روپے کو بیچی ہے۔ مقصود صرف یہ ہے کہ حضرت کا دل خوش ہو اور کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر حضرت اقدس مناسب خیال فرمائیں تو اجازت فرماویں تاکہ میں ڈیڑھ روپیہ اپنے شوہر کے ہاتھ حضرت اقدس کو بھیج دوں۔

جواب: خوشی سے لے لوں گا۔ تمہارے خلوص پر قلب شہادت دیتا ہے۔ ہدیہ میں اصل انتظار اسی کا ہوتا ہے۔ سب قواعد اس انتظار کی تحقیق کے لئے ہیں۔

مضمون: ایک مرض یہ ہے کہ جب کوئی مجھے بغیر میرے قصور کے برا کہتی ہے تو وہ مجھے اچھی نہیں لگتی۔ نقصان تو کوئی نہیں پہنچاتی اور کچھ دن بعد بلا بھی لیتی ہوں۔ لیکن دل کڑھتا رہتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔

جواب: یہ مرض نہیں اقتضائے طبع ہے لیکن اس کی بھی ایک حد ہے سو وہ حد و دتم خود ادا کر دیتی ہو اتنا اور خیال رکھو کہ یہ مدت ناراضگی کی تین دن سے بڑھنے نہ پائے۔

مضمون: حضرت نے دریافت فرمایا ہے کہ اپنی عبادات یا کسی خوبی کے کسی پر ظاہر ہونے کے وقت جو دل پھولتا ہے اس کا اثر کسی اعتقاد یا عمل میں ہوتا ہے یا نہیں۔

حضرت اقدس اور تو کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا البتہ ایک ہوتا ہے وہ یہ کہ جب کوئی عورت مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھے اگر بالکل نہ آتا ہو تو کہہ دیتی ہوں کہ اپنے شوہر سے پوچھ کر بتلاؤں گی مگر اس وقت اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

جواب: مگر اس شرم پر عمل تو نہیں ہوتا یعنی یہ تو نہیں ہوتا کہ شرم کے مارے اپنے جہل کو پوشیدہ کرلیں یا مسئلہ غلط بتلا دیں۔

مضمون: اگر آتا ہو تو بتاتی ہوں اور بتانے کے وقت دل میں شیخی سی ہوتی ہے کہ میں جانتی ہوں اور اسے بتا رہی ہوں۔

جواب: جب دل میں شیخی پیدا ہو اپنے عیوب کو مستحضر کرلو اور یہ بھی پیش نظر کر رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ سلب کرلے تو میں کیا کرسکتی ہوں۔ پس یہ علم میرا کمال نہیں محض عطائے حق ہے۔

مضمون: حضرت کسی کے مسئلہ پوچھنے پر شرم کے مارے اپنے جہل کو پوشیدہ نہیں کرتی۔ اور مسئلہ غلط نہیں بتاتی۔ کہہ دیتی ہوں کہ اپنے شوہر سے پوچھ کر بتلاؤں گی۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ مسئلہ آجانے پر دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور نہ آنے کی صورت میں شرمساری ہوتی ہے۔ جواب: یہ مرض نہیں تغیر طبعی ہے جس پر ملامت نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس عام حالتوں میں تو میں اپنے آپ میں دین کا شوق اور بہت جوش نہیں پاتی مگر جب کسی سے باتیں کرتی ہوں تو زیادہ جوش معلوم ہوتا ہے اس سے یہ ریا کا ہوتا ہے اور اگر نماز میں یہ معلوم ہو جاوے کہ حضرت اقدس مجھے دیکھ رہے ہیں تو ایسے وقت یقیناً ہمیشہ کی نسبت زیادہ بن ٹھن کے نماز پڑھوں کہ حضرت مجھ سے خوش ہوں کیونکہ حضرت کی خوشی بڑی نعمت ہے۔ اس سے بھی شبہ ریاء کا ہوتا ہے۔ حضرت اقدس اگر یہ صورتیں ریاء ہوں تو علاج ارشاد فرماویں۔ حضرت آج وطن جانے کا ارادہ بھی ہے۔ ہمارے لئے دعاء بھی فرماویں۔

جواب: ریاء ایسی سستی نہیں ریاء موقوف ہے قصد پر اور یہ حال اور خیال بلا قصد

ہے اس لئے ریاء نہیں البتہ دوسری صورت میں فوراً یہ خیال کرلیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں پھر اگر پہلا خیال بھی آوے تو مضر نہیں۔ باقی دعاء کرتا ہوں۔

مضمون: حضرت اقدس نماز میں اچھی طرح دل نہیں لگتا یہی جی چاہتا ہے کہ جلد فارغ ہوجاؤں اسی طرح دعا میں بھی ہوتا ہے جلدی سے دعا ختم کر دیتی ہوں۔ دیر تک دعاء مانگنے میں طبیعت گھبراتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ نماز اور دعاء میں دل کس طرح لگاؤں۔ جواب: بتکلف لگاؤ خواہ لگے یا نہ لگے۔ بتکرار ایسا کرنے سے لگنے لگے گا۔

مضمون: میری ہمسایہ نیک بیبیاں ہیں۔ حضرت نے ان کے گھر جانے کی مجھے اجازت فرمائی تھی چنانچہ جاتی رہی۔ اب ایک بات یہ پیش آئی کہ جب ان گھروں میں کوئی نئی عورت مہمان آتی ہے تو دل میں بہت تقاضا ہوتا ہے کہ اس کو دیکھوں اور جب پتہ لگ جائے کہ گھر میں کوئی مرد نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر یا کسی اور طریقہ سے اسے دیکھ ہی لیتی ہوں۔ اس طرح دس بیس منٹ باتیں کرنے میں بھی لگ جاتے ہیں۔ اگر حضرت اقدس اجازت فرمادیں تو دیکھ لیا کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب: ایک بار نفس کی موافقت کرو، ایک بار مخالفت اور باتیں گناہ کی یا فضول مت کرو اور ملنے کے وقت اچھے کپڑے مت پہنو۔

مضمون: میں نے حضرت والا کو لکھا تھا کہ بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل میں ایمان ہی نہیں دل میں کئی شک معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ”اس شک کو برا سمجھتی ہو یا نہیں“۔

مضمون: حضرت برا تو سمجھتی ہوں لیکن پھر بھی یہ خیالات دور نہیں ہوتے اور دل کڑھتا رہتا ہے۔ حضرت اقدس ان وسوسوں کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: یہی علاج ہے کہ اس کی پرواہ نہ کرو نہ ادھر توجہ کرو نہ جلباً نہ سلباً۔

مضمون: حضرت اقدس اس قصبہ میں دروازوں پر سوالی بہت آتے ہیں کئی ڈھول بجاتے آتے ہیں کوئی ریچھ نچاتے آتے ہیں اور مانگتے پھرتے ہیں اکثر ان میں طاقتور نوجوان ہوتے ہیں اور بعض کمزور اور معذور بھی ہوتے ہیں۔ پھر بعض تھوڑی چیز لیتے نہیں اصرار کرتے ہیں زیادہ چاہتے ہیں۔ میں بچوں کے ہاتھ خیرات بھیجتی ہوں لیکن بعض کو دیتے ہوئے طبیعت رکتی ہے اور انکار کرنے سے بھی رکتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں میں کس کو

خیرات دوں اور کس کو نہ دوں؟ اور اگر عذر کرنا ہو تو کیا کروں ان کو انکار کی اطلاع کروں یا خاموش بیٹھی رہوں کہ مایوس ہو کر چلے جائیں۔

جواب: جو قرائن سے ہٹے کٹے معلوم ہوں اور پیشہ کے طور پر سوال کرتے ہوں ان کو مت دو مگر جواب بھی سخت مت دو نرمی سے کہہ دو کہ میں چیزوں کی مالک نہیں میں نہیں دے سکتی۔

مضمون: حضرت اقدس میری ایک سوتیلی لڑکی ہے۔ کوتاہیوں پر بعض دفعہ اسے مارتی ہوں۔ ایک دو دفعہ اسے چوٹ آ گئی۔ میں نے لکڑی سے مارا۔ پھر ندامت ہوئی۔ توبہ کرلی۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی دل پر تقاضا تھا کہ لڑکی سے بھی معافی مانگوں لیکن یہ خیال آیا کہ اس سے وہ اور زیادہ بگڑے گی۔ اثر اچھا نہ ہوگا حضرت ارشاد فرمائیں کہ اس کا تدارک کس طرح کروں؟ جواب: اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو کہ وہ خوش ہو جائے۔

مضمون: حضرت اقدس تھانہ بھون میں بیبیاں تنگ پائنچہ کا پاجامہ پہنتی ہیں۔ مگر پنجاب میں بڑے پائنچہ کا پاجامہ پہننے کا عام رواج ہے۔ کوئی اس کو برا نہیں سمجھتا۔ حضرت ارشاد فرمائیں کیا بڑے پائنچہ کا پاجامہ پہن لیا کروں؟

جواب: جب عام عادت ہوگئی ہو کہ دیکھنے والوں کو کھٹک نہ ہوتی ہو کہ یہ بد دین لوگوں کی وضع ہے ایسی حالت میں جائز ہے۔

مضمون: حضرت اقدس ارشاد فرماویں کہ دل پر بوجھ ڈال کر اور طبیعت کو مجبور کر کے کسی ایسی عورت کی خدمت کرنا جس کی بدتمیزیوں کی وجہ سے تکلیفیں پہنچی ہوں۔ خلاف خلوص تو نہیں؟ جواب: نہیں بلکہ مجاہدہ ہے جس میں زیادہ اجر ہے۔

مضمون: حضرت اقدس ہمارے قصبہ میں طاعون کا زور ہے۔ ڈاکٹر، سپاہی، چوکیدار نہ قصبہ کے لوگوں کو کسی اور گاؤں میں جانے دیتے ہیں نہ باہر سے لوگوں کو قصبہ میں آنے دیتے ہیں۔ البتہ قصبہ کے لوگ باہر کھیتوں اور باغوں میں جا جا کر رہنے لگے ہیں۔ ہم سب اپنے گھر ہی میں ہیں اور اللہ کے فضل سے دل میں ہر طرح قرار ہے لیکن پھر بھی کسی وقت طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ حضرت اقدس دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قصبہ سے بیماری کو دور فرماویں۔ اور ہمارے گھر کے سب آدمیوں کو بھی طاعون سے محفوظ رکھیں۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں مگر دعا کے لئے اس طویل قصہ کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ اپنا اور میرا وقت برباد کیا۔

مضمون: حضرت اقدس میں نے بلاضرورت دعا کے لئے طویل قصہ لکھا اور حضرت کا وقت برباد کیا میں بہت ہی بے وقوف ہوں۔ جواب: واقعی

حضرت دعاء فرمائیں میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ جواب: دُعاء کرتا ہوں۔

مضمون: حضرت اقدس میرے ابا جان کا اچانک انتقال ہو گیا۔ صدمہ کی شدت کی وجہ سے میرے ہوش ٹھکانے نہ رہے۔ میں آواز سے روئی، نماز میں کچھ دیر ہو گئی، اونچی آواز سے روئی عجیب بے صبری تھی بعد میں اپنی حرکت پر ندامت ہوئی، حضرت والا دعا فرماویں اللہ تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ صبر دے۔ لیکن بلا اختیار آواز نکل جانا خلاف صبر نہیں۔

مضمون: حضرت والا میرے والد صاحب کے لئے مغفرت کی دعا فرماویں۔

جواب: اللهم اغفر له اللهم ارحمه

مضمون: حضرت دُعاء فرمائیں پوری طرح دین پر چلنے کی اللہ تعالیٰ ہمت دیں۔ جواب: آمین۔

مضمون: اور میرے گناہوں کو معاف فرمادیویں۔ جواب: آمین۔

مضمون: میں اللہ کے فضل سے تہجد پڑھتی ہوں۔ لیکن چھوٹا بچہ اس وقت جاگ پڑتا ہے اور روتا ہے۔ ایک خط میں حضرت نے بچے کو روتا ہوا چھوڑ کر تہجد پڑھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ بچے کے رونے کی وجہ سے کثرت سے ناغے ہونے لگے ہیں۔ جب بچہ نہیں روتا پڑھ لیتی ہوں۔ لیکن موقع کم ملتا ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ اسی طرح کرتی رہوں یا عشاء کے ساتھ تہجد کے نفل پڑھ لیا کروں۔

جواب: ضرور ایسا ہی کیا جاوے اور اگر کسی روز موقع مل جاوے آخیر رات میں بھی پڑھ لیں۔

ایک اور اجازت یافتہ کا خط حضرت کی خدمت میں آیا، لکھا تھا۔ حضرت میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میری اہلیہ مجھے اس قدر محبوب تھی کہ مجھے اس کی جدائی کا تحمل نہیں۔ مجھے کسی پہلو قرار نہیں اب میرے لئے دنیا اندھیر ہے حضرت کوئی علاج ارشاد فرمائیں جس

سے میرے دل کو قرار ہو، مجھے آرام نہیں آتا۔

حضرت نے تحریر فرمایا: دنیا آرام کا گھر ہی نہیں۔ ہمارا اصل گھر آخرت ہے اصل آرام وہیں ملے گا۔ یہاں ہر تکلیف کے لئے تیار رہنا چاہئے اور جس تکلیف سے آخرت بنتی ہو اس کا تحمل کرنا چاہئے۔

جب یہ خط ان صاحب کو پہنچا تو حضرت کی خدمت میں لکھا کہ خط حضرت کا مل گیا۔ حضرت کے تجویز فرمودہ علاج کو پڑھا ایک جادو اور شومنتر ہاتھ آگیا۔ غم کے سب بادل چھٹ گئے دل کو قرار آگیا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ خط پڑھا تو فرمایا حکیم صاحب کے اس خط سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔

ایک معاند اور مخالف کا حضرت کی خدمت میں خط آیا لکھا تھا۔۔۔۔حضرت میں نے گستاخیاں کیں، حضرت کو برا بھلا کہا اب وبال دیکھ رہا ہوں دل کا چین رخصت ہو گیا، میں تباہ ہو گیا۔ حضرت میں توبہ کرتا ہوں۔ اللہ مجھے معاف فرما دیویں اور مجھے بیعت فرمالیں۔

حضرت نے مجلس میں جواب سنایا۔۔۔۔تحریر فرمایا تھا۔

اگر معافی کے یہ معنی ہیں کہ میں بددعا نہ کروں دنیا یا آخرت میں انتقام نہ لوں تو سب معاف ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ میں تعلق خاص پیدا کروں تو معاف نہیں تاکہ آئندہ کسی کو تکلیف نہ دو اور زبانی ارشاد فرمایا۔

جب کوئی شخص مجھے برا بھلا کہتا ہے میں اسی وقت معاف کر دیتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں اے اللہ میری وجہ سے کسی کو سزا نہ دیجو، میں نے سب معاف کر دیا اور اگر معاف بھی نہ کروں تو حاصل کیا ہے مان لو کہ اسے سزا ہو گئی تو مجھے کیا ملا اور معاف کر دینے میں اجر کی امید ہے اپنی کوتاہیوں کی معافی ملنے کی امید ہے اور کیا میں کسی دشمن کو بھی آگ میں جلتا ہوا دیکھ سکوں گا اور تعلق خاص سے انکار کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس شخص کو مجھ سے نفع نہیں ہو سکتا جب بھی توجہ کروں گا اور اس کی گالیاں یاد آ کر قلب میں تکدر پیدا ہوگا اور تکدر کی صورت میں مرید کو نفع نہیں ہوتا میں چاہتا ہوں کہ یہ تعلق بیعت ایسے مصلح سے ہو جن کا قلب ان کے بارے میں صاف ہو تاکہ ان کو نفع ہو اس قطع تعلق میں بھی ان ہی کا نفع مقصود ہے۔

فضول سوال

ایک خط میں کاتب نے بعض لوگوں کی نسبت تعریضاً یہ لکھا تھا کہ جو لوگ حرام کھاتے ہیں ان کا حشر کیا ہوگا۔ فرمایا مجھ کو فضول سوال سے گرانی ہوتی ہے۔ انسان پہلے اپنی فکر کرے میں نے جواب دیا۔ ''تجھ کو کسی کی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو'' بعض لوگوں کی عادت ہے کہ ایسے مضمون سے نصیحت کرنا منظور نہیں ہوتا بلکہ محض دوسرے کو چڑانا تو کہیں قیامت میں ان کا معاملہ یہ نہ ہو۔

گنہ آمرز رندان قدح خوار   بطاعت گیر پیران ریا کار

آوارہ لوگوں میں ہزاروں عیب ہیں مگر اس کے ساتھ اعتراف بھی ہے اور آج کل کے عابدوں میں عجب اور پندار بہت کچھ ہیں۔

موقعِ امتحان

ایک مرید کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ مجھ کو بخار آیا جس میں لذت و تکلیف ملی ہوئی تھی۔

ارشاد فرمایا: لذت اور تکلیف ملی ہوئی تھی یعنی طبعی تکلیف تھی اور روحانی لذت جب یہ حالات پیدا ہونے لگیں تو معلوم ہوگا کہ اب دروازہ میں داخل ہوئے لوگ کشف و کرامت کو دیکھتے ہیں مگر یہ موقع ہیں امتحان کے موقع پر کیا کیا باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

تین چار ماہ تک دو ماہ قیام کی نیت سے معہ اہلیہ حاضر خدمت اقدس ہونا چاہتا ہوں۔ اجازت فرماویں تا کہ حصول رخصت اور دیگر انتظامات کی کوشش شروع کروں۔

جواب: حضرت والا: مہینہ کا نام لکھنا چاہیے تھا اور اس مدت کی آغاز کی تاریخ۔ تیسرے چوتھے مہینے کا میں کہاں حساب کرتا پھروں اور نام اور تاریخ بھی اسلامی ماہ کے مطابق اور ایک یہ لکھنا ضروری ہے کہ کوئی بچہ بھی ہمراہ ہوگا یا نہیں اور کتنا بڑا۔

مضمون: حضرت اقدس یہ ناچیز انشاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کی رخصت لے کر شروع شروع ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ میں مع اہلیہ حاضر خدمت ہوگا۔ دو بچیاں ایک ساڑھے سات سالہ اور ایک صرف ایک سالہ ہمراہ ہونگی اور ذیعقدہ کا مہینہ تھانہ بھون رہ کر شروع ذی الحجہ میں ایک ہفتہ کے لئے تنہا اسکول واپس آجائے گا اور اہلیہ تھانہ بھون ہی رہیں گی۔ پھر ایک ماہ کی سرکاری تعطیلات میں واپس حاضر خدمت ہو جائے گا۔ اگر حضرت والا اہلیہ اور بچوں کو اکیلا

چھوڑنا پسند نہ فرمائیں تو ان کو ساتھ ہی وطن لیتا آؤں گا اور ساتھ ہی دوبارہ تھانہ بھون لے آؤں گا حضرت اقدس اجازت فرماویں تاکہ رخصت حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

جواب: حضرت والا: اب ہوا مکمل مضمون۔ اس وقت تو سب اجزاء منظور ہیں۔ ایک ہفتہ کے لئے وہ بیچاری کہاں جائے گی اگر ان کو پسند ہو ہمارے گھر رہیں۔ باقی بہتر یہ ہے کہ نصف شوال پر پھر معہ اس خط کے دوبارہ بھی تحقیق کرلیا جاوے۔

مضمون: حسب اجازت حضرت اقدس یہ ناچیز مع اہلیہ اور دو بچیوں ساڑھے سات سالہ دوسری ایک سالہ کے انشاء اللہ ذیعقدہ ۱۳۵۱ھ کو پونے گیارہ بجے تھانہ بھون اترے گا۔ دو ماہ قیام ہوگا۔ ایک ماہ بعد ایک ہفتہ کے لئے وطن واپس آئے گا اور بچے وہیں رہیں گے کرایہ کے مکان کا حضرت انتظام فرمادیویں۔

جواب: حضرت والا: بہتر، یہاں آکر اول ہمارے چھوٹے مکان میں زنانہ سواری اتاریں پھر اطمینان سے مکان کرایہ کا تجویز کرلیا جائے گا اور جب آپ ایک ہفتہ کے لئے وطن جاویں گے اس ہفتہ میں اگر آپ دونوں آدمی کی مرضی ہوگی وہ ہمارے گھر میں مقیم رہیں گی۔

مضمون: حضرت اقدس اگر مناسب خیال فرماویں۔ دوران قیام مکاتبت اور مخاطبت کی اجازت فرماویں۔

جواب: حضرت والا: اجازت ہے یہ پرچہ دکھلا دیا جائے۔

مضمون: حضرت اقدس! اہلیہ بھی مکاتبت کی اجازت چاہتی ہے۔

جواب: حضرت والا: اجازت ہے مگر دونوں آدمی ایک پرچہ میں نہ لکھیں۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج وہ دن نصیب ہوا جس کے لئے دل ترس رہا تھا۔ آج ہم اپنے آپ کو حضور کے دولت خانہ میں پاتے ہیں حضور کی جوتیوں میں پڑے رہنا بہت ہی بڑی سعادت ہے اور یہ اتنی بڑی دولت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جزائے خیر دیں۔

جواب: حضرت والا: یہ آپ کی محبت ہے یہ رقعہ جس وقت ملے اسی وقت دس منٹ کے لئے مجھے ملیں۔ مکان کے متعلق ضروری مشورہ دوں گا۔

میں حاضر خدمت اقدس ہوگیا۔

اصلاحی خطوط

عارف باللہ

حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمہ اللہ کے مکاتیب

بنام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال: ابتدائے عمر سے چونکہ میں نے دینی تعلیم پائی ہے۔ میرے جدامجد مولوی کاظم حسین صاحب مرحوم نے مجھے فقہ وغیرہ شروع ہی میں کچھ پڑھائی تھی اور فارسی کی اکثر کتابیں اور ایک آدھ عربی کی کتاب بھی میں نے ان سے پڑھی ہے اس لئے شروع ہی سے طبیعت کچھ دین کی طرف مائل ہے اور علماء اور اکابرین کی صحبت اور خدمت کا ازحد شوق ہے ہمیشہ اس کا آرزومند رہا ہوں کہ بزرگوں کی توجہ مجھ پر ہو جائے تاکہ میری زندگی سنور جائے۔

حضور کا ایک مدت سے ارادت کیش ہوں اب مجھے پوری طرح یقین ہے کہ حضور سے بڑھ کر مجھے کہیں کوئی اور ایسا شفیق اور کامل بزرگ نہیں مل سکتا مجھے حضور کی تصانیف کے مطالعہ سے روشن ہو گیا ہے کہ جس فیض کا میں طالب ہوں وہ حضور ہی کی بارگاہ سے مل سکتا ہے اگر حضور اپنی توجہ گرامی مجھ پر مبذول فرمادیں۔

آنہا کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

ہر چند کہ نماز کا ایک عرصے سے پابند ہوں اور تلاوت قرآن مجید بھی کرتا رہتا ہوں علی گڑھ میں کچھ عرصہ تک تفسیر شریف بھی پڑھتا رہا مگر اکثر طبیعت نماز میں اور تلاوت میں تساہل کرنے لگتی ہے اور ذوق وشوق پیدا نہیں ہوتا جسمانی صحت بھی بہت خراب ہو گئی ہے علاج کرا رہا ہوں مگر خاطر خواہ فائدہ اب تک نہیں ہوا اکثر یہ جسمانی بیماریاں تساہل اور کاہلی کا سبب ہوتی ہے۔ مجھے اب امید ہے کہ حضور کی دعا سے مجھے صحت جسمانی اور صحت روحانی دونوں نصیب ہو جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جواب: السلام علیکم۔ دل بہت خوش ہوا کامیابی کی دعا کرتا ہوں اس وقت تو بہشتی زیور و گوہر و قصد السبیل اور تبلیغ دین اور مواعظ کا مطالعہ اور عمل کافی ہے پھر جب یکسوئی ہو جائے گی اس وقت کچھ اور عرض کروں گا کیا اس درمیان میں کہیں دو چار روز پاس رہنے

کا موقع مل سکتا ہے اشرف علی۔

حال: میں اوائل ماہ میں امتحان بی اے سے فارغ ہوا ہوں اس مرتبہ امتحان کے پرچے معمولی ہوئے ہیں حضور خاص طور پر از راہ شفقت دعا فرمادیں۔

جواب: دل و جان سے دعائے کامیابی کرتا ہوں۔

حال: حضور نے جواباً ارشاد فرمایا تھا کہ ان امور کے بابت بعد فراغت مشاغل تعلیم عرض کروں چنانچہ آج کل میں امتحان سے فارغ ہو کر آزاد ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان ایام میں حضور سے کچھ فیض حاصل ہو جائے۔

جواب: پاکیزہ خیالات سے مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ برکت واستقامت بخشے قصد السبیل سے اوراد و ہدایات لیکر عمل شروع کیجئے اور مع اس پرچہ کے مجھ کو اطلاع دیجئے۔

حال: خداوند کارساز کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور حضور کی دعاؤں کے تصدق میں مجھے اس سال بی اے میں کامیابی عطا فرمائی۔

جواب: بہت مسرت ہوئی مبارک ہو۔

حال: اب دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ اس کامیابی کو میرے مستقبل کیلئے باعث فلاح وبرکت کرے۔ جواب: آمین۔

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق میں نے قصد السبیل کی ہدایات وراوراد پر عمل شروع کر دیا ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ برکت فرمادے۔

حال: نمازیں جو پچھلی قضا ہو گئی ہیں ان کو سلسلہ وار بقید وقت بعد نماز پنجگانہ کے ساتھ ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ جواب: اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حال: بہشتی زیور میں مسائل فقہ کبھی کبھی دیکھ لیا کرتا ہوں مفتاح الجنتہ کا تیسرا باب پڑھنا شروع کیا ہے۔ جواب: میرے مواعظ بھی مطالعہ میں رکھئے۔

حال: اب میرے لئے ایک سوال درپیش ہے کہ اب میں بی اے پاس ہو چکا ہوں اب مجھے کیا کرنا چاہئے میرا رجحان طبیعت تو سرشتہ تعلیم کی طرف ہے کیونکہ اس میں عافیت نظر آتی ہے۔

جواب: میں بالکل آپ کے موافق ہوں۔

حال: حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ سچی ایمانی طاقت واتباع سنت تعلیم قانون کے ساتھ مجتمع نہیں ہو سکتیں مجھے یہ معلوم ہو کر بہت ملال ہوا کہ تعلیم قانون کے حاصل کرنے سے میں اتنی عظیم

سعادت سے محروم ہو جاؤں گا مجھے سخت افسوس ہے کہ میری عمر کا ایک گرانقدر حصہ محض بے سود صرف ہوا۔ بی اے پاس کرنے کے بعد میرا ارادہ ملازمت کرنے کا تھا مگر کسی معقول ملازمت کی کوئی صورت نظر نہ آئی سب سے زیادہ میری طبیعت کا رجحان صیغہ تعلیم میں ملازمت کا تھا۔

جواب: بہت اسلم خیال تھا۔

حال: اور مجھے قانون پڑھنا پڑا مجھے بتایا گیا کہ ہر چند قانون کا پیشہ ناجائز مشہور ہے مگر فی زمانہ بہ نسبت دیگر ملازمتوں کے اس میں پھر بھی عافیت ہے۔

جواب: یہ بتانے والے کوئی عالم تھے۔

حال: کوئی صیغہ ملازمت ایسا نہیں جس میں ضمیر کے خلاف زندگی بسر نہ کرنا پڑتی ہو بحیثیت ماتحت ہونے کے ہر ملازمت میں غیر مستحسن زندگی بسر کرنے کے لئے ہر شخص مجبور ہے الا ماشاء اللہ لوگوں کا خیال ہے کہ قانون کے پیشے میں پھر بھی آزادی ہے۔

جواب: صرف آزادی کے پہلو پر لوگوں نے نظر کی جائز و ناجائز سے کچھ بحث نہیں۔

حال: انسان اگر چاہے تو ناجائز مکاسب سے اپنے کو بچا سکتا ہے اگر قناعت واستقلال سے کام لیا جائے تو سچے مقدمات اور سچے معاملات سے سروکار رکھ کر ایک حد تک غیر مذموم زندگی بسر ہو سکتی ہے۔

جواب: سچا بھی معاملہ ہو مگر کوشش تو قانون کے مطابق کی جاتی ہے جو شرع کے خلاف ہے۔

حال: قانون کے پیشہ میں خواہ مخواہ اپنے ضمیر کے خلاف کرنے پر انسان مجبور نہیں ہے جیسا کہ دوسری ملازمتوں میں ہے۔

جواب: یہ تو وکالت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

حال: قانون سے مجھے کبھی دلچسپی نہیں تھی میری خاص دلچسپی صیغہ تعلیم سے ہمیشہ سے تھی۔

جواب: یہ بالکل سچ ہے۔

حال: حکومت وقت کا کچھ ایسا اثر غالب ہے کہ موجودہ تعلیم مذہب سے بالکل بیگانہ کر دیتی ہے ہمارے والدین کو اس کا احساس نہیں ہوتا اور ہم جب تعلیم پا چکتے ہیں تو ہم کو اس کا احساس ہوتا ہے لیکن یہ احساس عمر کا بیش قیمت حصہ رائیگاں کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر دنیا میں کسی کام کے نہیں رہتے اور جس مقصد کے لئے تعلیم حاصل کی جاتی ہے اس میں بھی شاذونادر کامیابی ہوتی ہے بتقاضائے ضروریات زندگی اکتساب معاش

کے لئے مجبور کر دیتا ہے پھر جو کچھ قسمت میں ہوتا ہے ویسی ہی زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔

جواب: بالکل سچے جملے ہیں ان جملوں نے آپ کی ایک خاص درجہ کی محبت میرے قلب میں پیدا کر دی ہے۔

حال: حضور کو اپنی واقعی حالت سے مطلع کرنا مقصود تھا انہیں خیالات سے پریشان ہو کر میں نے حضور سے استدعا کی تھی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میری زندگی سنور جائے اور میری عاقبت درست ہو جائے۔

جواب: سچے دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں کی فلاح عطا فرما دے اور اس کے اسباب غیب سے پیدا فرما دے۔

حال: امید ہے کہ حضور اپنی دعاؤں سے مجھے محروم نہ کریں گے اور جو استدعا میں نے پہلے عریضہ میں کی تھی یعنی حضور اپنی غلامی میں مجھے داخل کر لیں امید ہے کہ وہ بھی منظور ہوگی۔

جواب: میں بدون بیعت بھی ہر ممکن خدمت کے لئے حاضر ہوں اور بیعت کے بعد پھر مجھ پر حق ہو جائے گا کہ آپ کو اپنے مسلک پر مجبور کروں اور آپ حالت موجودہ میں اس کا تحمل نہیں فرما سکتے۔

حال: حضور کا شفقت نامہ میری انتہائی تسکین اور تقویت کا باعث ہوا۔ حضور نے میرے عریضہ کے جواب میں وکالت کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے نہایت انسب اور بجا ہے تعلیم قانون کے متعلق شرعی مسائل معلوم ہو کر میرے خیالات میں اصلاح ہو گئی گو میں پہلے بھی وکالت کی طرف میلان طبعی نہیں رکھتا تھا مگر مجھے یہ علم نہیں تھا کہ شریعت اس پیشہ کو کسی صورت میں جائز ہی نہیں رکھتی۔

جواب: میں فتویٰ تو نہیں دیتا جس کو عام طور پر حجت بنایا جائے لیکن مجموعی حالت کو پیش نظر رکھ کر اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں کہ جس چیز کو شروع کیا ہے عملاً تو اس کی تکمیل کر ہی لی جائے باقی عمل تو اپنا اختیاری فعل ہے اس کے لئے پھر مستقل مشورہ ہو سکتا ہے۔

حال: لیکن حضور نے میرے لئے دعا فرمائی ہے یقین ہے کہ خداوند تعالیٰ میرے لئے کوئی بہتری کی صورت پیدا کر دے گا۔

میں نے حضور سے اپنے حلقہ غلامی میں داخل کرنے کے لئے استدعا کی تھی جس پر حضور نے تحریر فرمایا کہ موجودہ حالت میں تم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

جواب: توجہ بیعت پر موقوف نہیں اگر حالات کی اطلاع اور مشوروں کا اتباع جاری رہے تو سب سے بڑھ کر طریق توجہ کا یہ ہے۔

حال: اور میں حضور کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوں میں علویت نفس اور تزکیہ روح کے متعلق پڑھا کرتا ہوں اور سنا کرتا ہوں بہت جی چاہتا ہے کہ اس کا احساس میری طبیعت میں بھی پیدا ہو جائے میں بھی ان نعمتوں سے مستفید ہونے کی تمنا رکھتا ہوں۔

جواب: میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں علویت اور تزکیہ اور اس کے احساس کے کیا معنی ہیں کیونکہ مطلب کی حقیقت معلوم ہونا اول قدم ہے۔

حال: میں اسی غرض سے بزرگان دین کی خدمت میں جہاں موقع نصیب ہوتا ہے حاضر ہوتا ہوں گو مجھے ایسے مواقع بہت کم اور قلیل وقت کے لئے ملتے ہیں مجھے ایک مدت سے حضور کے مواعظ پڑھ کر اور اکثر سن کر ایک خاص ارادت وعقیدت پیدا ہوگئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ حضور سے ہر ممکن فیض اپنی استعداد کے موافق حاصل کروں۔

جواب: میں نے بالکل سچائی اور خیر خواہی سے بلا کسی تکلف اور کسر نفسی کے اس کا طریق عرض کر دیا ہے یعنی حالات کی اطلاع اور مشوروں کا اتباع اور یہ بھی ضرور ہوگا کہ ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا خط ہمراہ رکھ دیا جایا کرے۔

حال: فی الحال میرے لئے جو حضور مناسب سمجھیں وہ تعلیم تجویز فرمادیں تاکہ اس کا شغل جاری رکھوں۔

جواب: قصد السبیل سے دستور العمل مناسب اور مطالعہ مواعظ اور اطلاع حالات کی پابندی یہ ابتدائی طریق ہے۔

حال: گذشتہ شنبہ کو جب پھوپھا علی سجاد صاحب کے ہمراہ حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تھا تو حضور نے انتہائی محبت و مشقت کے ساتھ مجھ کو اپنے حلقہ غلامی میں داخل کرلیا تھا میرا دل ایک مدت سے اس شرف نسبت کے لئے بیتاب تھا خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور کی چشم کرم میرے اوپر ہوگئی اب ان شاءاللہ حضور کی توجہ و تعلیم سے میری زندگی سنور جائے گی۔

جواب: بسم اللہ سے شروع کرتا ہوں قصد السبیل کو دوبارہ بنظر غائر مطالعہ فرمالیں

اور اس کی سب ہدایات پر علماً و عملاً کار بند ہوں مگر اوراد میں صرف ایک دستور العمل اپنے حالات کے مناسب اختیار فرمالیں اور بلا ناغہ میرے مواعظ کا مطالعہ جاری رکھا جائے اور اس کے مطالعہ سے جو عیوب نفس کے اندر معلوم ہوں ان کا علاج کیا جائے جس کا علاج معلوم نہ ہو دریافت فرمالیں یہی طریقہ ہے تعلیم کا اگر یہ جاری رہا ان شاء اللہ بے حد نفع ہوگا۔ آئندہ ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا ایک خط بھیج دینا کافی ہوا کرے گا۔

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق میں نے قصد السبیل کا دو تین بار غائر نظر سے مطالعہ کیا اور عزم بالجزم کرلیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تمام ہدایات پر علماً و عملاً کار بند ہوں۔ چند باتیں حضور سے دریافت طلب ہیں وہ یہ ہیں کہ نمازیں جس قدر قضا ہوئی ہیں ان کی ادائیگی کے لئے میں نے ہر نماز کے ساتھ اس وقت کی قضا پڑھنے کا التزام کرلیا ہے لیکن جس قدر روزے قضا ہوئے ہیں ان کے ادا کرنے کی کیا صورت کی جائے؟

جواب: یاد کر کے اسی عدد کے موافق قضا کر لئے جائیں۔

حال: حقوق العباد جو لاعلمی میں نہ ادا کئے گئے ہوں یا جن کا علم نہ ہو اور جن کی یاد بھی نہ رہی ہو ان کے ادا کرنے کی کیا تدبیر کی جائے؟

جواب: رسالہ مطبوعہ سے اس کا طریقہ معلوم ہوگا۔

حال: میں نے کئی سال ہوئے مختلف مواقع پر منتیں مانی تھیں کہ یہ کام ہو جائے تو اس قدر روپیہ اللہ کی راہ میں کسی حاجت مند کو دوں گا اس کے بعد روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ منتیں پوری نہیں ہوئیں اب ان میں سے اکثر ذہن میں نہیں ہیں اور نہ رقم یاد ہے کہ اس کے لئے کیا کیا جائے؟

جواب: تخمینہ کر کے اس سے دو چار روپیہ زائد دے دیئے جائیں۔

حال: میں نے اب تہیہ کرلیا ہے کہ ایک مہینہ میں جس قدر آمدنی ہوگی اس میں سے فی روپیہ دو پیسہ کے حساب سے نکال کر خیرات کردوں گا تو کیا یہ رقم خیرات کی سابق منتوں کے ادا کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے۔

جواب: جی ہاں مگر ثواب اس نئے تہیہ کا نہ ملے گا۔

حال: اور کیا یہ خیرات اپنے غریب عزیزوں کو دی جاسکتی ہے۔

جواب: جی ہاں

حال: ایک عزیز غریب ہیں اور سید ہیں کیا ان کو دے سکتا ہوں۔

جواب: جی ہاں

حال: کیا یہ رقم ملازموں کو دی جا سکتی ہے۔

جواب: جی ہاں

نوٹ: یہ سب جواب اس حالت میں ہیں جب یہ تہیہ کر کے زبان سے کچھ نہ کہا ہو ورنہ ان الفاظ کو ظاہر کر کے سوال کیا جائے۔

حال: حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر حالات کی اطلاع اور مشوروں کی اتباع پر عمل جاری رکھا جائے تو ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا میں بہت سوچتا ہوں کہ اپنے حالات حضور سے عرض کروں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ بہت سوچنے پر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ حضور سے عرض کروں کہ میرے لئے خداوند تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ مجھ کو توفیق عطا فرمادے ممکن ہے کہ حضور کی توجہ سے مجھے بھی کچھ فیض پہنچ جائے ہر چند کہ اپنے میں اس کی بھی صلاحیت نہیں پاتا مگر حضور کا خادم ہوں کچھ نہ کچھ ہو ہی جاؤں گا۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اگر نری دعا پر رہا جائے تو پھر قصد واختیار وسعی سب بیکار ہے کیا یہ امور اختیاری نہیں۔ اگر اختیاری ہیں تو امور اختیاریہ کی تدبیر بجز استعمال اختیار کے اور کچھ بھی ہو سکتی ہے؟ کیا دنیا کے لئے تیاری کرنے میں ایسے عوارض پیش نہیں آتے پھر ان کا اثر کیوں نہیں لیا جاتا۔

حال: حضور نے بیعت کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ قصد السبیل میں سے اپنے موافق دستور العمل منتخب کرلوں یہ میں نے عامی مشغول کا دستور العمل منتخب کر کے اس پر عمل شروع کر دیا حضور کے مواعظ اور دیگر تصانیف کا بھی مطالعہ رکھتا ہوں تلاوت کے علاوہ صبح یا کسی اور وقت مناجات مقبول بھی پڑھ لیتا ہوں ہر نماز کے بعد جیسا کہ قصد السبیل میں درج ہے سو سو مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ پڑھ لیتا ہوں اکثر دن اور رات میں استغفار اور درود شریف بھی پڑھ لیتا ہوں۔

جواب: السلام علیکم۔ میں نے حرفاً حرفاً خط پڑھا اللہ تعالیٰ ہر پہلو سے اطمینان و اجتماع خاطر عطا فرمادے اس وقت تو جس قدر آسانی سے معمولات کی پابندی ہو سکے کافی ہے پھر خدا تعالیٰ کبھی وقت کی کچھ گنجائش دیں گے تو کم از کم ایک مہینہ پاس رہنا ضروری ہے باطن سے مناسبت اس وقت ہوگی اس وقت اعمال ظاہرہ کی اصلاح اور معاصی کا ترک کافی ہے میں دعا کرتا ہوں۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہم العالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ پچھلے مہینوں میں جو مختلف پریشانیاں اور معاش کی متواتر فکریں مجھے لاحق تھیں وہ حضور کی دعا کی برکت سے اور خداوند تعالیٰ کے فضل واحسان سے بہت کچھ رفع ہوگئی ہیں اسی وکالت کے سلسلے میں مجھے حضور کی دعا سے ایک علاقہ (علاقہ کیجر ارہ) کی منیجری مل گئی ہے اس علاقہ پر بہت قرض ہے قرض خواہوں کی ڈگریاں ادا کرنے کے واسطے عدالت دیوانی نے مجھے اس علاقہ کا منیجر مقرر کر دیا ہے میرا کام صرف تحصیل وصول کر کے روپیہ عدالت میں جمع کر دینا ہوگا اس صورت میں مجھے معقول حق السعی ملنے کی امید ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ اطمینان ہوا۔ دعائے ترقی ظاہری و باطنی کرتا ہوں۔

حال: اور خداوند تعالیٰ کے فضل واحسان سے میرے لئے ایک دوسری صورت آمدنی پیدا ہوگئی ہے یعنی علاقہ کی منیجری۔ اس میں لگان کی وصولیابی پر مجھے حق السعی ملتا ہے کل پہلی مرتبہ جو رقم مجھے ملی اس میں سے جی چاہا کہ کچھ حضور کی خدمت میں پیش کروں آج مبلغ دس روپے کا منی آرڈر حضور کی خدمت بابرکت میں ارسال ہے حضور اس کو قبول فرمالیں کیونکہ یہ امر میرے لئے باعث فلاح دارین ہوگا۔

جواب: دل وجان سے قبول کر کے دعائے برکت کی۔

حال: حضور نے از راہ شفقت نذرانہ قبول فرمایا جس سے دل کو حد درجہ مسرت حاصل ہوئی۔

جواب: اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسرور ہی رکھے۔

حال: اس بار حضور کی خدمت میں آٹھ دس روز حاضر رہنے کا اتفاق ہوا جب تک وہاں قیام رہا کسی قسم کی دنیا کی کوئی فکر نہ تھی۔ جواب: مبارک ہو۔

حال: حضور کے ارشاد کردہ معمول پر حتی الوسع پابند ہوں امیدوار ہوں کہ حضور میرے

واسطے دعائے خیر فرماتے رہیں گے۔ جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: حضور سے میں نے شجرہ پڑھنے کی اجازت حاصل نہیں کی یوں ہی شوقیہ پڑھنا شروع کردیا تھا اب جیسا حضور کا ارشاد ہو۔ جواب: پڑھیے۔

حال: بچپن میں میں نے یٰسین شریف کی برکتیں اور فضلیتیں سنی تھیں اس وقت سے برسوں ہوگئے کہ تلاوت شریف کے بعد روزانہ التزام کے ساتھ اس کے پڑھنے کا بھی معمول ہے اس معمول میں کچھ حرج تو نہیں۔ جواب: نہیں۔

حال: اس کے ساتھ ایک مدت سے اس کا بھی معمول ہے کہ ہر جمعہ کو سورۃ کہف التزام کے ساتھ پڑھا کرتا ہوں اس التزام کے متعلق بھی حضور سے استفسار مقصود ہے۔

جواب: پڑھیے۔

حال: قرآن شریف مترجم پڑھنے کا ایک مدت سے شوق ہے مگر اب تک مسلسل کبھی نہیں پڑھا دو سال تک دوران تعلیم علی گڑھ درس تفسیر شریف میں شریک ہوتا رہا حضور سے جب یہ سنا کہ ہر شخص مترجم قرآن شریف پڑھنے کا اہل نہیں تو اب ترجمہ پڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی کیا میرے لئے عربی قرآن شریف ہی پڑھتے رہنا کافی ہے۔

جواب: ثواب کے لئے کافی ہے۔

حال: یا اس کے معانی و مطالب بھی کسی سے باقاعدہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔

جواب: اگر کوئی محقق خوش عقیدہ مل جائے تو بہت نافع ہے۔

حال: حضور کے مترجم قرآن شریف سے ترجمہ پڑھ لیا کروں۔

جواب: کیا حرج ہے مگر اس کے لئے جدا وقت معین کیا جائے سادہ تلاوت کے ساتھ اس کو نہ ملایا جائے۔

حال: اور جہاں کوئی اشکال ہو حضور سے استفسار کرلوں۔

جواب: بس اس کو چھوڑ دیا جائے یہی بہتر ہے۔

حال: قضا نمازوں سے پہلے تکبیر کہہ لیا کرتا ہوں مگر ایک صاحب نے کہا تکبیر ضروری نہیں ہے۔ جواب: ضروری نہیں ہے۔

حال: ایک مدت سے نماز میں یہ حالت رہتی ہے کہ جی چاہتا ہے جلدی سے پڑھ کر ختم کر دی جائے بعض وقت بلکہ اکثر نفلیں پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔

جواب: عملاً اس کی مخالفت کی جائے اگرچہ تکلیف ہو۔

حال: ظہر کے وقت نماز فرض سے پہلے چار رکعتیں سنتیں بعض وقت جماعت میں شرکت کی وجہ سے رہ جاتی ہیں تو کیا بعد نماز فرض ان کا پڑھنا لازمی ہے۔ جواب: جی ہاں

حال: امید ہے کہ حضور کا مزاج بھی بخیر وعافیت ہوگا۔

جواب: جی ہاں بحمد اللہ

حال: جی میں آتا ہے کہ حضور کی خدمت میں جلد جلد عریضے ارسال کرتا رہوں لیکن لکھتے وقت کوئی بات عرض حال کے لئے سمجھ میں نہیں آتی۔

جواب: کاغذ اور پنسل پاس رکھئے۔ اور جس وقت جو بات یاد آئے نوٹ کر لیجئے۔ ان ہی نوٹوں کو خط میں لکھ دیا کیجئے۔ خود ان میں کسی سلسلہ یا ترتیب یا ربط کی ضرورت نہیں۔

حال: اپنی زندگی اس قدر ناکارہ اور گندی نظر آنے لگتی ہے کہ دل پریشان ہو جاتا ہے۔

جواب: یہ پریشانی بھی کلید کامیابی ہے مگر اس شرط سے کہ آگے سلسلہ چلے۔

حال: چند مقررہ اوقات کے سوا صبح سے شام تک کوئی مقصد ہی نظر نہیں آتا۔

جواب: مایوسی ناواقفی سے ہے اور ناواقفی اطلاع وحالات کا سلسلہ نہ چلانے سے ہے۔

حال: حضور کے سامنے ایسے فضول اور مہمل خیالات کے اظہار کی ہمت نہیں ہوتی تھی مگر اس خیال سے کہ حضور کی توجہ سے دل کی یہ کمزوری رفع ہو سکتی ہے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کی۔

جواب: اس جرأت کی سخت ضرورت ہے۔

حال: حضور میرے واسطے دعائے فلاح دارین فرماتے رہیں۔

جواب: دعا تو کرتا ہی ہوں مگر ضرورت عمل کی بھی ہے۔

حال: ایک صاحب نے مجھے یا حی یا قیوم ایک سو ایک مرتبہ مابین سنت وفرض نماز فجر پڑھنے کو بتلا دیا تھا وہ بھی اکثر پڑھ لیتا ہوں کیا بغیر اپنے شیخ کی اجازت کے دوسروں کے بتلائے ہوئے وظیفے یا دعائیں پڑھنا یا کسی کتاب سے دیکھ کر پڑھنا شروع کر دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مقصود دنیوی کے لئے پڑھے تو اجازت شیخ کی ضرورت نہیں۔

حال: اپنی دنیاوی افکار اور پریشانیوں کی اطلاع دینا یا اپنے دوسرے معاملات کے متعلق عرض کرنا نامناسب اور بے جا تو نہیں۔

جواب: نہیں جبکہ دعا مطلوب ہو تدبیر پوچھنا مقصود نہ ہو۔

حال: لیکن اس کی بھی جرأت نہیں ہوتی کہ اپنی زندگیوں کی فضول باتیں جس کا تعلق دین سے نہیں حضور کو لکھی جائیں جو موجب تصدیعہ ہوں۔

جواب: دعائیں تصدیع نہیں۔

حال: نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی گو صورت نماز تو ادا ہو جاتی ہے لیکن نماز کا مقصد حاصل نہیں ہوتا یہ یکسوئی کا فقدان دوسرے معاملات میں بھی رہتا ہے۔

جواب: یوں ہی اہتمام رکھئے ان شاء اللہ مقصود حاصل ہو جائے گا۔

حال: اور جو کام کیا جائے اس سے نفع حاصل ہو۔

جواب: نفع اصل تو ثواب ہے وہ اب بھی حاصل ہے۔

حال: اپنے معمولات پر حتی الامکان کاربند ہوں صبح ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھتا ہوں۔ ہر پنجگانہ نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہوں۔ رمضان شریف شروع ہونے والے ہیں چونکہ یہ بڑی خیر و برکت کے دن ہیں اس لئے جی چاہتا ہے کہ حضور اگر کچھ پڑھنے کو بتلا دیں تو وہ بھی پڑھ لیا کروں۔

جواب: ان ہی چیزوں میں سے جس سے دلچسپی ہو اس کا عدد بڑھا دیا جائے۔

حال: جی چاہتا ہے کہ جس وقت بھی فرصت ہو بلکہ بیشتر اوقات ذکر یا تلاوت شریف یا مطالعہ کتب کا شغل رکھوں لیکن بایں ہمہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب ظاہری باتیں ہیں دل پر اور اعمال پر ان کا کچھ بھی اثر نہیں۔

جواب: آپ میرا رسالہ تربیت السالک بغور پڑھیں سب شبہات دور ہو جائیں گے۔

حال: حضور کو اکثر اپنے ظاہری حالات کی اطلاع دے دیا کرتا ہوں طبیعت میں اندر سے سکون پیدا نہیں ہوتا ہمیشہ ایک غیر مطمئن حالت رہتی ہے۔

جواب: ابتداء یوں ہی ہوتی ہے لگنے رہنے سے دروازہ کھلتا چلا جاتا ہے۔

حال: میں اپنے معمولات پر حتی الامکان کاربند ہوں لیکن مدتیں ہوگئیں اپنی حالت میں تغیر محسوس نہیں کرتا۔

جواب: حالت اگر غیر اختیاری ہے تو اس میں تغیر محسوس نہ ہونا کچھ نقص نہیں اور اگر اختیاری ہے تو اس میں تغیر بھی اختیاری ہے شکوہ کی ضرورت نہیں۔ ہمت کی ضرورت ہے۔

حال: ان باتوں پر نظر کرتے ہوئے بعض وقت طبیعت سخت پریشان ہو جاتی ہے۔

جواب: پریشانی کا اوپر جواب ہے کہ غیر اختیاری پریشانی مضر نہیں اور اپنی اختیاری کوتاہی سے پریشانی ہو تو اس کا رفع بھی اختیاری ہے۔

مکتوب: ایک صاحب سے معلوم ہوا کہ میں نے جو عامی مشغول کا دستور العمل اختیار کیا گیا ہے وہ میرے لئے موزوں نہیں ہے بلکہ عالم مشغول کا ہونا چاہئے اس میں بھی اشکال پڑ گیا ہے اب جو حضور ارشاد فرمادیں اختیار کرلوں۔

جواب: عالم سے مراد اصطلاحی عالم نہیں خوش فہم مراد ہے سو آپ بفضلہٖ تعالیٰ خوش فہم ہیں۔

حال: چونکہ پیشہ وکالت کوئی محمود پیشہ نہیں ہے اس لئے اب تک اس کوشش میں ہوں کہ کوئی دوسری سبیل نکل آئے تو زیادہ بہتر ہے اللہ تعالیٰ پر نظر ہے وہی مسبب الاسباب ہیں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سردست مجھے ایک علاقہ کی منیجری مل گئی ہے اس سے کافی آمدنی ہو جاتی ہے امیدوار ہوں کہ حضور اس کے برقرار رہنے کے واسطے خاص طور پر دعا فرمادیں۔

جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: جس قسم کے احوال حضور کی اطلاع کے لئے ضروری ہوں وہ بھی مجملاً بتلادیئے جائیں تاکہ میری زندگی کے لئے ایک مستقل مسلک اور انضباط پیدا ہو جائے۔

جواب: آپ نے بلاوجہ اپنے اوپر فکر و تشویش کا اتنا بڑا بوجھ ڈال لیا اس کی ضرورت نہیں نہ اصلاح کا کام کوئی لانبا چوڑا ہے قصد السبیل سے معمول مناسب مقرر کرلیا جائے اگر اس سے زائد کے ورد سے دلچسپی ہو مجھ سے پوچھ لیا جائے یہ تو اوراد کا ضابطہ ہے اب رہ گئے اعمال اس کا نظام یہ رہنا چاہئے کہ مسائل میں بہشتی زیور و بہشتی گوہر پر عمل رہے اور اخلاق میں مواعظ کے

مضامین پر عمل رہے اس مطالعہ میں نفس کے اندر جو عیب معلوم ہوں ایک ایک کا علاج پوچھا جائے اس کے استعمال میں جو حالت پیش آوے کامیابی یا کوئی خلجان یا کوئی سوال اس کی اطلاع کی جائے بس اس سے دروازہ استفادہ کا کھل جائے گا مایوسی اور پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

حال: اگر حضور فرما دیں تو ذکر شریف۔ بہت ہی قلیل تعداد میں ہر نماز پنجگانہ کے بعد پڑھ لیا کروں یا بعد عشاء کے جس قدر ہو سکے وہ کافی ہے اس کے لئے بھی حضور حد قائم کر دیں کہ کم از کم اس قدر ضرور ہونا چاہئے تاکہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں۔

جواب: اپنے تحمل کے قدر ایک قلیل مقدار مقرر کر لیں جس پر دوام ہو سکے اور مجھ کو اطلاع دیجئے میرے اتفاق رائے کے بعد وہ مثل میرے مقرر کرنے کے ہو جائے گا جس روز طبیعت میں نشاط ہو اس مقدار سے زیادہ کر لیا مگر اس کو لازم نہ سمجھا جائے لازمی صرف اس قلیل کو سمجھا جائے۔

حال: کیا ان شکوک اور امراض باطنی کے علاج کے متعلق حضور کو لکھنا ضروری ہے جو اپنے میں پاتا ہوں لیکن ان کے متعلق تشفی حضور کے مواعظ اور تربیت السالک سے ہو جاتی ہے۔

جواب: اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرض بھی لکھ دیا اور تشفی کی وجہ بھی لکھ دی تاکہ اس میں اگر کچھ ترمیم کرنا ہو۔ کر سکوں۔

حال: والد قبلہ صاحب بھی اس تعطیل میں حضور کی خدمت میں حاضری کے متمنی تھے لیکن سردی کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا مجھے بھی شرف قدم بوسی سے محرومی پر سخت افسوس ہے۔

جواب: لکیلا تأسوا علی مافاتکم۔ میں ایسے افسوس سے ممانعت ہے اس میں بھی خیر ہوتی ہے۔

حال: سوچتا ہوں کہ اپنی کسی حالت کا خود سمجھ میں نہیں آتا یا تو بے حسی ہے یا یہ ہے کہ جو حالت ہے اس کی ترجمانی نہیں بن پڑتی اس لئے نہ اپنی حالت کی جو تمام تر بگڑی ہوئی ہے حضور کو اطلاع دے پاتا ہوں اور نہ حضور سے کچھ فیض حاصل کر پاتا ہوں اس خیال پر بعض وقت تاسف معلوم ہوتا ہے۔

جواب: اگر معمولات کی پابندی رہے اور معاصی سے اجتناب اور مواعظ کا مطالعہ رہے تو حالت ان شاء اللہ درست ہو جائے گی گو جزئیات کی اطلاع نہ کی جائے کیونکہ

اطلاع کے بعد بھی یہی تدبیرات بتلائی جاتیں۔

حال: حضور کے مواعظ کے علاوہ دوسری تصانیف جو میرے مطالعہ کے لئے سودمند ہوں حضور بتلا دیں تا کہ ان کے مطالعہ سے خاص طور پر بہرہ اندوز ہوسکوں۔

جواب: تربیت السالک، اکمال الشیم

حال: تصوف کے کورس کے متعلق حضور نے کسی کو نقل کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا تھا اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ وہاں اگر کوئی طالب علم نقل کر دے تو اس کو میں اجرت دے دوں گا۔

جواب: مجھ کو فرصت مل گئی میں نے ہی پشت پر نقل کر دی اسی ترتیب سے مطالعہ ہوگا دل سے دعا کرتا ہوں۔ (نصاب تصوف)

آداب المعاشرت۔ معمولات خانقاہ۔ حصہ اول رحمۃ المتعلمین۔ حصہ اول ودوم تعلیم الدین۔ تکشف حصہ اول۔ فروع الایمان۔ نزہۃ البساتین۔ وعظ راحۃ القلوب۔ تبلیغ دین۔ جہاد اکبر۔ قصد السبیل۔ بقیہ تعلیم الدین۔ تکشف حصہ دوم وسوم۔ مسائل السلوک۔ کلید مثنوی حصہ ششم۔ تربیت السالک تمام۔ عوارف یا اس کا ترجمہ۔ الدر المنضود۔ ترجمہ آداب العبودیۃ۔ ترجمہ تنبیہ المغترین۔ اکمال الشیم۔ رفع الضیق۔ اصول الوصول۔ الابتلا لاہل الاصطفاء

حال: میرا قلب فکر معاش میں بہت مشوش رہا کرتا ہے حالانکہ میرا عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اور جس قدر قسمت میں ہے اور جس طریقہ سے ہے اس قدر ملے گا لیکن گردوپیش کے اثرات اور اپنی ذمہ داریوں پر نظر کرتے ہوئے طبیعت میں ہر وقت یک گونہ انتشار رہتا ہے وکالت کی آمدنی نہایت ہی غیر مستقل اور بہت ہی قلیل ہے اسکے علاوہ دن بہ دن مجھے اس پیشہ سے تنفر پیدا ہوتا جاتا ہے اور اس کا احساس غالب ہوتا جاتا ہے کہ مجھ میں اس پیشہ کا کام چلانے کی صلاحیت ہی نہیں۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں دوسرے ذریعہ کے حصول تک تو چھوڑنا مناسب نہیں لیکن دوسرے ذریعہ کے فکر میں لگا رہنا ضروری ہے محکمہ تعلیم کے افسران سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تحریک شروع کرنا ضروری ہے۔

حال: حضور کی تصنیف کتاب فروع الایمان میں جہاں شیخ کے حقوق ہیں اس کے

پڑھنے سے معلوم ہوا کہ جو ورد وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتائے ہوں یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے اس بناء پر میں نے وہ تمام اوراد ترک کر دیئے جن کی اجازت حضور سے حاصل نہیں کی ہے۔

جواب: جب اجازت حاصل کرنا ممکن تھا ناحق ترک کیا میں اب لکھتا ہوں کہ اگر ان کا تحمل ہو پڑھا کیجئے۔

حال: اب جی چاہتا ہے کہ حضور میرے حسب حال جو مناسب سمجھیں وہ اوراد تجویز فرما دیں تاکہ میری زندگی کا ایک دستور العمل مقرر ہو جائے۔

جواب: ناواقف کے لئے ضرورت ہوتی ہے آپ کو سب انداز ہو گیا جو دستور العمل سہولت ودلچسپی سے مقرر کرلیں اس کی اجازت ہے۔

حال: میں نے جو اوراد پچھلے عریضے میں لکھے تھے کہ ترک کر دیئے ہیں ان کو پھر جاری کر دیا ہے۔ جواب: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: ان کے علاوہ دلائل الخیرات کی ایک منزل بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔

جواب: اگر دوام ہو سکے پڑھئے مگر اس میں جہاں جہاں یہ عبارت ہے کہ قال رسول اللہ یا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ پڑھئے۔

حال: مناجات مقبول میں حزب البحر کے فضائل وبرکتیں درج ہیں اور اس کے پڑھنے کے طریقے بھی درج ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ حضور اس کے پڑھنے کی بھی اجازت عطا فرما دیں۔

جواب: اس سے بھی اچھی چیزیں ہیں لیکن اگر اسی کو جی چاہتا ہے تو اجازت ہے۔

حال: حزب البحر کے پڑھنے سے پہلے جو زکوۃ کا طریقہ درج ہے اس میں اعتکاف کی بھی شرط ہے کیا اعتکاف لازمی ہے؟

جواب: اعتکاف لازم ہے لیکن خود فی نفسہ حزب البحر ہی ضروری نہیں۔

حال: میں نے حضور سے پہلے عریضہ میں حزب البحر پڑھنے کی اجازت چاہی تھی۔ حضور نے اس کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ اس سے بھی اچھی

چیزیں ہیں مجھے ان کے جاننے اوران پر عمل کرنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔

جواب: قرآن وحدیث

حال: اب حضور حدیث شریف کی تلاوت کیلئے ارشادفرمادیں کہ کون سی کتابیں پڑھوں۔

جواب: حدیث کی دعائیں جومناجات میں جمع ہیں۔

حال: اکثر آہستہ آہستہ خفیف تلفظ کے ساتھ ذکر (اسم ذات) کرلیتا ہوں اس میں کوئی حرج تونہیں یاذکر ہلکی ضرب کے ساتھ خفیف آواز سے ضروری ہے۔

جواب: جس میں دلچسپی ہو۔

حال: اپنی حالت اسی طرح بدستور خراب پاتا ہوں نفس میں کسی طرح کی اصلاح محسوس نہیں ہوتی جس میں فراموش کاری، بے حسی زیادہ نمایاں ہیں۔

جواب: اموراختیاریہ کی اصلاح یاامورغیراختیاریہ کی؟

حال: عدالت کا ایک اہلمد نہایت شریراور بدباطن شخص ہے خواہ مخواہ لوگوں کو پریشان کرتا ہے حضور میرے لئے دعافرمادیں کہ وہ اہلمد اپنے شر سے مجھےکوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں یاحفیظ کی کثرت رکھئے۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عریضہ سابق میں جو حالت نفس کی خرابی کے متعلق عرض تھا وہ سب اپنے اموراختیاری ہی کے باعث ہے لیکن شرمندگی یہ ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا۔

جواب: تواس کا علاج توآپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حال: میرا بچہ جس کی عمر نو مہینہ کی تھی اور جو عرصہ سے امراض میں مبتلا تھا پرسوں فوت ہو گیا۔

جواب: بہت افسوس ہوا اللہ تعالیٰ صبرواجرونعم البدل عطافرمادے۔

حال: مجھےکسی طرح یکسوئی قلب نصیب نہیں ہوتی اس کے حصول کا طریقہ حضور سے مطلوب ہے۔

جواب: جب تک مشاغل دنیویہ باقی ہیں یکسوئی طبعاً مشکل ہے مگر دین میں مضر نہیں۔

حال: اس بار تھانہ بھون سے واپسی کو میرادل نہ چاہتا تھا جی چاہتا ہے کہ ہمہ وقت حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر رہوں۔

جواب: آپ کی محبت ہے۔

حال: اس معمول مذکورہ بالا (یعنی ہر پنجگانہ نماز کے بعد اوراد و وظائف) پر مجھے عمل کرتے ہوئے ایک عرصہ ہوگیا ہے اگر حضور مناسب سمجھیں تو اس میں ترمیم اور اضافہ فرمادیں۔

جواب: کیوں

حال: ورنہ جیسی رائے عالی ہو۔

جواب: یہ دوا تھوڑی ہے کہ اتنے روز تک اس سے نفع نہیں ہوا بدل دو اس کا جو نفع ہے وہ حاصل ہے یعنی اجر و رضائے حق۔

حال: میری حالت بدستور ہے کسی قسم کی اصلاح نفس میں نہیں پاتا ہوں اپنے اعمال وخیالات میں طرح طرح کی خرابیاں محسوس کرتا ہوں لیکن جب حضور کو عریضہ تحریر کرنے بیٹھتا ہوں تو مطلق کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تحریر کروں بہت کوشش کرتا ہوں مگر اپنے میں قوت اظہار بالکل نہیں پاتا۔

جواب: عادتاً ناممکن ہے کہ کوئی عملی معین حالت ہو اور اس کے اظہار پر قدرت نہ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عملی حالت قابل شکایت نہیں ایسی کوئی دقیق حالت ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی تو انسان ایسی دقیق حالت کا مکلف نہیں۔

حال: اس عریضہ میں اپنی ظاہری نجی معاش وغیرہ کی پریشانی کچھ اپنی کچھ والدہ حسن کی اور کچھ احمد بچہ مرحوم کی بیماری' کچھ عبدالقیوم کی طویل بیماری اور پریشانیاں اور کچھ باطنی تشویش و اضطراب کا حال مفصل لکھا تھا آخر میں یہ جملے ہیں "میرے مولا' میری دستگیری فرمایئے میں نے تو حضور ہی کا دامن تھاما ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی پریشانیاں میرا دین بھی خراب کردیں اللہ ان تفکرات کی کھائیوں سے نکال کر مجھے صلاح و فلاح کی شاہراہ پر لگا دیجئے۔

جواب: دل بہت کڑھا مگر بجز دعا کے کیا ہوسکتا ہے اخراجات البتہ کم کیجئے گو بے مروتی بھی سمجھی جائے۔

حال: سفر میں اکثر اور ذرا سی بیماری میں بھی اوراد وغیرہ کو ناغہ کردینے اور نماز میں تخفیف کردینے کے لئے آسانی سے عذر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ یہ خیال کرتا ہوں کہ آج یوں ہی پڑھ لوں اطمینان میسر ہونے پر دل لگا کر پڑھوں گا مگر مدتیں ہوگئی ہیں یہی

حالت ہے جن معائب کو احتیاط کے ساتھ ترک کرتا ہوں تھوڑے دنوں کے بعد پھر انہیں میں مبتلا ہو جاتا ہوں بار بار طبیعت بے پرواہی اور غفلت کی طرف عود کر آتی ہے۔

جواب: ان سب حالات میں انتخاب کی ضرورت ہے کہ کون حالت اختیاری ہے اور کون غیر اختیاری۔ غیر اختیاری قابل فکر نہیں اس کے لئے صرف دعا ہے اور اختیاری میں اختیار سے کام لینا چاہئے جو کوتاہی ہو جائے باقاعدہ توبہ کرنا چاہئے بس اصل طریق کار یہی ہے اس سے زیادہ کسی کے اختیار میں نہیں جو حالت پیش آئے اسی معیار پر منطبق کر لی جائے اگر منطبق نہ ہو سکے مع اس پرچہ کے اس کی اطلاع کی جائے۔

حال: میرے واسطے اگر کسی کتاب کا مطالعہ مفید ہو یا جو حضور مناسب سمجھیں فرمادیں تا کہ یہاں کے قیام میں مطالعہ کر ڈالوں۔

جواب: نزہۃ البساتین۔ اگر مدرسہ میں موجود ہو عاریتاً لے لیجئے مولوی مصباح حسین صاحب محافظ کتب خانہ سے معلوم ہو جائے گا ورنہ مولوی شبیر علی سے خرید لیجئے۔

حال: کمزوری کے سبب سے اور چند تفکرات کی وجہ سے دماغ پریشان ہو گیا ہے اور ہمت پست ہو گئی ہے۔ **جواب:** اس میں بھی اجر ملتا ہے۔

حال: ان دنوں پھر وجہ پریشانی یہ ہے کہ میری رسیوری (منیجری علاقہ زمینداری) پر حاکم نے حملہ کیا ہے میرا حق السعی کم کرنے کا حکم دیا ہے آئندہ کے لئے میرے طرز عمل کے واسطے نہایت سخت اور ناقابل عمل احکامات صادر کئے ہیں بے بنیاد اعتراضات کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور کی توجہ کی بدولت میں اپنا کار منصبی نہایت دیانت داری، جفاکشی اور سلامت روی کے ساتھ انجام دے رہا ہوں اس لئے اس کو کوئی خاص گرفت کا موقع نہیں ملتا سال بھر سے وہ برابر اس کوشش میں ہے کہ کوئی گرفت مل جائے مگر اللہ کے فضل سے کوئی ایسی بات نہیں چاہتا ہے کہ میں پریشان ہو کر اور تنگ آ کر خود چھوڑ دوں تا کہ وہ میری جگہ کسی شیعی کو مقرر کر دے۔

جواب: پریشان نہ ہونا چاہئے جب آپ چھوڑنے کے لئے آمادہ ہیں پھر اس سے زیادہ تو اور کچھ نہیں سمجھ لیا جائے کہ اگر خدانخواستہ علیحدگی بھی ہو گئی تو یہی سمجھ لیں گے کہ خود

علیحدہ ہوگئے باقی دعا کرتا ہوں۔

حال: آیت کریمہ لاالٰہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین کے بہت فضائل مذکور ہیں اس کا ورد کس طرح کیا جاتا ہے اگر میرے لئے مناسب ہو تو مطلع فرمادیں۔

جواب: دعا کے درجہ میں کوئی خاص طریق نہیں جس قدر آسان ہو پڑھ لیا جائے۔

حال: ذکر کرتے وقت اب تک یکسوئی نصیب نہیں ہوتی۔

جواب: کچھ مضر نہیں جب کپڑا سل جائے پھر اگر ایک سوئی بھی نہ رہے کیا حرج ہے۔

حال: حضور والا ابتداء میں مجھے ذرا ذرا سی بات میں بہت پریشانی لاحق ہوجاتی تھی اور اس کے لئے فکر ہوتی تھی کہ کسی کی خوشامد یا سفارش سے کام لے کر معاملہ رفع دفع کرالیا جائے اس کے لئے بہت پریشانیاں اٹھانا پڑتی تھیں اور طبیعت پر مستقل طور پر بہت اثر پڑتا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ اگر ایک بات ختم ہوئی تو دوسری پیدا ہوگئی جو بالکل میرے قابو سے باہر ہے کہ ہر ایک کا تدارک کرسکوں اعتقاداً تو بحمداللہ ہمیشہ ہی سمجھا کہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے اور میری بہتری کے لئے ہے لیکن فطرتاً دل مشوش رہتا تھا اب حضور کی دعاؤں کی برکت سے یہ حالت پیدا ہوگئی ہے کہ ان امور کو قطعی غیر اختیاری سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر متوکل ہوجاتا ہوں اور پھر قلب میں کسی طرح کی تشویش پیدا نہیں ہوتی اس پر پورا یقین ہوتا ہے کہ جس طرح اب تک مختلف قسم کی بظاہر سخت سے سخت پریشانیاں لاحق ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو ایک خاص وقت کے بعد رفع فرمادیا اس لئے اب جو حالت پریشانی پیدا ہے ان شاء اللہ وہ بھی رفع ہوجائے گی اس لئے اب نہ کسی سے سفارش کرانے کو جی چاہتا ہے اور نہ کسی کی خوشامد کرنے کو دل گوارا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے خود تضرع کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور حضور والا کو دعا کے لئے تحریر کرکے بالکل مطمئن ہوجاتا ہوں۔

جواب: سبحان اللہ مبارک حالت ہے۔

حال: دوسری بات ابتداء میں یہ تھی کہ جو پریشانی لاحق ہوتی تھی اس کا ذکر ہر شخص سے کرتا تھا اور اپنی پریشانی اور حاکم کی زیادتی اور تعصب کا حال بیان کیا کرتا تھا حاکم کو بہت برا کہنے کو جی چاہتا تھا اور ہر شخص سے اس کی شکایت کرتا تھا حالانکہ دل اندر سے ان کو پسند نہ

کرتا تھا اور برابر اس کا خیال رہتا تھا کہ اپنی پریشانیوں کا حال ہر ایک سے کہنا گویا اللہ تعالیٰ کی شکایت اور دوسری نعمتوں کی ناشکری ہے مگر پھر بھی شکایتوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا یہ بھی سمجھتا تھا کہ حاکم کو برا بھلا کہنا بھی ٹھیک نہیں اس لئے کہ اس کے اختیار میں کیا ہے جو ہو رہا ہے وہ منجانب اللہ ہے مگر پھر بھی جی چاہتا تھا کہ ہر ایک سے اس کے تعصب کی شکایت کروں اور اس کو زبان سے برا کہوں لیکن اب ان دونوں حالتوں میں بھی نمایاں انقلاب محسوس کرتا ہوں اب اپنی پریشانی ہر ایک سے کہتے ہوئے زبان رکتی ہے کہ کس منہ سے اس پریشانی کا ذکر کروں یہ تو ایک نہ ایک وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع ہو ہی جاتی ہے مگر اس کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوتی ہے اس نے دوسری جو بیشمار نعمتیں دے رکھی ہیں وہی میری حیثیت سے بہت زیادہ ہیں اور جو کچھ پریشانی ہے وہ میرے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اس میں کسی حاکم کو کیوں مطعون کروں اللہ تعالیٰ ہی سے کیوں نہ استغفار کروں اور انہیں سے کیوں نہ رحم و کرم کی استدعا کروں ہر وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ جس حالت میں ہوں لاکھوں سے بہت بہتر حالت میں ہوں اس لئے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیئے ہیں اور سبب اختیار کرنے کو جی نہیں چاہتا اس لئے کہ اس کا سلسلہ لامتناہی ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں چلتے پھرتے ہر وقت درود شریف یا لا الہ الا اللہ پڑھا کرتا ہوں۔

جواب: ماشاء اللہ اللھم زدفزد

حال: مجھ کو ر سیوری سے برطرف کرنے کے لئے جب کوئی تدبیر سب جج کی کارگر نہ ہوئی تو جس قدر روپیہ میں نے وصول کیا تھا وہ دوسری جگہ صرف کر دیا اور سرکاری مال گزاری میں بقایا چھوڑ دیا۔

جواب: کیا آپ نے روپیہ داخل کر کے رسید نہیں لی اور کیا رسید میں یہ تصریح نہیں ہوتی کہ بابت مال گزاری وصول ہوا۔

حال: چنانچہ سرکاری مال گزاری کا مطالبہ ہوا تو سب جج نے مجھے معطل کر دیا اور علاقہ تحصیل دار کے سپرد کر دیا سرکاری مال گزاری خود وصول کر لیں میرے عملے کو برخاست کر دیا اور مجھ سے سب کاغذات داخل کرائے گو ابھی معطل کیا ہے مگر قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب دوسرا انتظام کرے گا بہر کیف جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں میرے

لئے بہتری ضرور ہے تخمیناً سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کا ذریعہ تھا اور وکالت میں آج کل اس قدر آمدنی بہت مشکل ہے طبعاً اس واقعہ سے طبیعت پر اثر ضرور پڑا اور مقروض ہونے کی حیثیت سے ادائے قرض کے لئے پریشانی نظر آنے لگی لیکن بحمد اللہ جس دن سے حکم سنا ہے طبیعت میں سکون ہے ورنہ ہر وقت سب جج کی زیادتی سے قلب میں ملال اور ہیجان رہا کرتا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا امیدوار ہوں اور خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی نہ کوئی صورت اس سے بہتر پیدا ہو جائے گی حضور والا دعا فرمادیں کہ اللہ جل شانہ میرے لئے عزت وعافیت والا ذریعہ معاش پیدا کر دیں اور مجھے قرض سے سبکدوش فرمادیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔

جواب: السلام علیکم رنج بھی ہو اور حکمت الٰہیہ پر نظر کر کے رنج کو کم بھی کیا دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمادے۔

حال: کل سب جج نے مجھے بالآخر رسیوری سے علیحدہ کر ہی دیا۔

جواب: السلام علیکم۔ایک طرح کا رنج تو ہوا مگر طرح طرح کے رنجوں سے نجات ہوئی اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمادے۔

حال: ایک عریضہ پرسوں رسیوری کے ختم ہو جانے کے متعلق ارسال کر چکا ہوں کل دفعتاً ایک حکم کے ذریعے سب جج کا تبادلہ یہاں سے ہو گیا اس کی جگہ ایک کشمیری سب جج مقرر ہوا ہے سابق سب جج نے میری برطرفی کا اعلان زبانی کر دیا تھا اور تحریراً ایک دوسرے وکیل کو مقرر کر کے رائے طلب کی تھی کہ رسیوری کے قیام سے فریقین مقدمہ کو کوئی نفع ہے یا نہیں وکلائے فریقین میرے موافق تھے اور رسیوری کو قائم رکھنے چاہتے تھے مگر دفعتاً سب جج کا تبادلہ ہو گیا عام طور پر زبان زد ہے کہ عبدالحی کا صبر کام آیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور کی توجہ کا بین کرشمہ ظہور میں آیا یہ سب جج بہت بدنام ہو کر یہاں سے گیا ہے اور عام لوگوں کو میرے ساتھ ہمدردی ہے۔

جواب: السلام علیکم دل سے دعا کرتا ہوں اسکی تبدیلی مبارک ہو خدا کرے جلدی دوسری مبارک باد یعنی آپ کے تقرر کی جلد ہی پیش کر سکوں۔

حال: اب جو نئے سب جج آئے ہیں انہوں نے مجھ سے چند امور کے متعلق جواب

طلب کیا ہے کہ سابق جج نے جو الزامات عائد کئے ہیں ان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے مجھ پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں ان کے متعلق ان شاء اللہ شافی جوابات پیش کردوں گا جس سے حقیقت الامر بالکل منکشف ہو جائے گی اور میری برأت ثابت ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں میری مدد فرما دے۔

جواب: آمین۔ دل سے دعا ہے۔

حال: یہ سب جج کشمیری ہیں بظاہر ان کا اخلاق بہت اچھا ہے اور مجھ سے مہربانی سے پیش آتے ہیں مگر ہر حال میں میری نظر اللہ جل شانہ پر ہے۔

جواب: بے شک ایسا ہی چاہئے اور اس کی برکت ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: حضور والا میرے لئے جملہ امور کے واسطے دعا فرما دیں۔

جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: آج کل خواجہ عزیز الحسن صاحب یہاں دورے پر تشریف رکھتے ہیں۔

جواب: خوشی کی بات ہے۔

حال: اور اس ماہ مبارک رمضان شریف میں جو کچھ میرے لئے مناسب ہو حضور والا تجویز فرما دیں اس پر عمل کر کے سعادت دارین حاصل کروں۔

جواب: تلاوت قرآن اور جب اس سے تھکان ہو جائے پس تہلیل سب سے افضل ہے۔

اس خط کے حاشیہ پر حضرت خواجہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا: ''از حاضر الوقت عزیز الحسن سلام مسنون و دعائے خیر مقدمات کامیابی کے مبارک ہوں تہلیل کے معنی شاید نہ معلوم ہوں اس لئے لکھتا ہوں لا الہ الا اللہ'' حضرت آپ کی فہم اور قوت قلب کی تعریف فرماتے تھے مبارک ہو اللہ تعالیٰ جلد آپ کو دینی و دنیوی کامیابی عطا فرمائے۔

حال: چند اسباب ایسے جمع ہو گئے ہیں کہ اب ہردوئی چھوڑنے پر مجبور ہوں وکالت یہاں بالکل نہیں چلتی ملازمت کی کوشش میں متعدد جگہ ناکام رہا تجارت کے لئے نہ سرمایہ ہے نہ تجربہ مجبوراً وکالت ہی کرنا پڑے گی مگر اس سے کوئی مناسبت نہیں ہے فی الحال جونپور جانے کا ارادہ ہے استخارہ کر رہا ہوں حضور والا دعا فرما دیں جو صورت اور جس مقام پر

میرے واسطے جو ذریعہ معاش مناسب ہو وہ اللہ تعالیٰ مقرر فرما دیں۔

جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: چونکہ زندگی میں ایک تغیر وانقلاب ہو رہا ہے اس لئے حضور والا کی دعاؤں کا خاص طور پر محتاج ہوں تا کہ میرا مستقبل عافیت بخش ہو اور دینداری کے ساتھ زندگی بسر کرسکوں۔

جواب: آمین۔

حال: میرا دل چاہتا تھا کہ قبل اس کے کہیں اور کام شروع کروں چند روز آستانہ حضور پر حاضر رہ کر طمانیت قلب حاصل کروں مگر سر دست چند وجوہ سے یہ آرزو پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی مگر یقین ہے کہ جب حضور والا کی توجہ شامل حال ہوگی تو ان شاء اللہ میرے سب کام ہو جائیں گے اور ہمیشہ میں کامیاب رہوں گا۔

جواب: وقت پر یہ بھی ہو رہے گا۔

حال: ہر وقت دل میں یہی تقاضا رہتا ہے کہ جو بات ہو حضور والا کو لکھ بھیجوں کیونکہ میرا عقیدہ کامل یہ ہے کہ حضور والا کی توجہ اور دعا ہی ہر حالت میں میرے لئے بہت ہی بڑی دولت ہے اور اس خوش نصیبی پر مجھے ہر دم بہت ہی ناز ہے کہ حضور والا خاص طور پر نظر محبت وشفقت فرماتے ہیں کام نہ چلنے کے سبب سے میں نے مجبوراً ہردوئی چھوڑ دینے کا ارادہ کرلیا تھا چنانچہ تمام سامان جونپور روانہ کر دیا تھا دوسری گاڑی سے صبح روانہ ہونے والا تھا کہ ہردوئی کے اکثر معززین میرے پاس آئے اور مجھے ہردوئی چندے اور قیام کرنے پر مجبور کیا اور ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا کام کی حالت ہر جگہ خراب ہے اس لئے سب کا خیال تھا کہ دوسری جگہ منتقل ہو کر وہاں اور بھی زیادہ ناامیدی اور پریشانی ہوگی۔ اب پھر سب کے اصرار سے یہاں رک گیا ہوں کام کی حالت کچھ امید افزا نہیں ہے عجب کشمکش میں مبتلا ہوں سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں آج کل ہردوئی میں بالکل تنہا ہوں اہل وعیال کو جونپور بھیج دیا ہے سامان بھی جونپور بھیج چکا ہوں میرے بھائی جو یہاں بیمار تھے ان کو والد صاحب کے پاس کانپور بھیج دیا ہے اپنی ذات پر جس قدر کم اخراجات ممکن ہو سکتے ہیں وہ کر رہا ہوں قرض کا بار بہت زیادہ ہے وکالت کا کام بہت خراب ہے اور نہ مجھے ابتداء سے اس پیشہ سے کوئی مناسبت ہے بلکہ ہمیشہ متنفر

سارہا اگر یہی کام کیا جائے تو نہ یہاں اس میں کوئی فلاح نظر آتی ہے اور نہ کسی دوسری جگہ منتقل ہونے میں کوئی خاص امید افزا صورت پیدا ہو سکتی ہے کوئی دوسری صورت فی الحال اکتساب معاش کی نظر نہیں آتی ملازمت نہ ملتی ہے اور نہ اس کے ملنے کا کوئی امکان نظر آتا ہے آج کل کی حالت میں تجارت بھی ممکن نہیں اس کے لئے سردست نہ سرمایہ پاس ہے اور نہ تجربہ اس لئے جس طرح نظر ڈالتا ہوں ہمت شکن ماحول نظر آتا ہے ایک عرصہ سے میری صحت بھی خراب ہو رہی ہے مذکورہ بالا حالت پر جب خود غور و فکر کرتا ہوں تو مختلف قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں جو اکثر تکلیف دہ اور پریشان کن ہو جاتے ہیں اور بعض وقت قلب ایک قسم کا اطمینان محسوس کرنے لگتا ہے وہ خیالات حسب ذیل ہیں۔

اپنی حالت و ماحول کو دیکھ کر خیال کرتا ہوں کہ میرے سامنے کچھ امور اختیاری ہیں اور کچھ غیر اختیاری' غیر اختیاری پر مجھے صبر و شکر سے کام لینا چاہئے اور ان کے دفعیہ کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے اور اختیاری امور حدود شرع کے اندر مجھے اختیار کرنا چاہئے اور نتائج کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

غیر اختیاری امور پر عقلاً خیال کرتا ہوں کہ مجھے پریشان کیوں ہونا چاہئے جو حالت ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ بہت لوگوں سے پھر بھی اچھی حالت میں ہوں لیکن طبعاً پھر ماحول سے متاثر ہو کر پریشان ہو جاتا ہوں پھر اسی بات کا استحضار کرتا ہوں کچھ سکون ہو جاتا ہے مگر پھر وہ پرانی کیفیت غالب آ جاتی ہے۔

صبر کی یہ حالت ہے کہ عقلاً یہ سمجھتا ہوں کہ پریشانی و تکلیف کے وقت راضی برضا رہنے سے اور صبر کرنے سے بڑا اجر ملتا ہے اور انسان کا بھرم اسی میں ہے اور خاموش رہ کر استقلال سے کام لینا چاہئے مگر طبعاً یہ حال ہے کہ جہاں کسی نے دریافت حال کیا بس میں اپنے واقعات تفصیل سے بیان کرنے لگتا ہوں اپنی پریشانیوں' مجبوریوں کا اظہار کرنے لگتا ہوں حالانکہ اس کے بعد بہت برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لغو حرکت کیوں کی۔

جواب: السلام علیکم! در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔ بلا کسب و بلا قصد جو صورت پیش آئی کیا عجب اس میں کچھ مصلحت مضمر ہو چندے انتظار مناسب ہے اگر سمجھ میں نہ آئے تو نقل

مکانی پھر ممکن ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ غیب سے کوئی صورت اطمینان کی پیدا ہو۔

حال: بڑی پریشانی مجھے قرض کی ہے بعض قرض خواہوں نے توقع کے بالکل خلاف یکبارگی چشم مروت پھیر لی ہے اور سخت تقاضے شروع کر دیئے ہیں یہ میرے لئے سخت ابتلا کا زمانہ ہے حضور والا سے خاص طور پر ملتجی ہوں کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دینداری کے ساتھ استقلال اور ایسے نازک وقت میں ثابت قدمی عطا فرمادیں: ان شاء اللہ تعالیٰ حضور والا کی دعاؤں کی برکت سے میرے دین و دنیا کے سب کام بنتے چلے جائیں گے میرے قلب کو تقویت ہے اور اپنے ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر نظر ہے استغفار کرتا رہتا ہوں اور اپنی نفس کی درستی کے لئے ہر وقت اہتمام محاسبہ کرتا رہتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے سلامتی کی توفیق عطا فرمادیں۔

جواب: دل سے جمیع مقاصد کے لئے دعا کرتا ہوں شرعاً بھی عرفاً بھی قانوناً بھی نادار مقروض کو مہلت ہوتی ہے پھر آپ ان بے مروتوں سے کیوں متاثر ہوتے ہیں کہہ دیجئے کہ جب ہوگا دوں گا باقی نیت درست رکھئے کہ جتنا جتنا ممکن ہوتا رہے گا ادا کیا جائے گا۔

حال: اب ہر دوئی میں ایک نئے سب جج مسلمان احمد کریم صاحب تبدیل ہو کر آئے ہیں ان کے اجلاس میں ۱۵ مئی ۱۹۳۳ء کو ایک بڑی ریاست کی رسیوری قائم ہونے والی ہے میرے لئے چند لوگوں نے ان سے سفارش کی ہے کیا عجب کامیابی ہو جائے مجھے اپنی ہر کامیابی کے لئے حضور والا کی دعاؤں کی حاجت ہے اور ان شاء اللہ حضور والا کی توجہ سے میرے سب کام بن جائیں گے۔

جواب: امید ہی سے خوشی ہوئی کامیابی سن کر زیادہ خوشی ہوگی اللہ تعالیٰ خوشی ہی سنادے۔

حال: الحمدللہ کہ حضور کی دعاؤں کی برکت سے اللہ جل شانہ نے مجھ پر فضل فرمایا جس رسیوری کے متعلق میں نے عریضہ سابق میں ذکر کیا تھا وہ مجھ کو مل گئی میرے پاس نہ لفظ ہیں نہ قدرت اظہار کہ میں اس ذرہ نوازی پر اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرسکوں: دعاؤں کا مستدعی ہوں۔

جواب: بے حد مسرت ہوئی مبارک ہو۔ دل سے جمیع مقاصد کیلئے دعا کرتا ہوں۔

حال: جس صورت سے معمولات ادا ہوتے ہیں اس کے اظہار میں شرم معلوم ہوتی ہے نہ یکسوئی ہے نہ ترقی ایک ضابطہ کی خانہ پری ہو جاتی ہے مگر میں اس کو بھی بہت ہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق عطا فرمائی ہے حضور والا کی توجہ سے ان شاء اللہ

کبھی حالت درست بھی ہو جائے گی۔ جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: اعمال کی درستی کی ہر وقت فکر ہے: برائیوں سے جس قدر ممکن ہوسکتا ہے احتراز کرتا ہوں مگر زندگی کے مطالعہ سے اپنے کو نہایت کوتاہ عمل پاتا ہوں جن گندگیوں میں مبتلا ہوں ان سے نجات بظاہر دشوار نظر آتی ہے مگر بڑی تقویت دل میں اس کی ہے کہ حضور والا کی دعائیں میرے شامل حال ہیں۔ جواب: کوشش بے کار نہ جائے گی۔

حال: جب ہردوئی میں کوئی صورت مستقل قیام کی نظر نہ آئی تو بالآخر ۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء کو وہاں سے جونپور چلا آیا رسیوری سے استعفیٰ دے دیا حضور والا سے ہر بہتری کی دعا کا طالب ہوں۔

جواب: السلام علیکم! الخیر فی ما وقع۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ فلاح کی صورت پیدا ہو۔

حال: جب سے میں جونپور آیا ہوں اور سب معمولات وقت مقررہ پر ہو جاتے ہیں لیکن کچھ دنوں سے ذکر چھوٹ گیا ہے ابھی تک یہاں انضباط اوقات ممکن نہیں ہوسکا ان شاء اللہ تعالیٰ اب پابندی کے ساتھ شروع کروں گا۔

جواب: ایسے حالات وتغیرات سب کو پیش آتے ہیں۔

حال: میں نے یہاں کام وکالت شروع کرنے کے لئے آلہ آباد ہائیکورٹ میں منظوری کے لئے درخواست دی ہے۔ جواب: دعائے خیر کرتا ہوں۔

حال: اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔ جواب: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: کچھ دنوں سے یہ حالت ہے کہ جب تک حضور کو عریضہ تحریر نہیں کرتا برابر طبیعت الجھا کرتی ہے لیکن جب عریضہ لکھنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا کیا لکھوں۔

جواب: بس یہی لکھ دیا جائے جو اس وقت لکھا ہے۔

از عاضر الوقت عزیز الحسن عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نہایت محجوب ہوں کہ آپ کس قدر محبت کے ساتھ اس نالائق کو یاد کرتے رہتے ہیں اور میں اس قدر نامعقول ہوں کہ جواب تک کی توفیق نہیں ہوتی گو یقین جانئے کہ ارادہ ہمیشہ کرتا ہوں مگر سخت بدانتظام ہوں اس وقت بہت خوشی ہوئی کہ آپ کا خط حضرت کے پاس آیا ہے اس وجہ سے بھی کہ الحمد للہ کہ آپ خط وکتابت حضرت سے جاری رکھتے ہیں جو کلید کامیابی ہے

دوسرے مجھ کو موقع مل گیا کہ آپ کو یہ چند سطور لکھ سکا بھائی علی سجاد صاحب سے بہت بہت سلام کہئے مگر ان سے شکایت ہے کہ جیسی توجہ اخذ فیض کی چاہئے نہیں ہے حضرت کی قدر کرنا چاہئے اب جگہ نہیں لہٰذا ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جمعیت ظاہری و باطنی عطا فرمائے آمین۔

حال: پہلے یہ حالت تھی کہ پریشانی و مجبوری پر طبیعت میں اضطراب رہتا تھا اور خواہ مخواہ ہر ایک سے اپنی پریشانی کا ذکر کر دیا کرتا تھا اب کچھ دنوں سے یہ حالت ہے کہ یہ سمجھ کر کہ جو واقعات اپنے اختیار کے نہ ہوں ان پر صبر کرنا چاہئے قلب میں کسی قسم کی تشویش نہیں رہتی اور نہ کسی سے اپنی پریشانی کا ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ جس کشمکش میں مبتلا ہوں اس سے طبیعت میں ایک طرح کا انقباض ضرور ہے یعنی طبیعت میں ہر وقت فرحت و تازگی نہیں ہے مگر دل میں ہر وقت اس کا یقین سا محسوس ہوتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد میری حالت اچھی ہونے والی ہے ہر وقت اپنے اعمال کو درست رکھنے کی فکر رکھتا ہوں اور استغفار کی کثرت رکھتا ہوں۔

جواب: مبارک حالت ہے اور علامت ہے تعلق مع اللہ کی۔

حال: آج کل بھی حالت عریضہ تحریر کرتے وقت بھی عارض ہوتی ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ لکھ جاؤں کہ حضور والا کو وجہ ناگواری ہو حضور والا سے اپنی اس حالت اور اس حالت کی درستی کے لئے نہایت ادب کے ساتھ خاص دعاؤں کی دستگیری کا محتاج ہوں میری حالت ناگفتہ بہ کو اپنی توجہ خاص سے سنبھال لیجئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ سنبھالنے والے ہیں آپ کو بھی مجھ کو بھی۔

حال: اور بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تو بڑی بے ادبی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں لیکن نہ اس کے مطلب پر نظر ہے نہ معنی سمجھ میں آتے ہیں اس لئے جب طبیعت حاضر نہ ہو تو نہ پڑھنا چاہئے جب خضوع و خشوع کی کیفیت ہو اس وقت پڑھنا چاہئے مگر اس کا جواب یہ دے لیتا ہوں کہ یہ کیفیت اختیاری نہیں ہے یہ دعائیں کلام پاک احادیث نبوی کی ہیں اس لئے ان کو خواہ آموختہ ہی کی طرح کیوں نہ پڑھا جائے لیکن ضرور پڑھنا چاہئے کم از کم الفاظوں کا ثواب مل جائے گا اور جو ایک معمول مقرر ہے اسکا التزام نہ ٹوٹے گا اس طرح نماز کے بعد دعا مانگنے کی کیفیت ہوتی ہے حضور والا میرے ان خیالات کی اصلاح فرما کر تسکین بخشیں۔

جواب: آخر کا خیال صحیح ہے۔

حال: میری پریشانیاں بدستور قائم ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی دعا کی برکت سے قلب مشوش نہیں رہتا ہر غیر اختیاری امر پر یہ اطمینان محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے میرا کام صرف اپنے گناہوں اور تقصیروں پر توبہ واستغفار ہے میرے بھائی عبدالقیوم عرصہ سے بیمار ہیں آج کل مرض میں زیادتی ہے چھوٹی ہمشیرہ بہت سخت کنٹھ مالے کے مرض میں مبتلا ہے۔ والد صاحب بھی درد کمر کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور قلیل تنخواہ کے باعث ان سب کا بار اٹھانے سے قاصر ہیں میرے پاس جب تک فراغت رہی برابر ان سب کی کچھ نہ کچھ ممکن ہوا خدمت کرتا رہا اب خود بالکل مجبور ہوں مہینوں سے بلکہ سال بھر سے کوئی آمدنی نہیں اس لئے خدمت سے معذور ہوں ان کی حالت اور پریشانیوں سے قلب پر سخت صدمہ پہنچتا ہے مگر سمجھتا ہوں کہ اب جو کچھ اپنا اختیار ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کا ہے وہی سب کا پروردگار ہے ہم سب انہیں کے بندے ہیں جس کو جس حال میں رکھے اس کے لئے وہی بہتر ہے۔ حضور والا سے بصد ادب نہایت عاجزی کے ساتھ کہ حضور والا اللہ جل شانہ سے میرے والد صاحب کی پریشانیوں کے رفع ہونے کیلئے اور عبدالقیوم وہمشیرہ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمادیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ میاں ناظر حسن (برادر چھوٹی پیرانی صاحبہ) نے کیرانہ (ضلع مظفر نگر) وکالت کرنے کی رائے دی تھی کیا اس پر کبھی غور کیا ہے۔

حال: کیرانہ میں وکالت کرنے کے متعلق غور کیا گیا: پھوپھا علی سجاد صاحب نے بھی ترغیب دی اور مجھے بھی ان اضلاع میں قرب آستانہ عالی ہونے کے سبب سے جی چاہتا ہے مگر فی الحال ذرائع واسباب اجازت نہیں دیتے ایسی جگہ جہاں اخراجات نہ ہوں اور ہونے تک گزر ہو سکے رہنا ضروری ہے اس لئے حضور والا سے جو صورت بہتر ہو اس کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔

حال: یہاں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو دو بجے دن کو سخت زلزلہ آیا جو تین چار منٹ تک رہا جس کے ساتھ ریل کے انجن کی طرح آواز بھی تھی جان کا نقصان کوئی نہیں ہوا البتہ عمارات کو بہت صدمہ پہنچا خصوصاً شاہی جامع مسجد کو جس کی بڑی محراب کئی جگہ شق ہوگئی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سب لوگ محفوظ رہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ حفاظت میں رکھے۔

از احقر حاضر الوقت عزیز الحسن ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

محبت نامہ پہنچا۔دعائیں تو کیں لیکن جواب کی توفیق نہ ہوئی حضرت سے اجازت لے کر اس خط میں جواب لکھتا ہوں ورنہ پھر نوبت بھی آئے یا نہ آئے عبدالقیوم صاحب کی علالت سے بے حد قلق ہے اللہ تعالیٰ ہی فضل فرمائے بڑا ہی رنج ہوتا ہے مجھے تعجب ہے آپ نے حضرت سے انکے لئے دعائے صحت نہ کرائی اکثر دعا کراتے رہئے اللہ تعالیٰ ان کی اس ممتد تکلیف کو دور فرمائے۔آمین۔

حال: مجھے اکثر اس خیال سے تکلیف رہتی ہے کہ میں اپنی خرابی صحت وطرز زندگی کی وجہ سے بہت ہی محروم قسمت ہوں مجھے وہ ثمرات کیسے نصیب ہوں گے جو ریاضیات ومجاہدات پر منحصر ہیں۔

جواب: منحصر کون کہتا ہے اصل علت فضل ہے وہ کس چیز پر موقوف نہیں۔

حال: آج کل ہر وقت دل میں ایک اضطراب سا رہتا ہے اور کسی بات میں دلچسپی محسوس نہیں ہوتی ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ خدا جانے میرا انجام کار کیا ہوگا۔

جواب: بجز توکل کے کوئی اس کا علاج نہیں۔

از جانب والدہ رشیدہ بمطالعہ والدہ زاہدہ۔السلام علیکم!

ان شاء اللہ تعالیٰ رشیدہ کے آنے کا زمانہ بہت قریب ہے خطوط سے معلوم ہوا اگر ممکن ہو ملنے کے لئے آجاؤ۔

از حاضر الوقت عزیز الحسن عفی عنہ‘السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔آمدنی اور باطنی کشائش مبارک ہو جو بصورت فکر آخرت ظہور میں آرہی ہے۔

حال: آج کل تربیت السالک کا مطالعہ کر رہا ہوں اور جو بات اپنے حال کے مطابق پاتا ہوں اس کو الگ نوٹ کرتا ہوں تاکہ حضور والا کو اس کی اطلاع کروں۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

حال: علی عباد سلمہ کو بغرض تبدیل آب وہوا ومعالجہ بریلی لے کر گیا تھا۔

جواب: دل سے دعائے صحت کاملہ کرتا ہوں۔

از حاضر الوقت احقر عزیز الحسن عفی عنہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

علی عباد کی سقیم حالت سے دلی صدمہ ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور صحت کاملہ

بخشے۔ آپ کے پیشہ وکالت میں تو بڑا حرج واقع ہو رہا ہے مگر یہ خدمت اس سے بھی اہم ہے دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ جبر نقصان فرمادے اور نعم البدل عطا فرمائے پچھلے خط میں آپ نے لکھا ہے کہ بوجہ بے اطمینانی معمولات قضا ہو جاتے ہیں اگر بوجہ خدمت تیمارداری وقت نہیں ملتا تب تو معقول عذر ہے ایسی حالت میں چلتے پھرتے بلا تعداد ذکر کی کثرت رکھی جاسکتی ہے اور اگر بے اطمینانی طبعی مانع ہے تو یہ مانع قوی نہیں بلکہ ذکر سے تو ان شاء اللہ تعالیٰ طبیعت میں سکون پیدا ہوگا بہ تکلف کیا جائے یہ محض اس لئے لکھ دیا ہے کہ آپ حضرت والا کے ملفوظات کے مشتاق رہتے ہیں۔

حال: علی عباد کا بمقام بھوالی (نینی تال) ۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو بوقت مغرب انتقال ہو گیا اور ہم لوگ دوسرے روز وہاں سے واپس جونپور چلے آئے بھوالی پہنچ کر صرف چار روزہ زندہ رہے ایک ہفتہ کے اندر اس قدر سرعت کے ساتھ انحطاط شروع ہوا کہ کسی طرح نہ سنبھلا رضائے الٰہی پر ہم لوگوں نے راضی رہ کر صبر کیا اور اسی میں مرحوم اور اپنے لئے بہتری سمجھی۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو استقامت وتوفیق صبر عطا فرمائے حضور والا سے استدعا ہے کہ ہمارے واسطے صبر واستقلال وفلاح دارین اور مرحوم کی مغفرت کے واسطے دعا فرمادیں۔

جواب: السلام علیکم!

ڈپٹی صاحب نے بھی اس وقت اطلاع دی تھی اور جواب جونپور منگایا تھا۔ جواب فوراً روانہ کیا گیا مگر اب شبہ ہو گیا کہ شاید نہیں پہنچا بہرحال اس واقعہ سے سب کو اس قدر صدمہ ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا مگر بجز صبر اور دعائے صبر اور مرحوم کے لئے دعائے رحمت وجنت اور کیا ہو سکتا ہے میں نے ڈپٹی صاحب سے یہ بھی پوچھا تھا کہ چند روز کی رخصت مل سکتی ہے امید ہے کہ جلد ہی صبر وسکون حاصل ہو جاتا میاں سعید اور ان کی والدہ یعنی آپا صاحبہ اور دوسرے سعید یعنی بھوندو کی والدہ بھی سنا ہے کہ وہاں آنے والے ہیں باقی پختہ ارادہ یا روانگی کا وقت معلوم نہیں احتیاطاً اس احتمال کی اطلاع کر دی گئی ڈپٹی صاحب کو بھی یہ خط دکھلا دیا جائے۔

حال: بعض زمانہ پریشانیوں کا ایسا ہوتا ہے کہ یکے بعد دیگرے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے مگر حضور والا کے صدقے وطفیل میں ایک حد تک یہ بات نصیب ہوگئی ہے کہ ان کو غیر اختیاری امور سمجھ کر راضی برضائے الٰہی رہنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر فطرتاً قلب پر جو اثر ہوتا ہے وہ بہت

زیادہ وجہ تکلیف ہوجاتا ہے ہردوئی میں جب میں ایک علاقہ کا رسیور تھا اس کے دوران میں جو روپیہ تحصیل وصول کا میں نے عدالت میں جمع کیا تھا وہ سب جج نے دیگر ضروریات میں صرف کر دیا اور سرکاری مطالبہ آبپاشی باقی رہ گیا اس کے بعد علاقہ واگزار کردیا گیا گورنمنٹ نے اپنی رقم آبپاشی کا مطالبہ عدالت سب جج سے کیا چونکہ عدالت کے پاس رقم موجود نہ تھی اس لئے آخر میں یہ طے پایا کہ جتنی رقم سرکاری مطالبہ کی باقی ہے وہ منیجر (مجھ) سے وصول کیا جائے چنانچہ مجھ کو لکھا گیا کہ دوران منیجری (رسیوری) جو دس فیصدی حق السعی تم کو ملتا تھا وہ زیادہ تھا صرف پانچ فیصدی ملنا چاہئے تھا اس لئے اس حساب سے ۳۵۰ روپے داخل عدالت کرو یہ ایک ایسا ظلم ہے جس کی دادنہ فریاد۔ یہ دس فیصدی حق المحنت خود عدالت نے مقرر کیا تھا اور میں برابر تین سال تک وصول کرتا رہا اب آج کل میرے پاس کوئی آمدنی نہیں ہے جو ادا کروں اللہ مالک ہے ان شاء اللہ اس حکم پر عذرداری کروں گا حضور والا سے بصد ادب دعا کا مستدعی ہوں کہ روپیہ مجھ کو نہ دینا پڑے۔ معاف ہوجائے اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرمادیں۔

جواب: بہت غصہ آیا کیا حد ہے اس ظلم کی جس حاکم نے یہ مقدار مقرر کی تھی اگر خلاف اصول تھی اس سے وصول کرنا چاہئے آپ نے تو ایک ذمہ دار کے دینے سے لی کسی سے غصب نہیں کی کسی کو دھوکہ نہیں دیا آپ سے کیا واسطہ ضرور عذر کیجئے۔ دوسرے وکلاء سے بھی مشورہ کرکے جوابدہی کیجئے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

مکرر آنکہ جناب ڈپٹی صاحب سے کہہ دیا جائے کہ پیر جی صاحب چلتے وقت کہہ گئے تھے کہ ڈپٹی صاحب کو لکھ دیں کہ چونکہ یہاں بچے بیمار ہیں میرا دل ان میں اٹکا رہے گا اس لئے میں جب واپس آنے لگوں تو میرے قیام پر اصرار نہ کریں سو آپ یہ مضمون ان کو دکھادیں۔

حال: مجھ سے ترددات و ناسازئ طبیعت کے زمانہ میں اکثر معمولات ترک ہوجاتے ہیں لیکن جب سکون وصحت ہوتی ہے پھر پابندی کے ساتھ شروع کردیتا ہوں۔

عطائے نعمت

جواب: محض آپ کے اور آپ سے انس رکھنے والوں کے نفع کی امید پر بیساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو اس کی اجازت دوں کہ اگر کوئی آپ سے طالب اصلاح ہو اس کو بقدر اپنی معلومات کے ضروریات دینیہ کی تعلیم کردیا کریں میں نے اپنے دوستوں میں ایک

ایسی جماعت بھی تجویز کی ہے اس جماعت کا نام ''مجاز صحبت'' رکھا ہے ایسی جماعت کو ابھی بیعت کی اجازت نہیں اس کے لئے بعض خاص حالات کا انتظار ہے مگر آپ کو اس کی توقع رکھنا خلاف اخلاص ہے اس کا موقع میں خود سمجھ لوں گا اپنے خاص دوستوں کو بھی اس کی اطلاع کر دیجئے دعائے برکت کرتا ہوں اشرف علی۔

حال: ہفتہ گذشتہ میں میں نے ایک عریضہ مع اس عریضہ کے جس پر حضور والا نے اپنے دست مبارک سے عطائے نعمت کی عبارت تحریر فرمائی تھی ارسال خدمت کیا تھا لیکن جواب آنے کی معمولی وقت گزر جانے پر یقین ہوتا ہے کہ وہ عریضہ ڈاک میں یا تو یہاں سے لے جاتے وقت یا وہاں سے واپسی پر کہیں تلف ہو گیا اس نقصان پر دل و دماغ پر اس قدر تکلیف دہ اثر ہے کہ دو چار روز سے زندگی بالکل بے کیف سی ہو کر رہ گئی ہے اور طبیعت ہر وقت مضطرب رہتی ہے۔

جواب: مکرر لکھ کر بھیجتا ہوں۔

بعد حمد و صلوٰۃ بیساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو طریق سے مناسبت کی بناء پر توکلاً علی اللہ تعالیٰ تعلیم بلا بیعت کی اجازت دوں پس اگر کوئی شخص آپ سے اصلاح کا طالب ہو اس کو بقدر اپنی معلومات کے ضروریات دینیہ کی تعلیم کر دیا کریں اللہ تعالیٰ برکت فرما دیگا اور ایسے مجاز کا لقب مجاز صحبت مناسب ہے اپنے خاص محبین سے بھی اس کی اطلاع کر دیجئے باقی اجازت بیعت کیلئے بعض خاص حالات کا انتظار ہے لیکن آپ کو اس کا منتظر رہنا خلاف اخلاص ہے والسلام۔ اشرف علی۔

حال: عمومی علی اوسط صاحب آج کل تحصیل مڈ با ہوں ضلع جونپور میں سب رجسٹرار ہیں یہ سولہ سترہ سال سے ہومیو پیتھک طریقہ علاج سے غریبوں کو مفت دوائیں دیا کرتے ہیں اس علاج میں ان کو کافی مہارت ہے۔ اس وجہ سے میرا ارادہ ہوتا ہے کہ عمومی علی اوسط صاحب کے ساتھ رہ کر اس میں تجربہ حاصل کروں اس طریقہ سے اکل حلال بھی حاصل ہوگا وکالت کو جس سے ابتداء ہی سے مجھے نفرت ہے ترک کر دینے کو جی چاہتا ہے اب اس کے متعلق جیسا بھی حضور والا کا حکم ہو اس پر عمل کروں دعا کا بھی طالب ہوں۔

جواب: حالات موجودہ میں بہت مناسب رائے ہے دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: میرے لئے اب پھر روز اول ہے آج کل غور طلب امور یہ ہیں کہ کہاں اب مستقل طور پر رہوں وکالت ترک کروں یا فی الحال جاری رکھوں ڈاکٹری اختیار کروں تو کہاں شروع کروں آج کل یہاں مفت دوا تقسیم کرنے کے سلسلے میں تقریباً سو مریض روز آ جاتے ہیں اس لئے کچھ مہارت فن میں ہوگئی ہے حضور والا میرے لئے دعا فرمائیں کہ جہاں کہیں بھی اور جو بھی صورت میں میری زندگی کے لئے بہتر ہو اس کا سامان جلد از جلد غیب سے پیدا فرمادیں اور مجھے فراغت وعافیت وکامیابی عطا فرمادیں میں آج سے ان شاءاللہ استخارہ مسنونہ بھی شروع کروں گا۔

جواب: دل سے دعا ہے کہ کیا بدون ڈپٹی صاحب کے آپ جونپور رہ سکتے ہیں اور کیا ہومیو پیتھک کی دوائیں سنا ہے کہ ارزاں ہوتی ہیں خرید کر کام چلا سکتے ہیں۔

حال: ایک عرصہ سے دل بے تاب رہتا ہے کہ کاش کچھ دن حضور والا کی خدمت میں حاضری نصیب ہو جائے تو مجھے دولت یکسوئی حاصل ہو جاتی مگر چند در چند مجبوریوں میں مبتلا ہوں اور محروم قدم بوسی ہوں اللہ تعالیٰ میری مجبوری کو مرتفع فرمادیں۔

جواب: انتشار تعلقات کے ہوتے ہوئے یکسوئی نہیں ہوتی ہاں دوسوئی میں کمی ہو جاتی ہے۔

حال: میں نے فی الحال سب کے مشورے سے یہی طے کرلیا ہے کہ جونپور میں قیام رکھوں اور ہومیو پیتھی کی دوائیں کچھ عرصہ تک اور مفت تقسیم کروں۔ پھر جب مرجوعہ زیادہ ہونے لگے تو صاحب استطاعت لوگوں سے معمولی قیمت وصول کرنے لگوں یا مکان پر جا کر دیکھنے کی فیس لینا شروع کردوں میں نے وکالت قریب قریب ترک کردی ہے روز بروز اس طرف سے کچھ مغائرت بڑھتی جاتی ہے اور ڈاکٹری میں مجھے دلچسپی پیدا ہونے لگی ہے اور دل غور وفکر میں بہت لگتا ہے۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: میں نے وکالت کا کام اب بالکل بند کر دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وکالت بھی توکل پر تھی اور ڈاکٹری بھی توکل پر ہے مگر وکالت میں خلاف شرع اور خلاف ضمیر بہت سی باتیں درپیش رہتی تھی ڈاکٹری میں یہ باتیں نہیں ہیں بہرکیف میں نے اکتساب معاش کے لئے ایک مستحسن تدبیر اختیار کر لی ہے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جس قدر رزق وآمدنی مقدر فرمائی ہے وہ بہر حال مجھ کو ملے گی۔ مگر بعض لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں نے

قانون کی تعلیم حاصل کر کے ڈگری حاصل کی اور نو برس تک اپنی عمر اس میں صرف کی اس کا ترک کر دینا میری پست ہمتی ہے۔

جواب: آپکی رائے تمام اجزاء میں صحیح ہے لوگوں کو کہنے دیجئے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

حال: رسیوری کے متعلق جو عذرداری میں نے چیف کورٹ لکھنؤ میں کی تھی بحمد اللہ وہ منظور ہوگئی۔

جواب: مبارک باد۔

حال: رسیوری کے دوران میں اور اس کے بعد تک مجھے مسلسل پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا جس سے میرے دل و دماغ پر کافی اثر پڑا مگر میں نے محسوس کرتا ہوں کہ مجھے حقیقتاً بہت سے فوائد اور تجربے بھی حاصل ہوئے حضور والا اور دیگر مخلصوں کی دعائیں برابر میرے شامل حال رہیں۔

جواب: کیا یہ پریشانی مصیبت نہیں اور کیا مصیبت پر اجر ملنے میں شبہ ہے اور اگر نہ بھی ملتا تو اصلاح ہو جانا کیا تھوڑی بات ہے۔

حال: حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ میری عاقبت وعافیت وصلاح وفلاح دارین کے لئے دعا فرمادیں اور ایسی زندگی کی توفیق عطا فرمادیں جس سے نہ دنیا میں مواخذہ ہو اور نہ آخرت میں کیونکہ ہر وقت اسی کا خوف لگا رہتا ہے۔ جواب: دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: میں نے اس سال کی ابتداء سے وکالت کو باضابطہ ختم کر دیا ہے اور اس امر کی اطلاع ہائیکورٹ آلہ آباد کو کر کے کہ میں بوجوہات چند وکالت ترک کر رہا ہوں اپنا سرٹیفکیٹ وکالت واپس کر دیا ڈاکٹری اختیار کرنے پر مجھ کو قانوناً ایسا کرنا چاہئے تھا اللہ کا نام لے کر آج سے محض ہومیو پیتھک ڈاکٹری کو اپنے مستقبل کے لئے اختیار کر لیا ہے اور آج سے برائے نام دواؤں کی قیمت بھی لینا شروع کر دی ہے اور گھر پر جانے کی فیس بھی لینے لگا ہوں غریبوں کو بالکل مفت دوا دیتا رہوں گا اور ان سے فیس بھی نہیں لوں گا۔ اس وقت مریضوں کی تعداد ساٹھ ستر روزانہ ہے۔ حضور والا کے ارشاد کے مطابق یا ودود بائیس بار ہر نماز پنجگانہ کے بعد پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مریضوں کے مرجوعہ کے لئے دعا کر لیا کرتا ہوں۔

جواب: مجموعی حالت سے مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ ظاہری وباطنی برکت عطا فرمادے۔

بشارت: میں نے سابعہ التابعہ میں مجازین صحبت کے ذکر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ مجھ کو ان صاحبوں کے متعلق بعض حالات کا انتظار ہے کہ اگر وہ حالات رونما ہو گئے تو ان کو مجازین بیعت میں داخل کر دوں گا اور یہ حالات ہر ایک میں جدا جدا ہیں آپ کے لئے ترک وکالت کا انتظار تھا جو بحمد اللہ واقع ہو گیا اس لئے آپ کو مجازین بیعت میں داخل کر کے توکلا علی اللہ اجازت دیتا ہوں کہ آپ بیعت طالبین کی کر لیا کریں اشرف علی۔

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور والا نے جس نعمت غیر مترقبہ ودولت عظیمہ کے عطیہ کی بشارت سے اس ناکارہ کو سرفراز فرمایا ہے اس کے لئے بے انتہا تشکر وامتنان کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں سربسجود ہوں مجھے ایک مدت سے ہر وقت یہ خیال بیتاب رکھتا تھا کہ میں نے ایسے قطب العالم ومجدد العصر شیخ کے قدم پکڑے ہیں مگر افسوس اپنی کوتاہی عمل اور کم مائیگی علم کے باعث شایان شان استفادہ کی نہ مجھ میں قابلیت ہے اور نہ صلاحیت۔ اپنی تنگ ظرفی کے سبب فیوض وبرکات سے بہرہ اندوز ہونے کی کوئی امید معلوم نہ ہوتی تھی مگر الحمدللہ علی احسانہ کہ میری آنکھیں کھل گئیں کہ حضور والا تو اپنے اس ادنیٰ ترین خادم پر بھی اس قدر شفقت ومحبت فرماتے ہیں اور اپنے الطاف وکرم سے بدرجہا اس ناکارہ کی دین ودنیا کی بہبودی واصلاح اعمال ظاہری وباطنی توجہ گرامی کو منظور ہے مجھے اب بین طور پر محسوس ہوتا ہے کہ میں غلط راستہ سے ہٹا کر راہ راست پر ڈال دیا گیا ہوں کیونکہ وکالت کا اختیار کرنا پھر ترک کرنا اور فہم سلیم کا پیدا ہونا اور اس حالت کا نصیب ہونا میرے امکان کی بات نہ تھی یہ محض حضور والا کی دعا وتوجہ سے حق تعالیٰ کی تائید وعطائے توفیق کا کرشمہ ہے۔ جس کے لئے جس قدر بھی شکر بجالاؤں کم ہے۔

اپنی حقیقت وہستی پر نظر کرتے ہوئے اس خیال سے ایک قسم کا تحیر اور بے حد شرم وخجالت محسوس ہوتی ہے کہ مجھے تو خود کچھ آتا جاتا نہیں میں خود ہی محتاج اصلاح ہوں بھلا مجھ سے کون طالب اصلاح ہو سکتا ہے لیکن چونکہ حضور والا کا حکم اور ارشاد یوں ہی ہے اسلئے مجال دم زدن نہیں۔

جواب: السلام علیکم! بہت خوش ہوا اور بہت دعا کی فلاح ظاہری کی بھی اور فلاح باطنی کی بھی۔ (اسی والا نامہ پر ایک جانب حضرت خواجہ صاحب نے حسب ذیل عبارت تحریر فرمائی)

از احقر عزیز الحسن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محبت نامہ نے بہت بہت ممنون یاد آوری فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں آپ کو اپنا محبّ اور محبوب بنالے اور اس ناکارہ خلائق کی بھی اصلاح اعمال فرمادے اور سب خرافات سے ہٹا کر اپنی مرضیات میں ہمہ تن مشغول فرمادیں اب تو ماشاء اللہ آپ کو بڑا درجہ حاصل ہو گیا ہے اس احقر کو بھی کم از کم ایک بار دعائے اصلاح اعمال سے یاد فرمادیں میں دل سے آپ کو اس نعمت عظمیٰ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ روز افزوں مدارج میں ترقی نصیب فرمائے اور ترک وکالت موجب صلاح وفلاح دارین ہوجائے آمین ثم آمین۔

اس بشارت کی اطلاع پر حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری مدظلہ العالی خلیفہ ارشد حضرت مرشدی مولانا شاہ محمد اشرف علی قدس سرہ العزیز نے حسب ذیل تحریر فرمایا۔

برادرم عزیزم سلمک اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ تعالیٰ احقر مع متعلقین بعافیت ہے اور آپ کی عافیت کا خواہاں اللہ تعالیٰ نے آپ پر بحمد اللہ اپنے فضل وکرم کی موسلا دھار بارش کا نزول فرمایا آپ کا مسرت نامہ بار بار دیکھتا رہا اور لطف اٹھاتا رہا اللہ تعالیٰ آپ کو اس بار امانت کا سچا امین فرمادیں اور مجھ ناکارہ کو بھی ساحل مقصود پر بامن وعافیت پار اتار دیں میں اپنی اس مجمل خوشی کو بوقت ملاقات مفصل عرض کروں گا اللہ تعالیٰ آپ کو سچا وکیل بنادیں اور سچ ہے کہ۔

نیم جان بستاند وصد جان دہد　　　آنچہ درو ہمت مگنجد آن دہد

آپ نے مردار کو چھوڑا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے عوض میں کیا عطا فرمایا حیات طیبہ۔ اپنا تعلق خاص جس کو نسبت مع اللہ کہتے ہیں مبارک باد۔ مبارک باد۔ مبارک باد۔ مبارک باد مبارک باد۔ الحمد للہ کہ ہر دوئی کا معاملہ آپ کے موافق ہوگیا والسلام۔ عبدالغنی۔

احقر عبدالغنی از پھول پور مدرسہ روضۃ العلوم۔ مورخہ ۱۵ شوال

حال: آج کل کچھ دنوں سے اپنے تمام عیوب پیش نظر ہر وقت متحضر رہنے لگے ہیں اپنے تمام ظاہری عادات واطوار واعمال میں اور باطنی اعمال میں ہزاروں طرح کی برائیاں نظر آتی ہیں سوچتا ہوں تو جی گھبرا جاتا ہے کہ آخر کس طرح ان کی اصلاح ہوگی مجھ پر تو بڑی بے حسی طاری ہے امور اختیاری میں حتی الامکان اہتمام رکھتا ہوں مگر کچھ بنائے نہیں بنتا بڑا خوف

معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتاً میری تو یہ حالت ہے اور لوگ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں اکثر اوقات اپنی تعریف بھی لوگوں کی زبانی سنتا ہوں جس سے بڑی وحشت ہوتی ہے کہ یا اللہ میرا انجام کیا ہوگا یہ تو بڑا دھوکا ہے اور خالص ریا کاری ہے لوگ میری طرف سے کس قدر دھوکے میں ہیں حضور والا مجھے اپنی اس حالت پر طرح طرح کے وساوس پیدا ہوتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس وشیطان کی آمیزش سے میں بالکل تباہ ہو جاؤں میں لوگوں سے حتی الامکان بہت ہی کم ملتا ہوں اور نہ کسی سے ملنے کو جی چاہتا ہے مجھے کسی بات میں کوئی دلچسپی معلوم نہیں ہوتی زندگی بالکل بے کیف سی معلوم ہوتی ہے جب بھی کسی تردد خاطر کی وجہ سے معمولات ترک ہو جاتے ہیں تو بہت دل گھبراتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ میں خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہو جاؤں حالانکہ عقلاً یہ سب امور قابل توجہ معلوم نہیں ہوتے مگر چونکہ آج کل طبیعت پر ان کے اثرات کا غلبہ ہے اس لئے حضور والا سے عرض حال کر کے نہایت مودبانہ التماس ہے کہ میری تسکین قلب واصلاح حال کے لئے دعا فرمادیں۔

جواب: دعا بھی کرتا ہوں اور بشارت بھی دیتا ہوں کہ یہ سب آثار فنا کے ہیں (یہ خط النور میں شائع ہوا ہے)

حال: ایک مدت سے دل میں یہ تقاضا رہتا ہے کہ حضور والا کی خدمت میں جلد جلد عریضے ارسال کروں اور ہفتہ کا انتظار نہ کروں عریضہ تحریر کرنے کے بعد جواب کے آنے تک کا زمانہ انتظار قلب پر نہایت شاق رہتا ہے لیکن جب عریضہ لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں بلکہ اپنی حقیقت پر نظر جاتی ہے اور سخت ندامت ہوتی ہے کہ سوائے چند معمولی سے معمولات کے صبح سے شام تک مجھ سے کوئی بھی تو مفید کام بن نہیں پڑتا اور معمولات بھی کچھ اس طرح ادا ہوتے ہیں جن میں نہ حضور قلب ہوتا ہے اور نہ یکسوئی خیال۔ گو اس کی توفیق بھی موجب ہزار شکر ہے۔ میں جب ان لوگوں کی حالت پر نظر کرتا ہوں تو مجھے سخت غیرت آتی ہے اور بڑا رشک پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے مختلف قسم کے حالات کی حضور والا کو اطلاع کر رہے ہیں اور حضور والا کے ارشادات پر اتباع کرتے ہوئے اپنے دامان مقصود برکتوں اور سعادتوں سے بھر رہے ہیں۔ پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ

کام میں لگے ہوئے ہیں وہی کچھ حاصل کر رہے ہیں۔ میری تمنائیں اور میرا رشک کہ مجھے بھی باطنی دولت نصیب ہو میری حالت بھی ارفع و اعلیٰ ہو جائے محض میری ہوس خام ہے اور یقیناً اس میں نفس کا کید ہے۔ بغیر عمل کئے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا' اور عمل اختیاری ہے اور باوجود اس علم کے بھی عمل اختیار نہ کرنا یا تو شقاوت قلبی ہے یا محرومی قسمت ہے۔ ان خیالات سے اکثر بڑا توحش اور اضطراب رہتا ہے۔ ہر وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ہر شخص کہیں اچھا ہے کیونکہ مجھے اپنے ظاہر و باطن میں بین فرق معلوم ہوتا ہے اور اپنی زندگی سراسر ریاکاری معلوم ہوتی ہے۔ اپنی ناکامیوں اور حالت کی خرابی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً دو سال ہو گئے کہ حضور والا کی قدم بوسی سے محرومی ہے۔ اس خیال سے کہ کتنی بڑی نعمت سے محرومی ہے ہر وقت دل میں ایک اضطراب سا رہتا ہے اور زندگی بالکل بے کیف معلوم ہوتی ہے۔ میرے دل و دماغ سے ہر طرح کی دلچسپیاں اور لطف و تفریح مفقود ہو چکی ہیں۔ نہ کسی سے ملنے جلنے کو جی چاہتا ہے اور نہ اپنے میں اس کی اہلیت ہی پاتا ہوں۔ صبح سے شام تک اپنا فرض منصبی ادا کر چکنے کے بعد گھر ہی پر پڑا رہتا ہوں اور کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا ہوں کہ میری ان مجبوریوں کو مرتفع فرما دیں اور مجھے موقع نصیب ہو کہ کچھ دنوں آستانہ حضور پر حاضر رہ کر برکات و سعادت حاصل کروں۔ کیونکہ بغیر اس کے میری حالت کی اصلاح اور حصول مقصد ناممکن اور محال نظر آتا ہے۔ حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ میرے واسطے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ میری صحت درست فرما دیں اور توانائی عطا فرما دیں۔ کیونکہ بہت سے عمل جو مجھے کرنا چاہئے اور جن کے کرنے کو جی چاہتا ہے کمزوری صحت ہی کی وجہ سے بن نہیں پڑتے۔ اور نیز اس کے لئے اللہ تعالیٰ میری مجبوریوں کو رفع فرما دیں کیونکہ اس کے سبب سے بھی بہت سی تمنائیں ہیں کہ دل ہی دل میں گھٹ کر رہ جاتی ہیں اور سب سے بڑی بات جس کی مجھے ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مجھے اپنے رضا و قدر پر راضی رہنے کی توفیق مرحمت فرما دیں کہ خواہ بظاہر بے مراد ہوں یا بامراد ہر حال میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے دولت صبر و شکر ارزانی فرما دیں اور مجھے دین و دنیا میں فلاح نصیب فرما دیں اور خسارہ آخرت سے محفوظ رکھیں۔ آمین

جواب: کیا اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ظاہری و باطنی عطا ہوئی ہیں وہ استحقاق سے زیادہ نہیں ہیں۔ کیا ان کا شکر واجب نہیں ہے جس کے متعلق خط میں ایک حرف بھی نہیں۔ کیا وہ ان کے سلب پر قادر نہیں اور کیا وہ سلب مصیبت نہیں اور کیا اس مصیبت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی بچائے ہوئے نہیں۔

(تاثرات حضرت عارفیؒ! اس تنبیہ فرمانے سے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا رخ ہی بدل دیا اور ہلاکت باطنی سے بچالیا۔ مایوسیوں کا خاتمہ فرمادیا اور مقامات صبر و شکر کے حجابات کو مرتفع فرما کر تعلق مع اللہ کی طرف متوجہ فرمادیا۔)

حال: حضور والا کے ارشادات سے مجھے اپنی بے حسی اور غفلت پر تنبہ ہوا جس سے دل لرز گیا۔ یقیناً یہ شیطانی وسواس تھے جن میں مبتلا تھا جن کے سبب سے غیر اختیاری امور کے درپے ہوکر کفران نعمت کا مرتکب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے کفران نعمت اور اس کے وبال سے ہمیشہ محفوظ رکھیں۔

جواب: تمام مقاصد ظاہرہ و باطنہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس وقت آپ کا ہدیہ پانچ عدد خربوزہ پہنچے۔ دعا و شکریہ کے ساتھ قبول کئے۔

حال: ڈاکٹری کے سلسلے میں بعض وقت ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ ایک طوائف بیمار پڑتی ہے اور میرا علاج کرانا چاہتی ہے اور دیکھنے کے لئے اپنے مکان پر بلاتی ہے۔ اگر میں نہیں جاتا ہوں تو کوئی عذر سمجھ میں نہیں آتا اور اگر جاتا ہوں تو طبیعت اندر سے مکدر ہوتی ہے اور سخت گرانی اور حجاب معلوم ہوتا ہے۔ بعض وقت محض حال دریافت کر کے دوا دے دیتا ہوں۔ بعض وقت اپنے مطب میں یکہ وغیرہ پر لانے کے لئے کہہ دیتا ہوں لیکن اگر کوئی آنے کے قابل نہ ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے اور اگر وہ مجھ کو فیس دیں تو لی جائے یا نہ لی جائے۔ سخت تردد میں پڑ گیا ہوں۔ حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ کوئی صورت تجویز فرمادیں تاکہ اس پر عمل کروں۔

جواب: جا کر دیکھ لیا جائے اور اپنے نفس اور آنکھ کی حفاظت کی جائے اور ایک بار دیکھ کر کہہ دیا جائے کہ مرض میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کسی اور کا علاج کیا جائے اور فیس نہ لینے کا یہ کافی عذر ہوگا کہ جب علاج ہی سے معذور ہوں تو فیس کیسے لوں۔

حال: نہایت ادب سے ایک بات عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ حضور والا اس امر میں اس ناکارہ کی تسکین فرمادیں گے۔

میں ایک عرصہ سے اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔ مگر مجھے حضور قلب، خشوع وخضوع کی طبیعت بہت ہی کم نصیب ہوتی ہے۔

جواب: خشوع وخضوع وحضور قلب کا کون سا درجہ۔ اختیاری یا غیر اختیاری۔

حال: اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ میں کسی قسم کی کوئی باطنی ترقی محسوس نہیں کرتا۔

جواب: کون سی ترقی۔ مامور بہ یا غیر مامور۔

حال: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ سب غیر اختیاری امور ہیں اور قطعاً ناقابل التفات مگر طبعاً ایک خلش اس خیال کی اکثر پیدا ہو جاتی ہے۔

جواب: پھر ضرر کیا۔

حال: اور ہر وقت آستانہ اقدس سے دوری اور محرومی پر سخت قلق رہتا ہے۔

جواب: پھر ضرر کیا۔

حال: ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو اس ماہ میں کسی وقت دولت قدم بوسی سے مشرف ہوں گا۔

جواب: بشرط عدم قرض وعدم حرج۔

حال: اللہ تعالیٰ حضور والا کے ظل عاطفت کوتامدت دراز ہم لوگوں کے سروں پر قائم وبرقرار رکھے۔

جواب: تازہ اطلاع و استفسار: میرے پاس ایک پرانی رضائی ہے جو میری ضرورت سے زائد ہے اور میرا ارادہ تھا کہ کسی کو دے دوں۔ گھر میں مشورہ ہوا کہ میاں عبدالحیٔ صاحب ایسی چیزوں کے شائق ہیں ان سے پوچھ لوں اگر وہ لیں تو ان کے پاس بھیج دی جائے۔ میں نے وزن کرایا۔ دو سیر اتری جس کا محصول ایک روپیہ ہوتا ہے اس لئے بے تکلف اطلاع دے کر استفسار کرتا ہوں کہ اگر دل چاہے ایک روپیہ محصول کا بھیج دیا جائے۔ میں پارسل کر کے بلا کسی معاوضہ کے بھیج دوں۔ ورنہ یہاں کسی کو دے دی جائے گی۔ گوٹ کے پاس سے کہیں کہیں نکل گئی ہے اگر دل چاہے تو اس پر حاشیہ لگا دیا جائے۔

حال: آج میں نے بذریعہ منی آرڈر ایک روپیہ اضافی کے محصول کے واسطے ارسال

خدمت عالی کر دیا ہے۔ کوپن میں بھی اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ مجھے اپنی اس خوش قسمتی پر ناز ہے کہ حضور والا نے انتہائی محبت وشفقت بزرگانہ سے اور حضور پیرانی صاحبہ نے انتہائی خیال فرمائی سے مجھے اس عطیہ گرامی کا اہل سمجھا جس کو میں نے اپنے لئے موجب سعادت بزرگوانہ اور باعث ہزار فخر ومباہات متصور کرتا ہوں۔ یہ رضائی یقیناً میرے واسطے شاہانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی برکتوں سے دین ودنیا میں معزز ومشرف فرمادیں اور میرے ظاہر وباطن کو حضور والا کے توجہات وفیوض سے مالا مال فرمادیں۔ حضور والا سے اپنے جمیع مقاصد کے واسطے دعائے خاص کا مستدعی ہوں۔

جواب: السلام علیکم۔ یہ سب آپ کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا گمان سچا کرے۔ دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: آج کی ڈاک سے رضائی کا پارسل موصول ہوگیا۔ اس عطیہ گرانقدر کو میں نے سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا اور عطائے نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جواب: اللہ تعالیٰ اس محبت کا صلہ فرمائے۔

حال: میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے دواخانہ کو حضور والا کے اسم گرامی کے ساتھ منسوب کر دوں تاکہ اس کو ہر طرح کی برکت وعزت حاصل ہو۔ اس کا نام ''اشرف ہومیو دواخانہ'' اس وقت تجویز میں ہے۔ اگر یہ امر کسی طرح نامناسب نہ ہو اور حضور والا کے مزاج کے خلاف نہ ہو تو اس کی اجازت عطا فرمائی جائے اور دواخانہ کے لئے ہر طرح کی ظاہری اور باطنی فروغ ونیک نامی کے واسطے دعائے فرمادیں۔

جواب: چونکہ بہت دور کی بات ہے اس لئے میری کسی مصلحت کے خلاف نہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: حضور والا کی مجلس میں اکثر بہ سبیل تذکرہ اس کا ذکر ہوا ہے۔ حضور والا نے چند اطباء کے لئے فرمایا ہے کہ بزرگان دین نے ان کے لئے خاص دعا فرمادی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ان کے ساتھ شامل حال ہے اور ان کو ہر طرح کی عزت ونیک نامی حاصل ہے۔ میں بھی اس کی تمنا رکھتا ہوں اور نہایت مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ میرے حق میں بھی حضور والا ایسی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہر طرح کا فروغ ونیک نامی ودوست شفاء عطا فرمادیں اور استقامت دیں اور وسعت رزق کی دولت وتوفیق عطا فرمادیں۔

جواب: کجا میں، کجا بزرگان دین۔ مگر دعا سے انکار نہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے چار لڑکے ہیں۔ ان میں سے دو اب ماشاء اللہ سن شعور کو پہنچ رہے ہیں۔ ان کی تعلیم کے لئے انگریزی پڑھانے کا تو ابتدا ہی سے خیال تک نہیں ہے۔ قرآن شریف، بہشتی زیور اور معمولی حساب وغیرہ گھر پر ایک مولوی صاحب پڑھاتے ہیں مگر جیسا کہ چاہئے ویسی خاطر خواہ تعلیم نہیں ہو رہی ہے۔ مجھ میں سر دست اس قدر استطاعت نہیں ہے کہ کسی قابل معلم کو رکھ کر ان کی تعلیم کا انتظام وتربیت کا انتظام کر سکوں۔ دن رات اس کی فکر اور تردد رہتا ہے کہ کیونکر ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کروں۔ کچھ ان کی صحت بھی کمزور ہے۔ حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ بچوں کی تعلیم وصحت کے لئے کوئی بہتر سے بہتر صورت نکل آئے اور سب بچے علم دین حاصل کریں اور خوش اقبال اور خوش حال رہیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔ (اس خط کے جواب کی تحریر حاشیہ پر مٹ سی گئی جو پڑھی نہ گئی)

حال: حضور والا میری حالت ابتدا سے اب تک ایک ہی سی ہے یعنی معمولات کو بطور معمولات کے ادا کرتا ہوں۔ ان میں یکسوئی و دلجمعی آج تک نصیب نہ ہوئی۔

جواب: کیا اس کا جواب کسی خط میں نہیں دیا گیا یا وہ جواب صحیح نہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: رسیوری کی پریشانیوں کے زمانہ میں حضور والا نے حزب البحر پڑھنے کو بتلایا تھا وہ میں تقریباً چھ برس سے برابر بعد نماز عصر پڑھا کرتا ہوں۔ بعض وقت کمی وتنگی وقت کے سبب خیال پیدا ہوتا ہے کہ کبھی ترک کر دیا کروں۔ مگر ایک عرصہ تک پابندی کے ساتھ پڑھنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ ترک کرنے میں تذبذب پیدا ہوتا ہے اس لئے عرض ہے کہ اس کو اس طرح پڑھتا رہوں یا کبھی ترک کر دوں اور جب اطمینان ہو پڑھتا رہوں یا اب بالکل ترک کر دوں۔

جواب: نہیں۔ برابر۔ اس میں برکت ہے

حال: سخت تردد وتشویش لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وبا کو وہاں سے دفع فرمائیں۔

جواب: آمین۔

حال: ہومیو پیتھی میں طاعون وبا کے زمانہ میں تجربے سے ایک دوا حفظ ماتقدم کے طور پر بہت نافع ثابت ہوئی ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے اپنے تجربہ سے اس کو مفید پایا ہے۔ اس کی

کچھ گولیاں ملفوف ہیں۔ اگر مناسب خیال فرمایا جائے تو بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کر لیا جائے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور استعمال کی جائیں گی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

حال: میں کچھ خوشبودار تیل یہاں سے حضور والا کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں اور چھوٹی پیرانی صاحبہ کی خدمت میں بھی۔ اس کے لئے اجازت کا خواستگار ہوں۔

جواب: دو شرط سے بخوشی اجازت ہے۔ مقدار زیادہ نہ ہو اور قیمت زیادہ نہ ہو۔ ایک صاحب ایک بار ۱۸ روپیہ سیر کا ایک بار ۱۲ روپیہ سیر کا تیل لے آئے۔ اچھا نہیں معلوم ہوا۔

حال: پیرانی صاحب چنبیلی کا تیل پسند فرمائیں گے یا مولسری وغیرہ کا۔

جواب: پوچھا گیا۔ وہ بیلہ کا پسند کرتی ہیں اور سب کو دعا و سلام کہتی ہیں۔ مجھ کو دونوں یکساں ہے۔ بیلہ کا یا چنبیلی کا۔ آپ کو جو پسند ہو اور سہل ہو۔

حال: کچھ خوشبودار تیل بذریعہ پارسل ارسال خدمت کیا گیا ہے اور بلٹی ایک لفافہ میں رجسٹری شدہ بھیجی گئی ہے باوجود اہتمام اور تاکید کے بھی ایک غلطی سرزد ہوگئی ہے اس خیال سے کہ حضور والا کی طبیعت پر اس کوتاہی سے گرانی ہوگی مجھے بہت قلق ہے خواستگار معافی ہوں۔

جواب: السلام علیکم! اب تو تجربہ ہوگیا کہ کسی کو کام سپرد کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے ایک اذیت یہ ہوئی کہ بلٹی میں صرف تھانہ بھون لکھ دیا ٹاؤن نہیں لکھا جس کی وجہ سے یہ پرانے اسٹیشن پر چلا گیا وہاں آدمی جا کر لایا جس کو بعد مسافت اور دھوپ سے تکلیف ہوتی تیل بہت پسند آئے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ تیل دے دیا گیا اس کی طرف سے بھی دعا و سلام۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مطب کا حال بہت اچھا ہے بڑے بڑے سنگین امراض والے مریض آتے رہتے ہیں اس وقت بڑا اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ایسے ناکارہ شخص کی ایسی شہرت ہوگئی ہے حضرت والا سے دست بستہ ملتجی ہوں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ دنیا و آخرت سے محفوظ رکھیں اور قابلیت و اہلیت عطا فرمائیں۔

جواب: اللہم زد فزد دعا و التجاء توجہ و اہتمام اور کوشش و مطالعہ کتب فن کرتے رہئے دل سے دعا ہے۔

حال: میرے والد صاحب مولوی علی عباس صاحب کا آج صبح دو روز کی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ جواب: السلام علیکم۔ سخت رنج ہوا۔

حال: میں علالت کی خبر سن کر کانپور آ گیا تھا والد صاحب مرحوم حضرت سے بیعت

تھے اور گاہ گاہ عریضے بھی ارسال خدمت کرتے رہتے تھے۔ نزع کی حالت میں سخت کرب و بحرانی و ہذیانی کیفیت تھی (لو لگ گئی تھی جس کی وجہ سے شدید بخار تھا) مگر با آواز بلند کئی بار رات میں نماز پڑھی سورۃ فاتحہ اور مختلف سورتیں پڑھتے رہے حالانکہ (بات نہ کر سکتے تھے اور) حواس بجا نہ تھے۔ **جواب**: سبحان اللہ۔

حال: حضور والا ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں۔

جواب: اللھم اغفر له اللھم ارحمه

حال: خدا جانے یہ کیا بات ہے کہ قلب پر اب خوشی و رنج کا بہت کم اثر ہوتا ہے حالانکہ میں اپنے آپ کو رقیق القلب محسوس کرتا ہوں میں خیال کیا کرتا ہوں کہ شاید مسلسل میری متفکر و پریشان زندگی کے اثر سے دل میں کوئی ذوق و شوق باقی نہیں رہا اور کسی بات میں دلچسپی نہیں رہی۔

جواب: مجھ کو تعجب ہے کہ امور غیر اختیاریہ کی فکر میں کیوں پڑا جاتا ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلھم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور والا کے مواعظ اور تربیت السالک میں اکثر و بیشتر سالکین کے احوال میں مختلف قسم کے مراقبات اور ان کی تعلیمات کا ذکر ہے اور مختلف قسم کے مجاہدات مثلاً پاس انفاس اور سلطان الذکر وغیرہ کا ذکر ہے مگر میں نے آج تک کبھی حضور والا سے ان کے متعلق کچھ دریافت نہیں کیا۔ مجھے ان چیزوں کے اختیار کرنے کی نہ فرصت ہے اور نہ اہلیت و قابلیت۔ مجھے اپنی اس محرومی پر سخت افسوس و قلق محسوس ہوتا ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ بالکل غلط خیال۔ جب مقصود حاصل ہو تو خاص طریق کا حاصل نہ کرنا مضر نہیں۔

حال: اس کے علاوہ میں بہت سی اصطلاحات تصوف سے بھی بالکل ناواقف ہوں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو میں اپنی فہم و ادراک سے بھی بالاتر پاتا ہوں۔

جواب: اصطلاحات ہی مقصود نہیں اس لئے وہ بھی قابل اہتمام نہیں جس طرح مریض کو صحت مقصود ہے اور طبیب کو علاج کا طریق۔ خواہ وہ طریق کو صحبت سے جانتا ہو یا کتاب سے۔ خواہ اردو میں یا فارسی میں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: ایک عرصہ سے مطب میں آمدنی کم ہوگئی ہے وہم ہوتا ہے شاید لوگ مجھ سے بدظن ہوگئے ہیں یا میری بڑھتی ہوئی ترقی دیکھ کر لوگوں کو حسد ہوا اور ان کی نظر لگ گئی۔

جواب: مہمل خیالات۔ رزق کی کمی بیشی تقدیر سے ہے۔

حال: اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔ جواب: بارک اللہ تعالیٰ

حال: آج کل میرے مطب میں مرجوعہ بہت کم ہے آمدنی بھی کم ہے۔ میرے دماغ میں ہمیشہ یہ بات رہتی ہے کہ مطب میں مرجوعہ زیادہ رہے اور جو مریض آئے وہ ضرور صحت یاب ہو جائے اگر کوئی مریض افاقہ نہ دیکھ کر علاج ترک کر دیتا ہے تو مجھے ناگوار ہوتا ہے اور برابر اس کا خیال لگا رہتا ہے اس طرح اگر کوئی میرے علاج کی ناکامی کا ذکر کرتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے۔

جواب: طبیعت کا ضعف ہے نہ جاہ ہے نہ حرص اور اگر ہے تو غیر اختیاری اور غیر اختیاری پر مواخذہ نہیں ہوتا ہمارے طریق کی اول تعلیم ہے پھر کیا تردد۔

حال: اختیاری وغیر اختیاری کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا شمع ہدایت ہے کہ اس کے استحضار سے بعون اللہ تعالیٰ بہت سے خطرات ووساوس خود بخود درفع ہو جاتے ہیں۔

جواب: بے شک

حال: گو میرے لئے اور میرے پیشہ کے لئے یہاں آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں لیکن لڑکوں کا مستقبل بالکل تاریک نظر آتا ہے اس لئے ارادہ ہوتا ہے کہ توکلاً علی اللہ ان شہروں میں جہاں مسلمانی آبادی زیادہ ہے جلد از جلد منتقل ہو جاؤں اس وقت خیال دہلی یا میرٹھ کے لئے ہو رہا ہے اس کے علاوہ جو اللہ کو منظور ہو۔

جواب: السلام علیکم۔ چونکہ بہت اہم تغیر ہے اس لئے تجربہ کاروں سے مشورہ بہت ضروری ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ایک عرصہ سے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے معاملہ میں پریشان ہوں دو بچوں کی عمر اب کافی بڑی ہو رہی ہے باوجود احباب واعزہ کے اصرار کے میں نے ان کو انگریزی اسکول میں داخل نہیں کیا بلکہ مکان ہی پر ابتدائی دینی تعلیم دلاتا رہا۔ مگر اب وہ بھی مشکل نظر آرہی ہے۔

جواب: السلام علیکم! دعا اور دل سے دعا کرتا ہوں مگر کوئی عملی نظام بھی تو تجویز کرنا ضروری ہے خواہ کسی معتمد کی نگرانی میں کسی مدرسہ کا داخلہ خواہ کوئی متقی معلم کا گھر پر تقرر اور دونوں صورتوں میں مصلحت سے مجھ سے بھی مشورہ کر لیا جائے کہ کون مدرسہ اور کون معلم۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر کہ کسی بدبخت نے حضور والا کی خدمت میں کوئی خط لکھا ہے جس میں بزدلانہ دھمکی دی ہے طبیعت میں سخت ناگواری اور غصہ ہے آج لوگوں کی عقلیں اس قدر مسخ ہوگئی ہیں کہ ہزاروں قسم کے فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ ان شاء اللہ کوئی بدبخت ہرگز ایسی ہمت وجرأت نہیں کرسکتا۔ غلامان حضور والا بارگاہ خداوندی میں ہر وقت دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں حضور والا کو ہر طرح کی سلامتی اور حفاظت میں رکھیں اور صحت وتوانائی مرحمت فرمادیں اور تامدت دراز حضور والا کا سایہ ہم لوگوں کے سروں پر قائم رکھیں۔ آمین۔

جواب: السلام علیکم۔ بس صلحاء کی دعا ان شاء اللہ کافی ہے۔

حال: تھوڑا سا خوشبودار تیل بذریعہ ریلوے پارسل ارسال خدمت کیا ہے اُمید ہے کہ حضور والا قبول فرمائیں گے روغن مغزیات خوشبودار تو حضور والا کے واسطے ہے اور روغن چنبیلی حضور والا کے لئے اور چھوٹی پیرانی صاحبہ کے لئے ہے۔

جواب: بسروچشم دعا اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا بے حد پسند کیا گیا اور اسی طرح تقسیم کرلیا نہایت ضرورت کے وقت پہنچا۔

حال: میری تمنا ہے کہ حضور والا ازراہ شفقت بزرگانہ میرے بچوں کی دینی تعلیم کا مکمل نصاب تجویز فرمادیں گے تاکہ ان کے لئے ہمیشہ باعث سعادت وبرکت ہو۔

جواب: جو نصاب مدارس عربیہ میں رائج ہے کافی وافی ہے کسی نئے نصاب کی ضرورت نہیں البتہ اگر پورا عالم بنانا مقصود نہ ہو صرف سب علوم وفنون سے تھوڑی تھوڑی مناسبت ہوجانا مقصود ہو تو نیا نصاب بن سکتا ہے۔ اڑھائی سال کا ایک نصاب میں نے تجویز کیا تھا اور کئی طالب علموں پر اس کا تجربہ بھی کیا مگر اس میں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ اس سے باقاعدہ پورا عالم نہیں ہوتا تھوڑی تھوڑی مناسبت سب علوم سے ہوجاتی ہے دوسرے اس نصاب سے ایسا شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ جس کی عمر پختہ ہو اور پہلے سے کسی زبان مثلاً انگریزی وغیرہ میں کافی استعداد۔

حال: پس غلامانہ التماس ہے ارادہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ۲۴۔۲۵ تاریخ تک حاضر خدمت والا ہوکر سعادت قدم بوسی حاصل کروں اطلاعاً عرض ہے

اور مستدعی ہوں کہ حضور والا اس مقاصد کی کامیابی کے واسطے دعا فرمائیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ بخیر ملا دے۔ دعا کرتا ہوں۔

والدہ رشیدہ لکھواتی ہیں کہ رشیدہ کے بچوں کے لئے دست و کھانسی کی گولیاں لیتے آویں نیز کوئی سفوف یا گولی ایام کھل کر ہونے کی بھی ضرورت ہے بلا تکلف یہ بھی لکھا جائے کہ اگر ان چیزوں کی قیمت معمول سے زیادہ ہو تو دام بتلا کر لے لئے جائیں۔

حال: رشیدہ سلمہا کے بچوں کے لئے دوا بھیجنے کا وعدہ کر آیا تھا وہ ارسال ہیں پرچہ ترکیب استعمال ملفوف ہے۔

جواب: سب مل گئیں حوالہ کر دیں شکریہ کے ساتھ دعا کی۔

حال: یہ معلوم ہو کر حضور والا کی انگلیوں میں خدانخواستہ کچھ تکلیف پیدا ہو گئی ہے تعلق خاطر ہے۔

جواب: کسی نے معالجہ کر دیا تکلیف کچھ نہ تھی صرف سردی کے اثر سے انگلیاں دائیں ہاتھ کی کام نہ دیتی تھیں بفضلہ تعالیٰ علاج سے بالکل بحال ہو گئیں۔

حال: جن لوگوں کو یہ علم ہوتا ہے کہ مجھے شرف و نسبت خادمیت حضور والا کے ساتھ حاصل ہے تو ان لوگوں کی طرف سے حسن ظن اور عزت افزائی کا اظہار ہوتا ہے اس پر اپنی ظاہری و باطنی حالت دیکھ کر مجھے بے انتہا خجالت و شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور اپنی حالت بالکل منافقانہ معلوم ہونے لگتی ہے۔

جواب: جو شرمندگی پیدا ہوتی ہے یہی مقدمہ ہے اصلاح حال کا۔ ان شاء اللہ دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: حضور والا نے جو بچہ کا نام تجویز فرمایا ہے وہ ہم سب کو پسند آیا: اب ان کی والدہ کی استدعا ہے کہ حضور والا سے عرض کیا جائے کہ یہ نام مفرد ہیں ان کے اول یا آخر کوئی اور متبرک نام کا اضافہ اگر مناسب ہو تو کر دیا جائے۔

جواب: محمد احسان۔ احسان الحق۔

حال: اپنا کوئی عمل بھی قابل اعتبار معلوم نہیں ہوتا اس لئے اپنی غفلت و بے حسی اور مواخذہ آخرت کے اندیشہ پر دل لرزتا ہے ایسی حالت میں اگر تقویت محسوس ہوتی ہے تو صرف اس خیال سے کہ حضور والا کی بزرگانہ دعائیں میرے شامل حال ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ میرا کام ضرور بن جائے گا۔

جواب: امید وبیم کا جمع ہونا ایمان ہے۔

حال: جنگ جاپان میں کلکتہ پر بھی بم گرائے جارہے تھے چونکہ جونپور قریب ہے اس لئے جونپور میں لوگ ہراساں ہوکر دوسری جگہ منتقل ہورہے تھے میں نے حضرت کو اس امر کی اطلاع کی کہ میرے لئے تو کہیں منتقل ہونا آسان نہیں ہے اس پر ارقام فرمایا۔

جواب: جونپور اور خارج جونپور میں ایک ہی خدا ہے۔

حال: اپنی ظاہری وباطنی حالات میں سراسر حضور والا ہی کے فیوض وبرکات محسوس کرتا ہوں جو بھی اشکال ظاہری وباطنی درپیش ہوتا ہے حضور والا کے تصور کے ساتھ اس پر غور کرتا ہوں الحمدللہ خود بخود رفع ہوجاتا ہے اور دل کو سکون ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر وقت اپنی عاجزی اور شکستگی کا ہر معاملہ میں استحضار رہتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت میں خلجان اور عقلی تشویش پیدا نہیں ہوتی۔

جواب: السلام علیکم۔ ہمچناں میرو کہ زیبا میر دی۔

حال: بعض وقت اپنی محرومی ومجبوری سے دل میں یہ بات محسوس ہونے لگتی ہے کہ میں تو حضور والا سے کچھ بھی حاصل نہ کرپایا میں تو بہت ہی گھاٹے میں رہا اور مجھے اپنے اطمینان سے بڑا دھوکا رہا بہت لوگوں نے تو اپنی علمیت وقابلیت کی وجہ سے حضور والا سے فیوض حاصل کئے بہت لوگوں نے مجاہدات وریاضیات سے حضور والا سے باطنی ترقیاں حاصل کیں بہت لوگوں نے حضور والا کی خدمت بابرکت میں حاضر اور مسلسل خدمات سے سعادت وبرکات حاصل کئے اور میں تو ان تینوں باتوں سے محروم ہی رہا کیونکہ میں نے تو جو کچھ بھی حاصل کیا وہ حضور والا کی دعاؤں اور توجہات سے حاصل کیا میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی سرمایہ نہیں اس لئے دلی تمنا اور آرزو ہے کہ حضور والا اس ناکارہ نامراد کو اپنی دعاؤں اور توجہات اور نسبت روحانی سے اس قدر بہرہ اندوز فرمادیں کہ مجھ کو مقصود زندگی اور مقصود آخرہ دونوں باتمام وکمال حاصل ہوجائیں اور اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق قوی پیدا ہوجائے۔ آمین۔

جواب: ''یہی اعتقادات علامت ہیں حصول مقصود کی امید کی۔ دعا بھی کرتا ہوں''۔

اصلاحی خطوط

حضرت حاجی شیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے مکاتیب

بنام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان کی پختگی

عرض: طبیعت شکی سی ہوگئی اس کے سوا دیگر تشویش ناک امور میں طبیعت پرشک سا ہو کر پریشان و غمگین زیادہ ہو جاتا ہوں ایمان کی پختگی و اطمینان قلب کا علاج چاہتا ہوں اور غم وفکر وغیرہ کے مواقع پر طبیعت کی پریشانی اور بے قراری سے تسکین خاطر کا طلب گار ہوں۔

ارشاد:: ایمان کی پختگی کس کو کہتے ہیں؟ کیا ایسے بے قراری و پریشانی گناہ ہے؟

ضعیف الاعتقادی

عرض: میری طبیعت ایسی شکی واقع ہوئی ہے کہ جب بلا اختیار کسی مخالف اسلام کا کوئی اعتراض کسی کی زبان سن پاتا ہوں تو فوراً متردد ہو جاتا ہوں مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسری ضروریات دین میں سے کسی پر اعتراض سن لوں تو نبوت میں یا جس بات پر اعتراض ہو فوراً شک پڑ جاتا ہے اسی لئے اپنے اختیار سے کسی مخالف آدمی کے پاس نہیں بیٹھتا یا کتاب وغیرہ کا مطالعہ نہیں کرتا ہوں سوائے حضرت والا کی تصنیفات یا مواعظ کے۔

ارشاد:: وہ شک اگر بلا اختیار پیدا ہوتا ہے اور اس کو اعتقاداً باطل اور قبیح سمجھتے ہو تو کچھ مواخذہ نہیں اور اس کے دفع کی زیادہ کوشش مت کرو اپنے ضروری دنیا و دین کے کام میں لگے رہو شک از خود دفع ہو جائے گا اور اگر دفع بھی نہ ہو تب بھی دینی کوئی ضرر نہیں۔

خوف علامت ایمان ہے

عرض: حضرت والا! بندہ موت سے بوجہ تکلیف نزع و سوال قبر و حساب و عذاب قبر وحشر وغیرہ بہت ہی ڈرتا ہے ہاں مگر جب سے حضرت والا کا دامن مبارک پکڑا ہے تب سے کچھ ڈھارس بندھ جاتی ہے ورنہ پہلے تو کسی میت کے پاس یا جنازہ و قبر وغیرہ کے پاس جانے سے حساب و عذاب آخرت وغیرہ کے خیال آنے سے بہت ہی غمگین ہوتا اور اب

بھی تقریباً ویسا ہی حال ہو جاتا ہے اور مایوسی سی ہو جاتی ہے بلکہ ایمان میں شبہ ہونے لگتا ہے کہ شاید کیا ہو گا اگر یہ حالت اچھی نہ ہو تو حضرت والا علاج ارشاد فرما دیں جس سے ڈھارس بندھ جائے بحمد اللہ اپنی طرف سے اعمال میں تو حتی الوسع کمی نہیں کرتا ہوں اور اگر کوئی خطا ہو جاوے تو بہت پریشان و غمگین ہو جاتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں۔

ارشاد: ایسا خوف دیکھئے کیا علامات ایمان سے ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ حسن ظن

عرض: ایک دن دوران مرض میں درد گردہ نہایت سخت ہوئی جس سے پاؤں گھٹنے تک اور ہاتھ و بازو ٹھنڈے ہونے شروع ہو گئے جس پر ظن غالب ہوا کہ عنقریب مر جاؤں گا تو بہت گھبرایا اور موت سے بایں خیال کہ شاید مرنے کے بعد کیا معاملہ ہو۔ بہت خوف غالب ہوا جس سے معلوم ہوا کہ رجا اور حق تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان بہت کم ہے ساری حالت عرض کر کے اصلاح کا طالب ہوں اگر مرض ہو تو علاج ارشاد فرما دیں۔

ارشاد: کیا یہ اچھا گمان نہیں۔

اختیاری خیالات قصد سے بند کئے جائیں

عرض: حضرت والا دوسرے کا دینی کمال (علم و عمل) وغیرہ جب سنتا ہوں تو اس کو اپنے میں بھی قیاس کر کے دل میں عجب پیدا ہوتا ہے کہ میں بھی ایسا ہوں مگر بعد میں اس کو برا سمجھتا اور اس پر پچھتاتا اور لاحول پڑھتا ہوں اسی طرح جب کسی کام پر کامیابی سے فراغت ہوتی ہے تو دل میں عجب معلوم ہوتا ہے بعد اس سے بہت افسوس ہوتا ہے اور اس کو برا سمجھتا ہوں اگر یہ مرض ہو تو حضور اس کا علاج فرمائیں۔

ارشاد: غیر اختیاری مذموم نہیں خصوصی جب اس کا تدارک بھی اصلاح خیر اور استغفار کر لیا جاوے اختیاری خیالات قصد سے بند کئے جاویں۔

رسوخ مامور بہ نہیں

عرض: اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیماری و پریشانی میں دل ذکر کی طرف مائل نہیں ہوتا پریشانی و تکلیف کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر میں رسوخ نہیں۔

ارشاد::نہ سہی بے رسوخ ہی کیا کرو کیا رسوخ اموربہ ہے یا عمل

نفس کی خوشی کا علاج

عرض: ایسا ہی اگر کوئی شخص میرے عبادت کرنے پر (نوافل یا ذکر وغیرہ پر) مطلع ہو تو اس سے بھی بعض دفعہ نفس خوش ہوتا ہے ہاں میں اس کے دیکھنے پر عبادت میں معمول سے زیادتی نہیں کرتا اگر یہ نفس کا خوش ہونا معصیت ہے تو علاج تحریر فرماویں۔

ارشاد: نہیں مگر ساتھ ہی ساتھ یہ استحضار ہونا چاہئے کہ ان محاسن سے زیادہ میرے عیوب وذنوب ہیں جن پر حق تعالیٰ مطلع ہیں سو اس شخص کے اطلاع علی الطاعات پر خطرہ حق تعالیٰ کے اطلاع علی الذنوب والعیوب تھوڑا ہی جاتا رہا۔

کثیر طلباء کی ادائیگی حقوق کا طریق

عرض:: حسب ارشاد حضرت اقدس جن طلبہ کا تیل میں ناجائز طور پر استعمال کر چکا ہوں ان کے ملنے پر (کیونکہ وہ گاہے ملتے ہیں) ان سے جلدی معاف کرالوں گا اور اگر نہ ہوسکا تو تخمیناً اندازہ کر کے قیمت تیل خیرات کردوں گا حضور ارشاد فرمادیں کہ مدرسہ عربیہ دینیہ میں مہتمم مدرسہ کو چندہ میں ایسے پیسوں کا دینا جائز ہے یا طلبہ مساکین کو جو ان مدارس میں تعلیم دینیات حاصل کرتے ہیں دے سکتا ہوں جس طرح ارشاد ہوگا عمل کروں گا۔

ارشاد: یہ زیادہ بہتر ہے (اس سے پہلے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ جن سے معاف کرانا ممکن ہو معاف کرالیں ورنہ تخمینہ سے اس کی قیمت تجویز کر کے کسی کو دے دو)

مسجد میں کھیس تبدیل ہونے کا حکم

عرض: میرے نابالغ لڑکے کی کھیسی (موٹی چادر) مسجد میں کسی سے بٹ گئی ہر چند کوشش کی اور اعلان کیا مگر اس تبدیل شدہ کھیسی کا مالک معلوم نہ ہوا حضرت والا ارشاد فرماویں کہ اب اس کھیسی کو کیا کروں جس سے معصیت نہ ہو۔

ارشاد:: جب باوجود تلاش کے مالک کے ملنے سے مایوس ہوجاؤ کسی غریب کو مالک کی طرف سے دے دو۔

ذکر میں احضار کافی ہے

عرض: ذکر میں دل حاضر نہ رہنے سے بہت پریشانی ہوتی ہے حضرت والا علاج ارشاد فرماویں کہ جس سے تلاوت وذکر میں حضوری قلب ویکسوئی رہے۔

ارشاد: کیا کوئی ضرر ہے حضور ضروری ہے یا احضار۔

ماہ رمضان المبارک میں کثرت تلاوت اور کثرت نوافل کا معمول مناسب ہے

عرض: لہٰذا حضور ارشاد فرماویں کہ ان ایام میں کیا معمول رکھوں اور مطالعہ کس کتاب کا کیا کروں؟

ارشاد: میں تو رمضان کیلئے ہمیشہ کثرت تلاوت وکثرت نوافل کی رائے دیتا ہوں۔

ذکر میں توجہیہ سے معذوری عذر ہے

عرض: حضرت اقدس جہاں تک میری قاصر نظر پہنچتی ہے یہ ذکر میں توجہ رکھنا اختیاری معلوم ہوتا ہے مگر توجہ رکھنے سے دماغ ودل پر بوجھ ضرور پڑتا ہے اور مشقت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

ارشاد: بس تو معذور ہو بے فکر رہو۔

ذکر میں کون سی توجہیہ مطلوب ہے

عرض: ذکر میں توجہ الی الذات رکھی جاوے یا الفاظ کو ارادہ سے نکالا جاوے کون سا طریقہ بہتر ہے۔

ارشاد: جس میں جی لگے۔

سہولت کے مطالبہ کا طالب کو حق نہیں

عرض: دینوی کاروبار میں لگ جانے سے انہی خیالات میں مشغول ہوجاتا ہوں۔ حضرت والا دعا فرمادیں اور کوئی علاج بھی تجویز فرمادیں جس سے اختیار میں سہولت ہوجاوے۔

ارشاد: سہولت کے مطالبہ کا طالب کو حق نہیں۔

واقعہ مضر نہیں

عرض: شب جمعہ کو بعد تہجد دوازدہ تسبیح میں اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے تین دفعہ غنودگی سی آ گئی اس غنودگی میں پہلی دفعہ کسی نے انا اعلم بمن التقی کہا اور دوسری دفعہ اخلاق رذیلہ کا علاج سراج الحق ہے اور تیسری دفعہ ہر وقت ذکر میں رہا کرو کہا مگر میں نے

پھر ذکر شروع کر دیا ارشاد فرمادیں کہ یہ کیا بات تھی۔

ارشاد: اس کی فکر مضر ہے واقعہ لکھ کر یوں پوچھنا چاہئے تھا کہ اگر یہ مضر ہو تو علاج بتلایا جاوے اگر یہ سوال ہوتا تو میں یہ جواب دیتا کہ واقعہ مضر نہیں بلکہ محمود اور معین طریق ہے لیکن اس کی فکر یا کمال کہنا آفت و فتنہ عظیم ہے اللہ تعالیٰ استقامت دیں۔

رشتہ داروں کو ایذا پہنچانا صلہ رحمی کے خلاف ہے

عرض: بہت خائف رہتا ہوں اور لوگوں کو ملنے سے بہت بچتا ہوں حتیٰ کہ اگر شناسا لوگ ایک رستہ سے آویں تو حتیٰ الامکان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتا ہوں بحمد اللہ کسی سے کوئی حرص نہیں رکھتا حتیٰ کہ رشتہ داروں سے بوجہ ان کی بددینی کے بہت اعراض رکھتا ہوں چنانچہ بعض سے بہت بہت عرصہ کے بعد ضرورتاً ہی ملتا ہوں ورنہ نہیں چنانچہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ صلہ رحمی کے خلاف ہے اگر یہ عیب ہو تو اصلاح فرمادیویں۔

ارشاد: غلط کہا اور ان کو ایذاء پہنچانا یہ خلاف ہے صلہ رحمی کے۔

سزا غصہ اترنے کے بعد دی جائے

عرض: حضرت والا! میرا لڑکا میرے پاس ہی پڑھتا ہے جب اس سے سابقہ پڑھے ہوئے سبق میں سے کچھ امتحاناً پوچھتا ہوں اور وہ نہ بتائے تو مجھ کو بہت رنج ہوتا ہے اور اس پر بہت غصہ ہوتا ہوں اور غصہ میں بے شرم، پتھر، شریر، نواب کا بچہ، پتھر کا بچہ وغیرہ الفاظ کہہ دیتا ہوں اور بعض دفعہ غصہ میں سزا بھی دیتا ہوں کبھی لکڑی سے کندھے و کمر پر اور کبھی گردن پر تھپڑ مارتا ہوں حضرت والا ارشاد فرمادیں کہ ایسے الفاظ کہنا اور اس طرح غصہ میں سزا دینا معصیت تو نہیں اگر معصیت ہو تو اصلاح فرمادیویں۔

ارشاد: غصہ اُتر جانے کے بعد قولاً یا عملاً سزا دی جائے۔

حقوق اولاد میں کوتاہی کے بارے کا طریق کار

عرض: حضرت اقدس اس سے پہلے میں خود ہی اس کو پڑھاتا تھا ڈانٹ ڈپٹ اور سزا بھی دیتا رہا کبھی غصہ میں سزا میں حد سے تجاوز بھی ہوتا رہا لڑکا بہت شریف، دیندار اور بھولا ہے آج تک مرض کی حالت میں بھی کوئی نماز قضا نہیں کی مجھے اس کی سزا دینے میں حد سے تجاوز

کرنے پر بہت صدمہ ہے حضرت ارشاد فرمادیں کہ اب اس کا کیا تدارک کروں۔

ارشاد: اور اس کو خوب راحت پہنچاؤ۔ خوب خدمت کرو خوب خوش رکھو زیادہ سختی مت کرو یہی تدارک ہے۔

کار خود کن کار بیگانہ مکن

عرض: حضرت اقدس میرا لڑکا بعمر ۱۹ سال مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر میں کافیہ قدوری وغیرہ کتب پڑھتا ہے اس سے پہلے کئی سال تک میرے پاس ہی ابتدائی کتب پڑھتا رہا جن میں حضرت والا کے مواعظ ورسائل اور بہشتی زیور وغیرہ کتب بھی پڑھیں بحمد اللہ صوم وصلوٰۃ کا تو پورا پابند ہے مگر اس کی طبیعت میں بے حد جہالت اور خود رائی ہے اگر اس کو اس کی غلطی وعیوب پر متنبہ کرتا ہوں تو بے حد غصہ کرتا ہے غلطی کا اعتراف تو در کنار خاموش ہو کر جواب تک نہیں دیتا غلطی بتلانے پر گھر سے نکل جانے کو تیار ہو جاتا ہے اس کے اساتذہ اور ساتھی طلبہ بھی اس کی اس عادت کے شاکی ہیں حضرت والا میں اس کی اس عادت سے بہت تنگ ہوں۔

ارشاد: تدارک کی ضرورت ہی کیا ہے لنا اعمالنا ولکم کار خود کن کار بیگانہ مکن۔

سزا میں حد سے تجاوز پر مؤاخذہ ہوگا۔

عرض: طلبہ اکثر تعلیمی کام اچھی طرح نہیں کرتے اور بعض غیر حاضری کے عادی ہیں حالانکہ میں اپنا کام تعلیم دینے کا پوری تن دہی سے کرتا ہوں مگر بعض طلبہ چنداں پرواہ نہیں کرتے جس سے مجبوراً تنگ آ کر بندہ ان کو بدنی سزا دیتا ہے۔

ارشاد: جب حد سے تجاوز ہوگا مواخذہ ہوگا۔

غصہ میں سزا دینا مناسب نہیں

عرض: اور اگر معصیت ہے تو حضرت اقدس علاج ارشاد فرماویں تاکہ بندہ تعمیل کرے۔

ارشاد: غصہ کے وقت نہ مارو جب غصہ فرو ہو جائے اس وقت خوب سوچو اس کا جرم کتنی کے لائق ہے اتنا مارو۔

احسان جتلانا مناسب نہیں

عرض: جب کبھی اپنے خاص عزیز رشتہ داروں سے کرتا ہوں تو ضمناً اپنے سلوک واحسان کا

جو روپیہ پیسہ وغیرہ ان سے کرتا ہوں باتوں میں ذکر کر دیتا ہوں حضور ارشاد فرمائیں کہ اپنے سلوک واحسان کا اس طرح ذکر کرنا مضر اور مزیل اجر تو نہیں ورنہ اگر مضر ہو تو آئندہ ایسا نہ کیا کروں۔

ارشاد: کیوں ایسا کرتے ہو جب یہ فعل اختیاری ہے۔

ہڑتال کے ایام کی تنخواہ کا حکم

عرض: اور ان بے کاری کے ایام کی تنخواہ وصول کرنا جب کہ محکمہ ادا کرے جائز ہے۔

ارشاد: محکمہ خود دے دے تو جائز ہے۔

لائبریری کی کتاب گم ہو جائے تو کیا کرے

عرض: حضرت والا! لغات فارسی کی ایک کتاب کتب خانہ سرکاری کی میرے ذمہ تھی جو مجھ سے گم ہو گئی تھی جس پر عریضہ سابقہ میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ کتاب خرید کر داخل کر دی جاوے احقر نے چند جگہوں سے تلاش کی نہیں ملی اب لاہور سے دریافت کروں گا اگر مل گئی تو خیر ورنہ ارشاد فرمائیں کہ اگر وہ کتاب نہ مل سکے تو اسی قیمت کی کوئی اور کتاب خرید کر داخل کتب خانہ کر دوں۔ ارشاد: ہاں۔

ختنہ کی دعوت کھانے کا حکم

عرض: حضرت اقدس میرے پڑوس میں ایک مقامی شخص نے اپنے بچوں کے ختنہ پر بڑے دھوم دھام سے دعوتیں کیں اور کئی دن تک راگ، باجا اور تماشے ہوتے رہے۔ بحمد اللہ احقر کو اس نے دعوت نہ دی ورنہ بندہ عذر کر دیتا مگر اخیر میں کچھ کھانا میرے گھر بھیجا بندہ نے صرف اس خیال سے کہ یہ مقامی لوگ ہیں اور میں مہاجر اور اکیلا ہوں کھانا نہ لینے سے مخالفت کریں گے اس لئے کھانا لے لیا مگر لے کر چھت پر ڈال دیا جس کو جانور کھا گئے حضرت ارشاد فرماویں کہ یہ کھانا لے لینا جائز تھا یا نہیں اور آئندہ ایسے موقع پر کیا عمل کروں۔

ارشاد: کھانا حرام نہ تھا کھا لینا چاہئے تھا۔

مقتدا کیلئے عوامی دعوت سے پرہیز کا حکم

عرض: ایسے ہی احقر ایک دن ملتان میں ایک دوست کو ملنے گیا ان کے پڑوس

میں ایک شخص حج کو جانے والے تھے انہوں نے میلاد شریف کرایا جس میں رات بھر نعت خوان بلند آواز سے پڑھتے رہے کہ لوگوں کو ارد گرد میں سونے بھی نہ دیا انہوں نے دعوت میلاد سے کچھ کھانا میرے دوست کے گھر بھیج دیا جس پر احقر سے انہوں نے دریافت کیا کہ اس کھانا لینے کے متعلق شرعی کیا حکم ہے۔

حضرت ارشاد فرماویں کہ ایسا کھانا لینا اور کھانا جائز ہے یا نہیں۔میرے لئے اور متعلقین کے واسطے حسن عمل، حسن خاتمہ و پختگی ایمان کی دعا فرمادیں۔

احقر صاحب حج ہے۔

ارشاد: کھانا جائز ہے جو مقتدا ہو وہ پرہیز کرے تو لوگوں کو عبرت ہوگی اس طرح وہ نہ لے۔

کثرت کلام کا علاج

عرض: حضرت والا! بندہ کو زیادہ کلام کرنے کی عادت ہے خصوصاً مسائل بیان کرتے وقت اور سکول میں مضامین پڑھانے کے دوران میں بلاضرورت یا کلام طویل بھی ہو جاتا ہے بعد میں سوچتا ہوں کہ اتنے مضمون کو مختصر الفاظ میں بھی ادا کر سکتا تھا جس سے رنج ہوتا ہے اس طرح خط لکھتے وقت مضمون طویل ہو جاتا ہے۔

ارشاد: فکر اور کثرت کلام کے عوامل دیکھو اور بار بار دیکھو۔

طویل کلام سے احتراز کا اہتمام لازم ہے

عرض: حضرت عالی! بعض دفعہ بات کرتے وقت اس کو بڑھا کر بیان کرتا ہوں جس میں اس وقت لذت آتی ہے اور بات طویل ہو جاتی ہے بعد میں اس پر پچھتاتا ہوں خصوصاً اگر کوئی آدمی اس علاقہ کا حضرت والا یا دیگر اکابر بزرگان دین (اپنے سلسلہ کے) کے حالات پوچھتا ہے یا کسی اور واسطہ سے ذکر چھڑ جاتا ہے تو آپ کے اور دیگر حضرات کے کمالات زیادہ عرصہ تک بیان کرتا رہتا ہوں مگر ٹھیک ٹھیک جھوٹ بالکل نہیں حالانکہ میں اختلاط مع الانام سے بہت ہی بچتا ہوں اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: جس طرح مضر سے بچنا ضروری ہے ایسے ہی طویل کلام سے بچنا ضروری ہے۔کف لسان جب خیال آجائے فوراً رک جانا چاہئے۔

عرض: اپنے کو کثرت کلام سے روکتا ہوں مگر خاص دوست یا کوئی محبت رکھنے والا آ بیٹھتا ہے تو دنیوی باتیں تو ان سے نہیں کرتا مگر شاذ و نادر ہاں دینی تذکرہ شروع ہو جاتا ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ باتیں تو باہمی کرنی ہی پڑتی ہیں۔ جن میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارکہ یا حضرت والا یا دیگر اپنے سلسلہ کے حضرات کا ذکر خیر دیر تک طول پکڑ جاتا ہے جس میں بہت دلچسپی ہوتی ہے۔ اگر یہ حالت مضر ہو اور ایسا طول کلام مرض یا معصیت ہو تو علاج ارشاد فرمادیں۔ ارشاد: نہیں مگر بقصد ایسا نہ ہو۔

تبلیغ میں اعتدال

عرض: حضرت اقدس یوں تو یہ ناچیز لوگوں سے حتی الوسع علیحدہ رہتا ہے مگر کبھی کبھی احباب و دیگر شناسا لوگ خود بخود محبت سے ملنے آ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ عموماً دینی مسائل میں گفتگو میں مشغول ہو جاتا ہوں اور اکثر یہ گفتگو دینی مسائل اور اپنے سلسلہ کے حضرات مشائخ رحمہم اللہ اجمعین کے متعلق ہوتی ہے یا اپنی اصلاح اعمال و ترک رسوم جہالت و حضرت کے طفیل سے تھوڑی بہت ہوئی ہے کے متعلق ہوتی ہے اور جو بات معلوم ہوتی ہے حتی الوسع کھول کر بیان کرتا ہوں اور اس سے نفس کو مزا آتا ہے اور بات کو جلدی جلدی کرنے کی عادت ہے۔ بعد گفتگو جب نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو رنج ہوتا ہے اور بہت ڈر لگتا ہے کہ مجھے گفتگو زیادہ کرنے کی عادت ہے جس پر مؤاخذہ ہوگا اور استغفار بھی کرتا ہوں۔

ارشاد: مرض یقینی تو نہیں مگر احتمال اس کا ضرور ہے۔ حال میں یا مال میں۔ علاج یہ ہے کہ گفتگو کا وقت منضبط رکھو۔ جتنا وقت اس میں صرف ہو اور اتنا ہی وقت نکال کر خلوت میں بیٹھ کر استغفار میں مشغول ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کلام میں اعتدال آ جائے گا۔

دوران تبلیغ کبر سے بچنے کا طریق

عرض: میرے دل میں یہ خیال بلا اختیار آتا رہتا ہے کہ یہ احکام اوروں کو بتلاؤں اور بعض دفعہ جو دوسروں کو کوئی احکام بتلاتا ہوں۔ اس سے کبھی دل خوش ہوتا اور نفس پھولتا ہے مگر اس کو برا سمجھتا ہوں۔ حضرت والا ارشاد فرمادیں کہ اس داعیہ کا پیدا ہونا کیسا ہے۔ (معصیت تو نہیں) اور آئندہ کیا عمل کروں۔

ارشاد: بتاؤ اور ہر وقت اس کا استحضار رکھو کہ حق تعالیٰ کے ہاں قدر عمل کی ہے یہ بتانا ایسا ہے جیسا طبیب دوا بتلا دیتا ہے مگر بتلانے سے تو اس کو صحت نہیں ہوتی۔ اور اصل چیز صحت ہے اس خیال کے رکھنے سے کبر پیدا نہیں ہوگا۔

تکبر اور ندامت

عرض: اپنے وطن کے شناسا لوگوں کے سامنے کوئی بوجھ مثلاً پانی کا گھڑا یا اور کوئی بوجھ اٹھانے سے شرمندگی سی آتی ہے اور غیر شناساؤں کے سامنے یہ خیال نہیں آتا چنانچہ بندہ ایک دن کچھ بوجھ اپنے لڑکے کے ہمراہ شہر سے اپنے گاؤں کو لئے آ رہا تھا تو راستہ میں جہاں شناسا لوگوں کا گاؤں آتا تو خجلت کے خیال سے اپنا بوجھ لڑکے کے سر پر رکھ دیتا ورنہ خود اٹھائے رہتا اور اپنے گاؤں کے قریب پہنچ کر پھر بوجھ ندامت کے باعث اپنے لڑکے کو دے دیا۔ حضرت والا اس مرض کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: اس کے خلاف کیا جائے گا گو بتکلف سہی۔

بے جا اعتراض سے رنج طبعی

عرض: حضرت والا سرکاری سکول میں مدرس ہے۔ فرض منصبی کو تو بفضل خدا تعالیٰ تندہی سے ادا کرنے میں کوشاں رہتا ہوں ہاں اگر کبھی تغافل ہو جاتا ہے تو دوسرے وقت کوشش کر کے اس کی تلافی کر دیتا ہوں۔ اپنے اختیاری کام میں تو حتی الوسع کمی نہیں کرتا مگر باجود اس کارکردگی کے افسران بالا اگر کبھی بے جا اعتراض کرتے ہیں تو دل کو بہت رنج ہوتا ہے اور غصہ آتا ہے مگر اپنی طبیعت پر قابو پا کر روکتا ہوں کیونکہ اس میں دنیوی نقصان ہے یا اگر کوئی تعریف کرے تو نفس پھولتا ہے مگر میں اس کو بھی بعد میں برا سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی تعریف سے خوش ہونا اور برائی سے رنج کرنا یہ ایک مرض ہے۔ حضرت اقدس اس کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: علاج ہوتا ہے معصیت کا اور معصیت اختیاری ہوتی ہے اور یہ رنج و خوشی غیر اختیاری ہے تو معصیت نہ ہوئی پھر اس کا علاج بھی ضروری نہیں البتہ اگر اس پر کوئی ایسا امر مرتب ہو جاتا ہو کہ اختیاری ہو اور معصیت ہو تو اس کو لکھنا چاہئے اس کا علاج ضروری ہے۔

حسد کا علاج

عرض: جن لوگوں کے ساتھ حسد ہے ان سے اپنے علم وعمل کو بہت چھپاتا ہوں جو دینی کتب مطالعہ کرتا ہوں اور جس قدر ان پر محنت کرتا ہوں اور جس قدر علماء کرام سے سنتا ہوں ان کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ظاہر ہو جاوے تو دل کو رنج ہوتا ہے اور دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کوشش کر کے اس طرح محنت نہ کرنے لگ جاویں۔

ارشاد: یہ چھپانا اور ظاہر نہ کرنا فعل اختیاری ایسا تو اس کے خلاف بھی فعل اختیاری ہے یعنی نہ چھپانا اور ظاہر کر دینا تو اس کو اختیار کرو یہی علاج ہے۔

محسود کی ترقی پر خوشی کا اظہار واجب نہیں

عرض: حضرت والا۔ ایسی حالات میں اگر قدرت ہو تو جس شخص پر حسد ہو۔ اس کو ضرر پہنچاتا نہیں ہوں۔ ہاں اگر خود بخود کوئی ضرر پہنچ جاوے تو دل ہی دل میں معمولی سا خوش ہوتا ہوں مگر اس خوشی کو برا سمجھتا ہوں۔ زبان سے تو خوشی کا بالکل اظہار نہیں کرتا ہوں اور اپنی ناگواری میں اپنی رائے کو غلط سمجھتا ہوں اور اس کے عیوب کا بحمد اللہ کبھی تذکرہ ہی نہیں کرتا۔

ارشاد: یہ اجزاء معصیت نہیں۔

عرض: یہ تو حضرت اقدس کے ارشاد پر عرض کیا گیا۔ باقی اس شخص سے ملنا اور اس کی ترقی کا تذکرہ اپنے سامنے ہونا پسند نہیں کرتا ہوں اور اس سے علیحدگی بایں خیال کرتا ہوں کہ اس کے ملنے اور ترقی کے تذکرہ سے مجھ کو دلی ناگواری نہ ہو۔ ایسے ہی دیگر کسی قسم کا معاملہ کرنا بھی پسند نہیں کرتا جو کچھ ناقص عقل میں آیا عرض کر دیا ہے اگر معصیت ہو تو حضرت علاج ارشاد فرما دیں۔

ارشاد: اس کا مضائقہ نہیں۔ ملنا واجب نہیں لیکن اتفاقاً ہو جاوے تو سلام ضروری ہے۔

اپنی تعریف سننے کا اثر

عرض: اور اگر کوئی شخص میری ظاہری حالت دیکھ کر میری دینی تعریف کرتا ہے تو نفس

پھولتا ہے مگر میں اس خیال کو روکتا ہوں اور دل سے کہتا ہوں کہ مجھے تو عنداللہ اچھا بننا چاہئے لوگوں کی تعریف یا مذمت کا خیال ہی نہیں لانا چاہئے مگر اس تعریف کا اثر بہت عرصہ تک رہتا ہے مگر پھر آہستہ آہستہ زائل ہوجاتا ہے اس واسطے لوگوں سے حتی الوسع نہیں ملتا ساری حالت عرض کر کے حضرت اقدس سے علاج چاہتا ہوں تاکہ عمل کر کے شفا پاسکوں۔

ارشاد: کیا اثر پر کوئی عمل بھی مرتب ہوتا ہے۔

غلطیوں کا تدارک ہی علاج ہے

عرض: بعض دفعہ ساری رات نیند نہیں آتی دینی و دنیوی کام سب پریشانی اور گھبراہٹ سے ادا کرتا ہوں طبیعت میں سکون نہیں تنہائی میں وحشت ہوتی ہے کئی دن سے یہی حالت ہے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں حضرت والا اس کا کیا علاج کروں اور حضرت اقدس دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اس مصیبت سے نجات بخشیں۔

ارشاد: جو غلطیاں اس کدورت کا سبب ہیں ان کا تدارک یہی علاج ہے میری دعا سے کیا ہوتا ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

دل شکنی سے بچنے کا طریق

عرض: بندہ حتی الوسع دوسرے کی دل شکنی گوارا نہیں کرتا حتی کہ دوسرے کی دل شکنی کے خیال سے بعض دفعہ ناجائز کام بھی ہوجاتا ہے مثلاً میرے ہمسایہ کے ہاں اس وقت بھینس دودھ دیتی ہے اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس ہمسایہ نے یہ بھینس ادھار خریدی تھی مگر مالک کو قیمت نہیں دی بھینس کے مالک نے عدالت میں چارہ جوئی بھی کی مگر کچھ نہ ہوسکا اس ہمسایہ نے اس بھینس کا دودھ ایک دن مجھے ہدیتاً بھیجا تو میں نے کوئی عذر کر کے واپس کردیا اس نے پھر اصرار کیا کہ دودھ لے لو تو میں نے اس خیال سے کہ اس کی دل شکنی نہ ہو لے کر پی لیا مگر دل کو بہت رنج ہوا اور بعد میں استغفار کیا۔

حضرت والا! اگر یہ مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: مرض ہونے میں شک نہیں علاج ظاہر ہے نرمی سے عذر کردو اس پر دل شکنی ہو تو ہوا کرے ہاں لہجہ سخت نہ ہو اس دل شکنی سے بچو۔ نرمی سے عذر کیا جائے تو دل شکنی نہ ہوگی۔

مکتوبات اہلیہ حضرت حاجی شیر محمد صاحب قدس سرہٗ

عرض: حضرت عالی! میں لڑکیوں کو قرآن پڑھاتی ہوں اور مسائل نماز و روزہ وغیرہ بتلاتی ہوں اور خود بھی بہشتی زیور پڑھتی و دیگر مواعظ حضرت اقدس شوہر سے سنتی رہتی ہوں میرے شوہر نے پڑھنے والی لڑکیوں اور عورتوں سے ہدیہ وغیرہ لینے سے منع کر رکھا ہے امسال عید الفطر کے دن دو لڑکیوں نے ہدیۃً کچھ کپڑے اور سویاں وغیرہ مجھے بھیجیں مگر میں نے واپس کر دیا بحمد اللہ گھر میں گزارہ اچھا ہو رہا ہے کسی کے دست نگر نہیں مگر بعدہ خیال آیا کہ یہ تکبر اور فخر یا ناشکری نعمت حق تعالیٰ نہ ہو اور شاید کہ ان لڑکیوں کے والدین کا دل بھی برا ہوا ہو مگر میں نے شوہر کے کہنے اور نیز اس خیال سے کہ شاید ان کی پیروی میں دوسری لڑکیاں اپنے والدین کو ہدیہ کے لئے تنگ کریں میں نے روک دیا حضرت والا! ارشاد فرماویں کہ یہ ان کی دل شکنی اور معصیت تو نہیں اور آئندہ کیا عمل ایسے موقع پر اختیار کیا جاوے۔

ارشاد: بہتر تو یہی ہے کہ نہ لیا جاوے مگر نرمی سے سب مصلحتیں سمجھا دی جاویں پھر دل شکنی نہ ہوگی۔

سزا کے بارے میں چند ہدایات

عرض: اپنے بچوں پر ان کی معمولی حرکات پر مثلاً کسی کام میں دانستہ لاپرواہی کریں تو جوش غصہ میں پانچ مکے کمر پر یا سر پر دھپے مار دیتی ہوں مگر منہ پر نہیں مارتی ہوں اس حالت کی اصلاح فرماویں۔

ارشاد: گھونسہ نہ مارو تین سے زیادہ نہ مارو سر پر بھی ایسا ہی ہے جیسا منہ پر، کمر پر تھپڑ مار دو۔

عرض: ایک دن میرے شوہر نے گھر کے صحن میں قرآن شریف سنانے کے لئے مجھ کو چھوٹا لڑکا بھیج کر بلایا کیونکہ میں گھر کے اندر خاص رشتہ دار عورت سے کسی معاملہ میں کچھ جھگڑ رہی تھی خاوند نے مصلحتاً بلایا تھا کہ بات بڑھنے نہ پائے اور کہلا بھیجا کہ جلدی آؤ اور قرآن شریف سناؤ میں نے کہا کہ میں آج قرآن پاک نہیں پڑھوں گی (کیونکہ میں اس دن پڑھنے سے معذور تھی) مگر خاوند کو یہ حالت معلوم نہ تھی پھر اس عورت سے باتوں میں مشغول ہوگئی اور چھوٹے لڑکے نے شوہر سے باہر آ کر یہی جواب کہہ دیا بعدہٗ جب شوہر کے پاس گھر سے باہر پہنچی تو اس نے جلدی نہ آنے اور لاپرواہی سے جواب دینے کی وجہ پوچھ کر ڈانٹا میں نے اصل وجہ بتلائی تو شوہر خاموش ہو گئے اور مجھے کچھ نہ کہا مگر میں نے غصہ میں

لڑکے کی کمر پر دو چار دھپے مار دیئے کہ تم نے شوہر سے میری بات اس طرح کیوں کہہ دی کہ میں نہیں پڑھوں گی اس حالت غصہ کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: توبہ کرو اس نے کیا کیا جو بات شوہر سے کہلوانا نہ چاہتی تھیں لڑکے سے کیوں کہی۔

غصہ کا علاج

عرض: اسی طرح اگر کوئی عورت یا آدمی میرے کسی کام میں نقص نکالے یا معمولی طعنہ دے تو جوش غصہ میں آگ بگولا ہو جاتی ہوں اور دل میں بہت جلتی ہوں اگر کہنے والا میرے سامنے ہو تو اس حالت میں کچھ نہ کچھ سخت جواب بھی دیتی ہوں اور کبھی زبان سے کچھ نہیں کہتی تو دل میں کینہ سا پیدا ہو جاتا ہے اس مرض کا علاج ارشاد فرماویں یہ مرض غصہ مجھ میں بہت پرانا ہے حضرت والا دعا و توجہ فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے شفا بخشے آمین۔

ارشاد: وہاں سے فوراً ہٹ جاؤ اور اپنا قصوروار ہونا اور اللہ تعالیٰ کے انتقام کا شدید ہونا یاد کرو

دل کی تنگی کا علاج

عرض: حسب ارشاد حضرت اقدس عرض ہے کہ میرے شوہر جو چیزیں وغیرہ ہدیۃ رشتہ داروں کو گھر سے بھجواتے ہیں تو اس سے مجھے دل کی تنگی ہوتی ہے اور کسی چیز کی نہیں اور دل کی تنگی اختیاری معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: کوشش ہی علاج ہے اور ساتھ ساتھ ثواب کا قصد کر لیا کہ نفع پہنچانے سے ثواب ملتا ہے۔

غصہ کا علاج

عرض: آئندہ ان شاء اللہ خاموش رہنے کی کوشش کروں گی اور غصہ کا ضبط کرنا بھی بے شک اختیاری ہے مگر بعض موقع پر میں رکنا یاد نہ رہ کر کوئی بات ناشائستہ یا کام تیزی سے سرزد ہو جاتا ہے یہ غصہ کی عادت مجھ میں بہت پرانی ہے حضرت والا! دعا اور علاج فرمادیں جس سے یہ معصیت کرنے سے رک جاؤں۔

ارشاد: یہ بھی یاد کر لیا جاوے کہ ہم بھی قصوروار ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس طرح ہم پر غضب فرماویں تو کیا ہوگا۔

مضمون خط حضرت حاجی صاحب

خرچ کرنے میں احتیاط

عرض: خرچ کرنے کے موقع پر بہت سوچ بچار کر خرچ کرتا ہوں غیر ضروری موقعوں پر خرچ کرنے سے دل کو بہت تنگی ہوتی ہے ضروری موقعوں پر بھی بہت آہستہ آہستہ خرچ کرتا ہوں دل میں یہ خوف لگا رہتا ہے کہ کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے یا قرض نہ اٹھانا پڑے اور بحمد اللہ اس وقت مقروض نہیں ہوں کسی کا میری طبیعت بھی کمزور ہے معمولی باتوں سے پریشان ہو جاتا ہوں اس لئے پیسے پاس رہیں تو دل مطمئن رہتا ہے ہاں زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ و مروت کے ضروری موقوں پر خرچ کر دیتا ہوں چنانچہ اپنے والد صاحب و بھائی صاحب کا جو مجھ سے علیحدہ ہیں بہت سا قرض حسب توفیق ادا کرتا رہا ہوں اور طبیعت پہلے ہی سے بحمد اللہ حرام و مشتبہ مال سے بہت متنفر ہے اور اب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور آپ کی دعا و برکت سے ایسے مال سے بچاتے رہتے ہیں اور سادہ لباس اور سادہ خوراک پر قناعت کا عادی ہوں سارا حال عرض کر کے طالب ارشاد ہوں کہ مجھ میں حب مال و بخل کا مرض تو نہیں اگر ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔

ارشاد: یہ تو خطرہ عقل کا اقتضاء ہے اللہ تعالیٰ اور عقل زیادہ کرے مگر اس کو اپنی محبت کا تابع رکھے۔

بھیک مانگنے والا معذور نہ ہو تو بھیک نہ دے

عرض: اور بہت سوں نے تو مانگنے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور بعض تیسرے چوتھے دن پھر آموجود ہوتے ہیں اور گھر والوں کو مانگ مانگ کر تنگ کر دیتے ہیں۔

ارشاد: اگر قرآئن سے معلوم ہو کہ یہ معذور نہیں تو دینا نہ چاہئے نا جائز ہے۔

مضمون خط اہلیہ حضرت حاجی صاحب

غصہ کا علاج

مرض: حضرت والا! میرے دلی امراض میں سب سے بڑا عیب غصہ کا ہے اگر کوئی مجھے تھوڑی سی بات بھی کہہ دے یا میری خلاف مرضی بات کرے تو از حد غصہ آتا ہے جس سے بچوں کو تو بہت پیٹتی ہوں اور اگر کوئی اور ہو جس پر بس نہ چل سکے تو اس سے بولنا چھوڑ دیتی ہوں اور دل میں اس کے متعلق بہت عرصہ تک کینہ رہتا ہے۔

ارشاد: جب غصہ آوے فوراً اس جگہ سے ہٹ کر تنہائی کی جگہ چلی جاؤ اور کسی کام میں لگ جاؤ کوئی شخص بات کرے تو کہہ دو میں اس وقت نہیں بولتی پھر کہہ لینا۔

کل بلا استثناء غیبت میں شامل نہیں

عرض: حضرت والا کے ارشاد سے یہ ناچیز سمجھ گئی کہ کسی معین شخص کا ذکر کر کے یا دل میں اس کا خیال کر کے اس شخص سے اپنے کو اچھا سمجھنا یا اچھا ظاہر کرنا معصیت ہے سو بحمد اللہ یہ خیال تو مجھ میں نہیں ہے کسی کو حقیر نہیں سمجھتی اپنے دل میں اپنی قوم کو عام طور پر دین سے بے پرواہ سمجھ کر ایک رشتہ دار عورت سے کہا تھا کہ کیا ہماری لڑکیوں کے رشتہ کے لئے قوم کے یہی لوگ (بددین) رہ گئے ہیں؟ اور دل میں تھا کہ کسی دیندار سے رشتہ کروں گی حضرت والا! اگر عام طور پر قوم کو ایسا سمجھنا اور کہنا مرض یا معصیت ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

ارشاد: عام کے دو معنی ہیں ایک تو کل کے کل بلا استثناء اور ایک اکثر کے اعتبار سے اول غیبت ہے ثانی نہیں۔

معالجہ کے لئے ٹیکہ لگانا جائز ہے

عرض: سرکاری ڈاکٹر گاؤں میں لوگوں کو ٹیکہ کرتے ہیں بچوں کو خصوصاً اور بڑوں کو ہی اس سے تکلیف بہت ہوتی ہے ارشاد فرماویں کہ ٹیکہ کا لگانا مناسب ہے یا کہ نہیں جیسا ارشاد ہو گا عمل کروں گی۔

ارشاد: معالجہ کے لئے ٹیکہ بھی لگانا جائز ہے اور رفع وحشت کے لئے نقل مکان بھی جائز ہے یہ اعتقاد نہ ہونا چاہئے کہ جانے سے بچ جاوے گا اور وعظ مسمی خیرالحیات وخیرالممات اس بارے میں بہت نافع ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت

عرض: حضرت والا! میں ایک دفعہ (عرصہ ہوا) اپنے حقیقی بھائی کے ہاں مہمان گئی تھی اس نے چند روپے مجھے اپنی گھر میں خرچ وغیرہ کے لئے دیئے جن میں ایک روپیہ میں نے بلا اجازت اس کے اپنے کسی کام میں خرچ کر لیا تھا گویا میرے ذمہ اس کا ایک روپیہ ہے مگر اس بھائی نے میرے شوہر سے عرصہ ہوا کہ ساڑھے سترہ روپے ادھار لئے تھے اور تاحال ادا نہیں کئے میں نے اسے کہا بھی تھا کہ روپے ادا کردو مگر اس کی نیت ادا کرنے کی معلوم نہیں ہوتی تو کیا وہ روپیہ شوہر کے روپوں میں کاٹا جاسکتا ہے اور جب کبھی وہ میرا بھائی شوہر کے روپے ادا کرے تو ایک روپیہ اس سے کم وصول کرلیں یہ ٹھیک ہے کہ اگر یہ ٹھیک نہ ہو تو بطور ہدیہ وغیرہ اس کو یہ ایک روپیہ یا کوئی اور چیز ایک روپیہ کی پہنچادیں جس طرح حضرت اقدس ارشاد فرماویں تعمیل کروں۔

ارشاد: ہاں بشرطیکہ تم کو ان کے سترہ روپے کا علم دلیل شرعی سے معلوم ہو محض شوہر کا کہنا کافی نہیں۔

جوش غصہ میں سزا نہ دی جائے

عرض: غصہ کی حالت میں بعض دفعہ اپنے بچوں کو زیادہ مار دیتی ہوں وہ بھی ان کے قصور پر ایسے موقع پر کیا طریقہ استعمال کروں جس سے مجھے مواخذہ نہ ہو اور یہ معصیت دور ہو جاوے ارشاد فرماویں۔

ارشاد: جوش غصہ کے وقت مت مارو جب غصہ کم ہو جاوے یہ سوچ کر کہ کتنی سزا مناسب ہے سزا دے دو۔

بچوں کو بیل وغیرہ کے کہنے کا حکم

عرض: اپنے بچوں کو کام میں کوتاہی کرنے یا کسی بات کے نہ ماننے پر جوش غصہ میں

نامناسب الفاظ ڈوم، بیل، بھینسا وغیرہ کہہ دیتی ہوں۔

ارشاد: کچھ ڈر نہیں مگر اس سے آگے نہ بڑھیں۔

غصہ کا علاج

مرض: اگر کوئی مجھ کو معمولی بات کہے اور میری کسی غلطی سے متنبہ کرے تو اس سے بہت غصہ آتا ہے اور کسی کی معمولی بات کا تحمل نہیں کرتی ہوں اور گھر والوں میں سے جو کوئی مجھ کو کبھی غصہ سے کچھ کہے تو اس کو بھی ویسا ہی جواب دیتی ہوں جس سے دوسرے کی دل شکنی ہوتی ہے اور غصہ کا اثر میرے دل میں دیر تک رہتا ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور جس سے غصہ ہوتا ہے میں اس سے بولنا نہیں چاہتی حضرت والا! یہ مرض مجھ میں بہت پرانا ہے اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

ارشاد: اس وقت بالکل سکوت کرو اور وہاں سے جدا ہو جاؤ کہ مغضوب علیہ کا سامنا رہے اگر اس سے سکون ہو جاوے کافی ہے ورنہ بتکلف اس سے شفقت و نرمی کی بات کرو اگر ممکن ہو سکے اس کو کچھ ہدیہ دے دو۔

بہشتی زیور کے مطالعہ کی ترغیب

عرض: میں بعد تہجد کے نماز فجر تک بہشتی زیور یا شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہ وغیرہ کا مطالعہ کرتا رہتا تھا مگر اب وقت مطالعہ کتب فقہ وغیرہ کا ان تسبیحوں کی وجہ سے نہیں ملتا اور دن کے وقت (بعد نماز فجر) دس بجے سے پہلے پہلے مناجات مقبول و قرآن شریف و مواعظ وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہوں بعدہ، چونکہ سکول میں شام تک سرکاری کام میں لگا رہتا ہوں۔

ارشاد: کیا اتنا وقت بھی نہیں مل سکتا کہ بہشتی زیور کے تین ورق روزانہ دیکھ لئے جایا کریں۔

اصلاحی خطوط

مکتوبات حسن العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون: سادات غربا' سادات اغنیاء اور احباب اغنیاء اور ان تینوں قسم کے اصحاب کے اطفال صغار جو اس ایصال ثواب کا کھانا کھائے اور ان کو بھی بہ نیت حصول ثواب کھانا کھلایا گیا۔ پس شرعاً ان چاروں قسم کے لوگوں کو ایصال ثواب کا کھانا کھلانا اور اس کا ثواب ایصال کرنا جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب: فی نفسہ تو جائز تھا مگر ان لوگوں کے کھانے کھلانے سے رسوم جاہلیت کی تقویت ہوتی ہے اور مساکین کے نفع میں کمی ہوتی ہے اس لئے انتظام دین مقتضی اس کو ہے کہ اس کو منع کیا جاوے۔

مضمون: مہر مرحومہ کسی صدقہ جاریہ میں صرف کروں تو اس سے مرحومہ کے ذمہ کے حج' زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ ادا ہو جائیں گے۔

جواب: نہیں دوسرے ورثہ کا حصہ آپ اپنی رائے سے صرف نہیں کر سکتے۔

مضمون: مرحومہ کے والد کا حصہ بھی کسی صدقہ جاریہ میں صرف کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ وہ پابند شرع نہیں فضولیات میں صرف کریں گے پھر اس سے شاید مجھ کو بھی گناہ ہوا اور مرحومہ کی روح کو بھی صدمہ ہو۔

جواب: آپ پر واجب ہے کہ ان کا حصہ ان کو دے دیں وہ اگر خلاف شرع صرف کریں گے خود ان پر وبال ہوگا نہ تو آپ کو گناہ ہوگا اور نہ مرحومہ کی روح کو صدمہ ہوگا کیونکہ وہ شرعاً ان ورثہ کی ملک ہے۔

مضمون: ایک خط میں کاتب نے اپنے نام کے آگے الفاظ ''خریدار الامداد'' بھی لکھ دیئے ان الفاظ پر نشان کر کے یہ جواب تحریر فرمایا ''اس پتہ سے کیا فائدہ ہوا کیا اس کے دباؤ میں کام نکالنا چاہتے ہیں کیا اس پرچہ کا مالک یا منتظم مجھ کو سمجھتے ہیں۔ اگر یہ پتہ نہ ہوتا تو اس خط کا جواب دیتا اب جواب دینے سے قاصر رہا۔

مضمون: ایک وکیل صاحب نے قلت آمدنی کی شکایت کر کے کوئی وظیفہ چاہا۔ **جواب:** کہ دعائے خیر کرتا ہوں حزب البحر روزانہ ایک بار بعد نماز فجر یا مغرب معمول رکھا جاوے تو امید فلاح ہے۔

مضمون: ایک خط میں نام لڑکی کا پوچھا گیا اور ذہن کے لئے کوئی دعا بھی۔ جواب: آمنہ نام اچھا معلوم ہوتا ہے بعد ہر نماز کے یا علیم اکیس بار پڑھ لیا کریں ذہن کیلئے۔

ایک کارڈ کا جواب: بیعت تو وطن سے بھی ممکن ہے جبکہ میں اپنی شرائط کو مجتمع معلوم کر لوں باقی ہفتہ عشرہ میں کیا اصلاح اور کیا تربیت ہو سکتی ہے۔

ایک کارڈ کا جواب: اگر آپ کا خط مع ٹکٹ پہنچا ہوگا تو ضرور جواب گیا ہے باقی یاد رہنا یا پہنچنا میرے اختیار سے خارج ہے۔

ایک خط کا جواب: جس کی عادت (داڑھی منڈانے یا کتروانے کی ہو) اس کے پیچھے (نماز) مکروہ تحریمی ہے (اگر پڑھ لی ہو) اعادہ نہیں ہے"

ایک کارڈ کا جواب: حق العباد جب صاحب حق کے ورثہ سے معاف کرالئے معاف ہو جاوے گا اور اگر بامید کسی چیز کے ملنے کے صاحب حق نے معاف کیا تھا اور یہ امید اس مدیوں نے دلائی تھی اور وہ چیز پھر اس کو نہ دے تو معاف نہ ہوگا۔

ایک معلم نے بذریعہ کارڈ اطلاع دی کہ گرمیوں کی وجہ سے رات چھوٹی ہوگئی بارہ تسبیح اور کلام مجید کی ایک منزل پڑھنی پڑتی ہے نیند میں خلل ہونے سے پڑھائی میں نقصان واقع ہوتا ہے جواب تحریر فرمایا۔ بارہ تسبیح میں کمی کر دی جائے جس قدر آسانی سے ہو سکے اتنا کیا جاوے۔

مضمون: ایک صاحب نے یہ لکھا کہ فلاں فلاں چیز جو قصد سبیل میں ہے تجویز فرما دی جاوے جواب: طبیب تجویز نسخہ میں مریض کی رائے کا اتباع نہیں کر سکتا۔

ایک خط کا جواب: معمولات کافی ہیں میرے وعظ جتنے مل جاویں سنا کرو اور آنکھوں کو نیچے رکھو اور اس گناہ کے کفارہ کے لئے پچاس نفلیں روزانہ پڑھا کرو اور مجھکو حالات سے اطلاع دیتے رہا کرو۔

ایک خط میں اولاد کے لئے تعویذ طلب کیا گیا تھا۔ جواب دیا عزیز من میں خود بے اولاد ہوں اگر ایسا تعویذ جانتا تو اپنا حق مقدم تھا۔

ایک صاحب نے بلا اطلاع معمولات مجوزہ سابق کچھ اور پڑھنے پڑھانے کے لئے پوچھا تھا تحریر فرمایا کہ مجھ کو پہلے ہی معلوم نہیں۔ بچہ کے لئے بھی حفظ کا تعویذ مانگا تھا تحریر فرمایا

کہ معوذتین لکھوا کر گلے میں ڈال دیں ایک مسئلہ بھی پوچھا تھا تحریر فرمایا کہ مسائل کے لئے جو خط بھیجا جاوے اس میں اور مضمون نہ ہو۔

ایک خط میں بیوی کی عدم پابندی نماز کی شکایت درج تھی۔ تحریر فرمایا کہ ہمیشہ نصیحت کرتے رہیں میری کتابیں سنایا کریں ناامید نہ ہوں۔ بلاضرورت سختی نہ کریں۔ دوسری شادی کو بھی پوچھا تھا۔ منجملہ اور مصلحتوں کے موجودہ بیوی کے دیندار ہو جانے کی بھی مصلحت درج تھی۔ تحریر فرمایا کہ اپنی گنجائش اور یہ کہ فساد تو نہ بڑھے گا۔ دونوں باتیں دیکھ لیں اور یہ امید نہیں کہ سوت کو دیکھ کر دوسری سوت دیندار ہو جاوے۔

ایف اے کے امتحان کی کامیابی کے لئے کوئی وظیفہ یا تعویذ ایک صاحب نے مانگا تھا۔ تحریر فرمایا کہ "روزانہ یا علیم (۱۵۰) بار بعد نماز فجر پڑھ کر دعا کیا کریں۔ امتحان کے روز اس کی کثرت بلا تعداد رکھیں"

۸ جمادی الاول ۳۴ھ مقدمہ میں ایک ماخوذ اہلکار پولیس کا جواب۔ اگر روزانہ ایک بار حزب البحر پڑھ لیا کیجئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔

ایک صاحب نے لکھا کہ پہلے اچھی اچھی کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ اب بجائے ان کے دنیوی قصہ وغیرہ کی طرف خیال منتشر رہتا ہے۔

جواب: اس کی طرف اصلا التفات نہ فرمایئے۔ ایسے تغیرات ہر شخص کو پیش آتے ہیں کام میں لگے رہنے سے تدریجاً سب حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔ بڑی بات کام پر مداومت کرنا ہے جس طرح ہو دل سے یا بددلی سے۔

۹ جمادی الاول ۳۴ھ (مضمون) میں ہمیشہ دل رنجیدہ رہتا ہوں کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس سے خوشی حاصل ہو اور دہشت جاتی رہے۔

جواب: سوتے وقت آیت الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑھ کر سو رہا کریں اور جب کوئی برا خیال آیا کرے میرا خیال کر لیا کریں ضمیمہ۔ یہ مخاطب فہیم تھے کہ حقیقت اس تدبیر کی سمجھتے تھے کہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے اور محبوب کا خیال زیادہ دافع ہوتا ہے وہ اس سے متعارف تصور شیخ نہیں سمجھے۔

بواسیر کی شکایت پر تحریر فرمایا۔ بعد نماز فجر (۴۱ بار) الحمد شریف پانی پر دم کر کے پیا کیجئے۔

۱۱ جمادی الاول ۴۴ھ ایک صاحب نے محض مسئلہ پوچھنے کی غرض سے خط لکھا اس میں خیریت بھی دریافت کی حالانکہ یہ بھی لکھا تھا کہ خیریت فلاں صاحب کے خط سے معلوم ہوتی رہتی ہے۔ اس کا جواب یہ لکھا خیریت سے ہوں۔ ایک مسئلہ خلوص کا بتلاتا ہوں اس خط میں جب مسئلہ پوچھنا تھا تو خیریت دریافت کرنا نہ چاہئے تھا۔ نہ اس میں خلوص رہا نہ اس میں۔ اس خط میں مسئلہ یہ دریافت کیا گیا تھا کہ محکمہ رجسٹری میں محرر رجسٹری کی جگہ جائز ہے یا نہیں اور اس کو ترک کر دینا چاہئے یا نہیں اس کے جواب میں استفسار فرمایا کہ "اگر ناجائز ہوتی تو ترک کر کے کیا سبیل معاش اختیار کریں گے"

اسی خط میں آخر میں ان صاحب نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر میری منشاء کے مطابق جواب باصواب موصول ہوا تو آئندہ اپنے سوالات متعلق بہ دین یا مشتمل بر دین پیش کرتا رہوں اس کا جواب تحریر فرمایا کہ میں اسی خدمت کے لئے ہر مسلمان کے واسطے حاضر ہوں اس میں کسی شرط کی ضرورت نہیں۔

ایک خط میں تین فتوے ایک ہی عبارت میں لفظ یا کے ساتھ دریافت کئے گئے تھے کہ اگر ایسا ہو یا ایسا ہو تو کیا حکم ہے۔ تحریر فرمایا "یہ تینوں سوال الگ الگ لکھ کر سوال کریں تاکہ جواب میں آسانی ہو" ضمیمہ۔ وجہ یہ کہ کبھی ہر صورت کا حکم الگ ہوتا ہے تو ہر سوال کا اعادہ کرنا پڑتا ہے تو سائل مجیب کے ذمہ بلا ضرورت یہ کام کیوں ڈالے خود ہی ہر صورت کا سوال جدا کیوں نہ قائم کرے۔

ایک خط کا جواب: جو امور اختیاری ہیں ان میں بجز استعمال اختیار کے اور کیا ہو سکتا ہے اصل چیز تو یہی ہے اور اختیار میں ہے اور دعا اس کی معین ہے نہ کہ صرف دعا پر اکتفا کیا جاوے رہا توجہ باطنی اس کی درخواست نفس کا حیلہ ہے کہ نفس مشقت سے بھاگتا ہے اس لئے اس نے یہ حیلہ نکالا ہے جس میں اس کو کچھ کرنا نہ پڑے اور جو امور غیر اختیاری ہیں وہ مضر نہیں اس کی فکر میں نہ پڑیں اور دعا کے قبول نہ ہونے کی نسبت جو لکھا ہے (کہ معلوم نہیں کیوں نہیں قبول ہوتی) سخت بے ادبی ہے کیا وہ دعائیں تمام شرائط کے جامع ہونے کے سبب مستحق قبول ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک ایسی ہی ہیں تو کھلا دعویٰ ہے اپنے عمل کے کمال

کا باوجود قیام معارض کے اور اگر نہیں ہیں پھر قبول کا انتظار اور عدم قبول کا اظہار چہ معنی جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنا تبریہ اور حق تعالیٰ پر الزام۔ الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔

۱۶ جمادی الاول ۳۴ھ یوم سہ شنبہ۔ ایک ضعیف العمر صاحب نے جو مرض میں مبتلا تھے ایک خط میں شکایت ہجوم وساوس کی تحریر کی تھی جواب تحریر فرمایا کہ آپ کو ایسی جگہ چند روز رہنا ضروری ہے جہاں طبیب ظاہری بھی ہو اور کوئی شیخ کامل بھی ہو جس سے آپ کو اعتقاد ہو۔ بعد کو دوسرا خط آیا کہ حالت یاس کی ہے زندگی کی امید نہیں حاضری سے قاصر ہوں ایسے خیالات فاسد آتے ہیں کہ اس کا ظاہر کرنا شرک کفر ہے۔ اس پر تحریر فرمایا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حق تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمادے اور مغفرت کرے بالکل اطمینان رکھیں کہ ان وسوسوں سے ذرا بھی گناہ نہیں ہوتا اور نہ ان کے علاج کی ضرورت ہے بلکہ بالعکس ان پر ثواب ملتا ہے اور علامات ایمان کامل سے ہے البتہ رضائے حق وذخیرہ آخرت کے لئے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت رکھیں اور وساوس کا ذرا غم نہ کریں آپ دیکھیں گے کہ ان کے عوض آپ کے نامہ اعمال میں حسنات درج ہوں گے۔

ایک مریضہ کے لئے تحریر فرمایا کہ آیات شفا لکھ کر اس کو پلایئے۔

کامیابی امتحان انگریزی کے لئے یہ تعویذ تحریر فرمایا۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم. اللھم یسرلنا امورنا مع الراحۃ لقلوبنا و ابداننا والسلامۃ والعافیۃ فی دیننا و دنیانا وکن صاحبنا فی سفرنا وخلیفۃ فی اھلنا**" اور تحریر فرمایا کہ پڑھنے کے لئے روزانہ قبل شروع کرنے کام کے (۱۵۰ بار) یاعلیم پڑھ کر قلب پر دم کرلیا کریں۔

احقر نے ملفوظات ومواعظ قلم بند کرنے کی سہولت کے لئے کوئی وظیفہ طلب کیا تو فرمایا کہ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ (۲۱ بار) بعد فجر پڑھ لیا کیجئے۔

امتحان کے کمرہ میں داخل ہونے سے قبل کچھ پڑھنے کو پوچھا گیا تحریر فرمایا کہ اس وقت یاعلیم کی کثرت رکھنا بہتر ہے۔

محکمہ رجسٹری کی ملازمت کی بابت پیشتر ایک صاحب نے فتوے دریافت کیا تھا اس کی بابت دریافت فرمایا کہ اگر ناجائز ہوئی تو ترک کر کے کیا سبیل معاش اختیار کریں گے

اس کے جواب میں ان صاحب نے لکھا کہ کوئی صورت معاش نہیں اس پر تحریر فرمایا کہ پھر مجبوری میں کیا ہو سکتا ہے اور نہ جواز کا فتویٰ دے سکتا ہوں جب تک نہ چھوڑ سکیں حرام سمجھیں اور دعا کرتے رہیں کہ اس سے بوجہ احسن نجات ہو پہلے خط میں جس کا خلاصہ نمبر ۳۰ میں درج ہے محض مسئلہ پوچھنے کی غرض سے جو خط بھیجا جاوے اس میں خیریت بھی دریافت کرنے کو خلاف خلوص تحریر فرمایا تھا۔ دوسرے خط میں انہوں نے خیریت نہیں دریافت کی لیکن حضرت نے از خود تحریر فرمایا کہ میں خیریت سے ہوں انہیں صاحب نے اب کی مرتبہ مسئلہ کی بابت علیحدہ خط بھیجا اور اس غلطی کی معافی علیحدہ جوابی کارڈ میں مانگی کہ مسئلہ پوچھنے کے خط میں خیریت دریافت کی مجھے سخت غلطی ہوئی۔

ایک صاحب کو تحریر فرمایا "ایک بے تکلف عرض ہے۔ میرا دل خوش ہوتا اگر خود آپ کا لکھا ہوا خط آتا دوسروں کے ہاتھ کا لکھا ہوا آنا اچھا نہیں معلوم ہوا خصوص ایسے صاحب کے ہاتھ کا جن کے معاملات صاف نہیں۔ ضمیمہ وہ خط دوسرے ایسے شخص سے مرسل خط نے لکھوا کر بھیجا تھا جن کی بدمعاملگی سے ایک مسلمان کو رنج اور ضرر پہنچ چکا تھا۔

۱۹ جمادی الاول ۴۳ھ سوال (۱) بعض لوگ اپنا کنگھا کسی دوسرے شخص کو بالوں میں نہیں پھیرنے دیتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے باہم فریقین میں نزاع ہو جاتی ہے اور اپنے دعوے کے ساتھ شیخ عطار رحمہ اللہ علیہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں اس کے متعلق تحقیق مطلوب ہے۔ (۲) ایک عورت نے تمام عمر رمضان کے روزے نہیں رکھے اب بڑھاپے میں ہوش ہوا اب رمضان میں تو بمشکل ادا کرتی ہے مگر قضا رکھنے کی ہمت اور طاقت نہیں بتلاتی چاہتی ہے کہ فدیہ سے ادائیگی ہو جاوے کیا کوئی صورت ہو سکتی ہے۔

جواب: (۱) اس کی کوئی اصل نہیں اور حضرت شیخؒ کا مقولہ اگر ثابت بھی ہو جاوے تو اس پر محمول ہوگا کہ ان حضرات کو حسن ظن بڑھا ہوا تھا ہر روایت کو جبکہ اس کو کوئی صریح صحیح روایت رد نہ کرے صحیح مان کر عمل اور تعلیم فرمانے لگتے تھے۔ جس کا سبب غایت محبت رسول ہے۔ (۲) ایسی حالت میں فدیہ دیدینا جائز ہے۔

جواب ایک خادمہ کے خط کا: "ہمشیرہ عزیزہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جو تعلقات ضروری

ہوں وہ تو باطن کو مضر نہیں ہوتے اگر چہ سر دست ذکر کا اثر محسوس نہ ہو مگر نفع برابر ہوتا ہے اور وقت خاص پر معلوم بھی ہو جاتا ہے اور جو تعلقات فضول ہیں ان کو ترک کر دیا جاوے"

ایک صاحب کو جو کسی مقدمہ میں ماخوذ ہیں تحریر فرمایا کہ یا حفیظ بکثرت پڑھیں۔

ایک خادمہ مسماۃ نے نہایت اشتیاق و آرزو کے ساتھ حاضری کی اجازت چاہی اور کوئی نیا کام رکھنے کی درخواست کی کیونکہ پہلا نام اور پہلا کام اچھا نہ تھا توبہ کر کے نام بدلنے کی بھی درخواست کی تھی۔ جواب یہ تحریر فرمایا "اگر کبھی شوہر تمہارے اپنی خوشی سے ہمراہ لے آویں بشرطیکہ قرض نہ کرنا پڑے اور کوئی حرج بھی کسی قسم کا نہ ہو اور تم ان پر تقاضا کر کے تنگ بھی نہ کرو اور پردہ میں اور نماز میں بھی سفر میں خلل نہ پڑے تو اجازت ہے اور اپنا نام امت اللہ رکھ لو یعنی اللہ کی بندی جیسے عبداللہ (نام شوہر مسماۃ) کے معنی ہیں اللہ کا بندہ"۔

ایک لڑکا جس کی عورت جوان ہے گم ہو گیا ہے کسی نقش کی درخواست پر تحریر فرمایا "اس تعویذ کو ایک نیلے یا کالے کپڑے میں لپیٹ کر دو پتھروں کے درمیان میں دبا کر اندھیری کوٹھڑی کے اندر رکھ دیں اور رکھتے وقت یہ کہہ دیں کہ اے اللہ فلاں شخص کو لے آ نقل تعویذ

"بسم اللہ الرحمن الرحیم انا رادوہ الیک یبنی انھا ان تک مثقال حبة من خردل فتکن فی صخرة اوفی السمٰوٰت او فی الارض یات بھا اللہ ان اللہ لطیف خبیر او کظلمت فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمت بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یریھا ومن لم یجعل اللہ له نوراً فماله من نور حتیٰ اذا ضاقت علیھم الارض بمارحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لاملجاء من اللہ الا الیه اللھم اٰت بالمراد بالخیر"۔

ایک صاحب کے سپرد کسی مسجد کی امامت ہے انہوں نے دریافت کیا کہ بعض مرتبہ کوئی شخص جماعت کے واسطے نہیں ہوتا تو اس صورت میں بندہ پر جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اگر ضروری ہے تو اذان کہہ کر دوسری مسجد میں جماعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: نہیں بلکہ اسی مسجد میں منفرد پڑھنا افضل ہے۔

کسی نے اختلاج اور تبخیر کے لئے تعویذ مانگا۔ تحریر فرمایا کہ "یہ تعویذ گلے میں اس طرح

لٹکا دیں کہ قلب پر پڑا رہے"، نقل تعویذ "بسم اللہ الرحمن الرحیم الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب وربطنا علی قلوبھم لولا ان ربطنا علی قلبھا لتکون من المؤمنین ولیربط علی قلوبکم".

مضمون: اور تھوڑی دیر تک تو حضور کا تصور رہتا ہے بعد اس کے حضور کا تصور تو مٹ جاتا ہے اور یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ ایک اونچا تخت جس کے خاص حصہ پر نور جلوہ گر ہوتا ہے میرے سامنے ہوتا ہے اور یہ تختِ تخت خداوندی معلوم ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نور میں بڑی زبردست کشش ہے جو کہ زبردستی مجھ کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے۔ شعر وردِ زبان رہتا ہے اور اس نور کے قریب ہوتا جاتا ہوں۔ جب یہ نور گز سوا گز کے فاصلہ پر رہ جاتا ہے یکایک چونک اٹھتا ہوں اور سب کچھ غائب ہو جاتا ہے۔

جواب: سبحان اللہ یہ توجہ الی اللہ تو اصل مقصود ہے اور شیخ کی محبت اسی مقصود کا ذریعہ ہے پس اگر کسی کو خدا تعالیٰ یہ مقصود نصیب کر دے اور شیخ سے ذرا بھی محبت نہ ہو مگر اطاعت و اتباع ہو تو وہ شخص سرتاسر حق پر فائز ہے۔ ۲۱ جمادی الاول ۳۴ھ۔

جواب ایک خط کا۔ بیعت میں جلدی مناسب نہیں پہلے کام شروع کر دیا جاوے قصد السبیل سے کام شروع کر دیجئے اور حالات سے اطلاع دیتے رہئے تاکہ سلسلہ تعلیم کا جاری رہے پھر جب باہم مناسبت ہو جاوے گی اس وقت بیعت کی درخواست کا مضائقہ نہیں۔

مضمون: آنکھ تو رات کو ضرور کھلتی ہے مگر یہ خیال کرتا رہتا ہوں کہ ابھی وقت بہت ہے پڑھ لوں گا اسی خیال میں پھر نیند آ جاتی ہے۔ جواب: ہمت کی ضرورت ہے۔

جواب ایک خط کا۔ اصل یہ ہے کہ طالب علمی کے ساتھ ذکر و شغل جمع ہونا دشوار ہے ایسی حالت میں جس قدر اور جس طرح ہو سکے غنیمت ہے۔ اس لئے اضافہ مناسب نہیں اور اسباق کا حرج کر کے آنا بھی خلاف مصلحت ہے۔ ۲۲ جمادی الاول ۳۴ھ۔

مضمون: اس وقت خادم کے دماغ کی یہ حالت ہے کہ جو کچھ حضور کے مواعظ وغیرہ میں پڑھتا ہوں ہر وقت خیال بند ھا رہتا ہے یہاں تک کے نماز میں بھی۔

جواب: ان مضامین کا دماغ و خیال میں رہنا مطلوب ہے نماز میں بھی مضر نہیں

اطمینان رکھیں۔ مضمون: عورت پر جن کے اثر کیلئے تعویذ طلب کیا گیا ہے۔

جواب: میں عامل نہیں لیکن توکلاً علی اللہ کچھ لکھ دیا ہے گلے میں ڈال دیجئے (نقل تعویذ) بسم اللہ الرحمن الرحیم. ھذا کتاب من محمد رسول اللہ رب العالمین الی من طرق الدار من العمار والزوار ولاالسائحین الاطارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعة فان تک عاشقاً مولعاً او فاجراً مقتحماً او داعیاً حقاً مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق علینا وعلیکم بالحق انا کنا نستنخ ما کنتم تعلمون ورسلنا یکتبون ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدہ الاصنام والاوثان والی من یزعم ان مع اللہ الھاً اٰخرلا الٰہ الا ھو کل شیء ھالک الا وجھه له الحکم والیه ترجعون تقلبون حٰمٓ لاتنصرون حمعسق یفرق اعداء اللہ وبلغت حجة اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم فسیکفیکھم اللہ وھوالسمیع العلیم۔

مضمون: ۲۳ جمادی الاول ۳۴ ھ۔ درخواست اجازت اعمال قرآنی و درخواست درودشریف بغرض حصول زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

جواب: دونوں درخواستوں کا جواب زبانی سمجھ میں آ سکتا ہے تحریر سے سمجھ میں نہ آویگا مگراس وقت مجملاً اتنا سمجھ لیں کہ دونوں امر غیر ضروری ہیں۔

مضمون: بروز واپسی جلسہ سہارنپور بغرض بیعت حاضر خدمت بابرکت ہوا تھا لیکن حضور نے حالت طالب علمی میں مناسب نہ سمجھا واللہ مجھے بجائے مایوسی کے فرحت اور خوشی حاصل ہوئی اور عقیدت مندی زیادہ ہوئی اس لئے کہ حکیم کی رائے اور تجویز سے علاج مفید اور مناسب ہوتا ہے چند احباب نے حضور کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرنے کو کہا تھا لیکن بموجب اس تعلیم ضوابط کے کہ آنجناب نے وعظ میں ارشاد فرمائے تھے میں عرض نہ کر سکا۔

جواب: آپ کی خوش فہمی اور سعادت مندی سے بہت دل خوش ہوا۔ تحصیل علم اور اصلاح عمل میں لگے رہئے اور ضروری بات مجھ سے پوچھی جاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ جواب میں دریغ نہ ہوگا۔

مضمون: دورہ میں اہل مدد ہیڈ گھڑے اور لکڑی مفت کی استعمال کرتے ہیں میں احتیاط کرتا ہوں۔ کمہار سے گھڑے قیمتاً خریدتا ہوں اور کوئلہ ساتھ رکھتا ہوں۔ اس پر سالن پک جاتا ہے اور ہر گانوں میں پہنچ کر کنڈے خرید کر روٹی پکوالیتا ہوں اس وجہ سے میں اہل مدد ہیڈ سے علیحدہ ہوگیا اور اب میرا کھانا بالکل علیحدہ پکتا ہے مگر رواجاً یہ بات کہ تین مسلمان ایک جگہ رہتے ہیں اور میں تنہا بیٹھ کر کھانا کھالیتا ہوں کچھ برا معلوم ہوتا ہے آیا اس میں کسی اصلاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔

جواب: اس میں ایک تو مسئلہ کی تحقیق ہے وہ یہ کہ اگر ان کے طعام کی جنس حلال ہو تو صرف گھڑے یا لکڑی کے غیر حلال ہونے سے طعام حرام نہ ہوگا ان لوگوں کے ساتھ اپنا طعام شامل کر کے کھالینے کی اجازت ہے ان کے اس فعل کا کہ گھڑے و لکڑی ناجائز طریق سے حاصل کیا وبال خود ان پر رہے گا اور ایک مشورہ کی تحقیق ہے وہ یہ کہ اگر اس طرح جدا ہو کر کھانے سے کوئی زیادہ تنگی ظاہری یا قلبی نہ ہو تو زیادہ بہتر یہی ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو اس کا احساس ہو کر اپنے فعل کے بے جا ہونے پر ان کو متنبہ ہو اور وہ بھی تائب ہو جاویں۔ خصوص جبکہ یہ احتمال ہو کہ اگر ہم ان کے شامل ہو کر کھاوینگے تو ہماری یہ احتیاط بھی بے اثر و بے وقعت ہو جاوے گی تب تو علیحدہ کھانا زیادہ ضروری ہے۔ اور اگر حالت اس کے خلاف ہو یا ساتھ کھانے میں امید ہو کہ تالیف قلب سے متاثر ہو کر ان کو ہدایت ہو جاوے گی تو شامل ہو کر کھالیں۔

مضمون: یہاں دو شخصوں میں بحث ہے پہلا شخص کہتا ہے کہ انسان خود فاعل مختار ہے اور اللہ پاک نے اس کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے نیکی کرے یا بدی کرے اور اس کا قبول کرنا نہ کرنا اللہ پاک کے اختیار ہے اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ نہیں جو کام کراتا ہے اللہ پاک کراتا ہے انسان کچھ نہیں کرتا فقط بدی کرسکتا ہے نیکی اللہ پاک کراتا ہے۔

جواب: ایسی باریک باتوں کی تحقیق میں مت پڑو پھر طرح طرح کے شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بس مجملاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ توفیق نیکیوں کی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور جس طرح توفیق دی ہے اسی طرح بندہ کو اختیار بھی دیا ہے اور ایسا ہی اختیار انسان کو بدی کرنے کا بھی ہے پتھر کی طرح وہ مجبور نہیں ہے۔

جواب ایک خط کا۔ عزیزہ سلمہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دینی اعتبار سے تمہاری حالت بفضلہٖ تعالیٰ بالکل قابل اطمینان ہے۔ ایسے تغیرات وتبدلات جو کہ اکثر ضعف مزاج وغلبہ خلط سودا یا کمی خون کی ہے۔ باطن کو ذرا بھی مضر نہیں جس حالت کو تم محمود سمجھتی تھیں نہ وہ کمال تھا اور نہ یہ نقص ہے۔ دونوں عارضی ہیں۔ وساوس کسی شمار میں نہیں نہ اس سے کفر ہوتا ہے بلکہ الٹا اجر ملتا ہے۔ اصلی حالت عقائد اختیاریہ کی صحت اور اعمال ضروریہ کی پابندی اور معاصی سے اجتناب اور دنیا سے محبت نہ ہونا ہے جس کو یہ میسر ہے اور الحمدللہ تم کو میسر ہے وہ عنداللہ مقبول ہے اور جو پریشانی ہے وہ طبعی ہے روحانی نہیں۔ تم اپنے معمولات کو جس قدر بھی آسانی سے ہو سکے کئے جاؤ اور ایسی پریشانیوں کو باطن کے لئے مضرمت سمجھو۔ گو بیماری کے اثر سے جسم کو ضرر ہوتا ہو جس کی تدبیر طبیب کا کام ہے۔ جب تم یہاں تھیں تم نے یہ حالات بلکہ کوئی حالت بھی مفصل ظاہر نہیں کی یہ غلطی تھی ورنہ مشافہ میں زیادہ سکون ہوسکتا ہے خیر اب میں نے جو دستورالعمل تحریر کیا ہے اس کو قطعی سمجھو اور مضبوط پکڑو اور حالات سے ذرا جلدی جلدی اطلاع دیا کرو۔

جن صاحب کے ذریعہ سے ان بی بی صاحبہ نے عریضہ لکھوایا تھا انہوں نے طوالت عریضہ کی معذرت چاہی تھی جو بضرورت واقع ہوئی تحریر فرمایا "میں نے مفید دستورالعمل لکھ دیا ہے۔ طول ضروری کا کیا مضائقہ اور یہ ضروری تھا بدوں اس کے حال نہ معلوم ہوتا"

مضمون: نماز وظیفہ میں اس قدر فضول خیال آتے ہیں جس سے طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں خود تو خیالات جمع کیجئے نہیں اور جو بلاقصد آویں ان کا ذرا بھی غم نہ کیجئے۔ جب ذکر کا غلبہ ہوگا ان شاء اللہ یہ سب مضمحل و مغلوب ہوجائیں گے۔

۲۵ جمادی الاول ۳۴ھ یوم پنجشنبہ

مضمون: پوڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جواب: پوڑیہ میں اسپرٹ کا احتمال ہے اور وہ روح ہے بعض شرابوں کی جو قواعد فقہیہ سے مختلف فیہ ہے جو احتیاط کر سکے احتیاط کرے اور جو نہ کر سکے اس کو گنجائش ہے۔

ایک خط کا جواب: کسی مسجد کو آباد کرنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مضمون: معمولات علی التواتر حسب دلخواہ پورے طور پر وقت پر ادا نہیں ہوتے سخت پریشانی اور ندامت ہوتی ہے۔ جواب: یہ پریشانی اور ندامت بھی نفع میں معمولات سے کم نہیں۔

جواب ایک خط کا۔ بعد نماز فجر ۴۱ بار سورۂ فاتحہ پانی پر دم کر کے مریضہ کو دن بھر پلایا جاوے اور آپ نے پیسہ والا ٹکٹ بھیجا مجھ کو باوجود تلاش کے اس وقت سادہ کارڈ نہ ملا مجبوراً لفافہ پر ٹکٹ لگا کر بھیجتا ہوں اگر آپ کارڈ لے کر موڑ کر رکھ دیتے تو آسانی ہوتی۔ ان باتوں سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

۲۱ جمادی الاول ۳۴ھ یوم جمعہ

مضمون: حضور مال (جاجم وغیرہ بغرض فروخت) بہت رکھا ہے روپیہ دینے کا وعدہ بالکل قریب ہے اور مال کے پیچھے حضرت بہت پریشان ہوا ہوں۔ کوئی دعا پڑھنے کے واسطے بتلا دیجئے پڑھا کروں۔

جواب: یاباسط ہر نماز کے بعد (۷۲) بار پڑھ کر دعا کیا کریں۔

مضمون۔ میں نے اب کی دفعہ منت مانی تھی تو اللہ پاک نے پوری کر دی ہے اس کے شکریہ میں مسجد کی جانماز بنا و نگا ناپ بھجوا دیجئے۔

جواب: بھائی اس کی حفاظت جھگڑا ہے اتنا روپیہ مسکینوں کو دینے سے زیادہ ثواب ہوگا۔

مضمون۔ بہ برکت صحبت شریف تھانہ بھون سے واپس ہونے کے بعد پندرہ بیس روز تو ایسی عمدہ حالت رہی کہ ایسی کبھی عمر بھر نصیب نہیں ہوئی ذکر اور دعا میں خوب جی لگتا اور لذت آتی دل میں ہر وقت ایک رقت سی رہتی جس سے ذکر اور دعا میں بہت دفعہ رونا آ جاتا۔ خیالات مال و متاع زن و فرزند کم آتے۔ اکثر نیک اعمال کی رغبت اور اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں رہتا لیکن جوں جوں دن زیادہ گزرتے گئے یہ باتیں کم ہوئیں اور بطور سابق قساوت قلبی بڑھنی شروع ہوئی اور خیالات دنیوی اور لمبی آرزوئیں دل میں بھرتی جاتی ہیں کہ ہم یوں کریں گے پھر یہ ہوگا وغیرہ اور ذکر کی وہ لذت حلاوت بھی نہیں رہی۔ پہلے لذت اور دل کی خوشی سے ہوتا تھا اب بسا اوقات جبر سے کیا جاتا ہے مگر بفضل خدا آج تک ذکر کا ناغہ نہیں ہوا۔

جواب: یہی بڑی بات ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے پہلے سے زیادہ

حالات محمودہ نصیب ہوں گے جو پائیدار ہوں گے اور وہ ناپائیدار تھے۔

مضمون: اس کے لئے کوئی نسخہ مرحمت ہو کہ قلب پر قساوت نہ آنے پائے۔

جواب: یہ قساوت نہیں ہے آپ کی تشخیص کی غلطی ہے۔ قساوت کہتے ہیں گناہ سے نفرت نہ ہونے کو اور طاعت سے رغبت نہ ہونے کو۔

مضمون: یہاں سے قریب ایک نقشبندی بزرگ متبع شریعت موجود ہیں اجازت ہو تو کبھی کبھی ان کی خدمت شریف میں حاضر ہو جایا کروں۔ جواب: مبتدی کو مضر ہے۔

مضمون: میرے آقا میرا نفس بڑا سرکش ہو گیا ہے اس کی کوئی سخت سزا تجویز فرمائی جاوے۔

جواب: کیا میں آپ سے پوچھ پوچھ کر تعلیم دوں گا۔

مضمون: آج شب کو خواب میں جناب کی زیارت ہوئی اور حضرت پیر مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم مغفور کی توجہ سے (جو جناب کی صورت میں تھے) قلب پر ایک غلاف تھا وہ پارچہ صندل کی طرح خشک ہو کر علیحدہ ہو گیا۔ جواب: مبارک ہو۔

مضمون: توجہ تو بزرگوں کے بذریعہ خواب کے ظاہر ہوتی ہے لیکن حُب جاہ حُب مال طول امل میں گرفتاری بدستور ہے۔ جواب: سب ان شاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جاوے گا۔

مضمون: میں اس درمیان میں کھانسی وزکام کی وجہ سے ضعیف ہو گیا ہوں بعض لوگوں کی رائے ہے کہ صبح کو ہواخوری کے لئے جنگل کی طرف جانا مفید ہے۔ وہیں تا طلوع بیٹھے رہنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھنے سے جو ثواب حج وعمرہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے کیا وہ اسی پابندی کے ساتھ مخصوص ہے۔

جواب: جی ہاں مگر حفظ صحت کی مصلحت اس مستحب کی تحصیل سے مقدم ہے۔

ایک شخص نے خواب لکھا۔ نمبر ا۔ ایک شخص سفید ریش بزرگ نورانی صورت سفید لباس فاخرہ زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے اور مجھ کو سلام علیک کی۔ میں نے وعلیکم السلام کہا اور اٹھ کر مؤدب بیٹھ گئی اور وہ بزرگ میرے سرہانے بیٹھ گیا اور یہ فرمایا کہ تو محمد یعقوب کے لئے مت رویا کر اور اپنے شوہر کو بھی منع کر کہ وہ بھی نہ رویا کرے۔ ہم تجھ کو اس سے اچھا یعقوب دیں گے میں نے یہ کہا کہ دینے کو تو خدا نے مجھ کو وہ لڑکا یعقوب دیا تھا مگر زندہ نہ رہا تو کیا کروں۔ بزرگ صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہ رہے گا پھر میں نے کہا کہ اگر زندہ رہا اور

تنگدستی رہی تو یہ بھی رنج ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ گھبرا مت ان شاء اللہ تعالیٰ عمر اور نصیبہ کا اچھا ہوگا۔ میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو خواب تھا ایک ماہ سے ایام ماہواری بند ہیں۔ حمل کی صورت معلوم ہوتی ہے۔

خواب نمبر۲: اگلے روز پھر دیکھا کہ وہی بزرگ صاحب تشریف لائے اور ایک بہت بڑا دریا ساتھ لے کر آئے اور فرمایا کہ اس دریا کو پی میں نے کہا اس قدر بڑے دریا کو میں کیسے پی سکتی ہوں فرمایا کہ نہیں پی سکتی ہے لہٰذا ان کے فرمانے کے بموجب میں نے پینا شروع کیا دریا کو منہ لگا کر خوب سیر ہو چکی تو تھوڑا دریا باقی رہ گیا۔ بزرگ صاحب نے فرمایا کہ خیر۔

جواب: نہایت مبارک خواب ہے امید تو یہی ہے کہ دونوں بشارتیں ظہور کریں گی۔

۲: رجب المرجب ۳۴ ہجری

خواب مولانا مولوی ظفر احمد صاحب ہمشیر زادۂ حضرت: عرصہ ہوا ایک خواب دیکھا تھا۔ اگرچہ جی یوں چاہتا ہے کہ حضرت سے کوئی بیداری کی بات عرض کروں اور زبانِ قال وحال سے کہوں۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

مگر خواب کی بات اس لئے عرض کرتا ہوں کہ شاید بتوجہ سامی یہ حدیث خواب حدیث یقظہ ہو جائے۔ خواب یہ ہے کہ میں نے ایک میدان بہت بڑا وسیع دیکھا جس میں بہت سے خیمے نصیب ہیں۔ ایک خیمہ میں برادر مرحوم موجود ہیں جو کچھ کتابت کا کام مثل ایام حیات کر رہے ہیں۔ ایک خیمہ میں حضرت والا مقیم ہیں اس کے گرد بہت سے خیمے ذاکرین کے نصب ہیں۔ میں بھائی صاحب مرحوم کے خیمہ میں موجود ہوں کہ اتنے میں حضرت والا کے خیمے میں سے مثنوی کے اشعار مسموع ہوئے توجہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت والا ہی اشعار مثنوی اپنی زبان مبارک سے پڑھ رہے ہیں جن میں ایک شعر یاد رہا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اس شعر پر ذاکرین کو وجد آ گیا اور ایک دوسرے پر گرنے لگے احقر پر گریہ طاری ہو گیا اور سجدہ میں گر پڑا جماعت ذاکرین میں خواجہ عزیز الحسن صاحب کو تو میں نے پہچانا اور کسی کو

نہیں پہچانا اس کے بعد حضرت والا خیمہ سے باہر تشریف فرما ہوئے۔ خدام پر حالت بکا طاری تھی تو ان کی تسلی کے لئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کیوں روتے ہو تم تو مقصود سے دامن بھر رہے ہو اور ان شاء اللہ کامیابی یقینی ہے رونا تو ان کو پڑے گا جو اس وقت کی قدر نہیں کرتے۔ میرے بعد افسوس کریں گے جبکہ نہ ذکر کی آواز کان میں پڑے گی نہ کوئی راستہ بتانے والا ہوگا۔ دوسرے دن خواب دیکھا کہ میں اسی خواب کو حضرت والا سے عرض کر رہا ہوں اور حضرت نے اس بات پر (کہ تم کیوں روتے ہو تم مقصود سے دامن بھر رہے ہو اور ان شاء اللہ کامیابی یقینی ہے) مراقبہ کے طور پر سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ان شاء اللہ کامیابی یقینی ہے۔ ایک دن خواب دیکھا کہ میں پیران کلیہ حضرت شیخ علاء الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہا ہوں اور مجھ پر حالت بکا طاری ہے اور غایت شوق میں واجداہ واجدہ کہہ رہا ہوں جس کا جواب اچھی طرح یاد نہیں کہ حضرت شیخ کی طرف سے کیا ملا۔ وہم سا ہوتا ہے کہ شاید یہ الفاظ تھے نعم یا ولداہ۔

جواب: یہی خواب ہیں جن کو قرآن مجید میں حسب تفسیر حدیث بشریٰ فرمایا گیا ہے اور حدیث میں مبشرات یہ خود اپنی تعبیر ہے۔ مبارک ہو۔ حق تعالیٰ ایسا ہی کرے کہ کامیابی یقینی ہو اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہے۔ خیر اگر تم یریٰ کے مصداق ہو تو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اور دوسرے احباب ترٰی لہ ہی کے مصداق ہیں اور ویا ثانیہ میں جد باعتبار سلسلہ بیعت کے کہا گیا ہے مکرر مبارک ہو۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

مضمون: ایک سیدانی بیوہ کی کل پونجی ۲۶ عدد اشرفیاں تھیں جو کسی مخالف شخص نے نکال لیں کوئی ایسا تعویذ مرحمت ہو جائے کہ جس کے حسب ارشاد دبانے یا لٹکانے سے جناب باری عزاسمہ اشرفیاں لے جانے والے کے دل میں رحم پیدا کریں اور وہ خود ہی اشرفیاں ڈال دے یا کسی اور صورت سے اس کی پونجی اس کو مل جاوے۔

جواب: عملیات میں تو مجھ کو مہارت نہیں لیکن ایک طریقہ اکثر لوگوں کو بتلا بتلا دیا ہے اور کہیں کہیں کامیابی بھی ہوئی ہے اگر دل چاہے خواہ وہ سیدانی صاحبہ یا ان کے لئے اور کوئی صاحب کر لیں۔ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں یہ آیت **یبنی انها ان تک مثقال**

الی قوله تعالیٰ لطیف خبیر بوقت فرصت اول دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس کو (۱۱۹) بار مع اول و آخر درود شریف ۱۱ بار بتصور وجدان مفقود ایک ہفتہ تک پڑھیں اور دعا کریں۔ تدابیر سے بھی کام لیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔

۱۸ رجب المرجب ۳۴ھ

مضمون: حال۔ معمول بفضل خدا جاری ہے۔ تین چار روز سے سخت انقباض ہو گیا ہے اور قلب پر ایک بہت وزن آ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے اور بے چینی سی معلوم ہوتی ہے اور کسی چیز میں دل نہیں لگتا کبھی کبھی قلب میں عادت سے زیادہ حرکت معلوم ہوتی ہے۔

جواب: قبض و بسط لوازم سلوک سے ہیں اور ہر ایک میں خاص مصالح ہیں۔ بعض منافع قبض کے منافع بسط سے بھی زیادہ ہیں جو کہ بعد تجربہ کے خود بھی سالک کی سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ کام کئے جائے ان شاء اللہ تعالیٰ سب احوال دلخواہ ہو جاویں گے۔ ضرب و جہر میں اگر زیادتی ہو گئی ہو تو تخفیف فرما دیجئے۔ اگر زیادہ کام ہونے سے خستگی ہو کام برائے چندے کم کر دیجئے اگر کھانے اور سونے میں کمی کر دی ہو تو اس میں توسع کیجئے کوئی چیز مفرح قلب و مرطب دماغ و مقوی اعضاء رئیسہ استعمال میں رکھیئے۔

خلاصہ خط (حال)۔ اگلے عریضہ میں انقباض کا حال لکھا تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی دعا ہے اب بہت تخفیف معلوم ہوتی ہے اب تک تھوڑا سا انقباض باقی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بھی رفع ہو جاویگا۔ ان امور کی طرف التفات ہی نہ کیجئے یہ ذرا بھی مضر نہیں اور نہ اسکی اضداد کچھ کمالات ہیں اصل مقصود (تعلق مع الحق ہے جس کا طریقہ ذکر و طاعت ہے و بس۔

(۲) اور خواب تو بہت سے ہوتے رہتے ہیں مگر چونکہ برابر سلسلہ وار یاد نہیں اس لئے عرض نہیں کرتا۔ جواب: کچھ حاجت نہیں بیداری کی حالت کا اہتمام کیجئے۔

خلاصہ خط۔ حضور والا آپ نے تو بہت ہی مختصر جواب میرے عریضہ کا دیا اب دوبارہ تصدیعہ کی یہ وجہ داعی ہوئی ہے کہ اگر جناب کو کشائش رزق کے لئے سورۂ مزمل پر اعتماد ہو تو مجھ کو اجازت اس کی زکوٰۃ دینے کی عطا فرمایئے اور ترکیب زکوٰۃ کا بیان کیجئے ورنہ کوئی اور

اشغل الخ۔ یہ واضح ہو کہ آپ کتنا ہی روکھا پن تحریر میں برتیں اور اگر کبھی قدمبوسی کا موقع ہوا تو اس وقت کسی قدر بے اعتنائی سے پیش آویں میں جناب کے قدموں کو چھوڑنے والا نہیں ہوں تا کام من برآید۔ اگر جناب والا کی کامیابی اور بامرادی کی مثال پیش نظر نہ ہوتی ہو میں غالباً آپ صاحبوں کو خصوصاً انگریزی تعلیم حاصل کرنے پر تکلیف نہ دیتا اب تو میں آپ کے قدموں میں آپڑا ہوں۔ میفگن کہ دستم نہ گیرد کسے

جواب: آپ اگر مجھ کو دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ میں ٹالنے والا نہیں۔ معاملہ کا سچا ہوں۔ واقعی میں عامل نہیں اس لئے آپ کے سوالات کے جوابات سے قاصر ہوں۔ باقی خیال بلا دلیل کیا علاج۔

خلاصہ خط۔ اور اظہار حال کہاں تک کروں مختصر یہ کہ میرے دل کا محبت ماسوا سے ناس ہو گیا اور نوبت اخیر یہاں تک آ گئی کہ ہمہ وقت مجھے اپنی جان اور ایمان کا خوف رہتا ہے عنداللہ میرے واسطے خاص توجہ فرمائیے۔ جواب: نری توجہ سے کیا ہوتا ہے۔ علاج کیجئے۔

خلاصہ خط (۱) اکثر میری نگاہ بد حسین عورت پر پڑ جاتی ہے کچھ دیر تک اسی طرف مخاطب رہتا ہوں دعا کیجئے اللہ یہ مرض دور کرے۔ جواب: نری دعا چاہتے ہو ہمت بھی تو کرو۔

ایک صاحب نے بالکل پھیکی سیاہی سے خط لکھا مشکل سے پڑھا جاتا تھا پتہ بھی ایسا ہی لکھا تھا حضرت نے واپس بھیج دیا کہ پڑھا نہیں جاتا پتہ کے حصہ کو خط میں سے پھاڑ کر لفافہ پر چسپاں کر دیا۔ گو نہایت غور سے اگر پڑھا جاتا تو پڑھا جا سکتا تھا لیکن فرمایا کہ ہم کیوں زحمت برداشت کریں جس کو دوسرے سے کام لینا ہو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کو سہولت دے۔

مضمون: مگر اس میں بھی یہی دھڑکا ہے کہ کہیں پھر ترک نہ ہو جاوے۔

جواب: اس فکر میں نہ پڑیئے۔ راہبر دگر صد ہنر دار و توکل بایدش + اور اگر پھر بھی ایسا خیال آوے تو دوسرے خیال سے فوراً اس کا علاج کیا جاوے کہ اگر یہ ترک ہو جاویگا تو پھر شروع کر دیں گے اور ایسے تغیرات سے تو اکابر بھی خالی نہیں۔

مضمون: اب طبیعت میں ایک بات پیدا ہو گئی ہے اور اس سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ

شاید کامیابی نصیب ہو وہ یہ کہ جب کبھی طبیعت میں کاہلی اس طرف سے آتی ہے فوراً یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ ترک سنت ہے۔ شیطان کا کام ہے۔ دھوکہ دیتا ہے اور پھر ایک قوت آجاتی ہے۔

جواب: یہ تفہیم عنایت الٰہیہ ہے۔

مضمون: بڑے مضمون کی فکر یعنی خود ملازمت ہے دیکھئے کب رفع ہو۔ میں جیسا کہ میری رائے ناقص میں آتا ہے کچھ ملازمت کے لئے ناموزوں سا ہوں اور پھر یہ ڈر لگا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور یہ وسوسہ ہے اگر ملازمت نہ کروں تو پھر اور کسی کام کے قابل بھی تو اپنے کو نہیں پاتا۔ **جواب:** منتظر لطیفہ غیبی کے رہئے خود کچھ تصرف یا تجویز نہ کیجئے۔

مضمون: ایک حالت عجیب ہے اللہ تعالیٰ کچھ ایسا برگزیدہ اور رفیع الشان ہے کہ عاجزی اور انکساری میں تو بہت جی لگتا ہے اور اس کو مالک اور آقا سمجھنے میں بڑا لطف آتا ہے مگر اس کو معشوق سمجھنے میں نہ صرف دقت ہوتی ہے بلکہ کچھ جی کو نہیں لگتی چھوٹا منہ بڑی بات معلوم ہوتی ہے۔

جواب: تجلیات حسب استعداد مختلف ہیں جو آسانی اور بے تکلفی سے جم جاوے اسی میں مشغول ہونا مناسب ہے۔

مضمون: ایک بات یہ سمجھ میں نہیں آتی اور سمجھ میں آتی بھی ہے اپنی کمزوری اور ضعف ایمان ہے باوجود اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینے کے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اکل حلال کی روزی کمانا روزی کو تنگ نہ کردے گا مگر پھر بھی محبت مال کی آجاتی ہے۔

جواب: یہ میلان طبعی ہے جس کے ساتھ مصالح عقلی منضم ہیں۔ یہ بخل نہیں ہے بلکہ اگر یہ نہ ہوتا اور طبیعت فطرۃً زیادہ قوی نہیں تھی تو ضرر ہوتا۔

مضمون: حضور دعا فرمائیں کہ قناعت نصیب ہو اور مال کی تو جڑ ہی سے محبت جاتی ہے۔

جواب: اس کو محبت مذمومہ نہ سمجھنا چاہئے۔

مضمون: زیادہ تر شب و روز میں بس مذہبی خیالات موجزن ہوتے رہتے ہیں آنکھ جب کھلتی ہے دن ہو یا رات اور سونے میں خواب میں بس اللہ تعالیٰ ہی کا دھیان کسی نہ کسی پیرایہ میں رہتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: پھر بے چارے مال پر محبت کا احسان کیوں رکھا محبت تو یہ ہے۔ مبارک باد۔

مضمون: اور جب کبھی نااہلوں کی صحبت کا اتفاق ہوتا ہے تو ایسی تھکن اور اعضا شکنی معلوم ہوتی ہے کہ گویا جان ہی نہ رہی اور ذکر اللہ میں ایسی تقویت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں پھرتی اور چالاکی محسوس ہوتی ہے۔ جواب: یہ اسی محبت کے آثار ہیں۔

جواب: ایک خط۔ آپ کا خط اور ان کی خطن پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ حق تعالیٰ نے باہم الفت عطا کی ہے جو کہ عین سنت نبویہ ہے۔ **اللھم زد فزد** انہوں نے نماز کی درستی کا طریق پوچھا ہے تعلیم الدین کے باب پنجم میں بندہ نے لکھا ہے اس کو شروع کر کے مجھ کو اطلاع دیں باقی لذت دوسری چیز ہے۔ یہ اختیاری نہیں اس کے درپے نہ ہوں کہ موجب پریشانی ہے۔ تہجد کے وقت اگر آنکھ نہ کھلے عشاء کے ساتھ ان کو لکھ دیجئے پڑھ لیا باقی خود آپ کے حالات ماشاء اللہ محمود وروبہ ترقی ہیں۔ یہ احتمالات نہ لائیے کہ شاید کچھ چھوٹ جاوے۔ اس کا علاج پہلے خط میں لکھ چکا ہوں۔

مضمون: تین سال ہوئے پولیس میں آئے ہوئے مگر اتنا پریشان ہوں جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ حضور سے دنیاوی معاملات میں گزارش کرتے ہوئے خوف مانع ہوتا ہے مگر چند در چند پریشانیوں نے سخت مجبور کر کے حضور میں گزارش کرنے کی جرات دلائی ہے۔ ایک جگہ خالی ہے وہ جگہ اُمن کی ہے میرے خیال میں ساری پریشانیاں دفع ہو کر تنگدستی بھی دور ہو جائے۔ ایک شاہ صاحب یہاں ہیں انہوں نے قبل اس جگہ کے خالی ہونے ہی کے جواب دے دیا تھا۔ کہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے اس لئے مجبوری ہے۔ حضور میں باادب دعا کا ملتجی ہوں۔

جواب: دل و جان سے دعا کامیابی کرتا ہوں۔ قسمت کی یقینی خبر بجز نبی کے کسی کو نہیں ہو سکتی اور کشف وغیرہ خود مشکوک ہے اس کی بنا پر کسی مسلمان کو دل شکستہ کرنا دیانت سے بہت بعید ہے۔ آپ کوشش کریں اور حق تعالیٰ پر نظر رکھیں اور بعد عشاء یالطیف گیارہ سو بار مع اول و آخر درود شریف گیارہ بار پڑھ کر دعا کریں جو بہتر ہوگا وہ ہو رہے گا۔

مضمون خط یکے از خلفاء۔ ریل کے سفر میں صندوق جس میں قیمتی چیزیں تھیں چوری ہو گیا۔ ایک عورت پر پولیس نے شبہ کیا کچھ خلاف واقع بیان کرانا چاہا گناہ اور ظلم کے خیال سے خلاف واقع بیان کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

جواب: السلام علیکم: قال اللہ تعالیٰ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض الخ۔ ولا تفرحوا بما اتاکم الخ اس ارشاد پر عمل کا موفق ہونا آپ کو مبارک ہو۔ سراء اور ضراء یہی تو دو وقت ہیں امتحان کے جس میں حق تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمادی۔ یہ باطنی خزانہ کا صندوق اس ظاہری خزانہ کے صندوق سے بہتر ہے۔ بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا والآخرۃ خیر و ابقیٰ. والسلام۔

مضمون۔ ایک بات یہ کہ میری ایسی الٹی خاصیت ہے کہ گناہ کبیرہ کر کے توبہ کرنے سے طبیعت رکتی ہے۔ دل پر ایک شرمندگی اور خجالت سی چھا جاتی ہے اور دل میں آتا ہے کہ اب میں اللہ تعالیٰ سے کس منہ سے معافی مانگوں۔

جواب: یہ شرمندگی و خوف فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے اور یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے مگر کمال توبہ کا یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرع کے ساتھ ہو پس اس رکاوٹ کا مقابلہ تکلف وہمت سے کیا جاوے اور خواہ کتنی ہی تکلیف ہو مگر رکاوٹ پر عمل نہ کیا جاوے۔

مضمون: منہ میں چھلکے پڑتے ہیں۔ صدہا علاج کئے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

جواب: جو دوا لگائی جاوے اس پر سورۂ فاتحہ ۷ بار پڑھ کر تب لگائی جاوے۔

مضمون: ایک بات قابل گزارش اور ہے اور وہ یہ ہے کہ راستہ میں اگر کوئی عورت حسین ہو یا بدصورت یا کوئی حسین امرد لڑکا نظر آ جاتا ہے تو بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے اگر عورت حسین ہوتی ہے تو طبیعت کا بار بار تقاضا اس کے دیکھنے کا ہوتا ہے اور دیکھنے سے طبیعت کو ایک قسم کا حظ معلوم ہوتا ہے مگر خیالات فاسد نہیں پیدا ہوتے۔

جواب: یہ تسویل شیطانی ہے ضرور خیال فاسد ہوتا ہے گو اس وقت اس کا فاسد ہونا معلوم نہ ہو مگر ایک وقت میں یہ فساد ظاہر ہوگا۔

مضمون۔ میری نماز میں خیال ادھر ادھر ہو جاتے تھے۔ لیکن بہشتی زیور میں جو طریقہ ہے اس سے خیال کوئی طرف نہیں جاتا۔ لیکن آنکھ بند کرنے سے خیال نماز میں رہتا اور آنکھ کھلنے سے خیال ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔

جواب: اس غرض سے آنکھ بند کر لینے کا مضائقہ نہیں۔

مضمون: سونے چاندی کی گھڑی اور زنجیر جائز ہے یا ناجائز۔ جواب: ناجائز۔

مضمون: یہاں کارخانہ میں نماز صاحب لوگوں کی چوری سے ادا کرتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

جواب: ہو جاتی ہے۔ نماز کا وقت شرعاً اجارہ سے مستثنیٰ ہے مگر لمبے چوڑے وظیفے پڑھ کر کام میں حرج نہ کریں اور اگر تم کام ٹھیکہ پر کرتے ہو تو پھر کوئی شبہ ہی نہیں۔

مضمون: اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض اشخاص بعد نماز جاءِ نماز پر سر بسجود ہو کر سجدہ میں دعا بہبودی دین و دنیا مانگتے ہیں اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں۔

جواب: اس کی عادت کرنا بدعت ہے لیکن اگر گاہ گاہ ایسا ہو جاوے اور دوسرے دیکھنے والے بھی اس کو مقصود نہ سمجھنے لگیں تو جائز ہے۔

مضمون: ایک مدرس مستعفی ہو گئے ہیں بوجہ نہ ہونے روپیہ کے مدرسہ میں اور نہ ملنے تنخواہ کے دل کو بہت ہراس ہو رہا ہے۔ دعا فرماویں کہ مدرسہ میں لغزش نہ ہو کام میں بہ فضل خدا کچھ کمی نہیں ہوئی۔

جواب: ہراس ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک آپ کے خیالات صحیح نہیں ہوئے اگر کسی خاص درجہ کے کام کا قصد کر رکھا ہے تب تو اس کی اصلاح کرنا چاہئے اور وہ اصلاح یہ ہے کہ یہ قصد کر لیا جاوے کہ جتنا سامان ہوگا اتنا کام کریں گے جتنا سامان نہ ہوگا نہ کریں گے اور اگر کسی خاص درجہ کے کام کا قصد نہیں ہے تو پھر ہراس کیا۔

۷ رجب المرجب ۳۴ھ

مضمون۔ ایک صاحب نے اپنا حال نظم میں لکھا جو نظم کہے جانے کے ہرگز قابل نہ تھی۔

جواب: نظم فضول ہے خاص کر جب اس میں مہارت بھی نہ ہو۔ سیدھی سیدھی عبارت میں اگر خط آوے گا تو جواب دوں گا۔

مضمون۔ ایک صاحب نے طالب علمی شروع کی اور یہ دعا چاہی کہ خدا مجھے محقق عالم بنا دے اور خلق اللہ کو مجھے نفع پہنچا دے

جواب: دعا خیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ علم مع العمل عطا فرمائے اور منجملہ عمل کے اس نیت کی اصلاح بھی ہے جو آپ کی خط کشیدہ عبارت سے مترشح ہوتی ہے یعنی مرجع الخلق

ومقبول عند الناس اور وارث جاہِ اکابر بننا اس نیت کی ضرور اصلاح کرنا چاہئے۔

ایک خط۔ رسالہ الامداد میں جو کہ پہلی جلد ماہ رجب المرجب سال نے کے صفحہ بعنوان ''مصائب کے علل سمجھنے میں اسباب پرستوں کی کوتاہ نظری'' اگر یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ ہر مصیبت جو نازل ہوتی ہے اس کا سبب اصلی جرائم اور معاصی ہوتے ہیں تو میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ معصوم بچے بھی سخت سخت تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انہوں نے کون سے جرم اور گناہ کئے ہیں ہر انسان کے لئے مصیبت اسی کی ذات خاص کے لئے ہے کیونکہ ہر آدمی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے لہٰذا مصیبت جس پر پڑی اسی ہی کی روح و جسم کو تکلیف ہوئی یہاں پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ معصوم بچے جو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوں اس سے خدا کو ان کے والدین کو روحی تکلیف دینا مراد ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ بعض مضامین میرے لمبے مضامین میں سے ملخص کر کے شائع کرائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ پورے مضمون میں اس کی پوری بحث ہو اور اگر خاص اس مضمون میں نہ ہو تو میری تالیفات کے دوسرے مواقع پر اس کی تصریح موجود ہے۔ اس کا حاصل عرض کرتا ہوں مصائب کا معاصی سے سبب ہونا یہ تمام مصائب کے لئے نہیں بلکہ حقیقی مصائب کے لئے ہے۔ کیونکہ ایک صوری مصیبت ہوتی ہے جیسا کسی معشوق کا کسی عاشق کو زور سے آغوش میں دبا لینا جس سے اس کی ہڈی پسلی بھی ٹوٹنے لگے۔ یہ صورت مصیبت ہے جس کا اثر محض جسم پر اور روح حیوانی پر ہی ہوتا ہے۔ روح انسانی اس سے محظوظ ولذت گیر ہوتی ہے اور ایک حقیقی مصیبت ہوتی ہے جیسے ایک دشمن سے دوسرے دشمن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے پس مصیبت سے مراد قرآن مجید کی اس آیت۔ **وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم** حقیقی مصیبت ہے۔ پس لامحالہ اس کے مخاطب بھی وہی ہوں گے جو اس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ باقی اہل اللہ مثل انبیاء و اولیاء کاملین اس کے مخاطب نہیں کہ ان کی مصیبت محض صوری ہے۔ حقیقی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دل سے پریشان نہیں ہوتے۔ گو جسم متالم ہو اور ثمرہ اس کا رفع درجات ہوتا ہے یہی حال بچوں کی تکالیف کا سمجھئے۔

(ایک صاحب کا تحریری عرض حال جو حاضر خدمت ہیں)

حال: مراقبہ اس امر کا کہ دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور میں سن رہا ہوں اکثر ہوتا رہا۔
تحقیق: مگر ذکر لسانی اس کے ساتھ بھی رکھئے۔

حال: اور تین ہزار اسم ذات دل میں خیال کے ساتھ ہوتا رہا ویسے بھی اٹھتے بیٹھتے یہی خیال رہا کرتا ہے۔
تحقیق: نرا خیال بدوں ذکر لسانی جیسا اس عبارت خط کشیدہ میں دو موقع پر لکھا ہے ترک کر دیجئے ذکر لسانی کے ساتھ جس قدر بھی توجہ قلب سے ہو جاوے نافع ہے۔

حال: شروع ذکر سے اکثر گریہ بے اختیار آ جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ خوب زور سے روؤں لیکن ضبط کیا جاتا ہے۔ تحقیق: ضبط کی ضرورت نہیں۔

حال: ابیات شوقیہ و فراقیہ سے بھی رونا آ جاتا ہے بلکہ ہائے ہائے تو زور سے نکل ہی جاتا ہے۔ اعضا رئیسہ سخت کمزور ہیں۔
تحقیق: معالجہ طبیہ ضروری ہے اور جہر و ضرب ترک کر دینا بھی ضروری ہے۔

حال: کسی نیک کیفیت اور حالت کے لئے جی چاہتا ہے بلکہ نہایت ہی حسرت ہوتی ہے کہ بہت سے بندگان خدا منزل مقصود کو پہنچ گئے اور جا رہے ہیں۔
تحقیق: وہ مقصود کیا چیز ہے تاکہ اس کی تعیین کے بعد اوروں کا وصول اور آپ کا حرمان معلوم ہو۔

حال: غالباً تین چار بار یہ کیفیت ہوئی کہ جبکہ مراقبہ مذکورہ بالا کرنے بیٹھا تو ایسا معلوم ہوا کہ دل بہت ہی فراخ ہو گیا ہے یعنی زمین سے آسمان تک اس کے کنارے جا لگے ہیں اور تمام بدن پر ایک بوجھ پڑ رہا ہے لیکن اس بوجھ سے کوئی تنگی نہیں بلکہ ایک گونہ فرحت محسوس ہوتی تھی اور اس فراخی دل سے بھی خبر نہیں کہ کیا حالت تھی۔
تحقیق: انبساط روحانی کی صورت مثالیہ اور حالت محمودہ ہے گو مقصود نہیں۔

حال: یہاں آ کر اسم ذات چھ ہزار کر دیا ہے۔ تحقیق: اگر تحمل ہو عین مطلوب ہے۔

حال: زیادہ تر خواہش اس امر کی ہے کہ جس طرح ظاہری علوم میں مبتدی کو مطالعہ کرنے کا ڈھنگ آ جاتا ہے اور علم پڑھنا اسے آسان معلوم ہوتا ہے اسی طرح راہ باطنی میں بھی ایسا ڈھنگ آ جاوے کہ جس سے یہ راستہ چھوٹ نہ سکے۔ اور استقامت رہے۔

تحقیق: ڈھنگ بمعنی مناسبت تو پاس رہنے سے اور افادات کے سننے سے حاصل ہو جاتا ہے خصوص کام کرتے رہنے اور اطلاع دیتے رہنے سے۔ باقی اس ڈھنگ میں جو ایک صفت کی قید لگائی ہے وہ ڈھنگ کے علم لوازم سے نہیں وہ ایک عمل ہے جو موقوف ہی عامل کے قصد اور ہمت پر۔

مضمون: ایک شب حسب معمول خادم بوقت تہجد مشغول ذکر تھا۔ آنکھ بند کئے دیکھا کہ سیدھے ہاتھ کی طرف ایک شخص جوان سیاہ لباس سپاہیانہ پہنے ہوئے بیٹھے ہیں اور الٹے ہاتھ کی طرف دیکھا کہ ایک مرغ سرخ قوی الجثہ کھڑا ہے۔

جواب: وہ شخص داہنے ہاتھ والا روح کی شکل مثالی ہے۔ یہ ہیئت اس کی اشارہ ہے خاص اوصاف کی طرف یعنی جوانی۔ اشارہ ہے قوت کی طرف۔ سپاہیانہ لباس اشارہ ہے صفت خادمیت وعبدیت کی طرف اور بائیں جو دیکھا یہ شکل مثالی ہے قلب کی چنانچہ اس کا نور سرخ ہے اور قوت جثہ اشارہ ہے قوت معنویہ کی طرف اور مرغ کی شکل دیکھنا اشارہ ہے اس کی پرواز بجانب ملاء اعلیٰ کی طرف نیز اپنی حقیقت میں یہ متاخر ہے روح سے لہٰذا روح بشکل انسان اور قلب بشکل طائر معلوم ہوا۔ مبارک ہو بشارت سے درستی روح وقلب کی طرف۔

حال: پھر ایک شب بوقت ذکر سامنے سے چشم راست میں ایک روشنی بہت شفاف مثل آفتاب نصف النہار طلوع ہوئی جس کے اثر سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور قلب کو فرحت حاصل ہوئی۔

تحقیق: یہ نور ذکر ہے یا نور روح کہ زیادہ اسی شکل میں وہ نمودار ہوتا ہے۔

حال: اور جناب یہاں خادم کا جی نہیں لگتا ہے بعضے وقت بہت دل گھبراتا ہے گوتن یہاں سے دل تھانہ بھون میں ہے۔

تحقیق: یہ دلیل ہے محبت کی اور محبت ہادی طریق کی مفتاح مقصود ہے۔ مبارک ہو۔

مضمون: دیگر گذارش یہ ہے کہ عرصہ دراز سے جی چاہ رہا ہے کہ کچھ اپنے گذشتہ واقعات اور جناب والا کے اوصاف وکمالات دیدہ وشنیدہ کتاب کی صورت میں لکھ کر طبع کرادوں۔

جواب: اگر مبالغہ نہ ہو اور روایت ونقل میں پوری احتیاط کی جاوے اور اس پر کوئی دینی نتیجہ بھی مرتب کر کے دکھلایا جاوے اور بعد لکھنے کے مجھ کو دکھلا بھی لی جاوے تو مضائقہ نہیں۔ اور اگر خالی مدح ہی مدح ہو فضول بلکہ عجب نہیں کہ مضر ہو۔

(ایک ریاست کے ملازم کا خط) مسائل دریافت طلب (۱) یہاں سائر خرچ بعض دفاتر میں تو نقد مل جاتا ہے اہلکار حسب ضرورت اس میں سے سامان خرید کر لیتے ہیں اور اکثر دفاتر میں قلم پنسل کاغذ سیاہی وغیرہ کی تعداد مقررہ ہے خرچ کم ہو یا زیادہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی تو اس میں سے اگر بچ کے کام میں بھی صرف کر لیا جاوے یا اگر بچ جاوے اور کسی اپنے ملنے والے اہل ضرورت کو دے دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ بعض بعض اہل کار جو سامان بچ جاتا ہے اس کو فروخت کر کے رقم خرچ کر لیتے ہیں۔

استفسار: اس کی تحقیق کرنا چاہئے کہ اگر بچے ہوئے کے خرچ کر لینے کی اطلاع اہل اختیار کو ہو تو وہ گوارہ رکھیں یا نہیں۔

جواب استفسار: فقرہ اول کی بابت گزارش ہے کہ جس کو اصلی مالک کہنا چاہئے وہ اس وقت کوئی موجود نہیں باقی یہ عمل درآمد ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب میں مساوی ہے اور اس وقت جو اہل اختیار ہیں ان کی اطلاع میں ہے اور کسی کو نا گوار نہیں گزرتا بلکہ اس سے کم وبیش سب ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جواب قطعی: میں نے اہلکاران گورنمنٹ سے سنا ہے کہ بچے ہوئے کا اختیار دیا جاتا ہے جیسا کہ کمی کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے اس صورت میں جواب یہ ہے کہ بچے ہوئے کو استعمال میں لانا درست ہے۔

فقرہ ۲: اگر افسر کو کسی اہلکار یا ماتحت کی نقص کارگزاری کے متعلق اس عدم موجودگی میں ان نقائص کی اطلاع دی جاوے یا شکایت کی جاوے تو یہ غیبت میں داخل ہے یا نہیں۔

استفسار: کیا یہ شخص اطلاع دینے کیلئے مامور ہے اور وہ نقصان کس قسم اور کس درجہ کا ہے۔

جواب استفسار: سر رشتہ دار کے اپنے اختیارات تو کچھ نہیں ہوتے البتہ وہ اہلکاران دفتر کے کام کا نگراں ہوتا ہے اور یہ بات بھی اس کے فرائض میں سے ہے کہ اگر کسی اہلکار کے کام میں کوئی نقص دیکھے خواہ وہ روپیہ پیسہ یا سامان یا تحریری کارروائی کے متعلق ہو تو افسر کو اس کی اطلاع کر دے اس کی کیا صورت ہے۔

جواب قطعی: آپ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ اطلاع اس کے فرائض میں سے ہے۔ اب جواب یہ ہے کہ اس حالت میں اطلاع ضروری ہے لیکن اگر وہ نقصان قلیل ہو تو اطلاع کے ساتھ سفارش معافی کی بھی لکھ دینا مناسب ہے۔

خواب یکے از خلفاء۔ میں نے کل بروز دوشنبہ بتاریخ ۵ رجب ۳۴ھ یہ خواب دیکھا کہ جامع مسجد کانپور میں اتر کی جانب جناب والا تشریف فرما ہیں اور ایک مختصر جماعت مسلمانوں کی ہے اور مقصود یہ ہے کہ حضور والا وعظ فرمادیں گے مجمع چونکہ زیادہ نہیں ہوا تھا تو خیال یہ کیا گیا کہ جب تک کوئی دوسرا بیان کرے جب مجمع پورا ہو جاوے تو حضور والا کا وعظ ہو۔ اسی اثناء میں اپنے ہی میں کے ایک صاحب نے مختصر سا بیان کیا اس کے بعد مجھ کو جناب والا نے حکم دیا کہ تم بیان کرو۔ میں نے حسب الحکم اس آیت **یایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ** الآیہ کا وعظ شروع کیا اور نہایت ہی پاکیزہ مضامین قلب پر وارد ہوئے اور زبان سے نکلے اور میں ایک پردہ کی آڑ میں سے بیان کر رہا ہوں جب پردہ اٹھا کر دیکھتا ہوں تو مجمع کثیر ہو گیا ہے پھر اس کے بعد پردہ کے باہر آ گیا ہوں اور بیان کر رہا ہوں۔

پھر اس کے بعد یہ خیال نہیں رہا کہ جناب والا نے بیان فرمایا یا نہیں۔ دوسرا خواب یہ ہے کہ بروز سہ شنبہ بعد نماز تہجد سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد جونپور میں منبر سے اتر کی جانب بیچ کے در میں پچھم جانب رخ اقدس کیے ہوئے جلوس فرما ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ میں سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میں منبر مسجد کے دکھن کی طرف ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور کچھ ہی اٹھنے پائے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً تبسم فرماتے ہوئے پیر پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ گر پڑے اور زور سے آواز دی اتنے میں اس مقام خاص پر پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پکڑے ہوئے ہیں اور میں نے پہنچ کر سر حضرت کرم اللہ وجہہ کا اس خیال سے پکڑ لیا ہے کہ مبادا کہیں پتھر پر سر مبارک نہ آ جائے کہ چوٹ لگ جاوے جب میں نے سر مبارک علی کرم اللہ وجہہ پکڑ لیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پیروں کو پکڑ کر اٹھا لیا اور اتر جانب نہایت زور سے لے چلے اور میں سر مبارک کو اپنی گود میں نہایت ادب سے لئے ہوئے چل رہا ہوں یکایک ایک دوسرے در کے ایک گوشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے تو میں نے اس مہلت کو غنیمت سر مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خوب خوب بوسہ دیا اور سجدہ کی جگہ کہ جہاں نشان سجدہ کا بن جاتا ہے اور گٹا پڑ جاتا ہے اس کو بھی بوسہ دیا اور دل ہی

دل میں کہتا ہوں کہ اپنے احباب سے مل کر کہوں گا کہ میرا منہ چومنے کے قابل ہو گیا ہے پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی مسجد میں اتر جانب لیٹے ہوئے ہیں تو مجھے یہ خیال ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجمع مبارک میں استراحت فرما رہے ہوں گے تو میں نے عرض کیا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام مگر ان حضرات میں آپ لیٹے ہوئے نہیں ہیں بلکہ مسجد ہی میں سے دکھن کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں اتنے میں میں نے چاہا کہ لپک کر مصافحہ کروں اور کچھ تیز چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مثل انوار کے ٹکڑوں کے ہو کر نظر سے غائب ہو گئے بحمد اللہ تعالیٰ) استقامت نصیب ہوتی چلی جاتی ہے۔

تعبیر: محبی محبوبی سلمہ اللہ تعالیٰ و کرمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نہایت مبارک خواب ہیں۔ خواب اول میں بشارت ہے کہ آپ سے اشاعت علوم نبوت کی ہوگی اور خواب ثانی میں اشارہ ہے کہ آپ حافظ و حامل علوم ولایت کے ہوں گے کہ حضرت علیؓ منتہی ہیں اکثر سلاسل کے اور سر میں دماغ ہوتا ہے جو خزانہ ہے علوم کا تو سر کی حفاظت حمل ہے علوم ولایت کا اور پاؤں پکڑ لینا مانعیت ہے رفتار متعارف سے اشارہ اس طرف ہے کہ ان علوم ولایت کی مثل علوم نبوت کے رفتار معتاد نہیں بلکہ وہ رفتار غیر معتاد یعنی مخفی ہے کیونکہ علوم ولایت ناشی ہیں احوال و اذواق خاصہ سے جو نہ مکتسب ہیں اور نہ صالح اظہار عام ہیں پس اس میں اظہار ہے تفاوت بین نوعی العلم کا اور اظہار ہے آپؐ کے تحقق بکلا النوعین کا مجموعی حالت آپ کی نعمت ہے خدا تعالیٰ شکر اور مزید عطا فرماوے (انہیں صاحب کا پھر دوبارہ خط آیا جس کا خلاصہ معہ جواب نقل کیا جاتا ہے)

مضمون: (دوسرا خط): ایک عریضہ احقر نے ارسال خدمت بابرکت کیا ہے جب عریضہ روانہ کر چکا ہوں تو مجھے سخت اضطراب اس دوسرے خواب کے متعلق پیدا ہوا۔ عجب عجب باتیں دل پر گزریں جب رات ہوئی تو اپنے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ بذریعہ رسول اللہ علیہ وسلم کے میری تسلی فرما دی جاوے اور اس کی تعبیر سے مشرف فرمایا جاؤں تا کہ اضطراب دفع ہو۔ خیر جب سویا تو یہ چار الفاظ دربار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کی تعبیر میں ارشاد ہوئے وہ یہ

ہیں۔ اضمار۔ دراضمار، استتار دراستتار، انتہا درانتہا۔ اختتام دراختتام + پھر مجھے تسلی تام ہوگئی نقل خواب بھی کرتا ہوں۔ اب ان چار الفاظ کی شرح حضور والا کے دربار سے مطلوب ہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں اس خواب کی تعبیر لکھ چکا ہوں۔ الحمد للہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کی تائید ہوئی یہ اضمار در اضمار اور استتار در استتار علوم ولایت کے متعلق ہے جس کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ یہ علوم مخفی ہیں اور غایت تاکید کے لئے چار لفظ استعمال فرمائے گئے اور یہ انتہا درانتہا و اختتام دراختتام علوم نبوت کے متعلق ہے۔ قرینہ تقابل سے اس میں اظہار کی قید ملحوظ ہے اور غایت تاکید کے لئے یہاں بھی چار لفظ مستعمل فرمائے گئے یعنی فیض نبوت انتہا درجہ ظاہر ہوگا۔

مضمون۔ ایک صاحب نے جو اہلکار ہیں خط لکھا کہ بہت سے وظیفے پڑھے لیکن ترقی تنخواہ باوجود اچھے کام ہونے کے نہیں ملتی ہمیشہ محروم رہتا ہوں اگرچہ یہ سب عمل برابر جاری ہیں لیکن میرے قلب کی ان پیہم ناکامیوں سے عجیب حالت ہوگئی کہ محض خداوند عالم کو اصل کارساز سچے طور پر سمجھ کر اس کے حضور میں التجا کی اور اس نے اب تک میری التجا منظور نہ فرمائی اس یاس واضطراب کے توڑ میں جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ آخر میں کیا کروں۔

جواب: جس قدر تدبیر امکان میں ہو تدبیر مع دعا اور جو اختیار میں نہ ہو اس میں صرف دعا اور اس کے بعد بھی ناکامی ہو تو صبر اور یہ سمجھنا کہ اسی میں بہتری ہوگی اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔

مضمون۔ میں مکہ گیا مدینہ گیا اور یہ ایسی نعمت ہے جس کا شکریہ ہماری قدرت سے بہت زائد ہے مگر اپنی حالت اس مشہور شعر کے بالکل مطابق ہے۔

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود: باز آید ہنوز خر باشد

جیسا اپنے بزرگوں کا عیسیٰ ہونا قطعی ہے ویسا ہی اس ناکارہ کا بدتر از خر ہونا بھی بدیہی ہے۔ جس مقصد کیلئے بندہ ۱۳۲۰ھ میں رشیدی آستانہ پر حاضر ہوا تھا اور آپ کے وصال کے بعد مختلف حضرات کی خدمت میں پہنچ کر آستانہ اشرفیہ پر ۱۳۲۵ھ کو پہنچا اور جہاں تک ہوسکا ان حضرات کے ارشاد پر عمل بھی کیا ان کی خدمت میں اور صحبت میں بھی کچھ کچھ رہا اور اب تک بھی حسب صحبت ان کے ارشاد پر عمل کرتا ہوں

بہرکیف جناب والا کی خدمت میں عریضہ ہذا لکھنے کی فقط یہی غرض ہے کہ ہماری حالت سے آپ خوب واقف ہیں۔ صاف صاف بلاتواضع وانکسار و عاجزی و تکلف اولاً تو یہ فرمادیں کہ آیا ہم میں صلاحیت حصول مقصود ہے یا نہیں اور اگر ہے تو قریب یا بعید اور دوم یہ کہ ۱۴ مئی سے تین ماہ تک مدرسہ عالیہ میں تعطیل ہے اگر آپ کے نزدیک آپ کی خدمت میں جانا ہمارے اپنے مقصود کے لئے نافع ہو تو قدمبوسی کے لئے تیار ہوں تو یہ فرمادیں کہ کب حاضر ہوں اور اگر خدانخواستہ آپ کی خدمت میں کامیابی کی توقع نہ ہو تو آپ لوجہ اللہ اس کی تعیین فرمادیں کہ کس کے پاس جاؤں۔

جواب: مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سفر حرمین مبارک اور مقبول ہو۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حصول وعدم حصول درجہ احسان کے متعلق جس قدر آپ نے تحریر فرمایا ہے سب کی بنا ایک مقدمہ کا دعویٰ ہے وہ یہ کہ اس میں سے کوئی حصہ آپ کو حاصل نہیں ہوا بس اسی میں کلام ہے کیا قبل طلب وقبل سعی وقبل عمل وقبل حضور خدمات حضرات اہل اللہ کی جو حالت تھی بالکل اب بھی وہی حالت ہے کچھ بھی تفاوت نہیں ہوا یا کچھ تفاوت ہے۔ غالباً اگر آپ تامل وتذکرہ وموازنہ حالتین کے بعد جواب دیں گے تو یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ تفاوت نہیں۔ ضرور تفاوت کے قائل ہوں گے گو اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ تفاوت تو ہے مگر ایسا ہے کہ اس کو اعتداد واستقرار نہیں کبھی حضور ہے کبھی غیبت کبھی قوت ہے کبھی ضعف کبھی کچھ کیفیت ہوتی ہے کبھی نہیں تو یہ مسلم کیا جاویگا مگر اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کو محرومی وناکامی کہا جاوے۔ کیا اگر مریض کا مرض روزانہ شیئاً فشیئاً کم ہوتا جاوے اور صحت شیئاً فشیئاً بڑھتی جاوے تو کیا علاج کو غیر مفید کہیں گے بلکہ قاعدہ تو یہ ہے کہ اگر تفاوت مریض کو بھی محسوس نہ ہو صرف طبیب ہی کو اپنے قواعد طبیہ کی سے معلوم ہوتا ہو اور وہ اس کا حکم کرے تب بھی مریض کو واجب ہوگا کہ تسلیم کرے اور حق تعالیٰ کا اولاً اور اطباء کا ثانیاً شکرگزار ہو ورنہ سخط حق اور کدورت اطباء کا قوی اندیشہ ہے جو احیاناً مفضی ہو جاتا ہے سلب نعمت کی طرف وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم وہ مریض سخت غلطی کر رہا ہے کہ خود اپنے مرض کے متعلق ممتنع البرء ہونے کی تشخیص کر رہا ہے اور اس سے بڑھ کر اس کی یہ غلطی ہوگی کہ اس کو

خدا تعالیٰ نے عزم و سامان معالجہ کا دیا ہوا اور وہ اس کی نا قدری کر کے یہ تمنا کرے کہ کاش عزم ہی دل سے نکل جاتا کہ بے فکری سے دوسرے فضول یا مضر کاموں میں یکسوئی سے مشغولی ہوتی۔ مولانا اگر طلب اور حق تعالیٰ کے ساتھ زیادت تعلق محبوب ہے تو کیا دوسرا کام بھی اس پر ترجیح رکھتا ہے یا لائمین کے کہنے سے صدمہ ہو سکتا ہے اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ حق کی طلب ہی نہیں بلکہ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ مطلوب مطلقاً تو مطلوب نہیں اگر وہ وعدہ وصال کرے تو کوشش کریں ورنہ گولی ماریں سبحان اللہ کیسی اچھی طلب ہے۔ مولانا ایک قحبہ عورت بھی اپنے طالب سے اس کو گوارہ نہیں کر سکتی چہ جائے کہ حضرت حق جل شانہ اب اس پر بطور تفریح کے کہتا ہوں کہ اگر بقول آپ کے آپ کی محرومی کو تسلیم کر لیا جاوے تو اس کی وجہ اب سمجھ لیجئے کہ آپ کی طلب کی یہ شان ہے اگر یہ ہے تو اللہ کی امان اصلاح کیجئے اور عنایتیں دیکھئے آخر خط میں جو یہاں تشریف لانے کے متعلق مشورہ دریافت کیا ہے سو حضرت اس کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا۔ آپ خود کر سکتے ہیں کیونکہ شرط نفع مناسبت و کمال حسن ظن بحیث لایشترک فیه احدا ہے سو اس کا اندازہ ظاہر ہے کہ میں نہیں کر سکتا پھر جو امر اس پر مبنی ہے یعنی تعیین مطلب۔ اس کا فیصلہ میں کیسے کر سکتا ہوں۔

دوسرا خط

مضمون: ہادی زماں مجدد دوراں عمت فیوضکم۔ خدام والا نے نیازمند کے عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا وہ غالباً قبل رمضان شریف بندہ کو ملا تھا۔ اس کو دیکھ کر بہت رنج ہوا اور مختلف خیالات کثیرہ پیدا ہوئے اور کئی دفعہ ارادہ بھی ہوا کہ جناب والا پر اس کو ظاہر کیا جاوے مگر اولاً تو طول دوم حضور کے وقت ضائع ہونے کا اندیشہ تیسرے غیر مفید آج ۲۴ رمضان المبارک ہے اخیر عشرہ ہے ایسے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب باری تعالیٰ کے جود و مغفرت کی شان مخفی نہیں لہٰذا نائب الرسل اور اہل اللہ کی شان بھی علی حسب مراتب امرین مذکورین میں دیگر اوقات کے اعتبار سے بہت ممتاز ہونی چاہئے۔ لہٰذا عرض ہے جناب والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا منشاء اگر نفس الامر میں غصہ اور غضب ہے تو نہایت عاجزی و لجاجت سے عرض ہے کہ اللہ ہماری خطاء اور قصور معاف کی جاوے۔

جواب۔ توبہ توبہ

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا   ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

میں مسلمانوں کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ خود ہزاروں تقصیرات میں ملوث ہوں نہ کہ دوسرا کوئی میرا قصور وار ہو اور میں معاف کروں۔ اگر بفرض محال آپ کے خیال میں کوئی بات ایسی ہے تو میں نے معاف کیا مگر مولانا موقع پر معاملہ کی بات تو کہی ہی جاتی ہے خواہ خوشامد سے یا غصہ سے۔

مضمون۔ جناب والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا منشاء اگر نفس الامر میں غصہ اور غضب ہے تو نہایت عاجزی ولجاجت سے عرض ہے کہ للہ ہماری خطا اور قصور معاف کی جاوے اور آئندہ سے ان شاء اللہ ایسی صاف تحریر نہ کروں گا۔ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبیا ورسولا وباشرف علی ولیا ومرشدا۔ اور اگر خدانخواستہ خدام والا پر وہ امر بطور الہام وکشف ظاہر ہوتا ہے اور خدانخواستہ خدام والا اس پر پختہ ہوگئے ہیں تو نہایت صدمہ وافسوس کے ساتھ عرض ہے۔

جواب: یہ دو بعید احتمال تو آپ کو ہوئے جو اصل منشاء اس کا ہے جو اس کے خطوط میں موجود ہے اور جس کا حوالہ میں نے اپنے خط میں بھی دیا ہے آپ کو اس کا احتمال نہ ہوا۔ ملاحظہ ہو میرا خط اخیر جس میں میرے اس خطاب کی بناء مصرحاً مذکور ہے اس قول میں چونکہ میرے اس خط کے بعد بھی رنج ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ میری یہ عرض ہی مبنی ہے اس پر کہ میرے اس خط خاتمۃ التبلیغ کو ذہن میں جگہ نہ دیں پس یہ حکم قضیہ شرطیہ ہے۔ جس کا مقدم آپ کا فعل ہے اور تالی میرا فعل پھر آپ مقدم سے قطع نظر کر کے تالی سے متوحش ہوتے ہیں۔ فیا للعجب۔

مضمون: میں جو اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو ابتداء حضوری آستانہ اشرفیہ سے آج تک جس کو ۹ یا ۱۰ برس کا زمانہ ہوتا ہے اپنی کسی حالت کو ایسا نہیں پاتا ہوں جس کو میں یہ کہہ سکوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات آستانہ عالیہ اشرفیہ کے ذریعہ سے اس ناکارہ کو عطا فرمائی سوائے چند سورۂ قرآنیہ کی تھوڑی سی صحت خوانی کی۔ اس عرصہ میں بہت سے حضرات حضور کی برکت اور توجہ سے کس کس مرتبہ عالیہ پر پہنچے ہوں گے مگر ہماری شوربختی کی یہ حالت۔ تہیدستانِ قسمت راچہ سود از رہبر کامل الخ۔ مگر الذین لایشقی جلیسھم کی بنیاد پر مجھ کو

یقین ہے کہ گو اس عالم میں کوئی اثر مجھ کو محسوس نہیں ہوا مگر ان شاء اللہ اس عالم میں ارحم الراحمین اور ہمارا خالق اور ہمارا رب ہرگز محروم نہ کرے گا۔

جواب: پھر یہ کیا تھوڑی بات ہے بلکہ اصل تو یہی ہے اگر یہاں بھی کچھ ہو جاوے تو اس سے بھی مقصود یہی ہے جب مقصود بالذات کا یقین ہے پھر شکوہ شکایت و مایوسی کیسی۔

مضمون: خدا خوب جانتا ہے کہ اب تک جس بزرگ کی خدمت میں بندہ حاضر ہوا محض ابتغاءً لوجہ اللہ حاضر ہوا یہ تو خداوند تعالیٰ سے مجھ کو امید ہے اور خدام والا سے نہایت الحاح اور زاری کے ساتھ چند امور عرض کرتا ہوں (۱) للہ آپ خادم سے بالکل قطع تعلق نہ فرماویں بلکہ اس عالم میں فقط دعاء خاتمہ بالخیر اور اس عالم میں شفاعت سے امداد فرمادیں۔ کہ مستحق کرامت گناہ گارانند۔

جواب: مولانا میں نے اپنے خط میں اس سے کب انکار کیا ہے وہ ایک خاص خدمت ہے جس سے عذر کیا ہے اور وہ بھی آپ ہی کی خدمت نہ لینے کی بنا پر۔

مضمون: (۲) اگر حضور کے نزدیک کوئی ایسے شخص ہیں جہاں ہم جیسے بیکار اور نکمے کی کامیابی ممکن ہو تو للہ دریغ نہ فرماویں اب تک ہم نے اپنی رائے سے طبیبوں کو منتخب کیا تھا مگر اب خدام والا جیسے مذاق اور کاملین کی رائے سے منتخب کروں گا ان شاء اللہ برکت عطا ہوگی۔

(جواب) مولانا نفع کے جو معنی آپ سمجھے ہوئے ہیں جو کہ شیخ کے اختیار میں نہیں ہیں اس نفع کا پہنچانے والا آپ کو کہاں سے بتلاؤں جبکہ تمام عالم میں بھی اس کا وجود نہ ہو۔

مضمون (۳) گو اہل فن کے نزدیک وصول نفع کے لئے یہ شرط ہے کہ شیخ سے کل تعلقات سے زیادہ قوی تعلق ہو مگر کیا کروں طالب علمی سے لے کر اب تک زیادہ برابر اپنا مزاج ایسا ہی رہا کہ جس مقصود کو لے کر جس کے پاس گیا اس مقصود میں جہاں تک زیادہ نفع پہنچتا گیا اسی قدر معلم اور مفید سے زیادہ تعلق پیدا ہوتا گیا۔ ابتداءً کبھی کسی کا قوی معتقد میں نہیں ہوں ہاں یہ ضرور ہوتا ہے جب کسی کے پاس کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے گیا تو اولاً قرائن حالیہ مقالیہ سمعیہ وغیرہ سے اتنا معتقد ضرور ہو لیتا ہوں کہ ان شاء اللہ ضرور فلاں شخص سے میرا کام نکلے گا بس اس کے بعد جس قدر زیادہ نفع محسوس ہوتا گیا اسی قدر اس کی وقعت اور اس سے تعلق قوی ہوتا گیا۔ یہ حالت میری فطری ہے جس کے خلاف شاید نہیں ہو سکتا ہے اور اہل فن کا

وہ قول ہمارے فہم سے باہر ہے یہ عیب مجھ میں ضرور ہے۔ اہل فن کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول نفع عن الشیخ موقوف ہے قوی واعلیٰ تعلق بہ شیخ پر یہ امر ہمارے فہم فطرت سے بالکل باہر ہے بلکہ اقویٰ واعلیٰ تعلق بالشیخ کو موقوف ہونا چاہئے حصول مقصود پر ہاں مطلق حسن ظن بالشیخ البتہ موقوف علیہ حصول مقصود کا ضرور ہے ایک عیب تو یہ ہے اور دوسرے یہ کہ میں کسی کی محبت و اعتقاد میں ایسا ہرگز مغلوب نہیں ہوتا ہوں کہ حسن وقبح کی بالکل تمیز ہی مرتفع ہو جاوے۔

جواب: یہ جو دو عیب لکھے یہ عیب نہیں ہیں اور نہ اکابر اہل فن کے یہ خلاف ہے ان حضرات کا وہ مطلب نہیں جو آپ سمجھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ استفادہ کے وقت اس کو ظناً انفع سمجھے اور اس ظن کا درجہ اتنا ہونا چاہئے کہ دوسری طرف نگرانی سے اس کو مانع ہو۔ پھر جب ایک معتد بہ زمانہ تک نفع نہ ہو اول اسی شیخ سے اس کی وجہ تحقیق کرے اگر تسلی نہ ہو تو پھر دوسرے سے استفادہ کرے اسی ظن مذکور کے ساتھ باقی مغلوب المحبت ہونا ضروری نہیں۔

مضمون: بخدا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ بہت مختصر عریضہ لکھوں گا مگر کچھ طول ہو گیا جناب والا کی اضاعت وقت کا اندیشہ ہو رہا ہے مگر جناب والا کی رحیمی پر زیادہ بھروسہ ہے۔ سبقت رحمتی علیٰ غضبی۔ ۲۳ رمضان المبارک ۳۴ھ۔

جواب: نہیں ضروری بات میں اگر طویل بھی ہو مضائقہ نہیں۔ اطمینان فرمادیں۔

مضمون: دونوں عریضوں کا جواب ملا مگر اس سے تشفی نہیں ہوئی بلکہ بعض امور کے متعلق صاف صاف کچھ عرض کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی مگر جب تک جناب والا اس کے عرض کرنے کی اجازت نہ دیویں گے تو اس کے اظہار کی جرات نہیں ہوتی۔

مرے دل کی حسرتوں کو تمہیں منصفی سے دیکھو جو تمہارے دل میں ہوتیں تو تمہیں قرار ہوتا

جواب: مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ چونکہ میرے اس خط کے بعد بھی جس کو میں خاتمۃ التبلیغ سمجھتا ہوں کچھ فرمانے کی حاجت باقی رہ گئی تو یقیناً میرے پاس اس کا جواب نہیں۔ اس لئے اس کے اظہار کی اجازت دینا کلفت میں پڑنا اور کلفت میں ڈالنا ہے لہٰذا اس کے متعلق کچھ تحریر نہ فرماویں بالیقیں مجھ سے آپ کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔ اگر طلب ہے تو اور شیوخ موجود ہیں ورنہ خیر۔ دعا خیر البتہ اس حال میں بھی کرتا ہوں۔

مضمون: امراض قلبیہ میں سے اپنے اندر بخل کا مادہ بھی پاتا ہوں۔

جواب: جو درجہ طبعی ہوتا ہے اس کے ازالہ کا اہتمام ضرور نہیں۔ سعی سے کامیابی کم ہوتی ہے اور نہ اس پر مواخذہ ہے بلکہ جب وہ مادہ حق تعالیٰ نے رکھا ہے تو اس شخص کی اسی میں مصلحتیں ہیں۔ جب اس کے خلاف میں مصلحت ہوگی خود حق تعالیٰ بلا کسب بدل دیں گے البتہ حقوق واجبہ میں اخلال نہ ہونے پاوے۔ سو الحمدللہ اس سے محفوظ ہو۔

مضمون۔ آدمیوں سے چونکہ الگ رہنے کو جی چاہتا ہے تو بات بات پر غصہ آ جاتا ہے مگر ضبط کر لیتا ہوں یہ کبر کا شائبہ معلوم ہوتا ہے۔

جواب: یہ کبر نہیں ہے توحش عن الخلق ہے جو مسبب ہے انس مع الحق ہے۔ اور کبھی سبب بھی ہو جاتا ہے۔ انس مع الحق کا بیفکر رہیں۔ ہاں برتاؤ میں اعتدال سے تجاوز نہ کریں اور اگر اس کا صدور ہو جاوے استغفار کریں۔ زیادہ فکر میں نہ پڑیں۔

مضمون: اپنے دل میں ایثار کا مادہ نہیں پاتا کہ بھائی مسلمانوں کو اپنے اوپر مقدم کروں اپنی ہی اغراض مقدم معلوم ہوتی ہیں۔

جواب: اس کا وہی جواب ہے جو اوپر بخل کے متعلق لکھا ہے الحمدللہ راستہ پر چل رہے ہو۔ حق تعالیٰ مقصود تک بھی پہنچا دیں گے۔

مضمون: بعض وقت نفل وغیرہ پڑھنے سے (یہ خیال آ کر کہ لوگ ریا کار کہیں گے یا اچھا کہیں گے تو نفس خوش ہوگا۔ باز رہ جاتا ہوں نہیں معلوم یہ ناکارہ ہر طرح اسی سے محروم رہے گا دعا کی ضرورت ہے اور حضور کی تجویز سے جو علاج میرے مرض کا ہو۔

جواب: ریا کا خیال شیطانی خیال ہے باوجود اس خیال کے بھی کام کرنا چاہئے اور مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ محروم رہو گے یا کیا مجھ کو اپنا ہی حال معلوم نہیں پھر یہ کہ اپنی کوتاہی جب سبب محرومی کا ہو تو دوسرا کیا علاج کرے معلم کا کام اتنا ہے کہ طالب کام کرے اور اطلاع حالات کی دے کر جو کچھ پوچھنا ہو پوچھے۔ بدوں اس کے کوئی کھیر تو ہے نہیں کہ چٹا دی جاوے گی۔

مضمون: ایک دیندار نوکر میرے یہاں ہے مجھے اس سے بہت انس ہے لوگ اس کو ورغلاتے ہیں کہ مزدوری میں زیادہ نفع ہے۔ تعویذ مرحمت فرمایا جاوے کہ وہ میرا مطیع اور

فرمانبردار ہو جاوے اور پھر مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔

جواب: افسوس اپنی غرض کے لئے آپ ایک مسلمان کی مصالح اور آزادی میں خلل ڈالتے ہیں اپنی اس خودغرضی کا تعویذ ڈھونڈ ھیئے۔

(۲) صرف ثواب آخرت کے لئے درود شریف پڑھتا ہوں اگر کوئی کہے کہ کچھ ذوق وشوق بھی ہو تو وہ مجھے حاصل نہیں طالب ہوں۔ جواب: رضا اصل مطلوب ہے اگر ذوق وشوق نہ ہو نہ سہی۔

مضمون: ڈاکٹر: جن کا حال پیشتر عرض کر چکا ہوں ہمارے شفاء خانہ میں رکھ لئے گئے ہیں یہ پکے مرزائی ہیں اور میری ان کی روزانہ گفتگو ہوتی ہے مگر ان کی تسلی تو کیا الٹا بعض اوقات میں چکر میں پڑ جاتا ہوں اس لئے چند رد کی کتابوں کا نام حضور تحریر فرمایئے تا کہ ان ڈاکٹر صاحب کو مسلمان بنا دوں۔

جواب: ایسی حالت میں نہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان سے گفتگو کیوں کی جاوے اور نہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان کو کیوں رکھا جاوے خدا نہ کرے ان کی اصلاح میں اپنا افساد نہ ہو جاوے کتابیں میں نے اس مبحث میں دیکھی نہیں۔ مولوی ثناء اللہ غالباً کافی فہرست بتلا سکیں گے اور یہ لوگ بڑے سخت ہوتے ہیں ان کی روبراہ ہونے کی شاید آپ کو امید ہو۔

مضمون: دہلی میں ایک مدرسہ پنجابی سکول کے نام سے ہے وہاں ملازمت بھی کی لیکن خیال آیا کہ یہ روپیہ لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس لئے نوکری چھوڑ دی تجارت شروع کی لیکن بکری بالکل نہیں ہے نہایت سختی میں مبتلا ہوں۔

جواب: اگر ممکن ہو پھر معلمی کی نوکری کر لیں وہ ناجائز نہیں ہے اور کتاب اکسیر کا مطالعہ کریں اور بعد عشاء کے گیارہ سو بار یا مغنی مع اول وآخر درود شریف ۱۱ بار پڑھ کر دعا کیا کریں۔

مضمون: میرے شوہر کی والدہ چار ماہ سے بیمار ہے ان کی بیماری کی وجہ سے وظیفہ کبھی ناغہ ہو جاتا ہے۔ جواب: کچھ حرج نہیں۔ بیمار کی خدمت کا ثواب بھی کچھ کم نہیں۔

مضمون: اور جب سے ناغہ ہونے لگا ہے تب ہی سے میرا خیال ورد وظائف کرنے کے وقت خدا پاک کی طرف نہیں لگتا میں کیا کروں۔ جواب: حتی الامکان کرتی رہو۔

جواب: اس وجہ سے میں نے آپ کی طرف کوئی خط بھی نہیں لکھا کیونکہ میں آپ سے سخت شرمندی ہوں۔

جواب: شرمندگی کا تدارک یہی ہے کہ حالت سے اطلاع دینا شروع کر دیں۔

مضمون: پھر عرض ہے کہ اگر وہ بیمار نہ ہوتے اور مجھے ان کی خدمت کرنی نہ پڑتی تو خدا کے حکم سے اور آپ کی دعا سے ناغہ نہ ہوتا۔ جواب: ایسے ناغہ کا کچھ حرج نہیں اس میں بھی ثواب عظیم ہے۔

مضمون: میری پھوپھی کے گھر تین ماتم جلد جلد ہو گئے ہیں اور دوسرے دو تین ماہ کھانا پینا اور سونا بھی انہوں نے چھوڑ دیا تھا اور رات دن خداوند کریم کی یاد میں مشغول رہیں اور ہمیں کہتی تھیں کہ ولی وہ شخص ہوتا ہے جو خدا کی یاد سے ایک ساعت بھی غافل نہ ہو اور تیسرے وہ سخت بوڑھی بھی ہیں کہتی تھیں ایک آفت سیاہ میرے پلنگ کی برابر پڑی تھی اسے دیکھ کر ڈر گئی ہوں غرض اب ان کو مالیخولیا ہو گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کھانا پینا اور سونا چھوڑ دینے سے ان کا دماغ پھر گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ ڈری ہیں۔ کوئی کہتے ہیں کہ ماتم بہت جلد جلد ہوئے اور یہ آگے بھی خدا پاک سے ڈرتی رہتی ہیں کہ خدا جانے میرا قیامت میں کیا حال ہوگا میں بہت گناہگار ہوں۔

جواب: ان کی حالت مرکب ہے مرض سے اور باطنی حالت سے مرض کا تو ان کو علاج اچھی طرح کرنا چاہئے اور اسی علاج کا جزیہ بھی ہے کہ ان کو تنہائی میں زیادہ نہ رہنا چاہئے اور جو لوگ ان کے پاس رہیں وہ عاقل ہوں کہ ان کی طبیعت کو خوش رکھیں اور باطنی علاج ان کا یہ ہے کہ محنت کم کریں اور میرے رسالہ شوق وطن اور تبلیغ دین میں سے ان کو خدا کی رحمت کا باب سنا دیں۔

مضمون۔ مناجات مقبول کی روزانہ ایک منزل پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جواب: اللہ ورسول کی اجازت کے بعد کسی کے اجازت کی حاجت نہیں۔

مضمون: حاضر ہو کر بیعت ہونے کی استطاعت نہیں۔ اس لئے بذریعہ عریضہ بیعت ہونا چاہتا ہے۔ طریقہ چشتیہ میں بیعت فرمایا جاوے۔

جواب: بیعت میں جلدی مناسب نہیں کام شروع کیجئے۔ اس کے لئے قصد السبیل کافی ہے۔ طالب کو یہ منصب نہیں کہ وہ کسی خاص طریق میں بیعت ہونے کی درخواست کرے۔

مضمون۔ کئی برس ہوئے کہ ایک بزرگ نقشبندی سے مرید ہوا اور انہیں سے ملتا جلتا رہا عرصہ چار ماہ کا گزرا کہ ایک عورت سے آشنائی ہو گئی قریب تھا کہ گناہ کبیرہ میں گرفتار ہوں اللہ عز وجل نے مدد کیا اور اس فعل بد سے توبہ کر کے پیر صاحب کے پاس پناہ لیا اور جب سے انہی کے

پاس رہتا ہوں۔ آٹھ دس روز ہوئے کہ ایک لڑکے سے پھر محبت ہوگئی۔ ہر دم دل یہی چاہتا ہے کہ اسے دیکھا کروں اور حالت ناگفتہ بہ ہے۔ موافق مرض کے علاج تحریر کیجئے

جواب: اول علاج اس مرض کا یہ ہے کہ محبوب سے ظاہری جدائی فوراً اختیار کر لی جاوے تتمہ علاج اس اطلاع کے بعد لکھوں گا

مضمون۔ بموجب حکم حضور کے قصد السبیل شروع سے اخیر تک پڑھا۔ پہلے یہ خیال ہوا کہ کچھ اسی کتاب سے دیکھ کر پڑھنا شروع کر کے حضور کو اطلاع دوں لیکن پھر خیال جاتا رہا۔ اب دل یہی چاہتا ہے کہ حضور ہی جو ارشاد فرماویں اس پر کمر بستہ ہو کر کام کروں۔

جواب: یہ تو خود رائی ہوئی کہ میری بتلائی ہوئی بات سے زیادہ مصلحت اپنے خیال میں سمجھی۔

۲۰ شعبان ۳۴ھ

مضمون: بھوپال سے ایک خط آیا ہے جس کا مضمون حسب ذیل ہے کہ جناب قاضی صاحب بوجہ علالت ایک سال کی رخصت لینا چاہتے ہیں۔: مشاہرہ میں سے ۵۰ ماہوار وہ لیں گے اور: تم کو ملیں گے چونکہ یہ امر عظیم ہے بدوں بڑوں کے مشورہ کرنا مناسب نہیں ہیں اس وجہ سے عرض ہے کہ اس عہدہ کے فرائض اور منافع اور مضار کو غور فرما کر رائے تحریر فرمائیے مگر رائے محض عقلی نہیں چاہتا بلکہ آپ کے قلب مبارک میں جو آئے وہ تحریر فرمائیے اس وجہ سے کہ میں آپ ہی کا ہوں اور برائی بھلائی بڑوں ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ میری دینی اور دنیاوی حالت کو اور یہ کہ وہ فرائض مجھ سے ادا ہوں گے یا نہیں خیال فرما کر رائے سے مطلع فرمائیے۔ ضمیمہ: یہ صاحب ایک مدرسہ میں مدرس ہیں۔

جواب: جس امر میں مشورہ لیا ہے اولاً تو امر عظیم میں مشورہ دینا عظماء ہی کا کام ہے حضرت مولانا سلمہ ہوتے تو وہ اس کام کے تھے۔ اب اپنے مجمع میں مولانا رائے پوری ہیں جن کے قلب کو بابرکت کہا جا سکتا ہے وہاں رجوع فرمانا مناسب ہے باقی جو اپنے قلب کی کیفیت اس مضمون کے پڑھنے کے وقت ہوئی وہ بھی عرض کئے دیتا ہوں حسب الحکم۔ وہ یہ کہ قلب اس سے اباء کرتا ہے خواہ یہ اباء وجدانی ہوں یا اس لئے ہو کہ قضا امر خطیر ہے اور اس کے اختیار کرنے پر کوئی مجبور و اضطرار ہے نہیں نہ تو کسی کے اکراہ سے اور نہ اس سے کہ

دوسرے وجوہ معاش بند ہیں نیز چند روز کے لئے اور بھی بدنامی ہے لوگ کہیں گے روپیہ کی طمع میں ایک نوکری یا ایک کام کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ یہ معاملہ تجزیہ تنخواہ کا بھی شرح صدر کے ساتھ سمجھ میں نہیں آیا گو تاویلیں ذہن میں آتی ہیں۔

مضمون۔ احقر العباد خدمت فیض ارشاد میں حاضر ہونے کا شوق کامل رکھتا ہے۔ امید کہ اجازت مرحمت فرمادیں تاکہ بندہ گل مقصود سے دامن پر کر لیوے عرض گذار فارغ التحصیل مدرسہ دیو بند۔

جواب: اگر ذکر شغل کیلئے آنا چاہتے ہیں تو رمضان المبارک میں اس کی تعلیم نہیں کیا کرتا ہوں اور اگر محض کسی کسی وقت پاس بیٹھنا اور کوئی کوئی بات سن لینا مقصود ہے تو بشرط تحمل اپنے مصارف کے آنے کی اجازت ہے۔

مضمون: جناب پیر روشن ضمیر الخ۔ چونکہ حضور پرنور کا فرمان ہے کہ ہمیں اعلیٰ حضرت مرشدی سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ (اگر کوئی حاجت مند تعویذ وغیرہ لینے آوے تو انکار مت کیا کرو) اس لئے خاکسار ملتمس ہے کہ کمترین عرصہ دراز سے اپنے واسطے کوئی رشتہ تلاش کر رہا تھا۔ سو اب خدا کے فضل سے حسب منشاء رشتہ تو مل گیا ہے سب راضی ہیں صرف ایک شخص جو اس لڑکی کا بہنوئی ہے میرے گھر رشتہ کرنے میں ناراض ہے آپ براہ مہربانی کمترین کے حق میں دعا فرمادیں اور کوئی تعویذ یا کوئی عمل فرمایا جاوے۔

جواب: حضرتؒ کا یہ ارشاد عوام کے لئے ہے نہ کہ طالبان حق تعالیٰ کے لئے کہ ان کو خود عملیات کی طرف رجوع کرنا پسندیدہ نہیں۔ البتہ دعا کرنا سب حاجات مشروعہ کے لئے مسنون اور نافع ہے سو دعا کرتا ہوں جواب کے لئے جو اندر لفافہ ٹکٹ چسپیدہ رکھا تھا ایسے طور سے بند کیا تھا کہ باوجودیکہ کھولنے میں بہت ہی احتیاط کی گئی مگر پھر بھی کنارہ پر سے معہ ایک ٹکٹ کے پھٹ گیا۔ ایک ٹکٹ سالم رہا تھا وہی اس کارڈ پر چسپاں کر کے بھیجتا ہوں اور وہ دوسرا ٹکٹ کہ جڑ کر کارآمد ہو سکتا ہے آپ کا امانت کے طور پر رکھا ہے اگر وہ لفافہ دہرا کر کے بند کیا جاتا اس خطرہ سے محفوظ رہتا۔

مضمون: استفتاء پوشیدن پارچہ ازار وغیرہ بایں طرز کہ کعبین پوشیدہ شود علی الاطلاق

اعنی ارادہ تبخیر وتکبر باشد یا نے ودر نماز یا خارج از وچہ حکم دارد بینوا توجروا (ھوالمصوب) اسبال یعنی پوشیدن پارچہ اسفل کعبین مطلقاً ممنوع آمدہ لما فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری ایضاً عن ابن عمر قال مررت برسول اللہ وفی ازاری استرخاء فقال یا عبداللہ ارفع ازارک فرفعتہ ثم قال زد فزدت فما زلت ۔ تحراھا بعد فقال بعض القوم الی این قال الی انصاف الساقین رواہ مسلم۔ وازاحادیث کہ مقید بطر وتخیل داد ندم عدم جوازش بطریق اولیٰ مفہوم میشود۔ ودر نماز کراہتہ تحریمی ست بناءعلیہ صاحب مالا بدمنہ پوشیدن پارچہ بطور مذکورہ حرام نوشتہ واللہ سبحانہ اعلم نمقہ الحقیر محمد یوسف عفی عنہ۔

جواب: جواب صحیح ست وتقید بہ خیلا برائے احترازنیست بلکہ جریاً علی العادۃ ست کہ اکثر مردم ہمیں قصدمی پوشیدند باز اگر احترازی ہم گفتہ شود مانعش نص دیگر باشد یعنی تشبہ باہل خیلاء باز اگر نص مطلق نبودے گنجائش ایں احتمال بود والا آں براصول حنفیہ کہ بقاء مطلق علی اطلاقہ وبقاء مقید علی تقییدہ است ہر دو صورت حرام باشد مطلق اسبال ہم واسبال للخیلاء ہم اگرچہ ثانی اشد باشد از اول للزوم الخد ورین الاسبال والاختیال اشرف علی ۲۱ شعبان ۳۴ھ۔

مضمون: نیز یہ ہے کہ حضور نبی کریم علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف میں نعتیہ کوئی اشعار پڑھتا ہے یا خود دیکھتا ہوں یا اشعار عاشقانہ تو اس میں ایک خاص حظ حاصل ہوتا ہے اور خصوصاً نعتیہ اشعار میں بیتابی بعض وقت غالب ہوتی ہے جس کو ہمیشہ جلوت میں ضبط کرتا ہوں اور خلوت میں رونے لگتا ہے۔

جواب: اس میں تھوڑا سا دھوکہ بھی ہے اشعار میں مشغول مت ہونا نہ ان سے مزہ لینا۔

مضمون: چند روز ہوئے کہ فدوی برابر پرچہ دینے کا ارادہ کر رہا ہے لیکن اب تک موقع نہیں ملا۔ لہٰذا مجبور ہو کر تحریر پیش کرنی پڑی۔ جب میں حاضر خدمت اقدس ہوا تھا تو حضور انور نے چھ ہزار مرتبہ اسم ذات اللہ اللہ اور بعد تہجد کے بارہ تسبیح پڑھنے کو ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ غلام اب تک بلا ناغہ پڑھتا ہے صرف ایک روز ناغہ ہوا تھا لیکن حضور کے سامنے اپنی حالت عرض نہیں کر سکتا کیونکہ کوئی حالت محمودہ اپنے اندر نہیں پاتا۔

جواب: یہ استقامت کیا حالت محمودہ نہیں ہے۔ بہت بڑی چیز ہے جن حالات کے نہ

پانے کو آپ لکھ رہے ہیں وہ پانے کے بعد خود بے پائے ہو جاتے ہیں اور یہ استقامت دولت سرمدی ہے۔ مضمون: ذکر کے وقت و نیز نماز میں نہ حضور قلب ہوتا ہے نہ جمعیت خاطر۔

جواب: حضور کے دو درجے ہیں۔ اختیاری اور غیر اختیاری۔ اگر اول مراد ہے تو اس کی انتفاء کو آپ با اختیار رفع کر سکتے ہیں اور اگر ثانی مراد ہے تو اس کا وجود خود ہی مطلوب نہیں ہوتا گو محمود ہے مگر مقصود نہیں پھر مفقود ہونے کا کیا غم۔

مضمون: بلکہ اکثر اوقات نہایت پریشانی سی رہتی ہے صرف تعداد پوری کر لیتا ہوں۔

جواب: یہ غیر اختیاری پریشانی بھی ایک نافع مجاہدہ ہے۔

مضمون: اس نالائق کو جب ہی فائدہ ہو سکتا ہے کہ حضور توجہ فرمائیں اور اس عاجز کے حق میں دعا فرمائیں۔ جواب: دعا و توجہ بلا درخواست ہی کرتا ہوں۔

مضمون: میرے جانے کی آٹھ دس روز اور باقی ہیں چلتے وقت زبانی حال عرض کروں گا اب محض اپنی حالت عرض کر دی ہے اب جیسے ارشاد ہو غلام اس کی تعمیل کو حاضر ہے اگرچہ یہ نالائق اس قابل بھی نہیں کہ خدمت میں حاضر رہ سکے لیکن حضور کی توجہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ حضور کے الطاف خسروانہ ہی کی وجہ سے اتنے دن گزرے ہیں نہیں تو اس بے ادب کو تو بولنے کی بھی تمیز نہیں۔ جواب: بس یہی شکستگی تو میری نظر میں ایک دل پسند ادا ہے۔

مضمون: اس غلام کے عیوب سے اس کو مطلع فرمایا جاوے۔ ان شاء اللہ بسر و چشم تعمیل ارشاد کروں گا۔

جواب: کوئی بات معلوم ہوگی کہہ دوں گا باقی ایسے شخص کو خود حق تعالیٰ اس کے عیوب پر مطلع فرما دیتے ہیں۔

۲۵ شعبان المعظم ۳۴ھ

جواب: السلام علیکم: جب تک جان پہچان اور نیز باہم مناسب اچھی طرح نہ ہو کسی چیز کے لیتے ہوئے شرم آتی ہے اور یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ کثرت ملاقات یا کثرت خط و کتاب سے اور یہ دونوں امر با اختیار آپ کے ہیں نہ کہ میرے چونکہ یہ بات اب تک حاصل نہیں ہوئی اور محض نام لکھنے سے مجھ کو کہاں تک یاد آ سکتا ہے اس لئے واپس کر دیا۔

واقعی نام دیکھ کر مجھ کو کوئی تعلق بھی یاد نہیں آیا۔ یہ نتیجہ ہے کم خط وکتاب رکھنے کا اور ایک دلیل مناسبت نہ ہونے کی خود آپ کے اس خط میں ہے کہ مسائل کا سبب پوچھتے ہیں جس کا آپ کو منصب نہیں۔ بدوں اس قدر تعارف وتناسب کے دوبارہ نہ بھیجئے اور وہ رقم جب تک میں وصول نہ کروں میری ملک نہیں ہے۔ شرعاً آپ بے فکر اس کو اپنے صرف میں لاویں۔

مضمون۔ آپکے مرید بنام شیر محمد کے پاس میرا لڑکا جاتا ہے میں نے اس کو ہر چند روکا لیکن نہیں رکا۔ آپ براہ مہربانی اپنے مرید کو ایک خط یہ جو پتہ والا کارڈ آپ کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے تنبیہاً تحریر کریں جس سے وہ خود بخود اس کو اپنے پاس آنے سے انکار کردے آپ کی بڑی عنایت ہوگی اور یہ خدا واسطے کام ہے اور اس لڑکے کی عمر تقریباً پندرہ یا سولہ سال کی ہے۔

ضمیمہ۔ جوابی کارڈ پر شیر محمد کا پتہ لکھا تھا حضرت نے خود کاتب خط کا نام لکھ کر حسب ذیل جواب ارسال فرمایا مجھ کو یاد نہیں کہ کوئی شخص شیر محمد میرا مرید ہے۔ مگر خیر خط لکھنے سے انکار نہیں لیکن اس طرح خط لکھ سکتا ہوں کہ تمہارا خط بھی اس کے پاس بھیجوں گا کہ اس خط سے ایسا مضمون معلوم ہوا آگے نصیحت سے لکھ دوں گا اگر یہ صورت منظور ہے تو دو پیسہ کا لفافہ ساتھ آنا چاہئے۔

مضمون۔ جب آستانہ سے واپس ہو کر گھر آیا ہو چند ماہ بہت مستعدی اوقات وظائف میں رہی۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت آئی کہ تہجد کبھی کبھی قضا ہونے لگی پھر اب کئی ہفتہ سے ایک شب بھی تہجد کی توفیق نہیں ہوتی۔ افسوس کہ مجھے اب تک کسی امر میں استقامت نصیب نہ ہوئی۔ اب سے بہت پہلے یہ حال تھا کہ کسی کے گناہ دیکھ کر اس پر ترس آتا تھا اپنے گناہ یاد کر کے شرمندگی ہوتی تھی اب یہ حال ہے کہ دوسروں کے جرائم پر بغض وتنفر ہوتا ہے اور نفس اس کو بغض فی اللہ قرار دیتا ہے۔ اپنے گناہ بالکل نظر سے پوشیدہ ہیں۔ میرے مولا دستگیری فرمایئے عرض مکرر آنکہ کل عریضہ ہذا تحریر کیا آج ہی یہ اثر ہوا کہ شب کے وظائف حسب معمول ادا ہوئے۔ **فالحمدللہ علی احسانہ تعالیٰ واحسانک۔**

جواب: عزیزم مشفقم السلام علیکم ورحمۃ اللہ جس امر کا سبب ظاہر ہو اور غیر اختیاری ہو اس میں پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ رات چھوٹی ہونے لگی اس لئے آنکھ نہ کھلنا عجیب نہیں ایسی حالت میں بعد عشاء پڑھ لیا کیجئے۔ نظر علی المعصیت کے متعلق جو لکھا ہے یہ سب تغیرات ہیں احوال ہیں جو غیر اختیاری ہیں اور اس لئے پریشانی کا محل نہیں۔

مضمون: منجملہ دیگر امراض کے ان میں ابتلا ہے۔ امرد کی طرف طبعاً خواہش اور نفس کا میلان ہوتا ہے۔ یہ بات دیکھنے کے بعد ہوتی ہے بلا دیکھے نفرت بلکہ خیال بھی نہیں آتا غیبت اکثر کرنی ہوتی ہے اور سنی بھی جاتی ہے بے فائدہ گفتگو کرنا جیسے طالب علم میں ہوتا ہے۔ مرض تشخیص فرما کر علاج بتلا دیں۔

جواب: مراقبہ عقوبت نار روزانہ پندرہ بیس منٹ تک کیا جاوے اور صدور کے تقاضا کے وقت ہمت سے بھی کام لیا جاوے۔

مضمون۔ بہت سے اچھے اچھے حالات لکھ کر یہ لکھا کہ سب ان امور کے ساتھ اس کا بڑا خوف ہے کہ کہیں خدانخواستہ ان باتوں میں کمی واقع نہ ہو جاوے۔

جواب: یہ خوف بھی مقتضاء ایمان ہے مگر اس کے ساتھ استحضار توکل بھی ضروری ہے مع العزم یعنی یہ نیت رکھے کہ اللہ کی مدد سے ہم اس پر مستقیم رہیں گے اور اگر کمی ہو جاوے گی تو پھر تازہ عزم کر لیں گے اور کمی سے استغفار کر لیں گے۔

مضمون: بعض اوقات یقین درجہ عین الیقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے جس سے ازبس مسرت ہوتی ہے مگر کبھی اس میں بالکل کمی ہو جاتی ہے جس سے نہایت افسردگی ہوتی ہے۔

جواب: افسردگی بھی علاج ہے بعض باطنی امراض کا کچھ غم نہ کیجئے اور اس میں بھی تقریر مذکور سابق کا لحاظ رکھا جاوے۔

مضمون: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی روح کی مقدس کو ایصال ثواب کرنا چاہئے یا کیا۔ جواب: بہت بہتر ہے اور ادائے حق ہے۔

مضمون: مولوی عبدالحئی صاحب مغفور لکھنوی نے ایکبار فرمایا تھا کہ ایصال ثواب کا مضائقہ نہیں ہے مگر اکثر علماء منع فرماتے ہیں۔ جواب: یہ ان کی غلطی ہے۔

مضمون: ایک عورت اپنے خاوند یا باپ کے ساتھ بلاشرکت دوسرے مرد کے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔ جواب: ہاں بالکل ٹھیک پیچھے کھڑی ہو برابر میں کھڑی نہ ہو۔

۲۸ شعبان ۳۴ ہجری

مضمون: حسب ارشاد والا اپنے معمولہ اذکار ادا کیا کرتے ہیں لیکن بوجہ سستی وغفلت آج کل کئی روز تہجد قضا ہو گئی بہت ندامت ہوئی مگر اس ندامت سے کیا فائدہ گیا وقت پھر

ہاتھ آتا نہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ شاید وجہ کثرت معاصی یہ سستی ہوتی ہے لہٰذا خود بھی توبہ کرتا ہوں حضرت والا سے دعا کا طالب ہوں۔

جواب: السلام علیکم۔ ہر سستی کثرت معاصی سے نہیں طبعی بھی تو ہوتی ہے۔

مضمون: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اگر کوئی شخص مجبوراً اپنی جان اور مال کی حفاظت کی غرض سے کتا پالے تو آیا اس کا گھر رحمت کے فرشتوں کے نزول سے محروم رہے گا یا کیا اور آیا کچھ امراض اس قسم کے ہیں کہ جن کو متعدی کہا جا سکتا ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ فرشتہ رحمت کا تو پھر بھی گھر میں نہ آویگا لیکن اس مجبوری کی صورت میں گناہ سے محفوظ رہے گا واللہ اعلم اور امراض کے متعدی ہونے میں اختلاف کثیر ہے اکثر محققین اس پر ہیں کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ ان کا تعدیہ ضروری اور لازم ہو کہ تخلف ہی نہ ہو بلکہ مثل دیگر اسباب منظونہ کے اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوا تو تعدیہ ہوا اور منظور نہ ہوا تو نہ ہوا۔

اور دل مشتاق ہے کہ جناب سے بذریعہ تلمذ یا بیعت کچھ فیض حاصل کروں لیکن یہ خوف ہے کہ شاید جناب منظور نہ فرماویں کیونکہ بندہ شیعہ مذہب رکھتا ہے لہٰذا اول بذریعہ عریضہ ہذا امیدوار ہوں کہ امر فرمایا جاوے کہ عرضداشت فدوی کی قابل قبول ہوگی یا نہیں۔

جواب: واقعی اختلاف مذہب کی حالت میں مناسبت نہیں ہو سکتی اور بدوں مناسبت دینی نفع نہیں ہو سکتا۔

۳۰ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

۲۱۲ مضمون: درحضور ظل رب العالمین + سید پاکاں امام المتقین + مہتر و بہتر حکیم امتاں + نور یزداں سرور و فخر جہاں + نائب امداد غوث انس و جاں + ثانی حضرت جنید شاہ جاں + بایزید وقت شبلی زماں + شیخ عالم قطب دوراں جانِ جاں + شاہ شاہاں آفتاب بے مثال + شمس دیں وقبلہ اہل کمال + ہم نوائے حضرت سید حسن + آنکہ بودہ وعظ وجید حسن + نافح روح خدا در مائروطیں + ماوجدت مثلکم فی العالمین + چونکہ پیوستی بمولانا علیؒ + لامحالہ سید واشرف شدی + ازغریب و بینوا مسکیں فقیر + ہائم و بے مایہ ناچیز وحقیر + آنکہ نامش است

اسماعیل خام+صد نیاز وصد تحیات وسلام+ نامۂ ولا امر تشریف داد+شوقمش برعین وگہ برسر نہاد+ چوں ورا بکشادم از دست رواں+ یافتم دردے زہے گنج رواں بدشفا آں بادل بیماررا+کردریحاں خار خار خار را+حمد للہ کہ پذیرفتی مرا+ درغلامی خود ای فخر الوریٰ+قرۃ العینم توئی سلطان من۔ انت قلبی انت روحی جانمن+ راحت جانم توئی دادارمن+ جنت الماویٰ توئی گلزارمن+ بعد رمضان حسب ارشاد جلیل+ زود حاضر میشو وعبد ذلیل+فرق را پاساختہ من سوئے تو۔ مے چلم اے من غلام روئے تو+ ہیچ خبر سے نیست الا اینکہ ایں+ درفگندی درد رونش شوق دیں+ آنچناں کن اے حبیب قدسیاں+ کہ بسوزو عشق تاراں استخواں+ دولت دنیائے خواہد غلام+عشق مولا بایدش تم الکلام+

جواب: السلام علیکم۔ ہر کجا دردے دوا آنجا رود۔ ہر کجار نجے شفا آنجا رود+ ہر کجا پستی ست آب آنجارود+ ہر کجا مشکل جواب آنجارود۔

اطلاع۔ اوپر کے منظوم خط میں اظہار اشتیاق اور طلب ہے حضرت کے جواب میں طلب پر کامیابی کی بشارت ہے۔

مضمون: میں احقر نہایت شرمسار ہوں کیونکہ مجھ سے پابندی کسی کام کی نہیں ہوتی۔ چند روز نماز تہجد اور ذکر بارہ تسبیح وتلاوت قرآن مجید ایک پارہ یا کم اور درود شریف وغیرہ سب کچھ کرلیتا ہوں اور طبیعت میں ایک کیفیت خوشی وسرور کی معلوم ہوتی ہے اور کبھی چند روز سوائے فرض نماز معہ سنت موکدہ کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا اور غم وپریشانی اور فکر بہت ہوتا ہے۔قلب کی توجہ حقوق العباد کی طرف ہوجاتی ہے اور کام چھوٹ جاتے ہیں اور لین دین کی صفائی کا خیال ہوتا ہے۔ جواب: اپنے وقت پر یہ بھی طاعت ہے۔

مضمون: جتنا ہوسکتا ہے کئے جاتا ہوں۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں بھی محرومی نہ ہوگی جتنا بھی ہوسکے کئے جایئے۔

مضمون: بندہ کے ذکر سے اتنا فائدہ نہ ہوگا جتنا جناب کی دعا کی برکت سے حاصل ہوسکتا ہے۔ جواب: یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

سوال: احقر جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو ان میں مختلف خیالات وتوھمات آتے ہیں

جس کی وجہ سے نماز میں خلل آ جاتا ہےلہٰذا اگر یہ برا ہو تو اس کے دفعیہ کے لئے کوئی تدبیر و دعا عنایت فرمادیں۔ جواب: یہ کہاں لکھا ہے کہ غیر اختیاری خیالات سے نماز میں خلل آ جاتا ہے۔

دوسرا خط (۴) حضور اس عمل سے مقصود تو رضاء حق ہی ہے اور امید یہ ہی ہے کہ اس عمل کی تاثیر حصول رضاء حق کی زیادتی اطاعت اور محبت میں معین اور مددگار ہو۔

جواب: معین کی ضرورت تو اصل تدبیر کے بعد ہوتی ہے وہ اصل تدبیر کیا ہے؟ اور آپ نے اس کا کیا اہتمام کیا؟

سوال: میرا دل خدا کی یاد سے غافل ہے کوئی تدبیر بتادیں کہ دل ذاکر ہو جائے!

جواب: اختیاراً یا اضطراراً اور کیا ہر غفلت معصیت ہے؟ اور کیا غیر معصیت کا علاج بھی ضروری ہے؟

سوال: قدرت تو ہے (یعنی ترک معاصی پر جس کا ذکر اس سے قبل لکھا گیا تھا) لیکن ایسی ہے جیسے قدرت ہے ہی نہیں۔ جواب: وہ کون سی قدرت ہے جو عدم قدرت کے حکم میں ہے۔

سوال: باوجود ان حالات کے (جو اوپر کی عبارت میں مذکور ہیں) گو عربی کا سبق اور تہجد میں اشغال و اذکار ناغہ نہیں ہوتے مگر طبیعت پر کسی قدر بار محسوس ہوتا ہے۔

جواب: تو اور زیادہ اجر ملے گا کہ مجاہدہ ہے۔

سوال: اور بجائے اس کے کہ محض خوشنودی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو زیادہ خیال اس کا ہوتا ہے کہ اگر تہجد ناغہ ہوگئی تو دن بھر مغموم رہوں گا پریشان ہوں گا۔ سکون نہیں رہے گا۔

جواب: لیکن وہ ناغہ کا غم اور پریشانی بھی اسی لئے ہے کہ ایک عمل حق تعالیٰ کی خوشنودی کا فوت ہو گیا تو یہ عین خوشنودی ہی کی طلب ہے جو اس کے منافی نہیں۔

سوال: حضرت والا! احقر ایک امر یہ دریافت کرتا ہے کہ باہر پھرنے والی عورتوں سے پردہ دار عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہے اس میں بڑی قباحت ہے خادمائیں جو ملتی ہیں وہ زیادتی سے باہر کی پھرنے والی عورتیں ملتی ہیں پردہ دار خادمائیں نہیں ملتیں ان سے کس طرح سے بچاؤ کیا جاوے۔

جواب: ایسا حکم تو نہیں البتہ کافر عورت کے سامنے بجز چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائی تک اور دونوں پاؤں ٹخنے سے نیچے تک اور کسی عضو کا جیسے سر گلا وغیرہ کھولنا جائز نہیں اس میں بھنگن اور چماری اور ترکاری بیچنے والیاں سب آ گئیں۔

سوال: پہلے خط میں بندہ کی طرف سے یہ عرض تھا کہ غیبت کبھی قصد و اختیار سے صادر ہوتی ہے اور کبھی بلا قصد و بلا اختیار۔

سوال: چند روز سے احقر کی ایک حالت ہو رہی ہے کہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وسوسہ دل میں آتا ہے جس کی وجہ سے نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی ہے اور حضور (قلب) نہیں ہوتا۔ ہر چند کوشش کرتا ہوں لیکن دل جمتا نہیں۔ لہٰذا حضرت والا کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ حالت کیسی ہے؟ جو حضور فی الصلوٰۃ مطلوب ہے اس کے منافی ہے یا نہیں؟ اگر منافی ہے تو زوال کی صورت کیا' اور تدبیر کیا اور طریقہ کیا اور اصل حضور جو مطلوب فی الصلوٰۃ ہے وہ کیا ہے ارشاد سے سرفرازی فرمائی جاوے۔

جواب: اصل مامور بہ احضار قلب ہے اس پر جس قدر حضور مرتب ہو جائے کافی ہے خواہ حضور تام ہو جو تمام خطرات سے مانع ہو جائے اور یہ مرتبہ جلدی نصیب نہیں ہوتا خواہ حضور ناقص ہو جس کے ساتھ دوسرے خطرات بھی بلا قصد مجتمع ہو جائیں وہ منافی کمال صلوٰۃ نہیں البتہ قصداً دوسری چیزوں کی طرف توجہ نہ چاہئے کہ احضار مامور بہ کے خلاف ہے۔

سوال: اب احقر کی ایک حالت ہے کہ جب کسی بے نمازی کو دیکھتا ہے یا کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جو داڑھی منڈاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس سے بات چیت نہ کروں اور سلام نہ کروں بلکہ دل میں ایک نفرت سی پیدا ہوتی ہے اب حضور والا کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ حالت کیسی ہے۔

جواب: یہ خیال کہ میں اس سے اچھا ہوں کبر ہے' اس کا علاج یہ ہے کہ اس وقت قصداً اس کا استحضار کرے کہ گو یہ خاص فعل اس شخص کا برا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کے دوسرے افعال واحوال جن کا مجھ کو علم نہیں ایسے ہوں جن کی وجہ سے یہ فاعل عند اللہ مجھ سے اچھا ہو تو اس استحضار سے کبر نہ رہے گا پھر اس کی غیر مشروع حالت سے نفرت مذموم نہ ہوگی۔

سوال: میرا جو خوبصورت لونڈوں پر بدخیالی کی خواہش ہوتی ہے یعنی داعیہ کو میں مرض سمجھتا ہوں۔

جواب: اگرچہ اس پر عمل نہ ہو نہ عمل کا ارادہ ہو اگر یہی عموم مراد ہے تو اس کی کیا دلیل ہے؟

سوال: مخدوم کو اس نالائق نے لمبے لمبے خطوط لکھ کر تکلیف پہنچائی جس سے حضور کو میری طرف سے انقباض ہوا۔

جواب: یہ احکام خود قربانی کرنے والے کے متعلق ہیں جب دوسرے کو لحم یا جلد صدقتہً یا ھبتہً دے دیا اس کے متعلق یہ احکام نہیں اس کو بیع کر کے قیمت اپنے صرف میں لانا

بلا تکلف جائز ہے تبدل ملک سے تبدل حکم کا محمل ایسے ہی مواقع ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لکِ صدقۃ ولنا ہدیۃ اس کی صریح دلیل ہے۔

سوال: قلب پر منجانب اللہ حضرت والا کی ذات بابرکات کے متعلق یہ بات آتی ہے کہ حضور اقدس راہ سلوک کے عظیم الشان سالک ہیں۔

جواب: محبت کی رنگین عینک ہے اس لئے کبھی دوسری بے رنگ چیز رنگین نظر آنے لگتی ہے۔

سوال: غیر عورت کی طرف نظر بہت اٹھتی ہے اور دل میں طرح طرح کا خیال پیدا ہوتا ہے گو زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ شرعاً حرام ہے طبیعت پر بہت ملال ہوتا ہے اس فعل سے دل متنفر ہو جائے تو بہتر ہے۔ جواب: عبد تنفر کا مکلّف ہے یا کف کا۔

سوال: حضور عالی کی توجہ فرمانے کی برکت سے اضطراب میں کمی ہے۔ خیالات فاسد اول تو کم آتے ہیں اگر آتے ہیں تو بہ کوشش ان کو جلد دفع کرتا ہوں قلب کی نگرانی کا خاص خیال ہے لیکن جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے اور حضور عالی سے ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے اس کا بے حد ملال اور اضطراب ہے۔

جواب: یہ ملال اور اضطراب خود محبت کاملہ کی دلیل ہے ورنہ اس کی کمی پر اضطراب ہی کیوں ہوتا تو یہ عدم خاص وجود خاص پر دال ہے۔

سوال: غیر عورت کی طرف نظر بہت اٹھتی ہے۔ جواب: اٹھتی یا اٹھائی بھی جاتی ہے۔

سوال: حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض یہ ہے کہ خادم نے ایک خواب دیکھا جس کو حضور میں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ ایک مسجد ہے اور اس کے دروازہ پر کچھ لوگ کھڑے ہیں اور یہ خادم بھی کھڑا ہے اور حضور پرنور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر بیچ کے در میں قبلہ رخ بیٹھے ہیں۔ دوزانوں نماز کی طرح۔ ایک شخص باہر سے آیا غصہ میں اور بہت سخت الفاظ کہتا ہوا اور تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اور اندر گھس گیا۔ جب حضورؐ کے قریب پہنچا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اندھا ہو گیا تو ایک دوسرے شخص نے تلوار اٹھا کر اس کو دے دی وہ دینے والا مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ پھر باوجود اندھے ہونے کے حضور پر کئی حملے کئے پھر غصے میں حملہ کرنے کے بعد باہر کی طرف نکلا اور میرے بائیں گھٹنے میں ایک ٹھوکر زور سے ماری کہ تم بھی یمنی ہو اور ایک دوسرے شخص کو بھی

زور سے دھکیل دیا اور غصے میں بڑبڑاتا ہوا چلا گیا اور یہ سمجھا کہ میں نے حضور کو شہید کر دیا میں بہت پریشان ہوا اور اس کے بعد جاگ اٹھا سخت پریشان ہوں کہ اس کی کیا تعبیر ہے حضور سے استدعا ہے کہ خادم کو اس کی تعبیر سے آگاہ فرماویں تاکہ پریشانی رفع ہو۔

جواب: السلام علیکم: مجھ کو تعبیر سے مناسبت تو نہیں مگر بے ساختہ جو سمجھ میں آیا وہ عرض کرتا ہوں اس وقت کفار عموماً دین اسلام کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور بعض مسلمان ان کی اعانت کرتے ہیں خواب اسی واقعہ کی تصویر ہے۔

سوال: حضرت والا عرض یہ ہے کہ اکثر نفس کا عیب معلوم کرنے میں دھوکہ لگ جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کبھی کسی پر غصہ آتا ہے تو نفس یہ کہہ کر تسلی دیتا ہے کہ یہ غصہ اللہ واسطے کچھ برا نہیں

جواب: احتمال کو بھی حقیقت سمجھو بس یہی علمی علاج ہے پھر اس کا عملی علاج کرو۔

سوال: گرامی نامہ ملا۔ جواباً عرض ہے کہ خیال اضطرار سے پیدا ہوتا ہے۔

جواب: غیر اختیاری چیز کے علاج کی ضرورت نہیں۔

بقیہ سوال: دراصل میرا دلی ارادہ ریاکاری یا ناموری کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ خواہ مخواہ دل میں خیال پیدا ہو جاتا ہے جس سے طبیعت پر ایک قسم کا بوجھ سا پڑ جاتا ہے اور میں باوجود کوشش کے بھی اس خیال کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جواب: تو دینی ضرر کیا ہوا؟

دوسرا خط: میں اب اضطراری خیال کی بات کوئی فکر نہیں کرتا اور خیال نہ کرنے سے ایسے خیالات بھی دل میں کم پیدا ہوتے ہیں۔ گرانقدر نصیحت کا مشکور ہوں۔

جواب: اللہ تعالیٰ ہمیشہ مطمئن رکھیں۔

بقیہ سوال: اب دوسری عرض ہے میرا عقیدہ ہے خدا تعالیٰ نے شروع میں سب واقعات لکھ دیئے اور سب باتیں اس شروع کے لکھے کی مطابق ہو کر رہیں گی کسی طرح ٹل نہیں سکتیں انسان خواہ لاکھ کوشش کرے جو بات ہونی ہے ضرور ہو کر رہے گی' اس کی بابت پہلے عرض یہ ہے کہ آیا یہ عقیدہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ جواب: بالکل ٹھیک۔

بقیہ سوال: اگر ٹھیک ہے تو اس میں شک نہیں کہ مجھے اس سے بہت سے معاملات میں مدد بھی ملتی ہے لیکن بعض باتوں میں شبہ بھی ہے مدد تو یہ ملتی ہے کہ مجھے کسی بات میں گھبراہٹ نہیں ہوتی اور یہی خیال کر لیتا ہوں کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا پھر

گھبرانے اور فکر کرنے کی کیا ضرورت۔ جواب: ماشاء اللہ بڑی دولت ہے۔

بقیہ سوال: لیکن شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب میں کسی بات کے لئے خدوند کریم سے دعا کرتا ہوں تو دل میں یہ بات آتی ہے کہ جب واقعات پہلے ہی فیصلہ ہو چکے ہیں تو دعا کیا اثر کرے گی (اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں دعا نہیں کرتا)

جواب: تو کھانا کیوں کھاتے ہو جب سب فیصلہ ہو چکا ہے کہ پیٹ بھرے گا یا نہیں پھر کھانے سے کیا فائدہ۔

بقیہ سوال: دوسری بات یہ ہے کہ اسی خیال کے مطابق میرا تعویزات وغیرہ پر بھی بہت کم یقین ہے اور اسی طرح کئی باتیں ہیں۔

جواب: دوسرے اسباب پر کیوں یقین ہے وہ تقریر تو سب جگہ چلتی ہے مثلاً اس خط میں شبہ کا جواب پوچھا ہے کیا اس کا فیصلہ نہیں ہو چکا پھر کیوں پوچھا۔

بقیہ سوال: ہاں میرے دل میں اس بات کا ایک جواب آتا ہے اور اس کے تحت میں اپنی دل کی تسلی کرتا ہوں وہ یہ کہ جس طرح خداوند کریم نے اور واقعات پہلے سے فیصلہ کر دیئے اسی طرح انسان کے لئے یہ بھی فیصلہ کر دیا ہے کہ فلاں بات ایسی ہوگی پھر انسان دعا کرے گا اور اس کو ایسا بدل دیا جائے گا۔

جواب: بدلنے کی کیا ضرورت ہے یہی لکھا ہوا ہے کہ فلاں حادثہ کے لئے دعا ہوگی اور دعا کے بعد اس طرح ہو جائے گا۔

سوال: احقر کے اندر یہ مرض زیادہ گوئی اختیاری ہے لیکن میں اس کے دفعیہ کے لئے بہت کوشش کرتا ہوں۔ ہمیشہ خیال کرتا ہوں کہ زیادہ بات نہ کروں لیکن جب بات شروع کرتا ہوں تو زیادہ بات کر لیتا ہوں اور نفس شیطان پر غالب نہیں آ سکتا لہٰذا امید کامل ہے کہ حضرت والا ایسی کوئی تدبیر عنایت فرماویں جس سے عمل کرنے سے اس مرض ''زیادہ گوئی سے'' اللہ تعالیٰ شفا دے عین شفقت پدری ہوگی۔

جواب: پیر کو دو سو روپیہ تنخواہ پر نوکر رکھ لو وہ ہر وقت پاس رہا کرے جب حد سے بڑھنے لگو وہ ہاتھ سے تمہارا منہ بند کر دے اگر دو سو روپیہ ماہوار موجود نہ ہوں تو بھیک مانگ کر کم از کم ایک سال کے لئے چوبیس سو روپیہ جمع کر لو۔

سوال: میں خط و کتابت کے ذریعہ سے اصلاح کرانا چاہتا ہوں اور میں اپنے عیوب کو ایک ایک کر کے حضرت کے پاس لکھتا رہوں گا میں یہی سمجھتا ہوں باقی حضرت والا کی مرضی۔ جواب: کیا اس جملہ سے درخواست کمزور نہیں ہوگئی۔

سوال: بعض وقت دل پر بڑے بڑے وساوس شیطانی گزرتے ہیں گو کہ وہ غیر اختیاری ہیں لیکن طبیعت پریشان ہو جاتی ہے حضور اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: اگر کل کو خط آوے کہ بعض اوقات پیٹ میں درد بہت ہوتا ہے گو کہ وہ غیر اختیاری ہے لیکن طبیعت پریشان ہو جاتی ہے حضور اس کا علاج ارشاد فرمائیں تو کیا یہ درخواست آپ کے نزدیک معقول ہوگی دونوں میں فرق کیا ہے۔

سوال: عرض پرداز ہوں کہ حضور اقدس مرشدنا حضرت مولانا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ اور آپ سے بندے کو جو تعلیم و تربیت و ارشادات عطا ہوئی اس میں سے انتخاب کر کے حسب استعداد وارادات وحالت میرے آل وعیال کو (جو آپ سے شرف بالبیعت ہیں) تعلیم و تربیت کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ سے اجازت مل جاوے۔

جواب: جب تک مجھ کو یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ آپ اس منصب تعلیم کے اہل ہیں میں کیونکر اجازت دے سکتا ہوں۔

سوال: خط سابق میں جو حضور نے دریافت فرمایا کہ خشوع کی حقیقت کیا ہے تو خشوع کی حقیقت میری سمجھ میں یہ آئی ہے کہ نماز میں طبیعت ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کسی طرف رجوع نہ ہو۔ جواب: غلط بلکہ کسی طرف خود رجوع نہ کرے۔

بقیہ سوال: اگر ہو تو فوراً اس خیال کو چھوڑ دینا چاہئے۔ جواب: چھوڑ دینا اختیاری ہے۔

بقیہ سوال: لیکن فدوی کی حالت یہ ہے کہ ساری نماز میں طبیعت دوسرے خیالوں میں رہتی ہے۔ جواب: رکھنے سے یا بے رکھے۔ بقیہ سوال: نماز میں طبیعت گھبراتی ہے۔

جواب: خشوع کی جو حقیقت لکھی ہے کیا گھبرانا اس کے منافی ہے۔

بقیہ سوال: جی چاہتا ہے کہ نماز جلد ختم ہو۔ جواب: اس میں بھی وہی سوال ہے۔

سوال: احقر کے اندر مرض کثرت کلام کی ہوس اور فضول گوئی زیادہ ہے۔

جواب: اختیاراً یا اضطراراً

دوسرا خط: حضرت والا دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احقر نے مرض کثرت کلام کی ہوس اور فضول گوئی کی اصلاح کے لئے لکھا تھا حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ اختیاراً یا اضطراراً۔ لہٰذا ہوتا تو ہے اختیار ہی سے لیکن عادت پڑ جانے کی وجہ سے اضطراراً سا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: تو اس کی ضد بھی اختیاری ہے اس کو اختیار کرو۔ جب اس ضد کی عادت ہو جائے گی وہ بھی اضطراری جیسی معلوم ہونے لگی گی۔

سوال: اس وقت یہ آرزوئے ذکر و شغل حضور کی خدمت میں رجوع کر کے امید عاجزی متمنی ہے کہ از روئے مہربانی بندہ پر توجہ مبذول فرما کر اس کے باطن کی اصلاح کے لئے کچھ ذکر و شغل کی تعلیم فرمائیں گے۔

جواب: یہی خیال غلط ہے کہ ذکر و شغل سے باطن کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

سوال: ایک صاحب کے گھر میں آسیب کا اثر تھا۔ انہوں نے حضرت والا کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا کہ میرے گھر میں آسیب ہے۔ کوئی تعویذ آسیب کا مرحمت فرمایا جاوے۔ حضرت والا نے جواب میں تحریر فرما دیا کہ یہ کام عامل کا ہے میں عامل نہیں دعا کرتا ہوں اور پوچھنے پر عامل کا پتہ بتلا سکتا ہوں۔ اس پر انہوں نے دوسرے خط میں تحریر کیا کہ میرے آقا و مرشدی السلام علیکم میں عامل کا نام دریافت کرنا نہیں چاہتا ہوں میں خدا کو گواہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ میں غیر خدا غیر شیخ مرشدی دوسری جگہ جانا نہیں چاہتا ہوں۔

جواب: تو اگر کسی کو بخار ہو جائے کیا نسخہ لینے بھی طبیب کے پاس نہ جاؤ گے۔ عامل اور طبیب میں فرق کیا ہے یہی غلو کہلاتا ہے۔

حضور کے افعال واقوال واحوال میں حضور کی اتباع کروں (جتنے کا بھی باری تعالیٰ مقدور دیں) اپنے آقا سے بڑھ کر غلام کو کس پر زیادہ اعتماد ہو سکتا ہے۔

جواب: شاید اس کا مطلب خفی رہا ہو اس لئے دوبارہ لکھتا ہوں کہ شیخ کے افعال و احوال مراد نہیں بلکہ طالب کے یعنی اپنے تمام امور میں شیخ کے مشورہ و تعلیم کا اتباع کرے لیکن جب تک مناسبت نہ ہو گی اس وقت تک کچھ مخاطبت یا مکاتبت کی اجازت نہ ہو گی خاموشی کے ساتھ رہنا ہو گا اب رائے قائم کریں۔

بقیہ سوال: ایمان واطمینان حاصل ہو۔

جواب: ایمان تو حاصل ہے پھر اس کے کیا معنے اور اطمینان کے کیا معنے۔

سوال: جلوت میں نماز کے سنن و مستحبات کے جس قدر رعایت ہوتی ہے خلوت میں نہیں ہوتی اور یہ فعل ہے اور فعل قصداً ہی ہوتا ہے مگر ہمیشہ ایسا ہوتے ہوتے ایک قسم کا رسوخ پیدا ہوگیا ہے اور اس کے خلاف کرنے میں نفس پر سخت گرانی معلوم ہوتی ہے۔

جواب: کیا گرانی عذر ہے کیا گرانی سے قدرت زائل ہو جاتی ہے۔

بقیہ سوال: اب خلوت وجلوت دونوں حالت میں نماز کے سنن و مستحبات کی برابر رعایت کرنے کی بندہ کوشش کر رہا ہے مگر گرانی معلوم ہوتی ہے اور بندہ حضرت والا سے دفع گرانی کا علاج مانگتا ہے۔ براہ کرم بندہ کو علاج مرحمت فرما کے ممنون فرمائیں۔

جواب: کل کو معدہ کی گرانی کا علاج پوچھنا۔

گرانی تو ایک امر طبعی ہے۔ امور شریعہ کی ادائیگی میں خصوصاً ہم جیسوں کو ضرور ہوگی باوجود اس کے ہمت سے کام لینا چاہئے اور طبیعت کے خلاف کرنے پر کوشش کرنی چاہئے کوشش کرتے کرتے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گرامی کو دور کر دیوے اور اگر نہ کرے پھر بھی کیا حرج جبکہ اس سے قدرت زائل نہیں ہوتی واقعی اس نالائق کا اس گرانی کا دفع کا علاج پوچھنا معدہ کی گرانی کا دفع کا علاج پوچھنا جیسا ہے جو اپنی عین حماقت کی وجہ سے ہے۔ احقر نے اپنے ناقص فہم میں جو کچھ آیا لکھا اگر اس میں کوئی غلط واقع ہو تو حضرت والا سے اصلاح کی درخواست کرتا ہے۔ جواب: موجودہ حالت مرقومہ میں ماشاءاللہ کوئی غلطی نہیں۔

سوال: احقر کے قلب میں علاج دیگر امراض کے تین چار ماہ سے ایک سختی اور پیچش پیدا ہوگئی ہے اب نہ کسی بیماری سے نہ کسی کی زیست سے کوئی اثر ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک بھانجا بعمر دس سال جو پارسال بھی مفرور ہوگیا تھا اس مرتبہ پھر مفرور ہوا اور ایک ہفتہ بعد دہلی سے ملا۔ ہمشیرہ نے اطلاع بھیجی تو تحریر کر دیا کہ صبر کرو اور پھر خیال بھی آیا کہ یہ سختی ہے۔ اس سے قبل جب دل گھبراتا تھا مدرسہ مظاہر العلوم چلا جاتا تھا۔ اگرچہ وہاں کے حضرات تشریف لاتے رہتے ہیں مگر خود جانے کو خیال بھی نہیں آتا البتہ تعلیم عربی جاری ہے اصول الشاشی قریب ختم کے ہے۔ ہدایہ میں باب الصلوٰۃ ختم ہوا ہے اگر یہ مرض ہے تو تدبیر فرمائی جاوے۔

جواب: اگر کسی واجب شرعی میں خلل پڑے تو مرض ہے ورنہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ تعلق طبعی کو اپنے ناسور سے مضمحل کر دیا صرف تعلق عقلی (جو کہ مبنیٰ ہے عمل کا اور عمل ہی مقصود ہے اور مقصود کا مقدمہ بھی مقصود ہے) باقی رکھا البتہ عمل مطلوب میں کوتاہی نہ ہو اور اس کے رحمت ہونے کا راز یہ ہے کہ تعلق طبعی کے بعد جو عمل ہوتا ہے چونکہ اس کا داعی طبیعت بھی ہے اس لئے اس میں مجاہدہ ضعیف ہے بخالف اس عمل کے جس کا داعی صرف عقل اور دین ہو اس میں مجاہدہ قوی ہے کہ طبیعت بھی تقاضا نہیں کرتی پھر بھی حکم سمجھ کر کرتا ہے اور مجاہدہ روح ہے اعمال کی اس لئے یہ حالت بشرط مذکور رحمت ہے۔

سوال: جملہ معمولات کی پابندی کر رہا ہوں مگر تہجد کے وقت اٹھنے میں بہت گرانی ہوتی ہے لیکن جب یہ خیال آتا ہے کہ حضرت والا کو صحیح باتوں کی اطلاع دینی ہے اگر تہجد کی پابندی نہ کی تو کیا اطلاع دے گا۔ بس یہ خیال آتے ہی فوراً اٹھ جاتا ہوں

جواب: موٹی بات ہے کہ اگر کسی مخلوق کے خیال سے اٹھنا ہو مگر اس کا خیال خدا تعالیٰ کے تعلق کے سبب ہو تو اصل خیال خدا ہی کا ہوا پھر اخلاص میں کیا خلل ہوا۔

سوال: گزارش خدمت یہ ہے کہ کسی نماز کے اندر اور کبھی یوں بھی قلب اللہ اللہ کرتا معلوم ہوتا ہے اس کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے اللہ اللہ۔ ایک روز احقر نے اس دل کی آواز کو دن بھر غور کیا تو نماز میں بڑا جی لگا اور وسواس یکدم غائب ہو گئے۔ اس لئے گزارش ہے کہ اگر حضرت والا اجازت بخشیں تو جب لوگوں کے درمیان بیٹھا ہو یا جب ذکر لسانی نہ کرتا ہو کو یاد کرے۔

جواب: کیا حرج ہے مگر نماز میں اس کا قصد نہ کرے لعدم ورود الامر۔ اگر بلا قصد اس کی طرف التفات کا مضائقہ نہیں لعدم ورود النہی اور خارج نماز قصد مضائقہ نہیں۔

سوال: احقر نے اپنے عجز اور فسخ عزائم کا پیہم مشاہدہ کرنے کی وجہ سے قبل از وقت کسی کام کا کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ جواب: ایسا نہ کیجئے۔ قصد کیجئے اور ٹوٹنے نہ دیجئے۔

گو بعض کی حالت کے مناسب وہ بھی ہے جو آپ نے تجویز کیا ہے۔

سوال: ایک ہندو کا خط آیا جو مع جواب حسب ذیل ہے۔

افضل و اکرم و اشرف السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ میرا نام فلاں ہے۔ جٹ شام پور میں مکان ہے۔ کرم سے ذیل کے سوال کا جواب عنایت فرمائیں یہ کہ ہندوستان میں کون ایسا

شخص ہے جس کے ہاتھ پر بیعت کرے سے علوم ظاہر و باطن حاصل ہو جائیں۔

مابعد باوجب جواباً عرض ہے۔ قضیہ مسلمہ ہے۔ ولی راوی میشناسد چونکہ میں خود اس درجہ کا نہیں اس لئے ایسے شخص کو پہنچانتا بھی نہیں۔

حضرت اقدس کے ارشاد عالی اور فیصلہ کا طالب ہوں کہ آیا میں فی الحال اس خیال بیعت کو ملتوی کر دوں اور بعد تکمیل درس مذکورہ اس امر کی جانب رجوع ہوں یا پہلے اس مرحلہ بیعت ہی کے طے کرنے میں کوشاں ہوں اور اس نعمت عظمٰی سے مشرف ہو کر درس مذکورہ کی تکمیل میں ساعی بنوں تاکہ ساتھ ہی ساتھ باطنی اصلاح بھی کرتا رہوں۔ اب جو حضور والا اس احقر کے حق میں ارشاد فرماویں بسروچشم اس پر عمل کروں زیادہ کیا عرض کروں۔

جواب: کیا اس مقام پر یہی دو شقیں ہیں ایک تیسری شق بھی تو ہے اس کو بھی تو ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ سرے سے بیعت ہی ضروری نہیں نہ آگے نہ پیچھے صرف اصلاح ضروری ہے اور وہ اس کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

سوال: اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر پڑھی جاوے؟

جواب: دلیل حکمی ہونے کا یہی مقتضا ہے۔

بقیہ سوال: یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

جواب: دلیل جزئی کے نہ ہونے کا یہی مقتضا ہے اب دونوں شقوں میں اختیار ہے۔

سوال: ایک بدعتی نہایت پریشان حال ہے اس کی حالت دیکھ کر میرا دل دکھتا ہے۔ اس کی مالی امداد کروں یا نہیں۔

جواب: ضرور۔ بدعت اس سے کیا مانع ہوتی جب کفر بھی مانع نہیں۔

سوال: بفضلہ تعالیٰ و بدعائیں حضور اعلیٰ ماہ رمضان شریف سے آج تک یاد موت دائما۔ شوق و ذوق عبادت۔ لذت ذکر و محبت و تصور حضور حرکت و حرارت ذکر در جسم برابر وغیرہ حاصل ہے۔ جواب: ان چیزوں کو کس نے مقصود کہا ہے یعنی تصور و حرکت و حرارت۔

سوال: کسی کو بے وقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب و نسب میں نقص نکالنا اور مانند اس کے حضور احقر تو معلوم کرتا ہے یہ سب غیبت میں داخل ہے مگر بعض وقت نفس و شیطان احقر پر ایسا غالب آتا ہے کہ احقر اس غیبت مذکور سے پرہیز کرنا احقر کی طاقت میں نہیں رہتا۔

جواب: بالکل غلط اگر طاقت نہ رہے تو پھر گناہ ہی نہ ہو۔

جناب والا کے اصلاح فرما کر دعائے خیر فی الدارین فرمادیں تاکہ بفضل تعالیٰ احقر اس مرض عظیم سے خلاص پاکر کامیابی فی الدارین حاصل کرے۔

جواب: خیال اور ہمت دونوں اختیار میں ہیں ان سے کام لو۔

جواب: میں کیا دستگیری کروں یہ بھی خبر ہے کہ میرا کام کیا ہے؟

بقیہ سوال: حضرت کمترین کو صحبت نیک بہت مفید ہے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے جو یہاں میسر نہیں کیا صورت اختیار کی جاوے جو حضور تجویز کریں اس پر عمل کیا جاوے۔

جواب: نیک لوگوں کے حالات کا مطالعہ کرو یہ اس کا بدل ہے۔

سوال: مولائی مدظلہ علینا وعلی من لدینا السلام علیکم۔ الجواب: السلام علیکم

جواب: اس کی اشاعت میں جلدی نہ کیجئے جب تک سب خطرات زائل نہ ہو جائیں۔

بقیہ سوال: (دوسرے) مولانا صاحب سے بھی میں نے اس تجویز کا ذکر کیا تھا انہوں نے بھی بہت پسند کیا اور وہ خود بھی اس بارہ میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

جواب: لکھنے سے کیا ہوتا ہے اصل چیز برتاؤ ہے اور تحریر اس کے تابع۔

بقیہ سوال: ورنہ خود اپنے پاس تو نہ اخلاص کا سرمایہ ہے نہ کوئی پیش کرنے کے لائق عمل۔ جواب: اس طریق میں اعتقاد نفی ہی دلیل ہے ثبوت کی۔

نوٹ: حضرت مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بردوانی موٹر کی زد میں آ کر جاں بحق ہو گئے تھے اس حادثہ کے بعد ان کے ایک عزیز کا یہ خط آیا جو ذیل میں درج ہے۔

سوال: مودبانہ عرض ہے کہ مولانا مرحوم کی زبان مبارک میں ہمیشہ ورد قرآن جاری رہتا تھا۔ خاص کر جب چلتے تھے اور پھر نماز ہی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اس بنا پر فرشتے ان کی حفاظت ضرور کرتے تھے پھر اس سانحہ جان لیوا کی کیا وجہ ہے۔ حضور اگر کچھ توجیہ بیان فرمادیں تو دل کو کچھ اطمینان ہو۔

جواب: وہ تو مقبول ومحبوب تھے حفاظت تو سب کی کی جاتی ہے خواہ مومن بھی نہ ہو آیت لہ معقبٰت سورۂ رعد کی اس عموم میں نص ہے تو یہ سوال ہر شخص کے اعتبار سے ہو سکتا ہے اس میں مقبولین کی کیا تخصیص ہے اور جواب یہ ہے کہ ہر بلا سے حفاظت نہیں کی جاتی بلکہ جس سے حکم ہوتا ہے ورنہ کسی پر کوئی بلا ہی نہ آوے مگر ایسا نہیں حتیٰ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کفار کے ہاتھ

سے قتل تک ہو گئے اور عدم حفاظت موقع ہوتا ہے جہاں نزول بلا میں کوئی حکمت ہو دنیوی یا اخروی اور ان حکمتوں کا احاطہ نہیں ہو سکتا غیر مقبولین کے لئے اور حکمتیں ہیں اور مقبولین کے لئے اور۔

ایک خاتون کے خطوط

سوال: از طرف خادمہ: بعد سلام مسنون دست بستہ عرض ہے کہ خادمہ نے آج شب ایک خواب دیکھا ہے یعنی خادمہ نے آج خواب میں حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا کہ میرے سامنے تشریف رکھتے ہیں، بس ایک صورت ایسے انسان کی ہے کہ جو نہ زیادہ بوڑھا ہو نہ زیادہ جوان، اور وہ یعنی حق تعالیٰ مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تم جنت میں نہ جاؤ گی'' پس خادمہ کو ایسے خواب سے تو بہت خوشی ہوئی کہ حق تعالیٰ شانہ کی زیارت ہوئی، مگر اس ارشاد کو سن کر آج مجھ کو سخت وحشت ہے اور دل گھبرا رہا ہے اور روئی بھی ہوں اور کسی کام میں جی نہیں لگتا کہ نہ معلوم اس ارشاد کا کیا مطلب ہے!

جواب: جو خواب شرع کے موافق نہ ہو اس میں تاویل ہوتی ہے، اور شرع کا قانون ہے کہ ہر مومن جنت میں جائے گا، نیز کسی خاص شخص کی نسبت یہ اعتقاد کہ جنت میں نہ جائے گا، بدوں وحی کے محض خواب پر یہ بھی شرع کے موافق نہیں اس لئے اس خواب کی تاویل یہ ہے ''تم خود نہیں جاؤ گی بلکہ اللہ تعالیٰ لے جائے گا'' واقعی جو جائے گا خود کیا جاتا اللہ ہی لے جائے گا۔

سوال: از طرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ خادمہ نے دو خواب دیکھے ہیں اطلاعاً عرض کرتی ہوں۔

(۱) کچھ سوتی ہوں کچھ جاگتی اس حالت میں اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانب جہاں صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں بیٹھا ہوا دیکھا، روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ تھا اور دائیں جانب میری تھوڑے فاصلہ سے بہت عورتیں ہیں اور یک بی بی صاحبہ میرے سامنے بیٹھی ہیں، ان کے متعلق ان عورتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، اور ان بی بی صاحبہ کا رخ میری طرف ہے یعنی وہ قبلہ رخ تشریف رکھتی ہیں، تو ان بی بی صاحبہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم جنت میں جاؤ گی، اس کے بعد وہ اٹھیں اور لوٹا لے کر بیت الخلاء کی طرف تشریف لے گئیں میں پیچھے پیچھے چلی پھر آنکھ کھل گئی۔

جواب: کھلی بشارت ہے، اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ پر استقامت بخشے کہ یہ بشارت اسی کا ثمرہ ہے۔

بقیہ سوال : (۲) اور دوسرا خواب یہ ہے کہ ایک بہت بڑا مکان ہے جس کے دروازے بھی بہت ہیں وہاں بہت سی عورتیں ہیں مگر میرے پیچھے ایک سانپ آ رہا ہے میں اسے بھاگتی پھرتی ہوں اور چھپتی پھرتی ہوں مگر جہاں میں بھاگ کر جاتی ہوں اور چھپتی ہوں سانپ بھی وہیں پہنچتا ہے مگر میرے کاٹتا نہیں۔

جواب: یہ نفس ہے کہ ہر وقت آدمی کیساتھ ہے کہیں جائے، مگر یہ بھی دکھلا دیا کہ اسکے شر سے محفوظ رہیں۔

سوال: ازطرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا دوپہر کے وقت خاکسار کے دل میں یکا یک یہ بات آئی کہ مجھے اپنے اس بچہ کو (اس وقت بچہ کی عمر دس ماہ کی ہے) دین کے لئے وقف کر دینا چاہئے تو حضور والا اب میں اس خیال پر عمل کروں یا نہیں، باقی دنیا کا کام جہاں تک ہو سکے میں اس سے خود نہیں کرانا چاہتی۔

(۲) دوسرے یہ بات دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ اس بچہ کو دین کے لئے وقف کر دینے کے بعد اس بچہ سے اپنا دنیا کا کام کرانا مجھ کو جائز ہے یا نہیں۔

جواب: یہ نیت مبارک ہو، مسجد وقف ہوتی ہے مگر اس میں بیٹھ کر دنیا کا مباح کام کر لینا جائز ہے بشرطیکہ خاص اس کی نیت سے مسجد میں نہ گئے ہوں بلکہ عبادت کے لئے گئے ہوں پھر وہاں کھانا آ گیا تو کھانا بھی کھا لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وقف للدین سے دنیا کا کام لینا قصداً نہ چاہئے مثلاً اس کو پرورش اس نیت سے کریں کہ ہمارے دین کے کام آئے لیکن تبعاً دنیا کا کام لینا کچھ حرج نہیں۔

سوال: ازطرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ خاکسار کے اندر غصہ کا مرض ہے، خاص کر اپنے خاوند پر غصہ مجھ کو بہت آتا ہے۔ پھر بعد میں پشیمان ہوتی ہوں اور بعض مرتبہ روتی بھی ہوں اور میرے خاوند نے شروع میں مجھ کو اجازت دے دی تھی کہ میری اجازت ہے کہ تم مجھ پر غصہ کر لیا کرو اب خواہ ان کو گوارہ ہو یا ناگوار ہو لیکن خاکسار اب یہ چاہتی ہے کہ خاکسار غصہ بالکل نہ کیا کرے لہٰذا براہ کرم میرے اس مرض کا علاج فرمایا جائے۔

جواب: السلام علیکم، غصہ کا آ جانا خصوصاً بے تکلفی کی جگہ پر غیر اختیاری ہے، مگر اس کا چلانا یہ اختیاری ہے، اس کی تدبیر بجز صبر اور ضبط کے کچھ نہیں، گو نفس کو کلفت ہو ہمت سے

برداشت کیا جائے' اور اس ہمت کی تقویت کے لئے حسب ذیل تدابیر سے مدد لینا چاہئے۔

ا: اپنا درجہ سوچنا چاہئے کہ ہم کم درجے کے ہیں۔ ۲: غصہ کر کے پچھتانے کو یاد کرنا چاہئے۔

۳: فوراً کسی کام میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ ۴: نظر سے اوجھل ہو جانا چاہئے۔

۵: یہ سوچنا چاہئے کہ شاید حدود سے باہر ہوا اور اس پر پکڑ ہو۔

یہ پرچہ ایسی جگہ رکھو کہ غصہ کے وقت فوراً سامنے رکھ لو۔

سوال: از طرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ دو خواب عرض کرتی ہوں۔

(۱): ایک خواب تو یہ ہے کہ بندی اکثر اپنے آپ کو کشتی یا کھٹولے پر سوار سمندر کے اوپر تیرتا ہوا دیکھتی ہے' اور غرق ہو جانے کا بھی ڈر لگتا ہے مگر ڈوبتی نہیں' کبھی ایسے خواب میں رات نظر پڑتی ہے' کبھی دن نظر پڑتا ہے۔

جواب: اکثر اہل تعبیر دریا کی تعبیر طریقت سے دیتے ہیں۔ ان شاء اللہ اس سے پار ہو جاؤ گی کام میں لگی رہو۔

سوال: (۲) دوسرا خواب یہ ہے کہ خاکسار ایک بہت بڑے میدان میں ہے وہاں ایک عمدہ باغیچہ اور پختہ مکان ہے' وہاں میرے کچھ عزیز بھی ہیں جن میں ایک تو زندہ ہیں آج کل' بقیہ عزیزوں کو میں پہنچانتی نہیں ہوں' ایک کھٹولا آسمان سے اترا' اس کھٹولے پر ایک جوان شخص بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ چلو' اتنے میں دو عورتیں آئیں اور کہا کہ ہم کو لے چلو' چنانچہ وہ صاحب ان دونوں عورتوں کو اس کھٹولے میں بٹھلا کر اوپر کو لے گئے اور نظر سے غائب ہو گئے' تھوڑی دیر بعد ان کو لے آئے میرے دریافت کرنے پر ان دونوں عورتوں نے بتایا کہ ہم اپنے لڑکے کی شادی کرنے گئے تھے' مگر ہوئی نہیں' اس کے بعد اس جوان نے مجھ سے کہا کہ اب تم چلو' اور میں اس وقت وضو کر رہی تھی' یا نماز پڑھ رہی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی اور ان دونوں عورتوں کو میں پہنچانتی نہیں نہ ان کو کبھی دیکھا' یہ خواب خاکسار نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا۔ ایک ماہ ہوا جب دیکھا تھا' بعض مجبوریوں سے اب تک خدمت شریف میں عرض نہ کر سکی۔

جواب: شادی کے لائق ہونا لڑکے کا' قرینہ اور اشارہ ہے بالغ اولاد کی طرف جو جوانی میں مر جائے اس پر بھی والدہ کو اجر ملتا ہے مگر چونکہ ابھی اس کا ہی معاملہ مکمل نہیں ہوا ہے اس لئے اتنا اجر نہیں ملتا جتنا نابالغ کے مرنے پر۔ اللہ تعالیٰ نے بچی کے انتقال پر بشارت و تسلی دی ہے کہ اس کا اجر زیادہ ہے اور وہ جوان فرشتہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

چند متفرق
اصلاحی خطوط

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تالیفات میں موجود منتشر اصلاحی جوابات جو کہ سائل کی اصلاح کیلئے لکھے گئے انہیں افادہ عام کیلئے یکجا کر کے جزو کتاب بنایا گیا ہے (مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک رئیسہ کے تکبر کا علاج

حضرت تھانوی کو بحالت سفر چونکہ مختلف المزاج لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا اس لئے ہر ایک کے مرض کا علاج روحانی بھی مختلف ہوتا تھا۔ ایک دیندار رئیسہ نے دارالطلبہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور تیار کرایا۔ اور اس کے افتتاحی جلسہ کی تاریخ مقرر کر کے مہتمم صاحب کو لکھا۔ کہ اپنے مدرسہ کے سرپرستوں اور دیگر اراکین کو اطلاع کے ساتھ حضرت کو بھی شرکت کی دعوت دی تو آپ نے بدیں وجہ شرکت فرمانے سے انکار کر دیا کہ:

"ان کو اس حاکمانہ لہجہ میں بلانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اس طرح حکمنامہ بھیج کر بلانا خلاف تہذیب ہے یہ بھی کوئی بلانے کا طریقہ ہے۔ میں نہیں آؤں گا کیا وہ کسی رئیس کو ایسے طریقہ سے دعوت دے سکتی تھیں؟"

مہتمم صاحب نے مدرسہ کی مصالح کی بنا پر تاویلاً اصرار کیا کہ یہ ان رئیسہ کا فعل نہیں اس کے میر منشی کا ہے اس پر حضرت نے لکھا:

"پھر بھی یہ شکایت ہے کہ اس معاملہ کو بالکل میر منشی ہی پر کیوں چھوڑ دیا۔ مسودہ خود دیکھ کر منظوری دیتیں جس طرح حکام کے دعوت ناموں میں اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے بلانے پر تو اب میں نہیں آؤں گا البتہ اگر آپ حکم دیں تو جوتیاں چٹخاتا ہوا سر کے بل حاضر ہوں گا۔ مگر رئیسہ سے نہیں ملوں گا نہ اس سے کوئی گفتگو بلاواسطہ یا بالواسطہ کروں گا۔"

مہتمم صاحب نے اس مشروط شرکت کو ہی غنیمت سمجھا اور حضرت کو تشریف آوری کے لئے لکھا۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ بڑا پر اثر وعظ فرمایا جس سے رئیسہ بھی متاثر ہوئیں۔ مگر وعظ فرمانے کے فوراً بعد حضرت کسی کو ملے بغیر یہاں تک کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو بھی ملے بغیر چلے آئے تاکہ کسی کو کچھ کہنے سننے یا اصرار کرنے کا موقع نہ ملے رئیسہ کو بھی

اس واقعہ کا علم ہوگیا۔ اور انہوں نے پہلی دفعہ محسوس کیا کہ علماء میں بھی خوددار لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مدرسہ میں جو مٹھائی تقسیم کی تھی۔ اس میں سے اپنا حصہ حضرت کو اسٹیشن پر یہ کہلا کر بھیجا کہ یہ مٹھائی عام تقسیم کی نہیں خود میرے حصہ کی ہے۔ اس لئے ضرور قبول فرمائیں اور واپس نہ فرماویں چونکہ رئیسہ صاحبہ کو اپنے باطنی مرض کا احساس ہوگیا تھا۔ اس لئے حضرت نے وہ قبول فرمالی۔ اور اس طرح نہایت خوش اسلوبی سے حضرت نے علماء کو بنظر حقارت دیکھنے والی کا ایسا علاج فرمایا کہ پھر وہ علماء کی بڑی عزت کرتی رہی۔ (حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات ص ۱۶۵، ۱۶۶)

طبعی خوف ضعف ایمان کی علامت نہیں

سوال:۔ حضرت اقدس میری حالت بڑی ردی ہے۔ اندھیرے کمرے یا کوٹھڑی میں جانے سے بھی بہت ڈر لگتا ہے۔ شوہر گھر میں نہ ہوں تو اکیلی رہنے میں سخت ڈر لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر پر پورا ایمان اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں ہے۔ حضرت اقدس جواب فرمائیں کہ یہ دونوں باتیں کس طرح حاصل ہوں؟

جواب:۔ تعجب ہے ایسی موٹی بات میں غلطی: کیا طبعی خوف دلیل ہے تقدیر پر ایمان ضعیف ہونے کی؟ اپنے شوہر سے سمجھ لینا۔ (مکتوبات وملفوظات اشرفیہ ص ۱۶۵)

بدعتی پیر سے عقیدت مذموم ہے

ایک بی بی نے حضرت حکیم الامت سے رجوع کیا، پہلے وہ کسی بدعتی پیر سے بیعت تھیں۔ حضرت نے ان کو لکھا کہ "پہلے پیر سے اب عقیدت ہے یا نہیں" انہوں نے لکھا کہ محبت تو ہے مگر عقیدت نہیں۔ اس پر فرمایا اگر محبت ہو عقیدت نہ ہو تو کیا حرج ہے تیتر یا بٹیر پال لیتے ہیں ان سے محبت ہوتی ہے عقیدت تو نہیں ہوتی اگر بدعتی سے ایسا ہو تو کیا حرج ہے۔ بیچاری نے سچی بات لکھ دی ہے کہ محبت تو ہے لیکن عقیدت نہیں (حسن العزیز ج ۳ ص ۳۰۴)

غصہ کا علاج

سوال:۔ اگر کوئی مجھ کو معمولی بات کہے اور میری کسی غلطی سے متنبہ کرے تو اس سے بہت غصہ آتا ہے اور کسی کی معمولی بات کا تحمل نہیں کرتی ہوں اور گھر والوں میں سے جو کوئی مجھ کو کبھی غصہ سے کچھ کہے تو اس کو بھی ویسا ہی جواب دیتی ہوں جس سے دوسرے کی دل شکنی ہوتی ہے اور

غصہ کا اثر میرے دل میں دیر تک رہتا ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور جس سے غصہ ہوتا ہے اس سے بولنا نہیں چاہتی۔ حضرت والا! یہ مرض مجھ میں بہت پرانا ہے۔ اس کا علاج جواب فرماویں۔

جواب:۔ اس وقت بالکل سکوت کرو اور وہاں سے جدا ہو جاؤ کہ مغضوب کا سامنا نہ رہے اگر اس سے سکون ہو جاوے کافی ہے ورنہ بہ تکلف اس سے شفقت ونرمی کی بات کرو اگر ممکن ہو سکے اس کو کچھ ہدیہ دے دو۔ (اشرف المکتوبات ص ۶۷)

سوال:۔ حضرت اقدس مجھ میں غصہ زیادہ ہے۔ بچوں کو غصہ سے مارتی ہوں۔ حضرت اقدس علاج جواب فرماویں؟

جواب:۔ غصہ حق پر آتا ہے یا ناحق پر شق اول پر بقدر حق آتا ہے یا زیادہ اور صرف غصہ ہی آتا ہے یا غصہ پر عمل بھی ہوتا ہے اس عمل کی مثال بھی لکھو؟

سوال:۔ حضرت اقدس اللہ کے فضل سے ناحق غصہ تو نہیں آتا حق پر آتا ہے مثلاً چھوٹی لڑکی نے مٹی کھالی یا کسی بچہ نے جھوٹ بولا یا کسی کی چیز اٹھالی یا کوئی لڑکی ننگے سر باہر چلی گئی یا کوئی لڑکی شرارت کرے یا سبق یاد نہ کرے تب مارتی ہوں۔ مارتے وقت کمر پر تین چار تھپڑ کبھی پانچ مارتی ہوں۔ مارتے وقت غصہ بہت ہوتا ہے۔ بعد میں رنج ہوتا ہے کہ زیادہ مارا گیا۔

جواب:۔ دو سے زیادہ مت مارو۔ باقی سب ٹھیک ہے اور صرف کمر پر مارو اور گھونسہ اور لکڑی مت مارو۔ (مکتوبات وملفوظات اشرفیہ ص ۹۳۴ ص ۱۲۵)

جہیز میں آیا ہوا ناجائز سامان واپس کرنا ضروری ہے

سوال:۔ پنجاب میں جو ماں باپ اپنی لڑکی کو جہیز دیتے ہیں اس سے اس لڑکی کو مالک بنانا ہی مقصود ہوتا ہے لیکن وہ جہیز شوہر کے گھر جاتا ہے۔ تو شوہر یا شوہر کے ماں باپ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرتے ہیں اسی طرح میرے ماں باپ نے میرے بھائی کی بیوی کے جہیز میں سے کئی چیزیں ہمیں دی تھیں۔ خدا جانے اس وقت وہ خوش تھیں یا نہیں؟

جواب:۔ جائز نہیں کیونکہ غیر کی ملک تھیں اس کو ادا کرو اور ساتھ یہ مسئلہ بھی بتلا دو کہ اس کو جہاں سے بطریق ناجائز حاصل ہوئیں اس کو واپس کرے۔ البتہ اگر کوئی چیز بھائی کی بی بی کو خاص اس کے ماں باپ نے دی ہو وہ اس کی ملک ہے۔ اگر خوشی سے اس کو معاف کرے، صرف وہ معاف ہو سکتی ہے۔

سوال:۔ حسب جواب میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤں گی۔

جواب:۔ حضرت اقدس: شاباش

سوال:۔ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جہیز کا اکثر حصہ محفوظ ہے۔ صرف ایک زیور کی قیمت کے برابر خرچ ہوا ہے۔ اس کے بدلے اپنا زیور دے دوں گی۔ یہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ تھوڑا ہی دینا پڑا۔

جواب:۔ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے خوش ہونا ہی چاہئے کہ دنیا وآخرت کے خسارے سے بچالیا۔

سوال:۔ اگر زیادہ دینا پڑتا تو نفس کو بہت دکھ ہوتا۔ (اور نفس پر شاق گزرتا) دنیا کے مال کی محبت بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اس کا علاج جواب فرماویں۔

جواب:۔ یہ مرض نہیں بلکہ اس میں حکمتیں ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر رنج طبعی ہو تو عمل کرنے میں مجاہدہ نہ ہو۔ مجاہدہ سے اجر بڑھتا ہے۔ محبت مال وہ مذموم ہے کہ وہ محبت عمل سے روک دیتی۔ اور چونکہ نیت کرلی تھی کہ باوجود زیادت مقدار کے بھی عمل کریں گے اس نیت کے سبب مجاہدہ کا ثواب بھی ملے گا۔

سوال:۔ اگر مقدار زیادہ ہوتی دل ضرور خراب ہوتا۔

جواب:۔ وہ خرابی رنج طبعی ہوتا۔ جس پر ملامت نہیں امر فطری ہے جس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

سوال:۔ میرے شوہر صاحب مستعمل جہیز کے بدلے میرا زیور لے کر بھائی کی اہلیہ کے پاس گئے اور ساری بات سمجھا کر زیور پیش کردیا اور یہ بتایا کہ باقی سارا جہیز محفوظ پڑا ہے۔ جلد واپس پہنچا دیا جائے گا۔ میرے بھائی کی بی بی نے کہا، مجھے سلطان بی بی (میری اہلیہ سلمہا کا نام) سے بہت محبت ہے۔ اب میں کچھ بھی واپس نہ لوں گی۔ سارا جہیز میرے ماں باپ نے مجھے دیا تھا، اب میں نے دل سے معاف کردیا۔ بہت کچھ کہا لیکن اس نے زیور نہیں لیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے خوشی سے معاف کردیا۔ میرے شوہر صاحب اس معاملہ میں مجھ سے ایسے خوش ہوئے کہ ایک اور زیور مجھے انعام میں دیا۔ میں نے اللہ کا شکر کرتے ہوئے قبول کرلیا۔

جواب:۔ دونوں نعمتیں ہوئیں، دنیا کی بھی، دین کی بھی، مبارک ہو،

سوال:۔ دل بہت خوش ہوا کہ میرا زیور بچ گیا اور انعام بھی ملا۔ اس سے مال کی محبت کا شبہ ہوا۔

جواب:۔ یہ محبت مضر نہیں، کیونکہ نعمت کا شکر ہے۔ (مکتوبات وملفوظات اشرفیہ ص ۳۸ ص ۴۲)

دستور العمل نسواں

جب مستورات کی رجوعات زیادہ بڑھیں تو حضرت نے ایک دستور العمل ایسا تجویز

فرمایا جو ہر بی بی کو بتا دیا جاتا ہے اس کی نقل یہ ہے۔

۱- بعد عشاء تہجد چار رکعت۔

۲- اگر طبیعت متحمل ہو تو بعد تہجد پانچ تسبیح لا الٰہ الا اللہ کی اور درمیان میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑھایا کرو پھر بتدریج ایک ایک تسبیح بڑھایا کرو اور دس تسبیح تک پہنچاؤ جہاں تک تحمل ہو۔

۳- دوسرے وقتوں میں جب یاد آ جائے استغفار یا درود شریف پڑھتی رہیں۔

۴- بعد نماز پنجگانہ ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔

۵- میری کتابوں میں سے بہشتی زیور اور اصلاح الرسوم پوری دیکھ کر پابندی رکھیں اور تسہیل المواعظ کی جلدیں منگا کر روزانہ دیکھا کریں۔

۶- سب گناہوں سے اور خصوصاً زبان کے گناہوں سے سخت پرہیز رکھیں۔

۷- اگر کبھی کبھی اپنے حالات سے اطلاع دی جائے تو ان شاء اللہ سلسلہ تعلیم جاری رہے گا (حسن العزیز ج ۳ ص ۳۸)

لاپرواہ شوہر کو مطیع کرنے کی تدبیر

سوال:۔ ایک عورت نے حضرت والا کی خدمت میں لکھا کہ میرا شوہر فلاں عہدہ پر ہے اور میری جانب سے بالکل لاپرواہ ہے۔ جو برتاؤ مرد اور عورت منکوحہ میں ہوتا ہے وہ نہیں بلکہ ایک داشتہ عورت رکھے ہوئے ہیں جو میرے مکان سے بیس قدم کے فاصلہ پر ہے شب کو وہاں سوتا اور میں اکیلی سوتی ہوں اور بے حد تنگدست ہوں۔ وہ عورت مجھ کو نکلوانا چاہتی ہے اور خادمہ شکل وصورت میں یکتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ میرے رب کو کیا منظور ہے۔ اب میرا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے ہو جاویں کہ میرے کہنے پر عمل درآمد کریں اور داشتہ عورت کو چھوڑ دیں کیونکہ آپ حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ہیں۔ اگر اس خادمہ کی حالت پر توجہ نہ کی تو میدان حشر میں آپ کا دامن پکڑ کر اپنے نانا میاں سے فریاد کروں گی۔ فقط خادمہ: بقلم خود۔

جواب:۔ السلام علیکم! تمہارا خط آیا اصل تدبیر دو ہیں۔ ایک خدمت اور اطاعت اور خوشامد، دوسری دعا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اصل تدبیر تو یہ دو ہیں باقی شاید تم عمل وظیفہ چاہتی ہو سو میں عامل نہیں مگر یہ بزرگوں سے سنا ہوا لکھے دیتا ہوں بعد عشاء ۱۱۱ سو بار یا لطیف یا ودود مع اول و آخر درود شریف ۱۱ بار پڑھ کر دعا کیا کریں۔ اب ایک دو نصیحت لکھتا ہوں۔ (تم کو چاہئے تھا کہ گھر کے کسی مرد سے خط لکھواتیں غیر مرد کو خط لکھنا مناسب نہیں۔ (۲) خط

میں اپنی شکل وصورت کی تعریف لکھنا تہذیب کے خلاف ہے۔ (۳) جس سے اعتقاد ہو اس کو ایسی بات لکھنا کہ میں حضرت میں دامن گیر ہوں گی بہت بدتمیزی ہے پھر یہ تمہارے قبضہ کی بھی بات نہیں اور جس بات پر دھمکی دی ہے وہ میرے بھی قبضہ کی بات نہیں۔ (۴) پھر جواب کے لئے ٹکٹ بھی نہیں بھیجا۔ (کمالات اشرفیہ)

سوال:۔ ایک میرے رشتہ دار کا کسی عورت سے ناجائز تعلق ہے اور وہ اپنی بیوی کی طرف مخاطب نہیں بلکہ سخت ایذا پہنچاتا ہے اور والدین سے الگ ہوگیا ہے براہ مہربانی اس کی بیوی کی حالت پر رحم فرما کر کچھ تجویز عطا فرمائیں۔

جواب:۔ ان صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں ان کی بیوی سے کہہ دیجئے کہ بعد عشاء گیارہ سو مرتبہ یا لطیف یا ودود اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھ کر شوہر کے مہربان ہونے اور اس ناجائز تعلق سے نفرت ہونے کے لئے دعا کریں۔ (ریاض الفوائد)

بشارات منام

حضرت کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس قدس سرہ العزیز کی رفعت وعلوشان کے ثبوت کے لیے حضرت کی خدمات دینیہ جو آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں اور مشہور زماں ہیں بالکل کافی ہیں کسی مزید دلیل وشاہد کی حاجت نہیں۔ بمصداق ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ بالخصوص خواب جیسی ظنی چیز جس کے متعلق خود حضرت اقدس ہمیشہ فرمایا کرتے تھے

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ۔۔۔ چو غلام آفتابم ہمہ زا آفتاب گویم

ہمارے حضرت تو ماشاء اللہ آفتاب تھے اور اس آفتاب ہی کی باتیں اکثر سناتا بھی رہا ہوں اور ان شاء اللہ سناتا رہوں گا لیکن اب ان سے فارغ ہو کر محض بطور تفریح طبع خدام بارگاہ والا جس کی اس غم میں ضرورت بھی ہے بعض صلحا کے چند خواب بھی نقل کرتا ہوں، کیونکہ باوجود حجت نہ ہونے کے حدیث شریف میں سچے خوابوں کو مبشرات فرمایا گیا ہے اور ان میں حسب ارشاد حضرت والا بالطبع اور بالخاصہ اقناعیت کی شان ضرور ہوتی ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ اثر مشاہدہ ہے۔ چنانچہ خود حضرت اقدس نے بھی بعض خاص شان کے جواب نقل کرائے ہیں اور اس سلسلہ کا نام، صدق الرویا ہے اسی میں سے ایک خاص شان کے خواب کی نقل سے ابتدا کرتا ہوں۔

ایک خادمہ رئیسہ نے حضرت اقدس کی وفات سے چھ ماہ قبل جبکہ اس قسم کے خیال کی کوئی

وجہ بھی نہ تھی ایک خواب دیکھا جو مع جوابات حضرت والاؒ اصدق الرؤیا سے نقل کیا جاتا ہے۔

خواب: میں نے دو تین دن ہوئے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ پر گئی ہوں وہاں پر کسی تقریب کے سلسلہ میں فرش فروش اور سامان وغیرہ موجود ہے مگر وہ تقریب ختم ہو چکی ہے اور سامان وغیرہ اٹھایا جا رہا ہے کوئی شخص موجود ہیں میں نے ان سے دریافت حال کیا ہے تو انہوں نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے تھے، کچھ فرمایا تو اس شخص نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مولانا اشرف علی کو غروب ہوتا ہوا آفتاب سمجھو، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عمر بڑھادے گا۔ مگر جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے دل کو ایک گونہ پریشانی ہے۔

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں اس میں کوئی لفظ قریب زمانہ کا نہیں اور اگر کوئی ایسا لفظ اس میں مان لیا جائے تو قرب کی کوئی حد نہیں۔ قرآن مجید میں قیامت کو قریب فرمایا ہے جس کا اب تک بھی وقوع نہیں ہوا اور ممکن ہے کہ مقصود اس عنوان سے یہ مشورہ دینا ہو کہ دین حاصل کرنے میں دیر نہ کی جائے، اس قرب کا خیال رکھا جاوے۔ یہ تو خواب کے معنی میں گفتگو تھی، ایک شبہ کا جواب باقی ہے کہ امتی کو آفتاب فرمانا اور صحابہ کو نجوم فرمانا اس سے امتی کی تفضیل کا شبہ نہ کیا جاوے، وجہ تشبیہ دونوں جگہ جدا جدا ہیں، نیز صحابہ اور نجوم میں تعدد مشترک اور اس اُمتی اور آفتاب میں توحد ہے یہ تفاوت کی وجہ سے دونوں تشبیہوں میں، ورنہ دوسری حدیث میں صحابہ کو انبیاء سے اور ملائکہ سے بھی تشبیہ دی گئی ہے جن کے سامنے آفتاب بلکہ آسمانوں کو بھی کوئی حقیقت نہیں، پھر اس شبہ کی کیا گنجائش ہے۔ ۲۰ محرم ۶۲ھ

۲۰ محرم کا یہ جواب اور خط میں اس رئیسہ نے لکھا کہ دو تین دن ہوئے خواب دیکھا۔ حضرت اقدس نیم روزہ جواب دے دیا کرتے تھے۔ دو دن خط کے پہنچنے میں لگے ہوں گے تو ۱۸ کا خط ہوگا۔ اس سے دو تین دن پہلے وہی ۱۵/۱۶/۱۵ محرم حساب سے تاریخ خواب کی نکلتی ہے اور ۱۵/۱۶/۱۵ رجب ہی کی شب کو حضرت اقدس نے رحلت فرمائی، اس حساب سے پورے چھ مہینے پہلے کا خواب ہے اور سبحان اللہ کیا صریح خواب ہے۔ جس میں حضرت اقدس کو آفتاب فرمایا گیا ہے۔ اس وقت پھر اوپر والے شعر کے صرف دوسرے مصرعہ کو اس آفتاب کی تشبیہ مبارک مقرر پڑھ لینے کو جی چاہتا ہے۔

ع چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

حضرت اقدس کے دست مبارک کا لکھا ہوا ایک مفصل اور نہایت تسلی بخش تعزیت

نامہ گیارہ برس پہلے کا لکھا ہوا ایک صاحب نے بھیج دیا جو حضرت اقدسؒ کے مجاز صحبت بھی ہیں اور اہل برادری میں سے بھی ہیں وہ اس زمانہ میں لندن میں تعلیم پا رہے تھے کہ ان کے والد ماجد کا یہاں وطن میں انتقال ہو گیا۔ یہ گویا غیب سے اللہ تعالیٰ نے خود حضرت اقدسؒ کا مضمون تعزیت ہم غم زدہ خدام کی تسلی کے لئے بھجوا دیا جس کو گھر گھر پڑھا گیا متعدد نقلیں لی گئیں اور باہر بھیجی گئیں۔ اتنی مقبولیت دیکھ کر مکتوب الیہ صاحب کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مزید تسلی واطمینان کے لئے اس کا عکس لے کر بلاک تیار کرالیا جائے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس تعزیت نامہ کی نقل اور منجانب مکتوب الیہ صاحب اس کا عکس بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے امید ہے کہ اس کا مضمون نہایت سبق آموز اور تسلی بخش ہوگا۔ نیز خود حضرت اقدسؒ نے جس بے تعلقی اور بے رغبتی سے اس سرائے فانی میں زندگی بسر فرمائی اسکو بھی ظاہر کردے گا۔ علاوہ بریں حضرت اقدسؒ کے حکیم الامت ہونے کی شان بھی نمایاں ہو جائے گی کہ کس حسن ولطافت سے اور کس موقع ومحل کی ضرورت کے موافق تعزیت فرمائی۔ ورنہ اتنی دور پردیس میں نہ معلوم ان پر اس صدمہ کا کتنا اثر ہوتا اور وہ کہیں گھبرا کر وہاں سے قبل از فراغ ہی نہ چلے آتے یا اتنا لمبا سفر آمد ورفت کا بصرف زر کثیر نہ کر بیٹھتے۔ اب پہلے نقل ملاحظہ ہو پھر عکس کے کتاب کے ختم پر از اشرف علی عفی عنہ۔

عزیزم سلمہ السلام علیکم کئی روز ہوئے میں مدرسہ کو آرہا تھا، راستہ میں حافظ اعجاز کا چھوٹا بچہ مل گیا میں نے چھیڑ کے طور پر اس کو کچھ کہہ دیا، وہ بولا اللہ کرے بڑے ابا مر جاویں، اس وقت میں نے غور کیا کہ اس کلمہ کا مجھ پر کیا اثر ہوا سو الحمد للہ یہ محسوس ہوا کہ جیسے کوئی مسافر گھر کا عیش و آرام چھوڑ کر کسی ضرورت سے سفر میں ہو جہاں اس کو ہر طرح کی کلفت کا ہر وقت سامنا ہو اور کوئی شخص اس کو کہے خدا کرے تو اپنے گھر پہنچ جاوے۔ یہ کہنے والا خواہ کسی نیت سے کہے۔ لیکن اس سننے والے پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ظاہر ہے کہ خوش ہوگا کہ اس نے مجھ کو بہت اچھی دعا دی اور اگر اس نے بددعا کے قصد سے کہا ہوگا تو اس خوشی کے ساتھ اس کو تعجب بھی ہوگا کہ عجیب بے وقوف ہے کہ دعا کو بددعا سمجھ رہا ہے۔ بس بحمد للہ تعالیٰ وہی اثر اس وقت مجھ پر ہوا اور میں ہنسا کہ اس نے تو اپنے نزدیک انتہاء درجہ کی بددعا تجویز کی ہوگی مگر وہ واقع میں دعا ہے۔ تو یہ اثر جو مجھ پر ہوا یہ نتیجہ کس چیز کا تھا۔ صرف بزرگوں کی صحبت سے جو عقل و دین عطا ہوا تھا صرف اس کا اثر تھا۔ ورنہ طبعاً تو ایسی دعا سب ہی کو

ناگوار اور گراں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے دولتِ عقل و دین اس لئے عطا فرمائی ہے کہ ایسے مواقع میں ان دونوں کو طبیعت پر غالب رکھے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آنعزیز کو اللہ تعالیٰ نے دین بھی دیا، عقل بھی دی اور اہل اللہ کی صحبت بھی میسر آئی جس سے ان دونوں حالتوں میں کافی قوت اور اضافہ ہوگیا۔ تو اگر کوئی ایسا موقع ہو تو ضرور اپنے دین اور عقل کو طبیعت پر غالب رکھو گے۔ اب ایسے موقع کی اطلاع دیتا ہوں۔

آن عزیز کے والد ماجد جو طویل مدت سے علیل تھے اور جن کی علالت کی اطلاع گھر سے آنعزیز کو ملتی رہی۔ پس اس دار المشقۃ مسافر خانہ بلکہ برخار دشت کو چھوڑ کر اپنے آرامگاہ وطن اصلی آخرۃ کو روانہ ہوگئے۔ جس سے طبعاً آنعزیز متاثر ہوں گے اور یہ تاثر نہ عقلاً مذموم ہے نہ شرعاً۔ بلکہ علامت ہے محبت و تراحم کی جو کہ ہر مسلمان کے لئے ہر مسلمان پر حق ہے، خصوص جس سے زیادہ تعلقات ہوں۔ خصوص سرپرست اور مربی کے لئے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مطلوب ہے کہ عقل و دین کو طبیعت پر غالب رکھ کر راضی برضا اور مفوض بالقضا ہوں، نہ جزع فزع کریں نہ حدود سے متجاوز ہوں، دل پر قابو حاصل کر کے مرحوم کے ایصال ثواب سے مدد پہنچاویں۔ خواہ عبادت بدنیہ نوافل و تلاوتِ قرآن سے خواہ صدقہ مالیہ سے، جس قدر اور جس طریق سے سہل ہو۔ ممکن ہے کہ واقعہ قلب پر زیادہ اثر نہ کرے مگر ان کی فکر نجات طبیعت کو مشوش کرے۔ سو اس کے متعلق یہ بھی واقعہ ہے کہ مرحوم اگرچہ اعمال میں آزاد تھے لیکن عقائد و جذبات و ملکات اور سب کو نفع رسانی خصوص اہل دین کی عظمت واحترام کی رعایت اور ترحم و ہمدردی وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ان میں تھے جو حق تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے والے ہیں۔ پھر خود بیماری کی تکالیف بھی بروئے حدیث گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور اس سب سے قطع نظر اب ثواب بخشنے سے وہی نفع ہو سکتا ہے جو اعمال سے ہوتا۔ سو یہ زندوں کے ہاتھ میں ہے۔

غرض صبر جمیل سے کام لیں اور صبر ہی کا تتمہ یہ بھی ہے کہ محض اس واقعہ سے متاثر ہو کر اپنا نظام عمل نہ بدلیں کہ اپنا نقصان کرنے سے ان کو یا کسی کو نفع نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایسے فعل عبث سے کیا فائدہ۔ بس اپنا کام پورا کر کے وہاں سے آویں جیسا پہلے سے تجویز کر رکھا ہے اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔

از تھانہ بھون ۶ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ